سیرت النبی ﷺ

اسمائے گرامی کے تناظر میں

تسنیم کوثر

Marfat.com

سیرت النبی ﷺ

اسمائے گرامی کے تناظر میں

تسنیم کوثر

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Marfat.com

297.63 Tasneem Kausar
Seerat-un-Nabi: Asmaey Grami ke Tanazur Main/ Tasneem Kausar.- Lahore: Al-Faisal Nashran, 2017.
411p.

1. Swaneh I. Title Card.

ISBN 978-969-503-1051-3

297.9921
ت 51 س
۱۵۹۲۴۵

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

مارچ 2017ء
محمد فیصل نے
محبوب پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت:-/600روپے

AI-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore. Pakistan
Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

Marfat.com

انتساب

والدہ مرحومہ کے نام جن کے دم سے
میری زندگی میں روشنی تھی۔

Marfat.com

میرے ہاتھوں سے میرے ہونٹوں سے خوشبو جاتی نہیں
کہ میں نے اسمِ محمد ﷺ کو لکھا بہت اور چوما بہت

Marfat.com

منقیؐ صلی اللہ علیہ وسلم 357
مشہودؐ صلی اللہ علیہ وسلم 360
ناصرؐ صلی اللہ علیہ وسلم 362
ناہِ صلی اللہ علیہ وسلم 365
نذیرؐ صلی اللہ علیہ وسلم 369
ناطقؐ صلی اللہ علیہ وسلم 374
نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم 377
واعظؐ صلی اللہ علیہ وسلم 382
ولیؐ صلی اللہ علیہ وسلم 386
ھادِ صلی اللہ علیہ وسلم 389
ہاشمیؐ صلی اللہ علیہ وسلم 394
یتیمؐ صلی اللہ علیہ وسلم 396
یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم 400
کتاب نامہ 403

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ

''سیرت النبی ﷺ اسمائے گرامی کے تناظر میں'' ایک دلکش اور دلنشین کاوش ہے جو عشق شمع رسالت کے جذبوں سے سرشار ہو کر تحریر کی گئی ہے۔ اس کے ورق ورق پر آپ ﷺ کے اسمائے گرامی کی نورانی کرنوں کی جھلملاہٹ موجود ہے جو قاری کے قلب و روح کو منور کرتی ہے اور آپ کی سیرت پاک کے صدہا خوبصورت گوشے نمایاں کرتی ہے۔ حضور ﷺ کی محبت کے جذبوں میں ڈوب کر لکھی گئی اس تحریر کا علمی اور تحقیقی پایہ بھی بہت بلند اور معتبر ہے۔ کتاب کا مطالعہ پتہ دیتا ہے کہ مصنفہ نے شبانہ روز محنت، وسیع مطالعہ اور تحقیق کے بعد نبی اکرم ﷺ کے اسمائے گرامی کے تناظر میں آپ کی سیرت پاک کے اہم واقعات کو جمع کر دیا ہے۔ ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے علم میں وسعت، نگاہ میں بصیرت اور قلب میں حضور ﷺ کی محبت پیدا کرنے اور اسے فروغ دینے کا باعث ہوگا۔

آپ ﷺ کے اسمائے گرامی کے حوالے سے پہلے بھی قابل قدر کام ہوا، کتاب کے دیباچے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف علماء اور صوفیاء نے آپ کے اسماء گرامی کی تعداد مختلف بتائی ہے۔ بمطابق شمس الدین یہ تعداد 428 ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے مطابق 500۔ بمطابق مولانا محمد موسیٰ 804۔ بمطابق محمد مقصود الحسن مرزا 439 اور بمطابق بعض صوفیائے کرام یہ تعداد 1000 ہے۔ ان کے علاوہ مختلف ادوار میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ کے متعلق اہم کتب تصنیف کی گئی ہیں۔ ایک کتاب ''احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل'' علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی کی مرتب کردہ ہے۔ معروف سیرت نگار قاضی سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب ''رحمة للعالمین'' میں حضور ﷺ کے بعض صفاتی ناموں کے حوالے سے آپ کی سیرت پاک کے کچھ گوشے نمایاں کیے ہیں۔ عظیم صوفی درویش حضرت صوفی برکت علی رحمۃ اللہ کی کتاب ''اسماء النبی الکریم ﷺ'' بھی بہت اہم ہے جس میں حضور ﷺ کے تقریباً 1202 اسماء مبارکہ درج ہیں۔ مولانا غلام حسین عاصم ماتریدی نے اپنی کتاب ''شرح اسماء الحسنیٰ مع شرح اسماء المصطفیٰ'' میں 104 اسمائے رسول کریم ﷺ تحریر کیے ہیں۔ ابو مظہر علی اصغر چشتی نے اپنی کتاب ''شمیم رسالت'' میں 100 اسماء النبی درج کیے ہیں۔ پیر طریقت تنویر المصطفیٰ قادری اویسی کی کتاب ''نور العین فی اسمائے جد الحسنین'' 7200 اسمائے نبویہ کا قابل قدر اور دلکش مرقع ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خالق و مالک کائنات کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کی ہستی اور شخصیت ہی بزرگ ترین

Marfat.com

اور عظیم ترین ہے۔ان کی عظمتوں کا احاطہ کرنا ان کی عقل وفہم اور علم سے ماورا ہے۔ان کی صفات ان گنت ہیں اسی طرح ان کے صفاتی نام بھی لاتعداد ہیں جن کا حتمی طور پر تعین کرنا ممکن نہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ان تمام خوبیوں کے جامع ہیں جو موجب محبت ہوتی ہیں۔زیر نظر کتاب میں بھی آپ ﷺ کے اسمائے گرامی کے حوالے سے بہت سی خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے۔اس کے مطالعے سے یقیناً قارئین کے دلوں میں رسول کریم ﷺ کی محبت میں اضافہ ہوگا۔

مصنفہ کی محنت اور تحقیق قابل صد ستائش ہے۔میری دلی دعا ہے کہ اللہ کریم مصنفہ کی کاوشوں کو قبول فرمائیں۔ان کی کتاب کو قبولیت عام نصیب ہو اور اللہ کریم انہیں دنیا وآخرت میں خیر اور فلاح عطا فرمائیں۔آمین

جسٹس (ر) میاں نذیر اختر
سابق جج لاہور ہائیکورٹ، لاہور
سابق امین پنجاب بیت المال، لاہور
سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

Marfat.com

تقریظ

کسی بھی وجود کی شناخت کیلئے نام رکھا جاتا ہے۔عربی زبان میں نام کو اسم کہتے ہیں۔اسم ہی کی بدولت اشیاء معروف ہوتی ہیں۔معرفت اشیاء کیلئے اسم ہی وسیلہ بنتا ہے۔اہل شعور خوبصورت اسماء کو تلاش کرتے ہیں۔ خالق لاشریک نے اپنے تعلق و معرفت کیلئے اپنے اسم کو بہت ہی زیادہ اہمیت دی ہے۔کتاب ہدایت کو پڑھنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی اہمیت کا انکار کیسے ممکن ہے؟

اسم کی برکات اور اثرات کا مسلمہ فکر ہمارے ذہنی ماحول کو پوری طرح سے متاثر کرتا ہے۔اچھے نام کے اچھے اثرات اور شدید و غلیظ اسماء کے اثرات بھی ناخوشگوار کیفیات کو بڑھاتے ہیں۔

اگر خالص دینی و ایمانی نقطۂ نظر سے اسم کی اہمیت کا جائزہ لیا جائے تو ایک طویل گفتگو کا وسیع ترین باب کھلتا ہے۔اس کیلئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ مالک واحد لاشریک اپنے اور بندے کے تعلق کیلئے دعا کا قرینہ ارشاد فرماتا ہے۔اپنی ذات سے مکالمہ کیلئے طریق دعا ہی کو مقبول ترین ذریعہ فرماتا ہے۔

کہ مجھ سے دعا کرو اور میں تمہیں جواب دوں گا۔

دعا بھی ایک بہت بڑی عبادت بلکہ جوہر عبادت ہے۔اہتمام دعا اور سلیقہ دعا کے نظم و قبولیت کیلئے جو حکم جانفزا سنایا گیا وہ ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے خوبصورت خوبصورت نام ہیں،ان ناموں کا واسطہ دے دیکر اس سے دعا کیا کرو۔

اسم خداوندی تو اعتبار ایمان کا زینہ اول ہے اور اعتماد ایمان کا زینہ اول اسم رسالت پناہ ﷺ ہے۔جب زبان سے اقرار ایمان کی اسم تسلیم و قبول ادا کی جاتی ہے تو اسم اللہ اور اسم محمد ﷺ ہی کو مرکز اقرار و تصدیق جان کر زبان کی شرینی اور قلب کی روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔پورے کلمہ طیب کا مقصود ہی یہ دو اسماء مبارکہ ہیں۔

لا اله الا اله محمد رسول الله ﷺ

اسم محمد ﷺ معبود اور عباد کے درمیان وسیلۂ ایمان ہے۔اور عملی زندگی میں روشنی کا دائمی منبع و مصدر ہے۔ حسن حیات کا ضامن ہے اسی لیے ہدایت قرآنی ہے کہ لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنه

یہ کہ بالیقین رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں تمہارے لیے خوبصورت نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم رہبر عالم ﷺ کو مختلف ہدایتی مناصب پر فائز فرمایا ہے اور یہ مناصب انسانیت کیلئے بلند ترین ہدایت کا مرکز ہیں۔

Marfat.com

رسول ہدایت ﷺ کے وجود اقدس کو ذات احدیت کے فیضان خاص سے مزین کیا گیا ہے۔ اور فیضان کی عملی تفسیر کیلئے مختلف امور کا نگہبان بنایا گیا ہے۔ اپنے نام اقدس سے اپنے رسول ﷺ کے نام مبارک کو ملا کر رکھا۔

کہ برائے بلند و عزت اس کریم رسول ﷺ کا نام اپنے نام سے نکالا۔ محمد خود تو صاحب عرش محمود جل جلالہ ہے اور یہ محمد ﷺ محمود اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اس کا معنی تعریف کیا گیا ہے اور محمد ﷺ آپ ﷺ کا ذاتی اسم مبارک ہے۔ اس کا معنی بار بار یعنی ہر وقت اور ہر جگہ تعریف کیا گیا ہے۔۔

رسول اکرم سید زمان و مکان کا ہر نام بلند بام ہے۔ ہر نام میں برکت ہے اور ہر نام میں ہدایت ہے اور ہر نام میں انسانیت کی پناہ، بقاء، عظمت اور رفعت کا سامان ہے۔ تمام ناموں کو جوڑیں تو پیغام لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ کی حقیقی تعبیر برآمد ہوتی ہے۔

محترمہ تسنیم کوثر نے اسماء رسول ﷺ کی تشریح کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ اسمائے رسول ﷺ کی برکت اور فیضان ہی سے حسن سیرت کے انوار جھلکتے ہیں اور اقبال کا نسخہ نجات ہی اس حقیقت کی تائید کرتا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

اسم اور مسمیٰ سے محبت و عقیدت ہی سے سیرت پر عمل قابل قبول راستوں کا پتہ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نسبت عشق محمدی ﷺ کی نعمت میں روز افزوں اضافہ فرمائے اور تقاضہ عشق کے اولیں مطالبہ ادب اور بہت زیادہ ادب کی توفیق عطاء فرمائے۔

دعا گو!

نذیر احمد غازی

Marfat.com

پیش لفظ

لرزیدہ، لرزیدہ، نم دیدہ، حضور برگزیدہ کے بابرکت ناموں کا مطالعہ کر رہی تھی۔ معاً دل میں اک کوندا سا لپکا روح کے تار جھنجھنا سے اٹھے ذہن میں اک ہلچل سی مچ گئی۔ روم روم پکار اٹھا۔ دل تقاضا کرنے لگا کہ اس رحمۃ العالمین، محب المساکین، سید العالمین، راہبر مسلمین، سرور آسمان وزمین، حاجت روائے یسر ویتیم، رشد و ہدایت کے امین کے نام نامی کی روشنی میں آپ ﷺ کے طرز عمل کے ان گوشوں کو صفحہ قرطاس پر اس طرح بکھیر دوں اس طرح نگیں کر دوں کہ آپ ﷺ کی جامع شخصیت کا شیشوں بھرا ایک ایسا جھروکہ سا بن جائے جس میں آپ ﷺ کی صداقت، حلم، صدق، برداشت، شجاعت، تواضع، خلق، حیاء، رحم، عفو، درویشی، حلیمی، بردباری، عبادت، ریاضت، خدمت اور تعلیمات کے عکس ہر طرف جھلملاتے نظر آئیں۔

اس دنیا میں جب کسی بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو ماں لاڈ پیار سے اس کے کئی نام رکھتی ہے کبھی چاند، کبھی تارا، کبھی دل کبھی جان، کبھی جگر کبھی جگر کا ٹکڑا، یہ سب انداز پیار کے ہیں۔ دنیاوی لاڈ کے ہیں ماں کے احساس کے ہیں۔ جذبوں کے اظہار کے ہیں۔ جب دنیا کے پیار کا یہ عالم ہے تو اس خدا اور اس کے محبوب نبی ﷺ کے پیار کا عالم کیا ہوگا۔

جب یہ محبوب اللہ پیدا ہوئے تو خدا نے اپنے پیار کا اظہار اس انداز سے کیا کہ تمام فضیلتوں سے نواز دیا تمام خصوصیات سے نواز دیا۔ تمام نبیوں کی خصوصی عادات کا مجموعہ بنا دیا اپنے محبوب نبی ﷺ کو آدم کے اخلاق نواز دیے، شیث علیہ السلام کی معرفت بخش دی، نوح علیہ السلام کی شجاعت عنایت کر دی، ابراہیم علیہ السلام کی دوستی دیدی، اسماعیل علیہ السلام کی قربانی نواز دی، صالح علیہ السلام کی خطابت بخش دی، لوط علیہ السلام کی حکمت سما دی، اسحاق علیہ السلام کی رضا سمو دی، یعقوب علیہ السلام کی بشارت پیدا کر دی، یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی ودیعت کی، یوشع کا سا جہاد پیدا کیا، موسیٰ علیہ السلام کی شدت بسا دی، ایوب کا صبر بخش دیا، یونس علیہ السلام کی اطاعت تھما دی، عیسیٰ علیہ اسلام کا زہد بھر دیا اور پھر آخری نبی ہونے کا حکم سنا دیا، اس پر اپنی محبت کا خاتمہ نہ کیا بلکہ پیار سے پیارے پیارے بہت سے نام رکھے انہی پیارے ناموں سے آپ کی سیرت جگمگا رہی ہے اور انہی اللہ کے پیار سے رکھے پیارے ناموں کی میں دیوانی آپ ﷺ کی سیرت کے نقش ونگار میں کھوئی کھوئی آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہی ہوں۔ (مولانا محمد طارق جمیل: ص، ۳۶، ۲۰۰۹)

قارئین کہاں میری اوقات اور کہاں یہ اعزاز۔۔۔ میری کہاں جرأت وہمت جو ہادی دو جہاں سرور

Marfat.com

کونین ﷺ کی ہستی مبارکہ پر خامہ فرسائی کروں۔ میری فہم وفراست کی کیا حیثیت جو آپ ﷺ کی سیرت وصفات کا احاطہ کر سکوں ۔ میرے شعور کی رسائی کی حقیقت کیا جو رہبر دو جہاں کی توجیہات کو پا سکوں میں کہاں اوران کے متبرک نام نامی ﷺ میری بساط ہی کیا میں تو کچھ بھی نہیں۔

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء

گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

محمد مصطفیٰ ﷺ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات گرامی اپنے اندر بھرپور خصوصیات کی، اکملیت کی، جامعیت کی وہ صفات رکھتی ہیں جن کی مثال نہیں۔ وصف کا وہ کون سا ایسا درجہ ہے جو ذات گرامی میں نہیں آپ ﷺ کے ہر نام کی خاصیت میں ذات مبارکہ کی سیرت بابرکت پنہاں ہے۔ ناموں کے پیچھے جھلملاتی آپ ﷺ کی سیرت واوصاف لکھنے کی جسارت کرتے وقت قلم لڑکھڑا رہا ہے۔ جانے ناچیز اپنی کم علمی، کم فہمی کی وجہ سے اس عظیم کام کو صحیح طور پر کر بھی سکے گی مگر اس دل کا کیا کیجئے کہ چاہے ہی گیا کہ اپنے ہاتھ سے ان مبارک ناموں میں حضور پاک ﷺ کی شخصیت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالوں۔

پور پور ڈوبی سو اس خواہش کی تکمیل میں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ لکھنے کی کوشش کی ہے ورنہ

تیریاں صفتاں اک سمندر کی کراں گی میں تحریر

جتھوں تیری شان شروع اے اوتھے میری عقل اخیر

اور وہ بھی اس نبی ﷺ کے ناموں کے بارے میں جن کے نام نامی قسطلانی ''مواہب'' میں اور باجوری ''حاشیۃ الشمائل'' میں کعب اخبار سے نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت کے نزدیک نبی علیہ السلام کا اسم گرامی عبدالکریم، اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، انبیاء کے نزدیک عبدالوہاب، شیاطین کے نزدیک عبدالقہار، جنات کے نزدیک عبدالرحیم، پہاڑوں میں عبدالخالق، صحراؤں میں عبدالقادر، سمندروں میں عبدالمہیمن، زندوں کے نزدیک عبدالقدوس، حشرات الارض کے نزدیک عبدالغیاث، درندوں میں عبدالسلام، جنگلی جانوروں میں عبدالرزاق، چوپاؤں میں عبدالمومن، پرندوں میں عبدالغفار، تورات میں ''موذ موذ'' انجیل میں ''طاب طاب'' دوسرے آسمانی صحیفوں میں عاقب، زبور میں فاروق، اللہ کے نزدیک طٰہٰ اور یٰسین، مسلمانوں میں محمد ﷺ، سبحان اللہ۔۔ اب بتائیں قارئین قلم کیسے احاطہ کرے بس اک کوشش ہی تو ہے ورنہ۔

علماء کرام نے آنحضرت ﷺ کے اسمائے گرامی کی تعداد مختلف بتائی ہے۔

شمس الدین نے اپنی کتاب درود شریف کے فضائل وآداب میں آپ ﷺ کے اسمائے گرامی کی تعداد چار سو اٹھائیس بتائی ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب ''البہجۃ السنیۃ فی الاسماء النبویہ'' کے عنوان سے ایک رسالہ تالیف کیا جس میں آپ ﷺ کے پانچ سو اسمائے گرامی تصنیف کئے ہیں اسی طرح امام

Marfat.com

المحد ثین، مولانا محمد موسیٰ نے اپنی کتاب ''البرکات المکیہ فی الصلوٰۃ النبویہ'' میں آپ ﷺ کے اسمائے گرامی کی تعداد آٹھ سو چار بتائی ہے۔ محمد مقصود الحسن مرزا نے اپنی کتاب ''صلو علیه وسلّمو تسلیما'' میں آپ ﷺ کے اسمائے گرامی کی تعداد چار سو اتالیس بتائی ہے اور بعض صوفیا نے کہا اللہ جل شانہ کے ایک ہزار نام ہیں اور نبی پاک ﷺ کے بھی ایک ہزار نام بتائے ہیں۔ میں نے بھی ننانوے صفاتی ناموں کے تناظر میں آپ ﷺ کی سیرت و فضائل کے پہلوؤں کو عیاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب کے موضوع کا حق ادا کرنے کا دعویٰ تو نہیں البتہ اس امر کی کوشش کی گئی ہے جو پیش کروں تحقیق کی کسوٹی پر پورا اترتا ہو۔ مآخذ تحقیق کتاب نامہ کے عنوان سے مصنفین کی ہجائی ترتیب کے ساتھ کتاب کے آخر میں شامل ہے۔ متن کتاب کے ضروری حوالہ جات، مصنف، سن اشاعت کے ساتھ درج ہے۔ حضور پاک ﷺ کے اسمائے مبارکہ کو ہجائی ترتیب سے لکھا گیا ہے۔

اس کتاب کی تکمیل میں علی عرفان شمسی کی نہایت ممنون ہوں جس نے میری حد درجہ مدد کی خدا اس کو اس دنیا اور آخرت میں اجر عظیم سے نوازے، آمین۔

میں اپنے بڑے بھائی محسن محمود کی ممنون خاص ہوں جنہوں نے کتاب کی تشکیل کے لئے ہر لحظہ مدد کی خدا ان کو بے پناہ اجر سے نوازے۔ آمین!

محترم طارق محمود صاحب لائبریرین قائداعظم لائبریری کی مشکور ہوں کہ انہوں نے مواد کی فراہمی میں میری ہر ممکن راہنمائی فرمائی۔

میں قابل صد احترام جسٹس (ر) میاں نذیر احمد کی بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر کتاب کو پڑھا اور اپنے قیمتی خیالات سے نوازا۔

محترم جسٹس نذیر احمد نے غازی کے حرف احساس سے نوازنے کا بھی بے حد شکریہ۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ دین و دنیا کی فلاح بخشے اور ان سب کی یہ مدد آخرت کے لئے ذریعہ نجات بنے۔ آمین!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرمائیں، میری کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف فرمائیں اور یہ کتاب میرے ماں باپ کیلئے میرے گھر والوں کے لئے اور میرے لئے اخروی اجر کا باعث بنے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

شجرہ نسب محمد ﷺ

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن عدنان بن اود بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عبر بن شالخ بن ارخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوع بن برد بن مہلیل بن قینل بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ (محمد بن اشفاق: ۱۹۹۴، ص: ۲۳۱)

صحیح البخاری میں آنحضور ﷺ کا نسب صرف عدنان تک مذکور ہے۔ یعنی عدنان بن عدد بن المقوم بن تارخ بن یشجب بن یعرب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ جن کا ذکر توراۃ میں بھی ہے ان میں سے قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی اور بہت پھیلی انہی کی اولاد میں عدنان ہیں اور حضرت محمد ﷺ انہی کے خاندان سے ہیں۔ (شبلی نعمانی: ۱۹۷۹، ص: ۱۶۰)

حاجی محمد ادریس نے نبی پاک ﷺ کا شجرہ اپنی کتاب ''خاندان نبوت'' میں یوں پیش کیا ہے:۔

حضرت آدمؑ

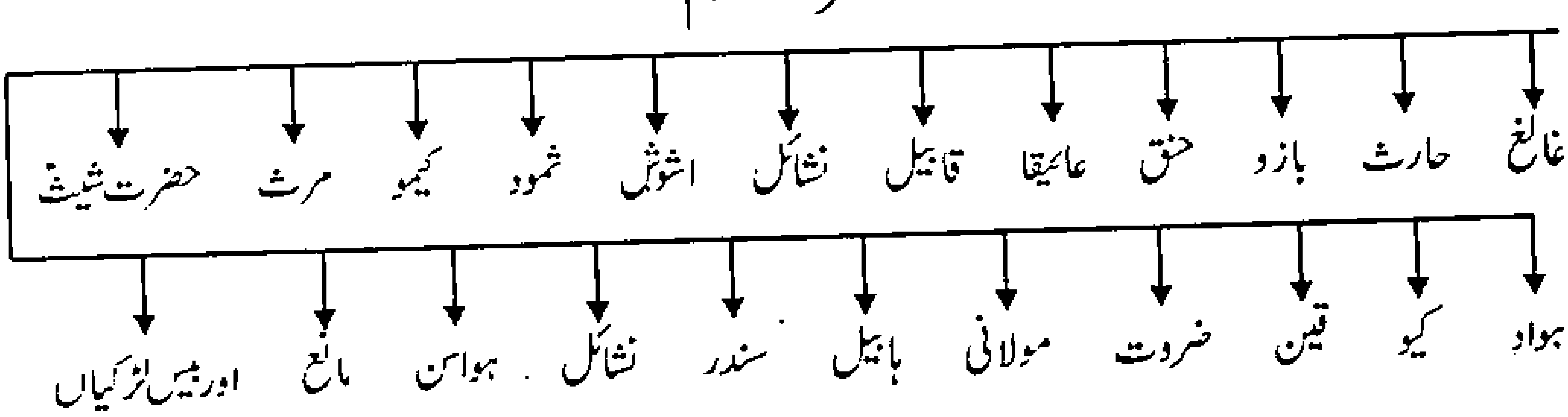

حضرت شیثؑ

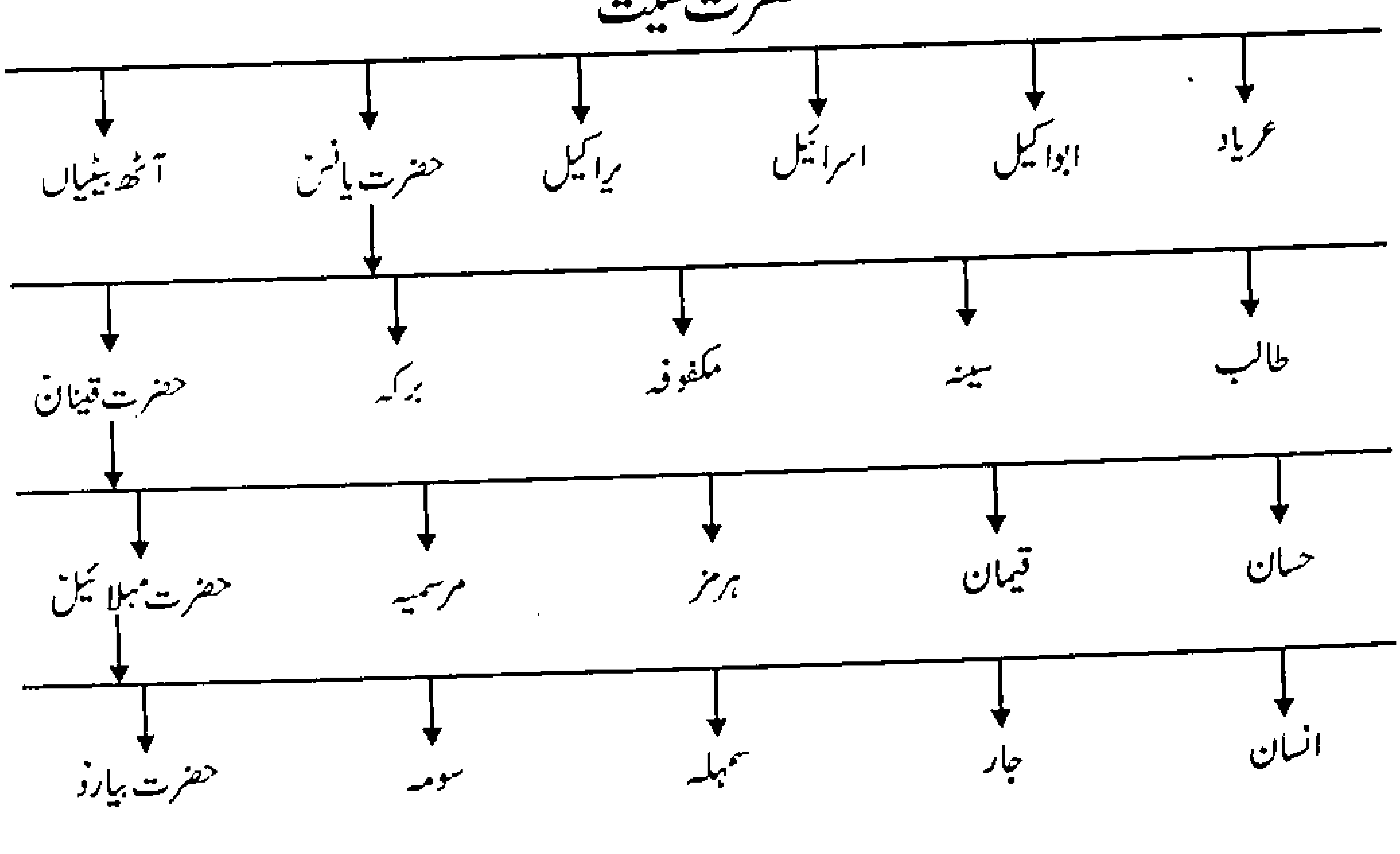

Marfat.com

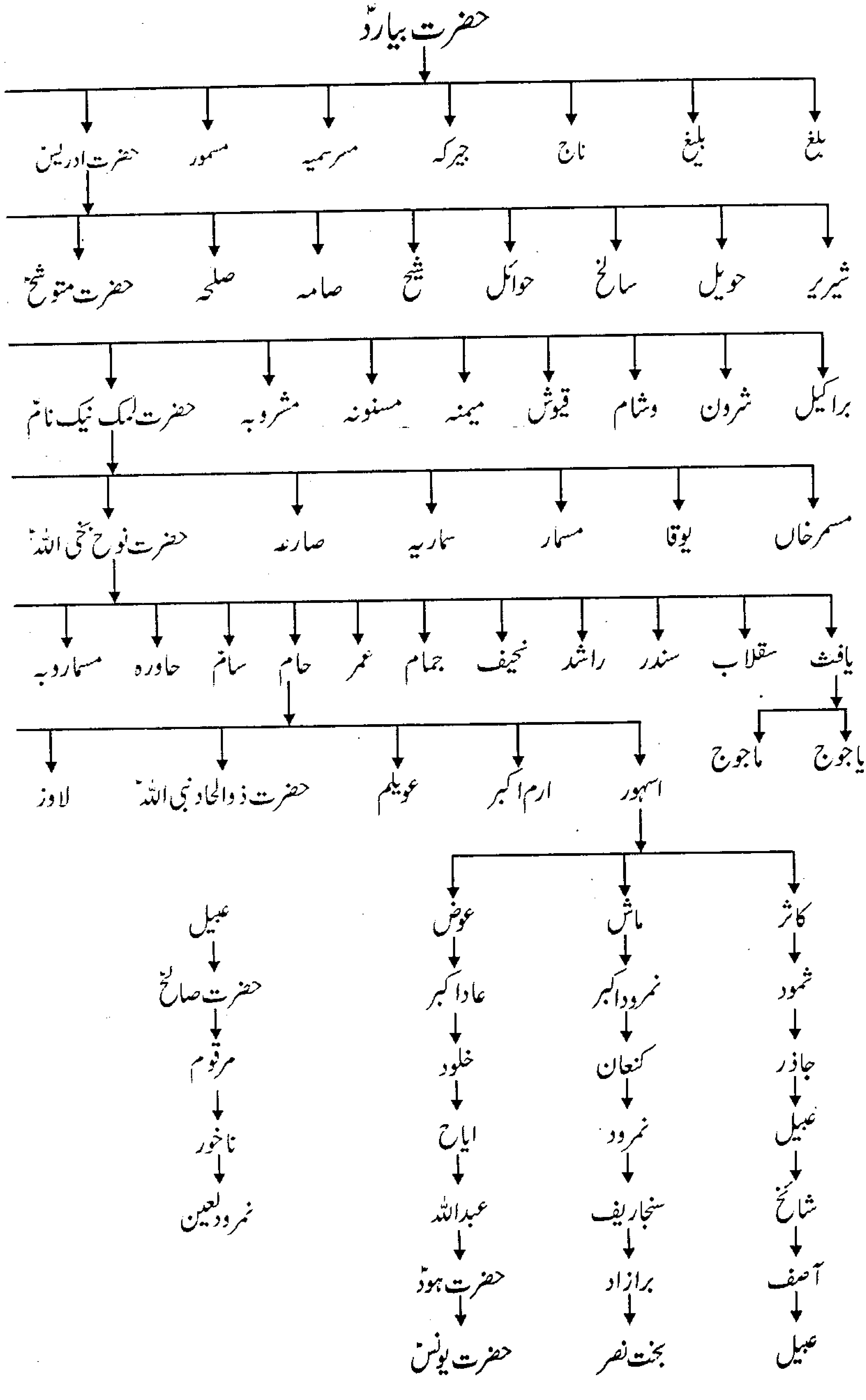

۱۵۹۲۴۵

Marfat.com

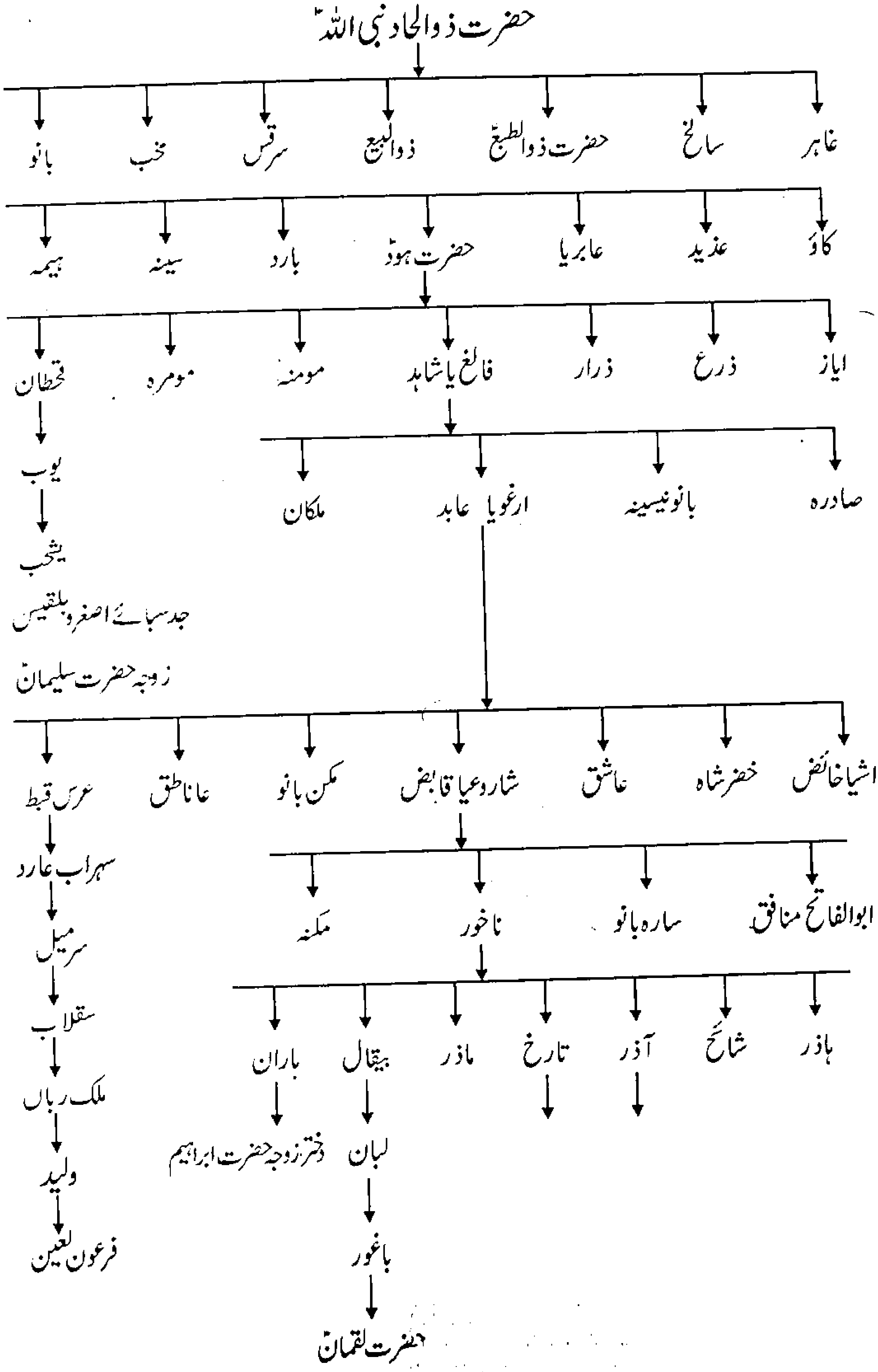
حضرت ذوالحاد نبی اللہ
غاہر
سائح
حضرت ذوالطبع
ذوالبیع
سرقس
مخب
بانو
کاؤ
عذید
عابریا
حضرت ہودؑ
بارد
سینہ
ہیمہ
ایاز
ذرع
ذرار
فالغ یا شاہد
مومنہ
مومرہ
قحطان
یوب
یشحب
جد سبائے اصغر و بلقیس
زوجہ حضرت سلیمان
صادرہ
بانو نیسینہ
ارغو یا عابد
ملکان
اشیا خائض
خضر شاہ
عاشق
شاروعیا قابض
مکن بانو
عاناطق
عرس قبط
سہراب عارد
سرمیل
سقلاب
ملک رباں
ولید
فرعون لعین
ابوالفاتح منافق
سارہ بانو
ناخور
ملکنہ
ہاذر
شائح
آذر
تارخ
ماذر
بیتال
باران
دختر زوجہ حضرت ابراہیم
لبان
باغور
حضرت لقمان

Marfat.com

باذر — شائخ — آذر — تارخ — ماذر — بیقال — باران

تارخ کی والدہ کا نام سیسکی بنت جوسان بن قیطان تھا۔
تارخ کی قبر مصر میں ہے۔

ناخور — حضرت ابراہیم خلیل اللہ — باران

باران ← حضرت لوطؑ

حضرت ابراہیمؑ کی والدہ کا نام ایلیہ بنت ہام بن شیبان بن یقتان تھا۔ پچاس سال کی عمر میں حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اور ایک سو اسی سال کی عمر میں حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔ حضرت اسماعیل کی والدہ کا نام حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسحٰق کی والدہ کا نام حضرت سارہؓ ہے۔ جبکہ تیسری بیوی کا نام حضرت قطورہؓ ہے۔ جن سے ''مدین، مدان، یقشان'' پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم کی عمر دو سو سال مرقد قدس میں ہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ (والدہ کا نام حضرت ہاجرہ)
حضرت اسحٰقؑ (والدہ کا نام حضرت سارہؓ)
مدین — مدان — یقشان (والدہ کا نام حضرت قطورہ)

Marfat.com

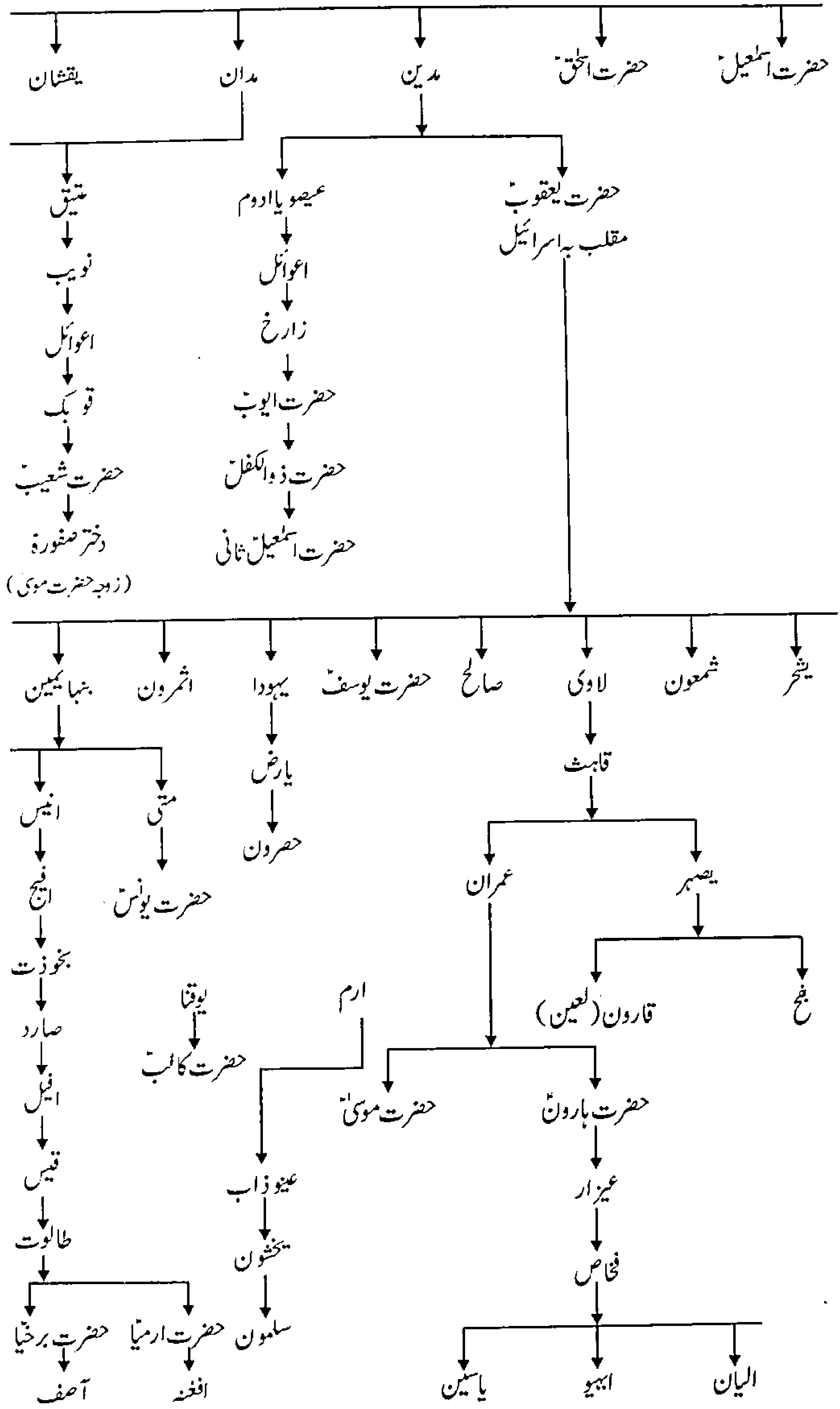
حضرت اسمٰعیلؑ
حضرت اسحٰقؑ
مدین
مدان
یقشان
حضرت یعقوبؑ
مقلب بہ اسرائیل
عیصو یا ادوم
اعوائل
زارخ
حضرت ایوب
حضرت ذوالکفل
حضرت اسمٰعیل ثانی
متیق
نویب
اعوائل
قوبک
حضرت شعیبؑ
دختر صفورة
(زوجہ حضرت موسیٰ)
یشجر
شمعون
لاوی
صالح
حضرت یوسفؑ
یہودا
اشمرون
بنیامین
قاہث
یصہر
عمران
نفج
قارون (لعین)
حضرت ہارونؑ
حضرت موسیٰؑ
عیزار
فخاص
الیان
ابیہو
یاسین
یارض
حصرون
ارم
عینوزاب
یخشون
سلمون
یوقنا
حضرت کالب
متی
حضرت یونس
انیس
ابیح
بخوزت
صارد
افیل
قیس
طالوت
حضرت ارمیا
حضرت برخیا
افغنہ
آصف

Marfat.com

الیان ↓ سوف ↓ یاو ↓ یابد ↓ یوم ↓ گنا ↓ حضرت شموئیلؑ

ابہیو ↓ (جد حضرت عزیزؑ)

یاسین ↓ حضرت الیاسؑ

سلمون ↓ عوبیدانمر ↓ ایشا ↓ حضرت داؤدؑ ↓ حضرت سلیمانؑ

حضرت اسماعیلؑ

↓

قیدار، نبیت، اوئیل، بسام، سمعا، دومہ، مشا، حدرتیمہ، طور، نفیس، قدمہ

قیدار ↓

عوام ← عوص اول ← مرہ ← سمائے ← زراخ ← ناجب ← معصر ← ایہام ↓

افشار ← عیسیٰ ← حسان ← عنقا ← ارعوا ← بلخی ← بحری ← ہری ← یسین ↓

حیران ← الرعا ← عبید ← عنف ← عسقی ← مامی ← ناحور ← فاحم ← کالح ↓

بدلان ← یلدارم ← حرا ← ناسل ← ابی العوام ← منساویل ← برد ← عوص دوم ↓

سلامان اول ← اہمیسع اول ← اوداول ← عدنان اول (۶۰۰ ق م) ← معد اول (۵۸۸ ق م) ↓

حمل

Marfat.com

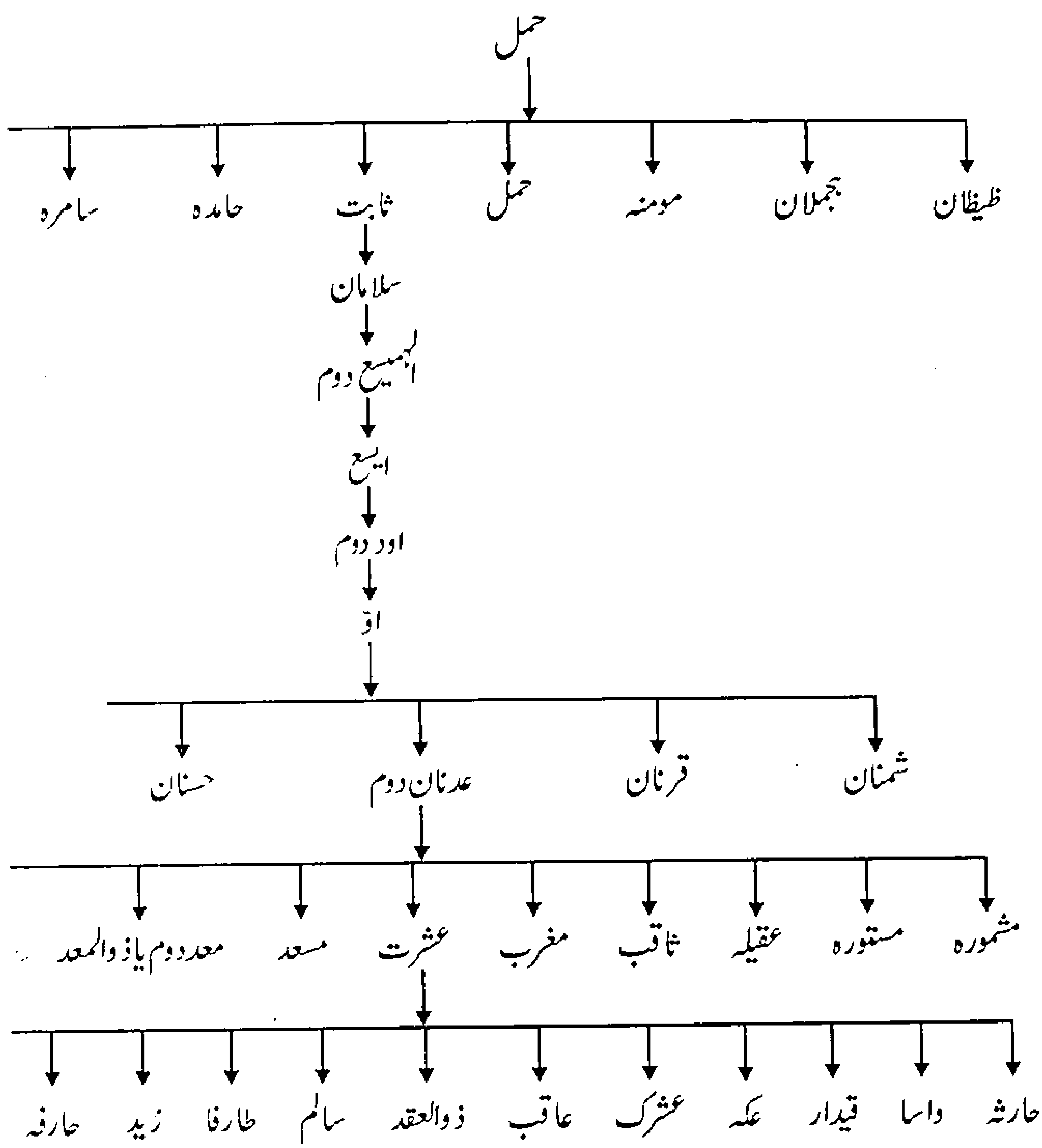

عدنان:۔ ان کی بیوی کا نام مہدد بنت لہم بن حلجب جدیس بن جاثر بن ارم تھا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے اجداد میں اکیسویں پشت میں ہیں۔ ان کا منجانب اللہ محترم ہونا اس طرح ثابت ہے کہ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کیا۔ تب آرمیا برخیا علیہ السلام نے بخت نصر کو بتا دیا تھا کہ وہ عدنان پر حملہ نہ کرے دیگر قبائل پر حملہ کرنے کی اسے من جانب اللہ اجازت ہے۔ بخت نصر نے عدنان کو چھوڑ کر دیگر قبائل پر حملہ کیا۔ نیز ان کو اسیر کر کے لے گیا اور وادی فرات میں لے جا کر آباد کیا۔ انہیں لوگوں نے عرب کی سلطنت قدیم انبار کی بنیاد قائم کی تھی۔

اولاد:۔ ۱۔ معد جن کا نام عمود نسب نبوی میں آتا ہے۔

۲۔ عک انہوں نے حجاز سے اٹھ کر یمن میں سلطنت قائم کر لی تھی۔

Marfat.com

معد:۔ ان کی بیوی کا نام معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمر بن برہ بن جرہم تھا۔ معانہ کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت الحارث بن الک بن عنم تھا۔ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ دوم کیا تو بنو عدنان یمن چلے گئے۔ مگر حضرت معد کو حضرت یرمیاؔ اپنے ساتھ شام کو لے گئے تھے۔ جب عرب سے بخت نصر کا دباؤ اٹھ گیا تب معد بھی عرب میں واپس آ گئے۔ انہوں نے بنو جرام کے خاندان کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ صرف جرہم بن جلہمہ باقی ہے تب انہوں نے اس کی دختر سے شادی کر لی جس سے نزار پیدا ہوا۔

فاضل عیسائیوں کی تحقیقات میں حضرت یرمیاہ (آرمیا) علیہ السلام کا زمانہ ۵۸۸ سال قبل مسیح ہے۔ چونکہ معد بن عدنان حضرت یرمیاہ علیہ السلام کے معاصرہ دوست ہیں۔ اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اور عدنان کے درمیان ۱۱۵۸ سال کا زمانہ ہے۔

نبی ﷺ سے عدنان تک ۲۱ پشتیں ہیں۔ پس ہر ایک پشت کا اوسط ۵۸ سال نکلا۔ چونکہ یہ شجرہ نہایت صحیح ہے اور حضرت آمیاہ علیہ السلام کے زمانہ کا تعین بھی صحیح ہے۔ اس لیے اس اوسط کی صحت میں شک نہیں۔

معد کی اولاد: نزار۔ قنص (اولاد قنصی کہلائی) ابن سعدؒ نے معد کے فرزند بھی یہ بتائے ہیں۔ قناصہ، سنام۔ عرف، عوف، شک، حیدان۔ حیدہ۔ عبید الرماح۔ جنید۔ جنادہ۔

نزار:۔ ان کی کنیت ابو ایاد ہے۔ ان کی بیوی کا نام سودہ بنت عک بن الریث بن عدنان تھا۔

اولاد: مضر۔ ایاد۔ دوسری بیوی کا نام خدالہ بنت وحلان جرہمی تھا۔

اولاد: ربیعہ۔ انمار۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا سلسلہ نسب ان سے ملتا ہے۔

مضر:۔ ان کی زوجہ کا نام رباب بنت حیدہ بنت معد تھا۔

بنو عدنان میں سے حجاز میں یہی سب سے بڑھ کر صاحب ثروت تھے۔ چونکہ باپ نے تقسیم میں تمام سرخ رنگ کی چیزیں (سرخ خیمہ دینار وغیرہ) ان کی تقسیم میں دی تھیں اسی لئے تاریخ میں ان کا نام مضر الحمرا مشہور ہے۔ مضر دین حنیف پر تھا۔

الیاس:۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ ان کی زوجہ کا نام لیلیٰ (خندف) بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قصاعہ تھا۔ لیلیٰ کی والدہ کا نام ضریہ بنت ربیعہ بن نزار تھا۔ شجرہ اولاد۔

Marfat.com

الیاس

- مدرکہ
- طانجہ
  - عد
    - مرد
      - تمیم
        اولاد بنو تمیم کہلائے
- قیس عیلان
  - سعد
    - غطفان
      اولاد بنو غطفان
      - اشجع
        اولاد بنو اشجع کہلائی
      - رائس
        - بعیص
          - ذبیان اولاد بنو ذبیان
            - فراز
              بنو فرازہ اسی سے ہیں
  - حفصہ
    - عکرمہ
      - منصور
        - ہوازن
          بنو ہوازن
          - بکر
            - سعد
              اس سے بنو سعد بکر ہیں نبی ﷺ کی دایہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا نسب نامہ اسی خاندان سے ملتا ہے۔
          - ثقیف
            اس سے بنو ثقیف ہیں
        - سلیم
          اس سے بنو سلیم ہیں

مدرکہ:۔ انکا اصلی نام عمرو تھا اور کنیت ابو ہذیل تھی۔ ان کی زوجہ کا نام سلمیٰ بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھا۔
اولاد: خزیمہ۔ ہذیل۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نسب گیارہ واسطوں سے ملتا ہے۔

خزیمہ:۔ ان کی کنیت ابوالاسد تھی اور ان کی زوجہ کا نام عوانہ ہند بنت سعد بن عیلان بن الیاس تھا۔ عوانہ کی والدہ کا نام وعد بنت الیاس تھا۔ شجرہ اولاد۔

Marfat.com

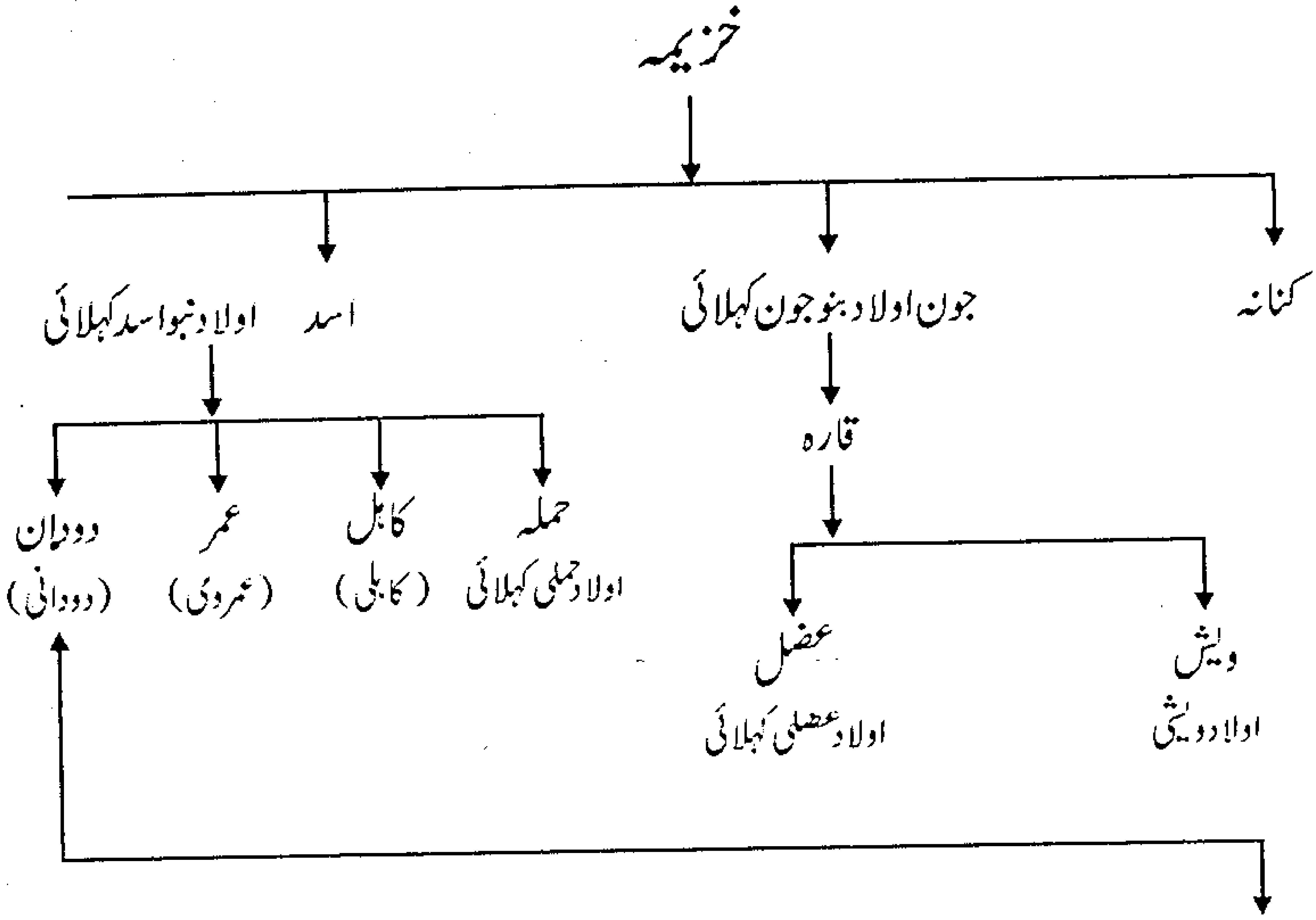

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ دودانی تھیں۔

کنانہ:۔ ان کی کنیت ابوالنصر تھی اور ان کی زوجہ کا نام برہ بنت مرّ بن او بن طانجہ (اخت تمیم بن مر) حضرت واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسمٰعیلؑ کو برگزیدہ کیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ میں سے بنو کنانہ کو برگزیدہ کیا۔ بنو کنانہ میں سے قریش کو برگزیدہ کیا۔ قریش میں سے بنو ہاشم کو برگزیدہ کیا۔ بنو ہاشم سے مجھے ممتاز فرمایا۔

شجرہ اولاد:

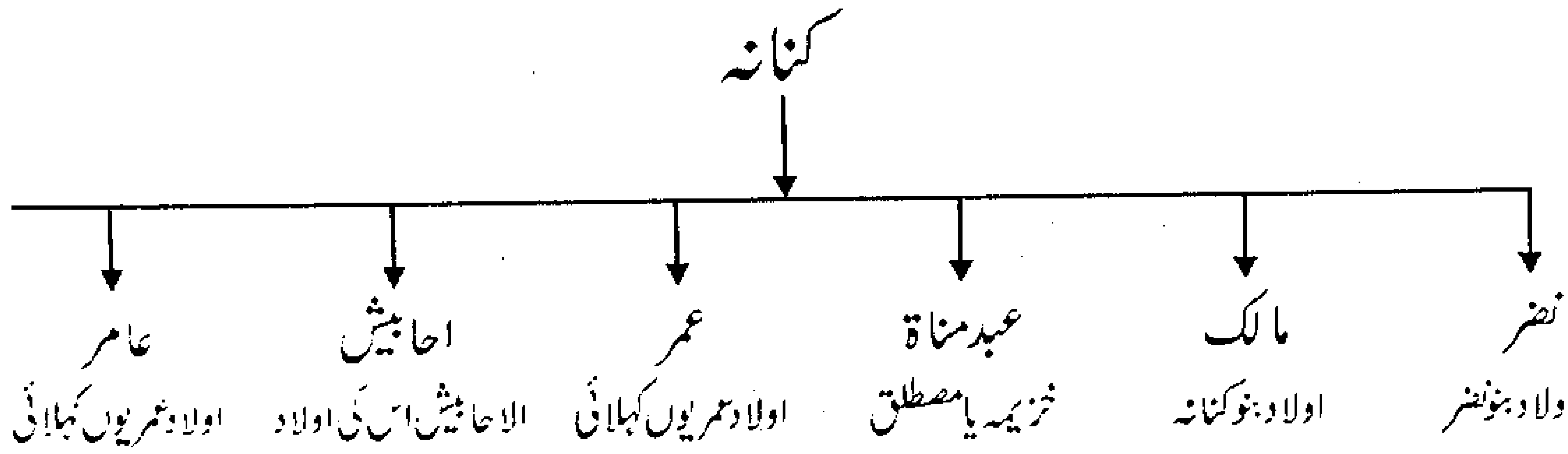

نضر:۔ ان کا اصلی نام تو قیس اور کنیت یخلد تھی۔ ان کی زوجہ کا نام عکرشہ بنت عدوان (حارث) بن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر تھا۔ خوبی حسن و جمال کی وجہ سے عرب ان کو نضر کہتے تھے۔

اولاد: مالک بنو مالک کہلائے۔

Marfat.com

مالک:۔ ان کی کنیت ابوالحارث تھی اور ان کی زوجہ کا نام جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض بن زید بن مالک جرہمی تھا۔ جندلہ کی والدہ کا نام ہند بنت الظلیم بن مالک بن الحارث جرہمی تھا۔

اولاد: فہر یا قریش۔ حرث اولاد مطیبین کہلائی۔

فہر:۔ لقب قریش ہے۔ ان کی زوجہ کا نام لیلیٰ بنت حارث بن تیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھا۔

لیلیٰ کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت طانجہ بن الیاس تھا۔

لغت عرب میں قریش ویل مچھلی کو کہتے ہیں۔ سمندر میں سب سے بڑا آبی جانور ہے۔ فہر کو اس لیے قریش کہنے لگے کہ عرب میں اس وقت تمام قبائل سے طاقتور اور عظیم الشان تھے۔

اولاد: غالب، محارب (بنی محارب)

غالب:۔ ان کی کنیت ابوتیم اور زوجہ کا نام عاتکہ بنت یخلد بن النظر بن کنانہ تھا۔

عاتکہ کی والدہ کا نام انیسہ بنت شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھا۔

اولاد: لوی۔ تیم (بنی تیم) عمر بن ہشام (ابوجہل) بن مغیرہ بن یقظ بن تیم (المخزوم)

لوی:۔ ان کی کنیت ابوکعب اور زوجہ کا نام ماویہ بنت کعب بن القین (النعمان) تھا۔ ماویہ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت کاہل بن عذرہ تھا۔

اولاد: کعب، عوف (بنو عوف) عامر (بنو عامر) حرث (بنو حارث)

کعب:۔ ان کی کنیت ابوھصیص اور زوجہ کا نام مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھا۔ مخشیہ کی والدہ کا نام وحشیہ بنت وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصی بن صعمی بن جدیلہ تھا۔

عرب میں ان کا سن پیدائش جاری ہوا تھا جو واقعہ فیل تک جاری رہا۔

اولاد: مرہ۔ ہصیص۔ سہم۔ جمح۔ عدی۔ حضرت عمر فاروقؓ یکے از (عشرہ مبشرہ) بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب کے خاندان سے ہیں۔

مرہ:۔ ان کی کنیت ابولقیظہ اور زوجہ کا نام ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک تھا اور ہند کی والدہ کا نام امامہ بنت عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔

Marfat.com

اولاد: کلاب ۔ تیم (بنو تیم) مخزوم (بنی مخزوم) حضرت ابوبکر صدیقؓ یکے از (عشرہ مبشرہ) بن قحافہ بن عمرو بن کعب بن اسد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

کلاب:۔ ان کا اصلی نام حکیم تھا اور کنیت ابوزہرہ اور زوجہ کا نام فاطمہ بنت سعد بن سہیل بن عوف بن عامر الحاذ تھا۔ فاطمہ کی والدہ کا نام ظریفہ بنت قیس بن امیہ ذی الراسین تھا۔ کلاب کو شکاری کتوں کا بہت شوق تھا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب کلاب ہو گیا۔

اولاد: قصی (بنو قصیٰ) زہرہ (بنو زہرہ) زہرہ کے دو بیٹے تھے حارث، عبدمناف حضرت عبدالرحمٰنؓ یکے از (عشرہ مبشرہ) بن عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب حضرت سعدؓ یکے از (عشرہ مبشرہ) بن ابی وقاص بن وہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب۔ بالہ (زوجہ سردار عبدالمطلب) سیدہ آمنہؓ (والدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) بنت وہب بن عبدالمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

قصی:۔ ان کا اصل نام زید تھا۔ اور زوجہ کا نام جبیٰ بنت خلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ تھا۔ جبی کی والدہ کا نام ہند بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر تھا۔

اولاد: عبدمناف، عبدالدار، عبدالعزیٰ، اور دو لڑکیاں تخمر، برہ تھیں۔ حضرت زبیرؓ یکے از (عشرہ مبشرہ) بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبدالغری بن قصی بن کلاب۔ نبوت محمدیہ کے عارف اول ورقہ بن نوفلؓ بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب۔

عبدمناف:۔ ان کا اصل نام مغیرہ تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کی والدہ نے منات بت کی نسبت سے اس کا نام منات رکھا تھا۔ مگر بعد میں بدل کر مناف ہو گیا۔ لوگ انہیں مناف پکارنے لگے۔ ان کی زوجہ کا نام عاتکہ الکبریٰ بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن زکوان بن ثعلبہ تھا اور عاتکہ کی والدہ کا نام ماویہ (صفیہ) بنت حوزہ بن عمرو بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر تھا۔

اولاد: مطلب۔ ہاشم۔ عبدالشمس۔ غاضر۔ برہ۔ حنہ۔ بالہ۔ قلابہ۔

حضرت امیر معاویہؓ۔ ام المومنین ام حبیبہؓ۔ لیلیٰ بنت ابوسفیانؓ بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف۔ مناف کی دوسری زوجہ واقد بنت عامر بن عبدان کے بطن سے نوفل۔ ابوعمرو ابوعبیدہ پیدا ہوئے اور تیسری زوجہ ثقیفہ تھیں ان کے بطن سے ایک لڑکی ریطہ پیدا ہوئی۔

Marfat.com

ہاشم :۔ ان کا اصلی نام عمر تھا۔ مگر عمرو العلاء کے لقب سے مشہور تھے۔ ہاشم تجارت کی غرض سے ملک شام کو گئے ہوئے تھے۔ ان کو وہاں پتہ چلا کہ مکہ معظمہ میں آٹا کمیاب ہوگیا ہے۔ شام سے واپسی پر سب اونٹوں پر روٹیاں اور آٹا لا دلائے اور مکہ معظمہ پہنچ کر دعوت عام کر دی۔ گوشت کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر ڈال دی گئیں۔ ہشم ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا نام ہاشم ہوگیا۔ اس کے بعد ہر سال موسم حج میں وہ زوار کعبہ کو عام دعوت دیا کرتے تھے اور یہی کھانا کھلایا کرتے تھے۔ سردار ہاشم کی چھ بیویاں تھیں۔ جن سے ان کی اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	زوجہ	پسران	دختران
1	سلمٰی بنت عمرو بن زید بخاری	شیبہ یعنی عبدالمطلب	رقیہ بچپن میں فوت ہوئی
2	ہند بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجی	ابا صیفی (صیفا)	
3	قیلہ القلب بہ جزور بنت عامر	اسد	
4	بن مالک بن جزعہ		
	امیہ بنت عدی بن عبداللہ بن دینار	نضلہ	شفاء
5	واقدہ بنت عدی (از بنو مارل)		ضعیفہ۔ خالدہ
6	عدی بنت حبیب (بنو ثقیف)		حنہ

عبدالمطلب :۔ ان کا اصلی نام عامر کنیت ابوالحارث اور لقب شیبہ تھا۔ سردار عبدالمطلب کی چھ بیویاں تھیں۔ جن سے ان کی اولاد کی تفصیل درج ہے۔

نمبر شمار	نام زوجہ	پسران	دختران
1	صفیہ بنت جنید بن حجر بن زیاب (بنی بنی نضر	حارث	
2	فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران (بنی مخزوم)	سردار عبداللہ۔ زبیر۔ عبدالکعبہ سردار ابوطالب (عبدمناف)	ام حکیم بیضاً۔ امیمہؓ۔ ارویٰؓ۔ عاتکہؓ۔ برہؓ
3	لبنٰی بنت ہاجرا زبطن خزاعہ	ابولہب (عبدالعزیٰ)	
4	ہالہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ (بنی زہرہ)	مقوم۔ حجل۔ مغیرہ۔ امیر حمزہؓ	صفیہ
5	نتیلہ بنت خیاب بن کلیب (از نسل ربیعہ)	ضرار۔ قثم۔ عباسؓ	
6	منعمتہ بنت عمرو بن مالک (از خزاعہ)	غیداق۔ مصعب	

جناب عبدالمطلب نے ۸۲ سال کی عمر پائی سال ولادت ۴۹۷ء وفات مکہ معظمہ ۵۷۸ء ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا اسم مبارک (محمدؐ) انہی نے تجویز کیا تھا۔ (حاجی محمد ادریس، ۱۹۸۵ء ص ۴۱۔ ۵۷)

Marfat.com

Marfat.com

محمد ﷺ

محمد تحمید (تفصیل) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں بار بار تعریف کرنا محمد مفعول کا صیغہ ہے، وہ ذات جس کی صفات محمودہ کی کثرت کی وجہ سے بار بار تعریف کی جائے یہ آپ کا پیدائشی نام ہے جو دادا کی طرف سے ہے۔
(مولانا عبدالرشید: ص، ۱۲۱)

محمد عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی بہت تعریف کیا ہوا، جن کو سراہا گیا ہو جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو۔

نبی کریم ﷺ کے مشہور ترین اسماء میں سے محمد ﷺ آپ کا ذاتی نام مبارک ہے اور یہ اسم الحمد میں سے بنا ہے، گویا اسم محمد حمد سے اسم مفعول ہے اور محمود کی ثناء محبت اور اجلال و تعظیم پر مضمن ہے، کیونکہ حمد کی حقیقت یہی ہے۔ یہ مفعل کے وزن پر مبنی ہے۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص، ۳۳)

ولادت باسعادت:

لالہ کی حنابندی ہو یا مشک نافہ کی تیاری اور مخافظت، فطرت کو ہزار جتن کرنے پڑتے ہیں۔ سحر کی نمود ہو یا صبح کے جانفزا جھونکوں کی نوید، زمین کو اپنے محور کے گرد چکر کاٹنے پڑتے ہیں، اسی کوشش میں، شب کی دیوی اپنے لاتعداد عالی موتیوں کو قربان کر دیتی ہے اور وقت اپنی ان گنت ساعات کو نثار کر دیتا ہے۔ اسی طرح ''اس نبی ﷺ کو، جو باعث تکوین حیات تھا اور صدر نشین بزم کائنات، ظہور میں لانے کے لئے چرخ کہن سال نے لیل و نہار کی کتنی کروٹیں بدلیں، آسمان کے ستاروں نے اس کے انتظار میں کتنی قندیلیں روشن کیں اور یوں الست سے لیکر اس کی ولادت کی ساعت ہمایوں تک کتنے ہی پاکیزہ انسانوں نے اس کی 'دید' کیلئے عمریں گنوا دیں۔ تو پھر دعائے خلیل، تمنائے کلیم، یتیم عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہ، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاول، بروز دوشنبہ، ۱ء عام الفیل کو مکہ مکرمہ میں قبل از طلوع نیر عالمتاب عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے۔

مولانا شبلی نعمانی نے اس صبح جاں فزا کا تذکرہ جس عمدگی سے کیا ہے، وہ انہی کا حصہ ہے، فرماتے ہیں:

''آج کی صبح وہی صبح جاں نواز، وہ ساعت ہمایوں، وہی دور فرخ فال ہے، ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے، آتش کدۂ فارس بجھ گیا اور دریائے سادہ خشک ہو گیا لیکن یہ سچ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم، شوکت روم، اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے،

Marfat.com

آتش فارس نہیں بلکہ جہیم شر، آتش کدۂ کفر، آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بتکدے خاک میں مل گئے، شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا، چمنستان سعادت میں بہار آ گئی، آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا'' (محمد احسان الحق، (۱۹۹۳) ص، ۱۱۶، ۱۱۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں، کہ مجھ کو سند کے ساتھ حسان بن ثابت سے روایت پہنچی کہتے ہیں کہ میں سات یا آٹھ سال کا بچہ تھا کہ جو کچھ سنتا مجھ کو یاد رہتا، پس میں نے سنا کہ ایک یہودی مدینہ کے ایک بلند ٹیلے پر چڑھا ہوا شور مچا رہا ہے کہ یا معشر یہود یا معشر یہوذیا! یہاں تک کہ جب یہودی اس کے پاس جمع ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ خرابی ہو تجھ پر کیا ہوا کیوں چیختا ہے؟ اس نے کہا کہ آج رات وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جن کے طلوع کے ساتھ احمد ﷺ کی ولادت ہونے والی تھی۔ (محمد بن اسحاق، (۱۹۹۴) ص، ۱۰۸)

تمام دنیا پر شب دیجور کی سیاہی اور جہالت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اس عالمگیر گمراہی کی شب تاریک کے ختم ہونے کا وقت آیا تو طلوع آفتاب کی خبر دینے کے لئے اول سپیدۂ سحر نمودار ہوا۔ ملک عرب جو مرکز تاریکی بنا ہوا تھا اور جس کے ریگستان میں شرک و عصیاں کی آندھیاں چل رہی تھیں، خود بخود ایسے نشانات ظاہر کرنے لگے، جس سے ثابت تھا کہ اس ملک میں آفتاب رسالت طلوع ہونے والا ہے، اور ہدایت کا سرچشمہ پھوٹنے والا ہے۔ (مولانا اکبر شاہ، ص، ۴۷)

یہ دنیا جہاں ویرانیاں تھیں، تنہائیاں تھیں، اداسیاں تھیں، بے کیفیاں تھیں نہ رنگ تھا نہ نور نہ کشش تھی نہ ہنگامہ ہر طرف ایک سکوت مرگ طاری تھا یکا یک رحمت خداوندی جوش میں آئی اور عالم انسانی کی تکمیل کیلئے ایک ایسی ہستی کی ضرورت محسوس ہوئی، جو صاحب شمشیر و نگیں بھی ہو اور گوشہ نشیں بھی، کشور کشا بھی اور فرماں روائے جہاں بھی، قانع بھی ہو اور غنی بھی ہو اور نبی بھی ہو۔ معرفت الٰہی کا حاصل بھی ہو اور اعتماد الٰہی کا امین بھی، ذکر اللہ کا رسیا بھی ہو اور علم کا ہتھیار بھی ہو اور صبر کی ردا بھی رضائے الٰہی بھی، عاجزی کا فخر بھی، زہد کا پیشہ بھی یقین کی طاقت بھی، راست بازی بھی صداقت بھی، اطاعت حق کی غیرت بھی، جہاد کی خصلت بھی، نماز کی ٹھنڈک بھی، خندہ پیشانی کی عادت بھی، نرم خوئی بھی اور مہربانی بھی ہو'' (ڈاکٹر علی اصغر چوہدری (۲۰۰۰)، ص، ۲۴۱، ۲۴۲)

یہ وہ ہستی تھی محمد مصطفیٰ ﷺ جو اس دنیا میں کیا آئے کہ بہار آ گئی، رنگ و نور سے دنیا منور ہو گئی برگ و بار رنگ لائے، پھول اور پھل کھل اٹھے، پرندے چہچہانے لگے، کلیاں چٹکنے لگیں، سبزے نے اپنی چادر بچھائی، پہاڑ جمنے لگے، سمندر بہنے لگے، ندیاں رواں ہوئیں تارے چمکنے لگے، ہوائیں سرسرانے لگیں۔ طیور زمزمہ پرداز ہونے لگے، نور کی برسات برسنے لگی، غرض چاروں طرف بہار چھا گئی۔ (نواب علی، (۱۹۷۹)، ص، ۲۲)

Marfat.com

یہ ماہ ربیع الاول کی نو تاریخ تھی دنیا کی تاریخ کا نرالا دن تھا۔ آج پیدائش کا مقصد انقلاب لیل ونہار، آدم اور اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کے راز کے امین، ابراہیم کی دعاؤں کی قبولیت، موسیٰ اور عیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ رونق پذیر ہوتے ہیں، ادھر دنیا کے بت کدے میں آفتاب نبوت کا ظہور ہوتا ہے، ادھر ملک فارس کے کسریٰ کا محل لرز اٹھتا ہے، فارس کے آتش کدہ کی آگ جو سالہا سال سے کبھی بجھی نہیں تھی، خود بخود سرد ہو جاتی ہے'' اور محمد ﷺ کے وجود کی کرنیں اس دنیا کے لئے رحمت، محبت اور شفقت بن کر پھیلنے لگیں۔ (مفتی محمد شفیع، (۱۴۰۴ھ)، ص، ۳۶)

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ ابھی حضور پاک ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی تھی کہ خواب میں مجھے کسی شخص نے کہا تمہارے شکم میں سارے جہاں سے بہترین بچہ ہے، جب ولادت ہوئی تو نام محمد ﷺ رکھا۔ (امام علامہ ابوسعید، ص، ۳۴)

جب آپ ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی تو عبدالمطلب خوشیوں سے بھرپور محل سرائے تشریف لائے، مولود کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر کعبہ لے گئے، جہاں ان کا نام محمد ﷺ رکھا اس نام میں یہ ندرت تھی کہ عرب اس لفظ سے آشنا تو تھے مگر کسی نے یہ نام نہ رکھا تھا۔

جب عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا نام محمد رکھا تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ناموں سے مختلف نام کیسے رکھ دیا تو عبدالطلب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ اور زمین میں اللہ کی مخلوق اس کی تعریف کرے۔ (میاں عابد احمد، ص ۲۳۶)

ولادت کے ساتویں دن عقیقہ کیا قریش کو دعوت پر بلایا، شرکاء دعوت نے نام نامی سن کر عبدالمطلب سے پوچھا آپ نے محمد نام میں کیا خوبی دیکھی جو اپنے تمام بزرگوں کے نام نظرانداز کر دیئے۔ عبدالمطلب نے فرمایا اس توقع پر کہ ارض وسماء دونوں، جگہوں پر میرے فرزند کی تعریف ہو، اہل قبیلہ کی حیرت پر عبدالمطلب نے ایسے ہی جامع خواب کا ذکر کیا ہے اور کلمہ محمد ﷺ کی تشریح میں لغت کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''صفات خیر کی جامع ہستی کو محمد کہتے ہیں'' (محمد حسین ہیکل، (۱۹۹۰)، ص، ۱۲۰، ۱۲۱)

اسم محمد ﷺ کی خوبی:

دنیا کی کسی بھی زبان کو لے لیجئے یہ ایک حقیقت ہے کہ الفاظ حروف کا مجموعہ ہوتے ہیں اگر ان میں سے ایک حرف بھی ہٹا لیں تو حروف معنی کھو بیٹھتے ہیں اور لفظ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے تو قربان جائیں اس خالق دو جہاں کے دنیا اور اپنے محبوب کے ذاتی نام کے لئے لفظ بھی وہ ارشاد فرمایا کہ اگر تمام حروف میں سے ایک حرف حذف بھی کر دیں تو نام مبارک اپنے معنی برقرار رکھتا ہے لفظ محمد ﷺ کا ہر لفظ بامعنی اور بامقصد ہے مثلاً اگر لفظ ''محمد'' کا پہلا حرف (م) ہٹا دیا جائے تو باقی رہ جاتا ہے ''حمد'' جس کا مطلب تعریف وتوصیف ہے۔ اگر صرف ''ح'' کو ہٹا دیا

Marfat.com

جائے تو باقی رہ جائیگا ''مد'' جس کا مطلب ہے کہ مدد کرنے والا۔ اگر ''میم اور حا'' دونوں کو اسم گرامی محمد ﷺ سے حذف کر دیا جائے تو باقی ''مد'' رہ جاتا ہے جس کا مطلب ہے دراز دراز اور بلند یعنی آپ ﷺ کی عظمت اور شان کی طرف اشارہ ہے۔

اگر محمد ﷺ کے لفظ سے ''دوسری میم'' کو ہٹا دیا جائے تو باقی ''د'' رہ جاتا ہے۔ دال کا مطلب ہے کہ دلالت کرنے والا یعنی اللہ پاک کے وجود اور اس کی ہستی اور وحدانیت پر دال ہے یا دلالت کرتا ہے۔

آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی آپ ﷺ کی تعریف و توصیف کی کثرت کا مظہر ہے اور جب یہ پاک نام لیا جاتا ہے تو کہنے والے پر فرط ادب طاری ہو جاتا ہے نظریں اور زبان پر درود و سلام جاری ہو جاتا ہے۔ اس مبارک پیارے اور حسین اسم گرامی کی تعریف کرنا انسانی عقل و شعور اور طاقت سے باہر ہے (رانا سرور خان، ص،۱۵۸تا۱۶۲)

قرآن پاک میں خطاب:

قرآن پاک میں متعدد دفعہ آپ کو محمد ﷺ کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے، سورۃ محمد میں فرمایا گیا ''اور وہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکوکاری اختیار کی اور تنزیلات ربانی کو دل سے مانا جو محمدؐ پر نازل کئے گئے اور ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیاں ان سے دور کر دیگا، اور ان کے حالات زندگی ان کے لئے سازگار بنادے گا'' (۴۷:۲)

یہی مرتبہ و مقام امت محمدیہ کا ہونا چاہیے یعنی ایسے جماعت مسلمہ ہو ایسا نظام قائم کرے جو خدا کی احدیت کی زندہ شہادت ہو اس طرح یہ اتباع نبی اکرم ﷺ سے مقام محمود حاصل کرے اور زمانہ اس کی حمد و ستائش کرے۔

سورۃ الفتح میں فرمایا گیا ہے، ''محمد اللہ کے برحق رسول ہیں اور جو لوگ ان کی معیت و مصاحبت میں ہیں، کفار کے خلاف قوی و مستحکم ہیں، تعلقات باہمی میں رحمدل ہیں'' (۴۸:۲۹)

قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک پوری سورۃ کا نام بھی محمد رکھا اور اس کی دوسری آیت میں ہی آپ ﷺ کے اسم مبارک محمد ﷺ آتا ہے۔ جہاں محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ذکر آتا ہے اور اسی نام میں ہی یہ اشارہ بھی ہے کہ آپ کے نام لیوا دنیا میں ذلیل و خوار نہ ہونگے۔ اس سورۃ کا نام محمد رکھ کر ایمان لانے اور نہ لانے والے لوگوں کو ذکر کر کے یہ سمجھایا گیا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی کسی کسمپرسی کی حالت میں نہیں رہ سکتے بلکہ آپ کا جلال دنیا میں ظاہر ہو کر رہیگا اس حوالے سے لفظ محمد اور بھی زیادہ بامعنی ہو کر سامنے آتا ہے۔ (محمد:۲)

محمد ﷺ قرآن پاک میں چار دفعہ استعمال ہوا ہے لفظ محمد کے معنی مجموعہ خوبی کے ہیں۔ (عبدالرشید گجراتی: ۱۸۰،۱۸۱)

Marfat.com

انجیل مقدس میں محمد ﷺ کے بارے میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں، اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئیگا۔ (باب یوحنا،۶،۷،۸)

لیکن جب وہ سچائی کی روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔ (باب یوحنا آیت ۱۳)

پر جب کہ وہ تسلی دینے والا آئے گا تو وہ میرے لئے گواہی دے گا۔ (باب یوحنا آیت ۲۶)

ضرور ہے کہ آسمان اس لئے رہے اس وقت کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا، اپنی حالت پر آویں کیونکہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے، تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میرے مانند اٹھاوے گا۔ جو کچھ وہ کہے اس کی سب سنو۔ (کتاب الاعمال: باب ۳، آیت ۱۹،۲۴)

نبی کو مختلف ناموں سے پکارا گیا، ''قدیم نوشتوں میں کبھی تسکین دہندہ'' کبھی منحمنا'' اور کبھی برقلیطس کے نام سے قرآن مجید میں آپ ﷺ کو محمد ﷺ اور احمد ﷺ کے نام سے یاد فرمایا'' (محمد احسان الحق سلیمانی، ص،۶۶)

پرویز نے بیان کیا کہ محمد ﷺ بہت بڑا مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقفن، سپہ سالار، تصورات و معتقدات کا فاتح، صحیح نظریۂ حیات وجہ البصیرت قائم کا ذمہ دار۔ اس نظام کا بانی جس میں باطل خدا ذہنوں تک کی دنیا میں بار نہ پاسکیں۔ بیس دنیاوی سلطنتوں اور ان کے ایک آسمانی بادشاہت کا بانی، یہ ہے محمد ﷺ ان تمام معیاروں اور پیمانوں کو اپنے ساتھ لے آؤ جن سے انسانی عظمت و بلندی کو ماپا اور پرکھا جاسکتا ہے، اور پھر بتاؤ کہ دنیا میں اس سے بڑا انسان بھی کوئی ہوا ہے؟

ان تمام انسانی شہادتوں سے بلند شہادت کہ جس سے بلند شہادت اور کوئی نہیں ہوسکتی خود خالق کائنات کی شہادت جس نے فرمایا، ''محمد ﷺ انسانیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہے، (۵۳۷)

انسانیت کے معراج کسریٰ اور اشرف اعلیٰ کا یہی وہ مقام ہے جس کے پیش نظر'' خدا اور اس کے فرشتے'' اس ذات گرامی پر ہزار تحسین و تبریک کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ (پرویز: ۴۶۰، ۴۶۱)

نام محمد ﷺ جس کا مختلف حوالوں صحائف میں اور دیگر ادیان و مذاہب کی کتابوں میں ذکر آیا ہے، وہی اسم محمد ﷺ آپ ﷺ کا اسم ذات ہے، اگرچہ عربوں میں اس سے پہلے بھی چند ایک لوگوں میں یہ نام موجود تھا، لیکن جس طرح یہ اسم محمد ﷺ آپ ﷺ کی ذات میں منور اور مجسم ہوا اس نے اس لفظ کو اسم بامسمیٰ بنا کر رکھ دیا، پھر تو محمد وہ

Marfat.com

ہو گئے کہ جس کی مسلسل اور مدام حمد ہونے لگی اور وہی اپنے پروردگار کی سب سے زیادہ حمد کرنے والے بن گئے۔ آپ ﷺ میں وہ تمام صفات کمال کا اجتماع ہے کہ جن کی بدولت آپ ﷺ بار بار تعریف کے قابل ہیں۔

سورۃ محمد میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ماننے والوں کی تعریف کی گئی ہے اور ان کیلئے جو انعام رکھا گیا ہے اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے جو دین محمد ﷺ پیش کرتے ہیں وہی انسانوں کے لئے رب کا متعین کیا ہوا سچا دین ہے۔

سورۃ محمد کے حوالے سے بیان ہے، اے مسلمانوں تم توحید کو مضبوطی سے پکڑے اپنے لئے اور ایمان والوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہو اسلام کا سیدھا راستہ سچے دل سے اختیار کرو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ حضور ﷺ خدا کی سب سے بڑھ کر حمد کی اور خدا نے بھی اپنے محبوب کی مخلوق سے سب سے بڑھ کر آپ کی حمد کرائی۔ اسی لئے آپ کا نام محمد ہوا اور محمد تو ہوتا ہی وہی ہے جس کے اوصاف و فضائل قابل تعریف عادات سے بھی بڑھے ہوئے ہوں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جو ذاتی خوبیاں، مقام و مرتبہ عطا کیا ہے کائنات ارض و سماء میں یہ خوبیاں نہ پہلے کسی کو عطا ہوئیں اور نہ ہی بعد میں کسی کو ملیں گی حضور ﷺ کا نہ تو کوئی ظاہری حسن میں شریک ہے اور نہ ہی باطنی حسن و کمال و جمال میں ہم سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی ''محمد ﷺ'' رکھا گیا۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص، ۴۳، ۴۴)

آقا کا نہ کیوں اسم گرامی ہو محمد ﷺ
ممدوح دو عالم بھی ہیں، ممدوح خدا بھی

(رشید محمود: ص، ۴۵)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

امّی ﷺ

لفظ امّی کا مادہ ''ام'' ہے جس کے بنیادی معنی ماں کے ہوتے ہیں۔اس اعتبار سے کسی شے کی اصل بنیاد کو بھی ''ام'' ہی کہا جاتا ہے اسی لفظ سے امت ہے جسکے معنی قوم یا جماعت کے ہوتے ہیں۔

لفظ امّی کے معنی ایسے شخص کے ہیں جو اپنی پیدائشی حالت پر ہو،اس سے اس لفظ کے معنی غیر تعلیم یافتہ یا ان پڑھ کے ہوتے ہیں۔(محمد علی چراغ،(۲۰۰۵)ص،٦٦)

امّی کے لفظی معنی ان پڑھ کے ہیں عام قوم عرب کو قرآن میں امیّین اس لئے کہا گیا ہے کہ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا۔رسول اکرم ﷺ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا،مگر اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے زیادہ علم آپ کو دیا اور آپ ﷺ کے علوم و مصارف اور خصوصیات،حالات و کمالات کے ساتھ امی ہونا آپ کے لئے بڑی صفت کمال بن گئی۔(عبدالرشید گجراتی،۶۰-۳،ت ن)

اپنے مشہور معروف معنی میں لفظ''امّی'' کے معنی ہیں۔وہ جس نے دنیا میں لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو،جو کسی زبان کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو،جو حقیقت میں یہ بھی نہ جانتا ہو کہ کتاب کیا ہے؟قلم کیا ہے؟یہ لفظ جناب سید المرسلین و خاتم النبین ﷺ کے مناسب حال تھا۔کیونکہ لکھنا تو درکنار آپ ﷺ نے حروف تہجی تک پڑھنا کسی سے کبھی نہ سیکھا تھا۔آپ ﷺ نے کسی کے سامنے زانوائے شاگردی تہہ نہیں کیا تھا۔آپ ﷺ نے کبھی کسی علمی مجلس میں شرکت نہیں کی تھی اور اسی قدر نہیں بلکہ نوشت و خواند میں آپ ﷺ نے کبھی کوئی رغبت نہیں دکھائی،کبھی کوئی افسوس یا غم یا حسرت کا اظہار نہیں کیا۔کبھی کسی عالم و قابل کو دیکھ آپ ﷺ میں رشک کے جذبات پیدا نہیں ہوئے۔ظاہری تعلیم اور نوشت و خواند سے واقف تھے۔

مگر مسند نبوّت پر سرفراز ہوتے ہی آپ خواندہ و ناخواندہ لوگوں کو وحی الٰہی سنانے لگے اور حکمت دانش کی باتیں سمجھانے لگے۔

کیا یہ معجزہ نہیں کہ وہ جو کبھی کسی کے شاگرد نہ بنے،رہتی دنیا تک کیلئے ساری دنیا کا استاد بن گئے،اور پھر علم و عقل کی ہر شاخ میں بڑے بڑے ماہرین،منتہی،عقلا و فضلا،مافیہا اور مابعد کے مضامین کو چمکانے والے بڑے بڑے آفتاب و ماہتاب اس سے اکتساب نور اور اکتساب فیض کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور پھر بھی اس کی روشنی عظمت میں یکتا اور یکتائی میں عظیم رہے گی۔

حضور کا امّی ہونا اس مصلحت خداوندی سے تھا کہ دنیا کو کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے کہ آپ جس ''الکتاب''

Marfat.com

کواور اور جس ''الحکمت'' کو پیش کرر ہے ہیں۔اس کا ماخذ ومخزن عرش بریں کے سوا اور کہیں ہے، یقیناً وہ وحی ہے، اس میں حضور ﷺ کی طرف سے کسی ملاوٹ، کسی رنگ آمیزی کی کوئی گنجائش نہیں۔اس میں دور یا نزدیک کسی غیر الٰہی اثر کا دخل نہیں۔

یہ بھی قرآن پاک کا ایک معجزہ ہے کہ اسے نبی امّی نے پیش کیا۔ دنیا میں اور بھی نبی آئے اور بھی الہامی کتابیں آئیں، لیکن حضور ﷺ کے سوا کسی کو امّی نہیں کہا یا، شاید کوئی دوسرا نبی امّی نہیں تھا۔ یہ بھی نرالی شان ہے کہ خود قرآن پاک نے آپ ﷺ کے امّی ہونے پر بار بار شہادت دی اور فخریہ شہادت دی اور دنیا والوں کے لئے یہ بھی حیرت انگیز بات تھی کہ خود آپ ﷺ بھی امّی کہے جانے پر خوش ہوا کرتے تھے۔ وہ کونسا دوسرا انسان ہے، جسے ناخواندہ کہا جائے اور وہ اسے اپنی عزت سمجھے۔

نبی کا لفظ ''نباء'' سے بنا ہے۔ یعنی بڑی عظمت والا۔ بڑے علم والا، یہ لفظ خاص ایک معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ وہ ہستی جسے اللہ تعالیٰ کار نبوت کیلئے انتخاب کرے یعنی وہ ہستی جو وحی الٰہیہ کی بنیاد پر علوم وعقول کی راس واساس کی گتھیاں سلجھائے، جو اللہ کے دین کو براہ راست اللہ سے پاکر بندوں پر پیش کرے۔ بہت سے نبی آئے لیکن نبی امّی ایک ہی آیا، اور نبی امّی نے آکر یہ ثابت کیا کہ کسی علم کے حاصل کئے بغیر بھی نبوت کے مقام علیا پر پہنچنا ممکن ہے۔ (مولانا اسد القادری، (۱۹۸۱) ص، ۴۶، ۴۷)

عرب میں ایک آبادی ان لوگوں (یہود ونصاریٰ) کی تھی جن کا دعویٰ تھا کہ ان کے پاس آسمانی کتابیں ہیں۔ قرآن نے انہیں اہل کتاب کہہ کر پکارا ہے۔ دوسری آبادی ان (قریش) وغیرہ کی تھی جو کسی آسمانی کتاب کے مدعی نہیں تھے انہیں ''امّی'' کہا جاتا تھا۔ چونکہ حضور ﷺ کا پیدائشی تعلق اس گروہ سے تھا اس لئے بھی آپ ﷺ امّی کہلاتے تھے۔ (پرویز، ص، ۳۰۸)

قرآن میں امّی کا ذکر

ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نبی کو ایک آدمی پڑھاتا ہے۔ جس آدمی کی طرف ان کا اشارہ ہے اس کی زبان تو عجمی ہے جبکہ قرآن کی زبان عربی ہے۔ (النحل: ۱:۳)

قرآن بار بار یہ ذہن نشین کراتا ہے کہ آنحضور ﷺ نبوت سے پہلے نہ ان اصطلاحات سے واقف تھے جو اسلام نے دین ابراہیمی میں جاری کیں اور نہ ہی ان کے تصورات سے آگاہ تھے جو ان میں مضمر تھے۔

قرآن میں ارشاد ہے، آپ ہرگز اس بات کے امیدوار نہ تھے کہ آپ پر کتاب نازل کی جائے۔ (القصص: ۸۶)

آپ نہیں جانتے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور نہ ہی یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ (الشوریٰ: ۵۲)

وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے محمد ﷺ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اسکی آیتیں

Marfat.com

پڑھتے اوران کو پاک کرتے اور (خدا کی کتاب) اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ (الجمعہ،۲)

اے محمد ﷺ کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) (وہ) آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، تو خدا پر اور اسکے رسول پیغمبر امّی پر جو خدا پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں، ایمان لاؤ اور اس کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پا جاؤ۔ (اعراف:۱۵۸)

اے نبی! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ سکتے، در اصل یہ روشن نشانیاں ہیں ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم بخشا گیا ہے۔ (العنکبوب:۴۸،۴۹)

یہ مسلمان وہ ہیں جو ان پڑھ پیغمبر اور فرستادۂ الٰہی کی پیروی کرتے ہیں۔ (الاعراف)۔ اسی سورۂ میں بیان ہے ''تو لوگو! خدا پر اور اس کے ان پڑھ پیغمبر اور فرستادہ پر ایمان لاؤ'' اسی خدا نے امیّوں کے درمیان انہی میں سے ایک پیغمبر بنا کر بھیجا۔ (جمعہ:۱)۔ اور کتاب کے نزول سے پہلے اے پیغمبر نہ تو تم کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے اگر ایسا ہوتا تو یہ باطل شک میں پڑ سکتے تھے۔ (عنکبوت:۵)

اس آیت میں استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ نبی ﷺ ان پڑھ تھے، آپکے اہل وطن اور رشتہ و برادری کے لوگ جن کے درمیان روزِ پیدائش سے سن کہولیت کو پہنچنے تک آپ کی ساری زندگی بسر ہوئی تھی، اس بات سے خوب واقف تھے کہ آپ نے عمر بھر نہ کبھی کوئی کتاب پڑھی، نہ کبھی قلم ہاتھ میں لیا۔

ایک امّی کا قرآن جیسی کتاب پیش کرنا اور یکا یک ان غیر معمولی کمالات کا مظاہرہ کرنا، جن کیلئے کسی سابقہ تیاری کے آثار کبھی کسی مشاہدے میں نہیں آئے، یہی دانش و بینش رکھنے والوں کی نگاہ میں اس کی پیغمبری پر دلالت کرنیوالی روشن ترین نشانیاں ہیں۔ (گوہر ممتاز قاضی، (۱۹۸۹)، ص:۱۴۱)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خلق سے پیدا کیا، پڑھ تیرا رب سب سے کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی، انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ جانتا بھی نہ تھا'' (العلق:۱۔۵)

عرب میں اہل مکہ کو ام القری والے بھی کہا جاتا تھا، اسی حوالے سے قرآن پاک میں ارشاد موجود ہے۔

''اور اے رسول یہ کتاب ''قرآن مجید'' جو ہم نے آفاقی برکتوں کے ساتھ نازل کی ہے یہ کتاب تمام صحائف سماوی کی مصداق ہے اس کے نزول کی وجہ یہ ہے کہ تم ام القریٰ والوں اور اس کے گرد کے لوگوں کو ان کے اعمال کے برے نتائج سے ڈراؤ'' (الانعام:۶:۹۲)

حضور ﷺ کے ان پڑھ ہونے کی کیفیت نبوت سے پہلے کی ہے، نبوت کے بعد یہ کیفیت نہ رہی، اس امر

Marfat.com

کی وضاحت یوں کردی گئی۔

''اے رسول ﷺ ہم نے اسی طرح تسلسل وحی سے تمہاری طرف قرآن پاک بھیجا ہے، جو اہل کتاب پہلے موجود ہیں اور وہ اسے مانتے ہیں اور ان (اہل مکہ میں سے بھی) اس پر ایمان لائے ہیں اور ہماری آیات سے انکار تو کافر ہی کرتے ہیں اس سے پہلے نہ تو اے رسول ﷺ تم کوئی کتاب پڑھتے تھے، نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اس وقت البتہ باطل پرست شک میں پڑ سکتے تھے'' (عنکبوت: ۲۹: ۴۷، ۴۸)

رسول اللہ ﷺ یوں تو محض امّی تھے مگر عقل ورائے میں یگانہ وروزگار تھے۔ (موسیو سید فرانسیسی: ص، ۹۷)

نبی امّی کا اعجاز:

جس معاشرے میں آپ نے مہد سے کہولت تک عمر گزاری تھی اور جس کے افراد نے کبھی نہ سوچا تھا کہ ایک امّی و بے ہنر شخص کبھی اپنے علم و فضل کا دعویٰ بھی کر سکتا ہے اس معاشر میں آپ ﷺ نے جب ''لا الٰہ الا اللہ'' کا نعرہ لگایا اور اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کیا تو ایک تہلکہ مچ گیا قریش سمجھ گئے کہ اب شرک و بت پرستی اور فرعونیت و ہامانیت، قرونیت و آزریت کی ہر شکل کا استحصال ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکیت و معبودیت کا اقرار و اثبات ہے یہ نعرہ ان کے لئے ایسا چیلنج تھا جسے وہ قبول نہ کر سکتے تھے۔ آپ ﷺ 12 برس تک مکہ میں نعرہ لگاتے رہے، مخالفت کے طوفان چلتے رہے، مگر تحریک اسلام کا سلسلہ چلتا رہا اور آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت کرنے کا اذن دیا اور یثرب کی سرزمین کو چنا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایک ہی عشرہ میں ایک امّی نے تاریخ کا رخ صحیح سمت میں موڑ دیا باطل کو شکست فاش دی اور لوگ جوق در جوق تحریک اسلام میں داخل ہونے لگے۔ (نصیر احمد ناصر۔ ص: ۲۷۳، ۲۷۵)

اس نبی امّی ﷺ نے دنیا جہان کو ایک ایسا ضابطۂ حیات دیا جس کی عظمت سے انکار نہیں اور جس کی مثال چار دانگ عالم میں کہیں موجود نہیں کسی ظاہری تعلیم و تربیت کے بغیر، یہ اعجاز صرف وحی کا فیضان تھا۔ جس کی وجہ سے اس نبی امّی ﷺ نے پوری عالم انسانیت کو کتاب و حکمت کی تعلیم دی۔ دعوت حق دی، اپنے اندر رحم دلی، کرم نوازی، اخلاق و آداب کے عملی نمونے سمو کر ایک زندہ اسوۂ حسنہ پیش کیا۔ لاعلمی جہالت اور ظلمت، گمراہی کی بجائے علم و دانش، تہذیب و شائستگی اور اعلیٰ معاشرتی اقدار دیں۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۷۰، ۷۱)

تاریخ انسانی میں وہ عظیم انقلاب برپا فرمایا جس نے زندگی کے ہر گوشے کو بدل کر رکھ دیا۔ جس نے لوگوں کے افکار بدلے، عقائد بدلے، نظریات کردار بدلے حتیٰ کہ لوگوں کے شب و روز کے نشست و برخاست کے طریقے بدل گئے وہ قوم جس کے اندر کوئی کسی کی بات نہ سننے والا تھا۔ انتہائی منظم قوم بن گئی اور نوع انسانی کو ایک نئی تہذیب، ایک نیا تمدن مل گیا۔ (اسرار احمد، (۲۰۰۰)، ۲۸، ۲۹)

اس انقلابی سیلاب میں دنیا کی توہم پرستیاں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں جس جگہ بت پرستی

Marfat.com

اور شرک وطغیان کی خار دار جھاڑیاں تھیں، وہاں گلشن توحید لہلہانے لگا۔ وہ لوگ جو سیاسی، معاشرتی، عمرانی تاریکیوں کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے وہی پاکیزگی، توحید، حریت، صداقت اور شجاعت میں ضرب المثل ہو گئے۔ (محمد علی جناح: (۱۹۸۳)، ۱۸۰، ۱۸۱)

نبی امّی کا یہ انقلاب انسانیت کیلئے سراسر رحمت تھا، مرتضیٰ احمد مکیش نے کیا خوب لکھا ہے۔

''بے مثال ہستی اور اس کی لازوال قدرتوں سے انکار صریح کرنے والے مغرور اور سرکش انسان بھی عرب کے اس امّی کی عظمت و رفعت کے سامنے عجز و اعراف کی گردنیں جھکائے دیکھے گئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ نوع انسان کی حیات اجتماعی انفرادی کی گردنوں پر اگر کسی کے سب سے زیادہ احسان ہیں تو وہ یہی آمنہ کا لال ہے۔ جس نے عرب کی زمین میں یکسر نئے خیالات کے بیج بوئے اور انسان کی زندگی میں ایک حیرت انگیز و خوش آئندہ انقلاب برپا کر دیا'' (مرتضیٰ احمد مکیش، ص:۳۰)

اور پھر انسانیت کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں لہلہا اٹھیں، اخلاق و تمدن کے پھول کھلنے لگے۔ عمرانیت و مدنیت کے سبزہ پامال میں نزہت و لطافت پیدا ہو گئی، طغیانی سرکشی کی بادِ سموم عدل و احسان کی روح پرور نسیم سحری میں بدل گئی، انسانیت کے لرزتے وجود کو سہارا مل گیا اور ہر طرف بادِ بہاری چلنے لگی۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص:۷۱)

غرضیکہ:

سب کو ملا تقدر ظرف، شعور ذات
امّی لقب پر ختم ہوگئی ''آگہی'' تمام

☆☆☆☆☆

Marfat.com

احمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

لفظ 'احمد' اسم تفصیل کا صیغہ ہے جس کے دو معنی ہیں۔ (۱) اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا اور (۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے میں سب سے اعلیٰ اور فائق۔ بہر کیف الفاظ 'محمد' و 'احمد' میں فرق معنوی بہت باریک ہے۔ درحقیقت:

ترا محمد و احمد زمین خواندو زماں
حمید باشد و محمود ذات ربانی
فزوں تراز تو کسے را نہ مدح گفت زیاں
نہ بر تراز تو کسے گفت حمد سبحانی

(مولانا اسد القادری، (۱۹۸۱)، ص:۱۹)

بنیادی طور پر لفظ احمد عربی سے ہے یہ حمد سے افضل بلکہ افضل ترین ہے جس کا مطلب ہوا کہ جس حمد کے مستحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کا درجہ اس حمد سے بھی بڑھ کر ہے جس کا مستحق کوئی اور ہے اور یہ کہ محمد تو حمد کی کمیت زیادتی میں ہے اور احمد، حمد کی زیادت کیفیت میں ہے۔

احمد وہ ہے جو اپنے پروردگار کی حمد زیادہ تر کرتا ہے حضور تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے ہیں اس لفظ حمد کے عام معنی تعریف، شکر، رضامندی وغیرہ کے ہیں اور سب سے زیادہ تعریف شکر، رضامندی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ہے۔ حمد کے اس تناظر میں ''احمد'' بہت زیادہ حمد کرنے والا جو مقام مرتبہ حاصل کرتا ہے کوئی دوسرا اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص:۵۲،۵۳،۵۴)

طاہر القادری ڈاکٹر: یجروید (۱۸،۳۱) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، ''وہ تمام علوم کا سرچشمہ ''احمد'' عظیم ترین شخصیت ہے'' یہ روشن سورج کی مانند اندھیروں کو دور بھگانے والا ہے۔ اس سراج منیر کو جان لینے کے بعد ہی اندھیروں کو جیتا جا سکتا ہے نجات کا اور کوئی راستہ نہیں۔ پھر رگ وید صفحہ (۱۰،۹،۸،۷،۶) میں یوں بیان کیا ہے:

''احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قربانی دی اور سورج جیسا ہو گیا''

رگ وید (۱۔۱۲۔۱) کے حوالے سے بیان ہے! ہم ''اگنی'' کو پیغمبر کہتے ہیں یعنی نور احمد، حقیقت محمدیہ اور

Marfat.com

خلق اول کو ایسی کیفیت میں بھی درجہ رسالت اور فریضہ نبوت عطا فرماتے ہیں اسی طرح رگ وید (۱۔۳۱۔۱۵) میں ہے۔

''اگنی وہ انسان ہے جو عبادت گزاروں سے خوش ہوتا ہے'' (محمد طاہر القادری: (۲۰۰۰)، ۵۷۵)

حضرت مسیح کی احمد ﷺ کے بارے میں بشارت:

قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے کہ انہوں نے فرمایا! ''میں اس بات کی بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئیں گے ان کا اسم گرامی احمد ہوگا'' (الصف:٦)

کتاب نبی مذکورہ باب ۳ میں آیا ہے کہ ''زمین احمد کی حمد سے بھر گئی'' حضرت مسیح علیہ السلام نے یوں بھی فرمایا کہ ''میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر تم برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ فارقلیط (احمد) آئے گا تو سچائی کی ساری راہیں بتادے گا۔ (یوحنا باب: ۱۶۰، ۱۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اسی بیان کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے۔

''اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں میں تورات کا جو مجھ پر نازل ہوئی ہے، مصدق ہوں اور ایک رسول کی بشارت سناتا ہوں پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آئے تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔ (الصف:٦)

تورات کے حوالے سے غلام احمد حریری بیان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے فرمایا اسحاق سے تمہاری نسل چلے گی باقی رہے اسماعیل تو میں نے انہیں برکت اور کثرت و عظمت دی ہے۔ ان کی اولاد آسمانوں کے ستاروں کے برابر ہوگی۔ نیز فرمایا میں نے اس کو ''ماذ ماذ'' یعنی محمد ﷺ کے ساتھ عظمت بخشی اور کہا گیا ہے کہ احمد کے ساتھ عظمت دی۔ اور کہا گیا کہ ''میں نے اسے عظیم سے عظیم بنایا'' (غلام احمد حریری: ۲۴۵)

محمد احسان الحق سر ہملٹن اے۔ آر۔ گب کی کتاب ''محمدیت ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کی آمد کی خبر عیسیٰ نے دی تھی اور فرمایا دیا تھا کہ میرے بعد ایک نبی آنے والا ہے جس کا نام ''احمد'' ہوگا۔

پھر انجیل کے حوالے سے یوں بیان کیا ہے! ''کہ آپ مجموعہ صفات تھے (آنچہ خوباں ہمہ دارند تنہا داری) اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا آپ کے اسماء مبارکہ میں 'محمد' ذاتی نام ہیں جو ''حمد'' سے بنے ہیں۔ (محمد احسان الحق: (۱۹۹۳)، ص: ۷۱، ۱۲۹)

اس اسم ''احمد'' کا ذکر موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر بھی آیا ہے۔ جب اس کو اس کے رب نے فرمایا یہ امت احمد ﷺ کی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ مجھ کو حضرت احمد ﷺ کی امت میں سے کر دے احمد ﷺ کا ذکر محمد ﷺ سے پہلے آیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا اپنے رب کی حمد بیان کرنا پہلے تھا کہ لوگ آپ ﷺ کی

Marfat.com

تعریف کریں۔

حضرت ابو جعفر محمد بن علی سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ جب بی بی آمنہؓ کے بطن مبارک میں تھے تو دن کو خواب میں حکم ہوا کہ جناب رسول ﷺ کا نام احمد رکھیں۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے جو اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں رعب کے ساتھ امداد کیا گیا ہوں اور مجھے زمین کی کنجیاں عنایت کی گئی ہیں اور میرا نام احمد رکھا گیا ہے۔ (محمد برکت علی: ۱۹۷۷، ص: ۵۱، ۵۲)

حمد اور احمد:

کسی نہایت حسین اور نادر شاہکار کو دیکھ کر انسان کے دل میں تحسین و ستائش کے جو جذبات پیدا ہوتے ہیں ان کے اظہار کا نام حمد ہے جس سے مقصد اس شاہکار کے خالق کی عظمت و برتری کا اعتراف ہوتا ہے۔ (پرویز: جلد اول، ۵۶)

حمد تو مدح و ستائش کے بے ساختہ جذبات ہوتے ہیں حمد ہر صورت حمد کرنے والے کے دل کی سچی آواز ہوتی ہے۔ حمد یقین کامل، یقین محکم کے ساتھ علیٰ وجہ البصیرت بے ساختہ آواز میں جلوہ نما ہوتی ہے۔ حمد کا تعلق نفع بخشوں کے سایوں میں درجہ کمال اور حسن و تناسب کے معیاروں سے بھی ہوتا ہے اور ان تمام مراحل کو صاحبان عقل و خرد دولت یقین کے ساتھ طے کرتی ہے اسی حوالے سے بحوالہ حمد باری ارباب فکر و نظر اور اعیان تحقیق و تفحص حامدون کہلاتے ہیں اور پھر اس ذات اقدس و اعظم ﷺ نے سب سے پہلے اس طرح اللہ کی حمد کی اور اس کو عام کیا وہی احمد ہیں "احمد" یعنی بہت زیادہ حمد کرنے والا اور اس طرح وہ خود محمد قرار پائے اور مقام محمود پر فائز ہوئے اور ایک ایسا نظام ہستی قائم کیا کہ واقعی آپ ﷺ مستحق حمد و ستائش ٹھہرے یعنی باطل قوتوں کو شکست فاش دی۔ اسلامی حکومت کو ایک ناقابل تسخیر قوت بنا دیا کہ قیصر و کسریٰ کی بھی عظیم سلطنتیں بھی خوف کھانے لگیں۔ عرب کے وحشی و خونخوار بدیوں کو مہذب و متمدن بنایا۔ مشرکوں اور بت پرستوں کو مومن و موحد بنایا نجس و ناپاک لوگوں کو مطہر کر دیا۔ شیطان، کو عباد الرحمٰن بنایا۔ ظالموں و جاہلوں اور ناخواندہ لوگوں کو علم و حکمت سکھائی ان کو متقی و سعید بنایا۔ ان کے اخلاق کی تہذیب و تحسین کی۔ ان میں شوق جہاد و شہادت پیدا کیا انہیں اقوام عالم کے لئے باعث رحمت بنایا۔ انہیں رموز و خلافت و جہانبانی سے آگاہ کیا ان کے دلوں میں اطاعت اور تعظیم کا حق الیقین پیدا کر دیا۔ (تسنیم کوثر (۲۰۰۰) ص: ۱۱۵)

آپ ﷺ نے خود خدا کی سب سے زیادہ حمد کی۔ خدا نے بھی اپنی مخلوق سے سب سے زیادہ آپ ﷺ کی حمد کروائی۔ احمد یعنی بہت زیادہ حمد و ثناء کرنے والا آپ ﷺ نے خدائے بزرگ و برتر کی انتہائی حمد کی اور ہمہ وقت ذکر الٰہی صفات الٰہی کے ترانے الاپتے رہے اسی طرح آپ ﷺ خود بھی محمد ﷺ کہلائے یعنی جن کی مدام تعریف کی جائے اور رہتی دنیا تک یہ ثناء و توصیف جاری رہے۔ آپ ﷺ کی مبارک ہستی نے ایسے ایسے سرچشمہ حیات قائم

Marfat.com

کیے جس کی بدولت آپ ﷺ مقام محمود پر فائز ہوئے اور تمام جہاں پکار پکار کر کہنے لگا کہ آپ ﷺ وہ واحد ہستی ہیں جو واقعی مدام حمد وستائش کے قابل ہیں نہ آپ ﷺ جیسی ہستی تھی نہ ہے اور نہ ہوگی۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۵۸)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اولیٰ ﷺ

اولیٰ کے معنی لائق تر ہے۔ ایک معنی ادنیٰ اور اقرب ہیں۔ یعنی قریب تر، اس قریب تر میں جسمانی قرابت بھی اور تقدس و تقدیم بھی ہے۔ کہ تقدیس و تقدیم بلحاظ مرتبہ اور اہمیت بھی ہے۔ (محمد چراغ (۲۰۰۵)، ص، ۸۰)

نبی اولیٰ ﷺ کی ذات گرامی تحفہ آسمانی ہے۔ آپ ﷺ رحمت دو جہاں ہیں، ہادی برحق ہیں، خاتم النبین ہیں، خاتم المرسلین ہیں، کامل واکملین ہیں۔ آپ ﷺ کا ظہور کائناتی ظہور کا سبب ہے اور کائناتی ظہور ظہور ربی ہے۔ رسول ﷺ اپنے پرائے سب کے لئے محبت والفت، عزت وتکریم اور حوصلے وشکیبائی کے عملی جذبات رکھتے ہیں۔ یہی آپ ﷺ کی شخصیت کا وہ پہلو ہے جو آپ ﷺ کو ممتاز و ممیز کرتا ہے۔ (محمد معین اختر، (۱۹۹۹)، ص، ۶)

اللہ تعالیٰ نے نبی اولیٰ ﷺ کو ایک بہت بلند و بالا مقام ومرتبہ عطا کر کے وہ مقام بخش دیا جس کا کوئی ثانی نہیں اور خدا کے بعد جو مرتبہ بنتا ہے وہ نبی اولیٰ کا ہے۔ قرآن پاک میں وضاحت سے آپ ﷺ کے اس مرتبہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا دراصل اللہ ہی سے محبت کرتا اور یونہی رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والا اصل اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے۔ (۴۔۸۰)

''اے رسول! کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرتے ہو تو میرے اسوہ حیات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارو۔ (میرا اتباع کرو) تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ تو رحمت کرنے والا ہے۔'' (۳:۱۳)

پھر رب کریم نے فرمایا، ''اے رسول ﷺ تمہارے رب کی قسم یہ لوگ صرف اسی صورت میں مسلمان ہو سکتے ہیں کہ تمام شاجرات حیات میں وہ تمہیں حاکم بنالیں اور تمہارے فیصلوں کو بلا احساس گرانی وتنگی خوش دلی سے قبول کرلیں اور انہیں بے چون وچرا تسلیم کر کے ان پر عمل کرلیں۔ (۴:۶۵)

مزید فرمایا، ''اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا حکم مانو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ اگر روگردانی کرو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ کا کام تو پوری وضاحت کے ساتھ بیان حق ہے'' (۵:۹۲)

Marfat.com

قرآن مجید میں نبی پاک ﷺ کی ذات کو اولیٰ قرار دیکر فرمایا گیا،" النبی محمد مصطفیٰ کی ذات اہل اسلام کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔ اللہ کے مطابق تمام مومنین و مہاجرین کی نیت قرابت دار زیادہ مستحق ہیں اگر مفروضات میں دوستوں سے نیکی کرنا چاہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یہی حکم کتاب میں ہے" (۶:۳۳)

نبی ﷺ ایمان والوں کے ساتھ خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ لائق تر ہیں اور اس قدر اولیٰ یعنی لائق تر ہیں کہ ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ (الاحزاب:۶)

نبی ﷺ مومنین کے ساتھ ان کے نفس اور ذات سے بھی زیادہ لائق تر ہیں کیونکہ انسان کا نفس تو کبھی اس کو نفع پہنچاتا ہے۔ کبھی نقصان، نفس اچھا ہے، اچھے کاموں کی طرف چلتا ہے تو نفع ہے اور برے کاموں کی طرف چلے تو خود اپنے لئے مصیبت بن جاتا ہے۔ بخلاف رسول ﷺ کہ آپ ﷺ کی ذات اور تعلیم میں تو نفع ہے۔ جب نفع رسانی میں رسول اللہ ہماری جان اور ہمارے نفس سے بھی زیادہ لائق تر ہیں تو ان کا حق بھی ہم پر ہماری جان سے زیادہ ہے کہ ہم ان کی ہر کام میں اطاعت کریں اور آپ ﷺ کی تعلیم و تکریم تمام مخلوقات سے زیادہ کریں نبی ﷺ کا مسلمانوں اور مسلمانوں کا نبی اولیٰ ﷺ سے جو تعلق ہے وہ دوسرے تمام انسانی تعلق سے بالاتر ہیں کوئی رشتہ اس رشتے سے کوئی تعلق اس تعلق سے جو نبی ﷺ اور اہل ایمان کے درمیان ہے ذرہ برابر بھی کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ (پروفیسر محمد طاہر (۱۹۹۸)، ص ۱۰۶)

احادیث کی رو سے بھی آپ ﷺ کی ذات بابرکات اولیٰ ثابت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مومنوں میں ہر کام میں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اخروی اولیٰ یعنی لائق تر ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس کا حقدار ہوں، اگر چاہو تو پڑھو نبی مومنون پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے، سو جو کوئی مومن مال چھوڑے تو اس کے رشتے دار جو کوئی ہوں اس کے وارث ہوں اور اگر وہ قرضہ چھوڑے یا نادار بال بچے چھوڑے تو چاہیے کہ میرے پاس آجائیں میں اس کام ولی ہوں۔ (بخاری)

اسی بات کو یوں بیان کیا گیا ہے: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے لائق تر وہ ہوں جو شخص مرتے وقت قرض یا اپنی اولاد چھوڑ جائے تو اس قرض کی ادائیگی اور اولاد کی کفالت میرے ذمہ اگر مرنے والا مال چھوڑ جائے تو اس میں میرا کوئی حصہ نہیں بلکہ وہ مال وارثوں کا ہے۔ (سید امام احمد بن حنبل)

جب نبی ﷺ کی ذات ہر ذات کے نافع ہی نافع ہیں اولیٰ ہی اولیٰ ہیں تو مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کو اپنے جان و مال، رگ جان سے عزیز رشتہ دار سے بھی عزیز رکھیں۔

Marfat.com

بعض مفسرین کے مطابق فخر دو عالم ﷺ کا فرمان مسلمانوں میں اسی طرح نافذ العمل ہے جیسے کہ ایک آقا کا حکم غلام پر جاری ہوتا ہے اور آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل اپنی مرضی پر عمل کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور فخر دو عالم کی ازواج مطہرات کو حرمت میں ماؤں کی طرح قرار دیا گیا۔ یہ سب کیوں نہ ہوں کیونکہ اس ہستی پاک ﷺ کے اخلاق کریمہ اور جبلت حسنہ میں پسندیدہ عادتیں اس قدر پائی جاتی ہیں کہ ان کو شمار کرنے سے عدد عاجز ہو جائیں۔ قلم کی روانی تھک جائے، زبانیں گنگ ہو جائیں۔ آنکھیں ورطۂ حیرت میں ڈوب جائیں۔ اور ساتھ ہی وہ خصائل بھی کمال کے اس درجہ پر ہوں کہ کسب وحیلہ کے ذریعے ان کا حصول ناممکن ہو اور سارا معاملہ صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی کرم نوازی سے وابستہ ہے اور جس کو سمجھنے سے عقل بے عقل ہو جائے اور مرغان وہم گمان کے پر جلنے لگیں۔

وہ فضائل یہ ہیں۔ نبوت، رسالت، خلت، محبوبیت، اصطفاء، اسرأ، وحی، شفاعت، عامیان، وسیلہ، درجات رفیعہ، مقام محمود، امام، معراج، شاہد نبی، سرداری، بشارت ونذرات، خدا کا قرب خاص، اطاعت، امانت، ہدایت، رحمت، مخلوق کا بوجھ ہلکا کرنے والا، صاحب کتاب وحکمت، مخلوق کا مائی وملجا، اولیٰ واعلیٰ، مخلوق کو خالق کی طرف بلانے والا، بندوں سے محبت کرنیوالا، آپ کی ذات مقدسہ میں اس طرح جمع کر دیئے گئے تھے کہ کوئی کمال اس کے احاطے سے باہر نہیں رہا تھا۔ (قاضی عیاض مالکی، (۱۹۸۰)، ص،۱۱۹)

اتنی بلند وبالا مرتبہ ہستی والے نبی مکرم ﷺ پر تن من، دھن قربان کر دینے سے گریز نہیں کرنا چاہیے کہ جس نے مومنوں پر باپ سے بڑھ کر شفقت کی۔ جس کی غمگساری کا یہ عالم ہے کہ اگر کسی کو ذراسی بھی تکلیف پہنچی تو اسے بے حد رنج ہوتا وہ بے تاب اور مضطرب ہو جاتا اس کی انتہا کی آرزو ہوتی کہ کسی نہ کسی طرح ان کی بھلائی کا سامان ہو جائے اور اذیتوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ''میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کیلئے دوڑے چلے آرہے ہوں، میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہوں'' (امام مسلم)

جب نبی پاک ﷺ کی خیر خواہی کا یہ عالم ہے، تو حیف ہے ہم پر، اگر ہم اپنے آپ کو حضور ﷺ کا غلام نہ سمجھیں اور اپنے تمام حالات میں آپ ﷺ کی حکمرانی تسلیم نہ کریں اور ان کی راہ چھوڑ کر نفس کی پیروی کریں۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص،۸۵)

اگرچہ افضل سبھی انبیاء ہیں مگر
سب سے ارفع واعلیٰ ہمارا نبی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اوّلؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اول اس ذات کو کہتے ہیں جو ہر شے پر مقدم ہو اس معنی کے لحاظ سے اول ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لیکن مخلوق میں اول ذات نبی اکرم ﷺ کی ہے۔ جس سے پہلے اور کوئی نہ ہو۔ اول سب سے پہلے کو کہا جاتا ہے۔ جو اپنی نظر اور مثال میں خود ہی ہو۔ اس سے پہلے کوئی اس جیسا ہم مرتبہ و ہم پلا نہ ہو۔ (محمد طاہر مصطفیٰ، (۱۹۹۸)، ص، ۱۹۷)

نبی اول: حضرت آدم نے جب عدم سے آنکھ کھولی پہلے جس چیز پر نظر پڑی آپ ہی کا نام گرامی تھا۔ جو خالق بے ہمتا کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر تھا۔ ہر پتہ آپ کے بے مثال ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ ہر فرشتہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ اس وقت کوئی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نور پیدا کیا مگر آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ایسے وقت سجدہ کیا جب کچھ بھی نہ تھا نہ ممبر، نہ مسجد، نہ کعبہ اور نہ کوئی جگہ تھی، نہ نفس تھا، نہ ابلیس، نہ کفر تھا نہ اسلام، نہ روح تھی نہ ہڈیاں، نہ انبیاء تھے نہ اولیاء۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص، ۷۵، ۷۶)

قرآن میں ارشاد ہے: ”میں سب سے پہلا مسلمان ہوں“۔ (انعام: ۱۶۳)

اس حوالے ارشاد باری تعالیٰ ہے! ”اے رسول ﷺ انہیں کہہ دیجیے کہ کیا آسمانوں اور زمین کو عالم وجود میں لانے والے اللہ کو جس کی احتیاج رزق پوری کائنات کو ہے اور اسے کسی سے احتیاج رزق نہیں ہے، چھوڑ کر غیر اللہ کو دوست بناؤں؟ کہہ دیجیے کہ مجھے بارگاہ پروردگار سے حکم ہوا ہے کہ میں اول من اسلم ہوں (جس نے اپنا سر بارگاہ الوہیت میں سب سے پہلے رکھ دیا ہے) بعد میں ہرگز مشرکوں کا طریقہ نہ اختیار کروں“ (الانعام: ۱۴)

پھر فرمایا ”کہو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی خالص عبادت کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لاؤں“

”آپ ﷺ اول المومنین بھی ہے فرمایا گیا“ میں سب سے پہلے اسلام لانیوالا ہوں“ (الاعراف: ۱۴۳)

مزید ارشاد ہوا، کہو میری نماز، میری عبادت اور میرا جینا مرنا یہ سب اللہ کا ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (الانعام: ۱۶۲۔۱۶۳)

Marfat.com

سب سے پہلے نبوت بھی آنحضور ﷺ کو ہی ملی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ نبوت آپ کے لئے کب واجب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا جب آدم روح اور رحم کے درمیان تھے۔ (ترمذی)

پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ نے مختلف حوالوں سے آپ ﷺ کے اول ہونے کی یوں وضاحت کی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں پیدائش میں لوگوں میں سے اول ہوں اور بعثت میں آخر میں۔ (طبقعات ابن سعد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقعہ معراج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب میں نے تجھے نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور ان کے آخر میں مبعوث کیا۔ (سہیل الھدٰی) غ

حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا "بے شک میں اللہ کا بندہ اصل کتاب (لوح محفوظ) میں خاتم النبین ہوں لیکن اس وقت سے ہوں جب حضرت آدم کا خمیر مٹی میں گوندھا جا رہا تھا" حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور میں فخر نہیں کرتا اور میں اول ہوگا جس کی قبر شق ہوگی اور میں سب سے اول ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں پہلا وہ شخص ہوں جس سے زمین شق ہوگی اور قبر سے نکلتے ہی مجھے لباس پہنا دیا جائے گا۔ (مشکواہ شریف)

قرآنی آیات واحادیث سے ثابت ہوگیا محمد مصطفیٰ ﷺ سب مخلوق سے پیدائش میں پہلے اور عالم ارواح سے پہلے آپ ﷺ نے ہی الوہیت و ربوبیت خداوندی کا اقرار فرمایا اور دربار خداوندی پر سر جھکایا۔

شب معراج میں انبیاء علیہ السلام نے مصطفیٰ ﷺ کو اول و آخر تسلیم کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف براق لائے تو براق کے دونوں کان فخر سے خوش تھے تو حضرت جبیرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے براق! خدا کی قسم ایسا تم پر کوئی سوار نہیں ہوا اور رسول اللہ ﷺ آگے تشریف لے گئے تو راستے کے کنارے آپ کو ایک بوڑھا ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل یہ کیا ہے جبرئیل علیہ اسلام نے عرض کیا حضور ﷺ تشریف لے چلیے تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے چند احباب ملے تو انہوں نے کہا!

"اسلام علیک یا اول، اسلام علیک یا آخر، اسلام علیک یا حاشر"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جنہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مذکورہ انبیاء علیہ السلام نے

Marfat.com

بھی آپ ﷺ کو سب سے پہلا مانا ہے۔ مصطفیٰ ﷺ نے معراج کے جلسے میں تمام انبیاء کے سامنے اپنے اول و آخر ہونے کا اقرار فرمایا اور سب نے تسلیم کیا۔

رسول اکرم ﷺ کا نور سب سے مقدم تھا آپ ﷺ نے فرمایا ''سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور یہ نور محمدی ﷺ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ جہاں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا، پھرتا ہے۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین نہ سورج، نہ چاند، نہ ستارے اور نہ جن نہ انسان'' (مولانا محمد عمر، (مقیاس النور)، ص، ۴۳، ۴۴، ۴۸)

آپ ﷺ ہی سب سے اول اور آگے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ ایک ہی میدان میں جمع کیے جائیں گے پکارنے والا اپنی آواز نہیں سنائے گا۔ آنکھ کھل جائے گی، کوئی بھی بغیر اجازت بات نہ کر سکے آواز آئے گی۔ اے محمد ﷺ! آپ ﷺ فرمائیں گے لبیک و سعدیک۔ (تفسیر ابن کثیر)

سب سے پہلے آپ ﷺ کی امت ہی کے فیصلے کیے جائیں گے آپ ﷺ ہی اپنی امت سمیت سب سے پہلے پل صراط سے پار ہوں گے۔ آپ ﷺ ہی جنت میں لے جانے کے پہلے سفارشی ہونگے۔

تمام مومن آپ ﷺ ہی کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے اور آپ ﷺ کی امت اور امتوں سے پہلے جنت میں جائے گی اور جنت کا سب سے بلند اور اعلیٰ درجہ آپ ﷺ کے سوا کسی اور کو نہیں ملے گا۔ (صحیح بخاری)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے اور مجھے ہی سب سے پہلے سر اٹھانے کی اجازت دی جائیگی میں اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں سب امتوں کو پہچان لوں گا اور دوسری امتوں کو بھی پہچان لوں گا۔ (مسند احمد)

غرض اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے نبی مقدس ﷺ کو خدائے بزرگ و برتر نے سب سے پہلے پیدا کیا اور سب جگہ مقدم رکھا اللہ تعالیٰ نے جن فضائل و محاسن سے نوازا جو رتبہ دیا وہ صرف آپ ﷺ کا ہی حصہ ہیں نہ آپ ﷺ سے پہلے کوئی آپ ﷺ جیسا تھا نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ جیسا ہوا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

امینؐ ﷺ

امین لفظ (ا،م،ن) کا مادہ ہے اس سے لفظ امانت بنا ہے امانت وہ ہوتی ہے جو کسی کو اس کے بھروسے اور اعتماد پر دے دی جائے اور امین کا مطلب ہے جس کو بے خوف وخطر مطمئن ہو کر کوئی چیز سونپ دی جائے اور جن پر کامل یقین کیا جائے اور جن پر کامل یقین کیا جائے امین ایسا شخص ہوتا ہے جس کے پاس اطمینان سے اپنی چیز رکھی جا سکے۔

قرآن پاک میں اکثر رسولوں کو امین قرار دیا گیا ہے۔ یعنی وہ ہر طرح سے راست باز اور امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص:۸۷)

قرآن پاک میں ہے کہ: ''نبی اکرم مطاع اور امین ہیں'' (التکویر:۸۱:۲۱)

امانت کی حفاظت کرنا اور اس کو بحفاظت واپس لوٹانا ایک احسن عمل ہے اور نبی پاک ﷺ نے اس عمل کو نہایت احسن طریقے سے انجام دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کو معلوم ہو کہ کسی شخص نے اللہ کی راہ میں خیانت کی تو اس کا اسباب جلا دو اور اس کو مارو۔ (مشکوٰۃ)

1- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن میں تمام فضائل ہو سکتے ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (عن انسؓ مشکوٰۃ)

2- رسول اللہ نے فرمایا ہے جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے خیانت نہ کرو۔ (ابو ہریرہ)

3- آپ ﷺ کا کوئی خطبہ شاید ہی ایسا ہو جس میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔ (عن انسؓ، مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں آسمان والوں کا امین ہوں میرے پاس آسمان کی خبریں صبح شام آتی ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

آپ ﷺ کی صفت امینی سے ہی دوست اور دشمن کے دل میں گھر کر لیا اور ۲۵ سال کی عمر میں ہی معاشرے میں وقار حاصل کر لیا کہ اپنے اور پرائے یک زبان ہو کر آپ کو امین کہنے لگے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے امین ہونے کی وجہ سے ہی لاکھوں کا سامان دیکر آپ ﷺ کو تجارت کی مہم پر روانہ کیا اور اسی صفت کی وجہ سے آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھجوایا۔ تعمیر کعبہ کے موقع پر

Marfat.com

آپ ﷺ کے صادق امین ہونے کی وجہ سے ہی آپ کو ثالث تسلیم کیا گیا دعوت اسلام کے موقع پر بہت سے لوگوں نے آپ کے صادق اور امین ہونے کی وجہ سے ہی اسلام قبول کر لیا کہ جو شخص دنیاوی معاملات میں جھوٹ اور خیانت نہیں کرتا وہ اللہ پر کیسے جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی امانت اور بھروسے کی وجہ سے اگرچہ دشمنوں سے جنگ جاری تھی مگر پھر بھی ان کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ ہجرت مدینہ کے وقت انہیں دشمنوں کی خاطر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو مکہ میں چھوڑا کہ جس کی امانت ہو اسے پہنچا دی جائے۔

وحی الٰہی کی امانت کو نبی امین ﷺ نے بحفاظت اور من عن امت تک پہنچایا اور فرمایا جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، امانت میں خیانت کرنے والے کو آپ ﷺ نے منافق قرار دیا۔ (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ، (۱۹۹۸)، ص: ۱۳۸، ۱۳۹)

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کو اس وقت بھی امین سمجھتے تھے جب آپ ﷺ نے ابھی "دین متین" کی دعوت نہ دی تھی وہ اس وقت بھی اپنی قیمتی اشیاء بطور امانت آپ ﷺ کے پاس چھوڑ جاتے جب وہ "دین حنیف" کی مخالفت میں اندھے ہو چکے تھے حد یہ ہے کہ ان کی امانتیں جواہرات اور نقدی اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس تھیں جب انہوں نے اس "شمع فروزاں" کو اپنی پھونکوں سے بجھا دینے کی ناکام کوشش کی۔ (محمد احسان الحق، ص: ۱۴۵)

آپ ﷺ قبل از نبوت بھی مکہ کے لوگوں میں صادق اور امین مشہور ہو چکے تھے اپنے اسفار تجارت میں بھی آپ ﷺ نے امانت و دیانت اور راست گفتاری ہی کو فروغ دیا تھا اور مشرک وغیر مشرک سب آپ کی امانت و دیانت کے معترف تھے۔

ڈاکٹر مسز اینی بیسنیٹ ایک غیر ملکی دانشور تھیں وہ ایک صوفی منش متصوفہ تھیں انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام کی زندگی سے خاصا شغف تھا وہ آپ ﷺ کی امانت داری کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:

"کس شاندار طریقہ سے آپ ﷺ کی زندگی تاریخ کی روشنی کا مقابلہ کرتی ہے اور کس قدر جاہل ہیں وہ لوگ جو حضرت محمد ﷺ پر حملہ کرتے ہیں! یہ دونوں باتیں تاریخ سے ثابت ہیں بہت سے لوگ آپ ﷺ کی زندگی سے واقف ہی نہیں، اپنے خدوخال کے اعتبار سے وہ کس قدر سادہ، کس قدر بہادر تھے، تاریخی آدمیوں کی عظیم الشان زندگیوں میں سے ایک! آپ ﷺ تاریخ کے ایک کٹھن دور میں پیدا ہوئے تھے جو سخت اور مشکل حالات سے گھرا ہوا تھا۔ آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے ایسی قوم میں سرتا پا اوہام پرستی میں ڈوبی ہوئی تھی، پیدا ہوئے تے ایسے لوگوں میں جن میں اوہام باطلہ نہایت ہی خراب نتائج پیدا کر رہے تھے۔ ہم تھوڑی دیر میں ان اشخاص کی شہادت سے جن کی زندگیوں کو آپ ﷺ نے بدل ڈالا تھا، ان لوگوں کے الفاظ سے جنہوں نے آپ ﷺ کی شہادت دی تھی جب کہ آپ ﷺ زندہ تھے اور جنہوں نے آپ ﷺ کو پیغمبر خدا تسلیم کیا تھا، یہ معلوم کر لیں گے کہ اس وقت عامتہ الناس کی

Marfat.com

زندگیاں کیسی تھیں۔ لیکن اس سے قبل بھی آپ ﷺ اندھیرے میں روشنی کے مینار کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کی زندگی اس قدر شریفانہ اور اس قدر سچی نظر آتی ہے کہ ہم فوراً معلوم کر لیتے ہیں کہ کیوں آپ ﷺ کو اپنے گردو پیش کے لوگوں تک اپنے خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ وہ کون سا نام تھا جس سے مکہ کے تمام مرد، عورتیں اور بچے آپ ﷺ کو پکارا کرتے تھے؟ وہ نام الامین یعنی صادق، دیانت دار تھا۔ مجھے اس سے زیادہ پایہ کا اور زیادہ شریفانہ اور کوئی لقب نہیں ملتا جس سے وہ اس شخص کو پکارا کرتے تھے جس نے اپنی زندگی کے ایام طفولیت سے انہی میں بسر کی تھی، یعنی ایسا شخص جو اعتماد اور بھروسہ کے قابل ہو۔ آپ ﷺ کی نسبت عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ ﷺ گلیوں اور بازروں میں سے گزرتے تھے جو بچے دروازوں سے نکل کر دوڑتے ہوئے آتے اور آپ ﷺ کے گھٹنوں اور ہاتھوں سے چمٹ جاتے تھے۔ جب کبھی آپ یہ دونوں صفات ایک ہی شخص کی ذات میں مجتمع دیکھیں (یعنی بچوں کی محبت اور ایسا چال چلن جس کی وجہ سے اس کے گردو پیش کے لوگ اسے صادق اور امین کے نام سے پکاریں) تو پھر آپ اس میں ایک ہیرو کے، ایک پیدائشی لیڈر کے، بنی نوع انسان کے ہادی کے عناصر موجود پائیں گے۔

یہ داستان اپنے اندر بہت بڑے معنی رکھتی ہے کہ کشمکش کے خیالات کے، غور وفکر کے، دنیا میں زندگی بسر کرنے اور پھر کچھ مدت تک صحرا کے ایک غار میں رہنے کے ان پندرہ سالوں میں آپ ﷺ نے ایسے خیالات سے جنگ جاری رکھی جنہوں نے اول اول آپ کو مغلوب کر لیا اور آپ ﷺ نے روحانی طاقتوں کی آواز کے مقابلہ میں انسان کی فطری کمزوری کی وجہ سے خوف زدہ ہو گئے۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ایک رات جب آپ ﷺ اس غار سے واپس لوٹے جہاں خدا کے ایک فرشتے نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اے خدا کے رسول! اٹھ اور جا اور لوگوں کو پیام سنا، تو آپ ﷺ خوف کے مارے کانپ اٹھے اور تردد اور شک میں پڑ گئے کہ میں کون ہوں؟ میں کیا ہوں؟ کہ خدا کے پیغمبر کی حیثیت سے لوگوں کے پاس جاؤں؟''

یہی وقت تھا جب کہ آپ ﷺ کی بیوی نے آپ ﷺ کی ہمت بندھائی اور آپ ﷺ کو اس آواز پر چلنے کی ہدایت کی۔ انہوں نے کہا ''خوف نہ کیجئے''، کیا آپ ﷺ الامین نہیں ہیں؟ خدا کبھی ایسے شخص کو دھوکہ نہیں دیگا، جس پر لوگ اعتماد رکھتے ہوں''۔ اس سے بہتر شہادت کسی پیغمبر کو کہیں نہیں مل سکتی۔ پھر آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائیں، وہ جو عورتوں میں سب سے زیادہ پیاری اور شریف تھیں، جنہوں نے لوگوں کے اس ہادی کے ساتھ ۲۶ سال تک مکمل ازدواجی زندگی بسر کی۔ یہ تھا اس ہستی کا کردار اس خاتون کے الفاظ میں جو آپ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب تھی۔ (حافظ محمد ثانی، (۱۹۹۶)، ص: ۶۴، ۶۵)

جب مکہ مکرمہ میں تعمیر کا کام ہو رہا تھا، حجر اسود نصب کرتے وقت، جھگڑا اور تکرار شروع ہو گئی تو ابوامیہ بن ولید مخزومی نے کہا کہ، آپس میں کسی کا حکم مان لو تو قرار پایا کہ جو شخص باب بنی شیبہ کی طرف سے سب سے پہلے داخل

Marfat.com

حرم ہو سب کی پگڑی اسی کے سر ہو، بہر حال آنے والوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو سب بیک زبان ہو کر پکار اٹھے "ہذا الامین، ہذا الامین" یہ امین ہیں یہ امین ہیں، یہ جو فیصلہ کر دے ہمیں منظور ہے۔ آپ ﷺ نے بطور امین ایک حکیمانہ فیصلہ سنایا، ایک چادر بچھائی حجر اسود کو اس کے بیچ رکھا اور ہر قبیلہ کے سردار سے کہا کہ اس چادر کا ایک ایک گوشہ پکڑ کر اٹھاؤ، سب نے ملکر اٹھایا اور اسی جگہ لے گئے جہاں اسے نصب ہونا تھا۔ اسی کے بعد پیغمبر امین نے اسے اپنے دست مبارک سے نصب فرما دیا۔

غرض آپ ﷺ کو آپ کی متانت، امانت اور تقویٰ و دیانت کی وجہ سے سب لوگ الامین پکارتے تھے اور دل سے آپ ﷺ کی عزت کرتے تھے، ذرا دیکھیے، آپ ﷺ کی امینی کہ جب رومی سے ان کی ساری کمائی اہل مکہ چھین لیتے ہیں اور ابو سلمہ سے ان کی بیوی بچے کو بھی لے لیتے ہیں ادھر انسانیت کا یہ انداز ہے کہ خون کے پیاسوں کی امانتیں واپس کی جا رہی ہیں۔ جہاں جان خطرے میں ہو وہاں انسانی قدروں کا خیال کون رکھتا ہے، صرف وہی رسول ﷺ امین جس کی بعثت کا مقصد ہی اخلاقی قدروں کو پھیلانا تھا، اسلامی تعلیمات کو نافذ کرنا تھا، یہی وجہ تھی کہ ہزاروں عداوتوں اور ہزاروں دشمنیوں کے باوجود لوگ آپ ﷺ پر اعتماد کرتے تھے کہ یہ امانت میں خیانت نہیں کر سکتے، اور جس نے نہ صرف اپنی زندگی کے تقاضوں میں امانت کو پیش نظر رکھا بلکہ وہ پیغام الٰہی اور انسانیت کا بھی سب سے بڑا امین ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

امامﷺ

امام، راہ دکھانے والا۔ پیشوا اور ہادی کو کہتے ہیں۔ عام طور پر امام وہ ہوتا جس کی پیروی کی جائے، امام اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو آگے ہو۔

امام عربی زبان میں اس دھاگے یا ڈوری کو کہتے ہیں جس سے معمار دیوار کی سیدھ دیکھنے کیلئے استعمال کرتے ہیں کہ اینٹیں سیدھ میں آرہی ہیں یا نہیں چنانچہ واضح ہوا کہ امام وہ ہے جس کی زندگی کو سامنے رکھ کر اس بات کا یقین کیا جائے کہ ہم سیدھی راہ پر چل رہے ہیں یا نہیں۔ تمام انبیاء کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام بنا کر بھیجا تا کہ مخلوق خدا سیدھے راستے پر چلے کیونکہ امام شب وروز خدا کی بندگی کرتے ہیں اور اسی کی ایما پر ہدایت کرتے ہیں تا کہ اعمال خیر پھیلیں۔ وہ ہر کام خدا کی مرضی اور احکام کے بطابق کرتے ہیں، ہر کلام خدا کی بندگی کا پہلو لئے ہوتا ہے۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص، ۵۹، ۶۰)

نبی اکرمﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پوری امت مسلمہ کیلئے امام بنا کر بھیجا۔ آپﷺ امام الناس بھی ہیں، امام الخیر بھی ہیں، امام الصادقین بھی ہیں اور امام الصدیقین بھی، امام العلمین بھی اور امام العالمین بھی ہیں، امام المتقین، امام اعظم اولین وآخرین ہیں۔ (محمد طاہر مصطفیٰ، (۱۹۹۸)، ص، ۱۹۵)

جب اطاعت واجب ٹھہری تو اس اطاعت کا کوئی نہ کوئی مرکز بھی ہوگا۔ جہاں سے احکام نافذ ہونگے اور جن کے ذمہ یہ فریضہ ہوگا۔ اور جو اس کی نگرانی کرے کہ ان احکامات پر عملدرآمد بھی ہورہا ہے، اس مرکزیت کا نام امارت یا امامت ہے، یہ امیر یا امام وہ ہوگا جو سب سے زیادہ قوانین خداوندی کا پابند ہوگا، تو رسول خدا سےﷺ بڑھ کر اور کون قوانین خداوندی کا فرماں بردار ہوگا اس لیے اس نظام کا اولین امیر اور امام خود رسولﷺ ہوگا۔ یہ امام اپنی حکومت انسانوں پر نہیں چلائے گا بلکہ اللہ کے احکام ہونگے، جو رسول کے ذریعے وحی کئے جائیں گے اور رسولﷺ اپنے رب کے حکم سے وہ قوانین نافذ کریں گے۔ (پرویز، ص، ۳۱۶، ۳۱۷)

قرآن پاک میں ہے۔ " کسی انسان کو یہ روا نہیں کہ اللہ اسے (انسانوں) کی ہدایت کیلئے کتاب، حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور پھر اس کا شیوہ یہ ہو کہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر مرے بندے بن جاؤ، وہ یہی کہے گا کہ تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کے احکام کی اطاعت کرنیوالے بنو اس لئے کہ تم کتاب اللہ کی تعلیم دیتے رہتے ہو، اور

Marfat.com

اس کا مفہوم ومقصود سمجھنے، سمجھانے میں کوشاں رہتے ہو"۔(۳/۷۹)

اس امیر کا سب سے بڑا اشرف جس کی وجہ سے وہ امام بنا ہے کہ وہ خدا کی عبدیت، محکومیت میں سب سے سبقت لے گیا ہے، اس لئے قرآن میں بار بار حضور ﷺ کو امام، پیشوا، حادی کے نام سے پکارا گیا ہے۔

مختلف احادیث میں آپ ﷺ کے امام ہونے کی وضاحت ملتی ہے: حضرت جابرؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میں رسولوں کا سردار ہوں۔(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار بنوں گا۔ اور سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا۔ اور سب سے پہلے اللہ کے حکم سے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔(مسلم)

محمد طاہر مصطفیٰ نے سیرۃ الرسول فی اسماء الرسول میں مختلف حوالوں سے آپ ﷺ کے امام ہونے کی وضاحت کی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پر درود بھیجو، تمہیں علم نہیں کہ شاید یہ درود آپ کے ہاں پیش ہو، انہوں نے کہا ہمیں سکھا دیجئے۔ انہوں نے فرمایا، کہو اے اللہ تو اپنے درود اور رحمتیں اور برکتیں بھیج رسولوں کے سردار پر جو متقیوں کے امام ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں، حضرت محمد ﷺ جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، جو بھلائی کے امام ہیں، نیکی کے قائد اور رحمت کے رسول ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے قیامت کے دن میں تمام لوگوں امام ہونگا، لہٰذا آپ ﷺ امام اولین وانبیاء آخرین قرار پائے۔

معراج کے دوران بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام جمع تھے، پھر آپ ﷺ نے وہاں تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔

ابن ابی حاتم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ کے پیچھے کس کس نے نماز پڑھی، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، حضرت جبرائیل نے کہا کہ آپ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں، اللہ کے درود وسلام آپ پر ہوں، ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قیامت کے دن تک اور آپ ہی امام اعظم ہیں۔(محمد طاہر مصطفیٰ، (۱۹۹۸)، ص، ۱۹۶)

جب نبی پاک ﷺ نے نظام صلواۃ قائم کیا تو اس میں سب سے پہلے نمازوں کی امامت بطور امام آپ ﷺ خود ہی کرواتے تھے۔ مکی زندگی میں جب مسلمان چھپ کر نمازیں ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کے گھروں کے اندر بھی نمازوں کی امامت فرماتے تھے۔ پھر مدنی دور میں آپ ﷺ کو امام القبلتین بھی کہا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ جب مدینہ میں مقیم رہے تو مسجد حرام میں اس طرح نماز ادا کرتے رہے کہ دائیں طرف رکن اسود اور بائیں

Marfat.com

طرف رکن یمانی ہوتا، اس طرح ہر دو قبلے آپ ﷺ کے روبرو ہوتے: (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص، ۶۳)

ہادی و پیشوا و امام وہی ہوسکتا ہے جو سب سے بلند پایہ ہو سب سے مقدم ہو سب سے عزت والا ہو، تو ہمارے بنی ﷺ سب سے زیادہ شان والے ہیں، اور ایسی شان والے کہ جن کی مثال نہیں ملتی

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور جو شخص اس کا قائل ہوگا میں اسے عذاب نہ دونگا"

اور جناب رسالت ماب ﷺ کی امتیازی شان کے متعلق باسورتھ سمتھ یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ: " کوئی شخص یہاں (محمد ﷺ کی سیرت) کے متعلق نہ خود کو دھوکا دے سکتا ہے اور نہ دوسرے کو، کہ بیان دن کی پوری روشنی ہے۔" (کوثر نیازی، (۱۹۸۹)، ص، ۹۷)

"جب آپکی شان و عظمت کا یہ عالم ہو تو کیونکر وہ امام عالم نہ ہوں"

ہادی دین متین ہو تم محمد مصطفیٰ
باعث صد فخر و ملت رہنما و پیشوا
(منشی پیارے لال رونق دہلوی)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

آخرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

''آخر'' اس ذات کو کہتے ہیں جو تمام موجودات کے فنا ہونے پر بھی قائم و دائم ہے۔ قرآن پاک میں ہے ''ہر شے فنا ہو جائیگی اور آپ کا عزت والا رب باقی رہ جائے گا'' (الرحمٰن:۶۲،۲۷)

اس آیت سے واضح ہے کہ ''آخر'' ذات صرف اور صرف اللہ تبارک تعالٰی کی ہے اس طرح سے یہ اسم، اسم الٰہی ہے مگر اسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام و مقام بھی آخری دم تک قائم رہے گا'' (محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸)، ص:۱۹۹،۲۰۰)

اور اللہ تعالٰی کے ناموں میں ایک نام اول و آخر بھی ہے اور ان دونوں کے معنی ہیں ''اشیا کے وجود سے پہلے موجود رہنے والا اور ان کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہنے والا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا (اللہ تعالٰی کا) نہ اول ہے اور نہ آخر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میں تمام نبیوں کی پیدائش سے پہلے ہوں اور بعثت میں آخر ہوں'' (الشفاء، (۱۹۸۳) ص،۵۳)

''آخر'' کے معنی ہیں آخر والا جو سب سے آخر ہو، سب سے بعد والا سب سے پیچھے والا ایسا جس کے بعد اور کوئی نہ ہو، آخری ختم کر دینے والا ایسا جس کے بعد کسی کی ضرورت باقی نہ رہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص:۴۵)

قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد مقامات پر آخری نبی ہونا ثابت ہے۔

''لوگو! محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں'' (الاحزاب:۴۵)

سورہ البقرہ کی پہلی آیت میں فرمایا گیا، ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقین کے لئے اور متقین وہ لوگ ہوتے ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اپنے رزق میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اتاری گئی تھیں اور وہ آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں اس آیت سے واضح ہو گیا کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی آخری وحی ہے کیونکہ اگر قرآن کے بعد کوئی اور کتاب نازل ہونے والی ہوتی تو جس طرح اس آیت میں پچھلی کتابوں اور وحی

Marfat.com

پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح آئندہ نازل ہونیوالی کتاب اور وحی پر بھی ایمان لانے کا ذکر بھی لازمی ہوتا اور اس کتاب اور نبی کا ذکر زیادہ اہتمام سے ہوتا جو کہ بعد میں آئے تھے۔صرف اس آیت میں نہیں بلکہ پورے قرآن پاک میں اول تا آخر مختلف مقامات پر تقریباً چالیس پچاس آیات میں آیا ہے۔سب جگہ پر آنحضرت ﷺ سے پہلے کے انبیاء پہلی وحی اور پہلی کتابوں کا ہی ذکر ملتا ہے۔کسی آیت میں بھی آئندہ نبی یا وحی آنے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

پھر فرمایا! ''(اے نبی! تمہاری تہذیبی وثقافتی وقومی تربیت اتنی مستحکم بنیادوں پر ہو چکی ہے کہ کفار آج تم سے مایوس ہو گئے ہیں ان سے نہیں مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے نظام دینی کی کماحقہ تکمیل کر دی ہے۔(مادی او روحانی زندگی کی بھرپور) نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں اور بطورِ ایک جامع نظام حیات کے) دین اسلام کو پسند کر لیا ہے'' (المائدہ:۳)

سورۃ المائدہ کی اس آیت کے بارے میں ضیاء القرآن میں یوں مذکور ہے ک حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ دین اسلام جو تھا سابقہ انبیاء اور رسل کا دین تھا وہی تمہارے لئے کامل صورت میں پسند کر لیا گیا ہے اب اس میں اضافہ یا تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔یہ آیت نبی پاک ﷺ کے آخری نبی ہونیکی بھی واضح دلیل ہے۔کیونکہ جب دین مکمل ہو چکا اس کے احکام میں ردوبدل کی گنجائش نہ رہی ہو پھر کسی دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت بھی نہ رہی۔

''اے رسول یہ تنزیلات الٰہی تیرے رب کے کلمات صدق وعدل ہیں جو پایۂ تکمیل تک پہنچ چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے کلمات کا کوئی مبدل نہیں۔وہ سمیع ہے اور علیم بھی (ان کلمات میں کوئی کمی ممکن نہیں) (۶:۱۱۵)

نبی پاک ﷺ نے مختلف طریقوں اور لفظوں میں اپنے آخری نبی ہونیکی تصریح فرمائی ہے، ''حضرت عبداللہ بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا ہے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نبیوں میں سے آخری نبی ہوں'' (سنن نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد کے بارے میں خبر دی پھر انہوں نے ایک دوسرے پر ان کی فضیلتیں دیکھیں۔حضرت آدم علیہ السلام نے نیچے ایک نور دیکھا تو عرض کیا اے میرے پروردگار یہ کون ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے نبی احمد ﷺ ہیں وجود میں سب سے پہلے اور ورود میں سب سے بعد۔(البیہقی)

میرے بعد کوئی نبی اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں (یعنی) کسی نئے آنے والے نبی کی امت نہیں (ترمذی)

''تو میں وہی آخری نبی ہوں اور سب پیغمبروں کا خاتم ہوں'' (بخاری ومسلم)

Marfat.com

''تو میں اسی آخری اینٹ کی جگہ ہوں۔ میں آیا تو پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا'' (صحیح مسلم)

''اور انبیاء مجھ سے ختم کئے گئے۔(نسائی)

نبوت اور رسالت کا روشن سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا حضور نبی اکرم ﷺ پر آ کر ختم ہوا۔ آپ ﷺ سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے اپنی ختم نبوت کا اعلان واشگاف لفظوں میں فرمایا، ''اب نبوت اور رسالت کا انقطاع عمل میں آ چکا ہے، لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے اور نہ کوئی نبی'' (ترمذی)

آپ ﷺ آخری نبی و رسول ہیں اور آپ ﷺ کا پیغام دائمی اور ابدی ہے اور قیامت تک کے لئے اور وقت کی قید سے آزاد ہے۔ تمام ادیان آپ ﷺ کے دین کے بعد منسوخ ہو چکے ہیں اور اب اللہ کے نزدیک منظور شدہ آخری دین آپ ﷺ کا لایا ہوا دین یعنی اسلام ہے۔ ضروری ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اور ہر قوم ملک اور زمانے کے لوگ اس کی پیروی کریں۔ کیونکہ جب یہ دین ساری دنیا کا دین ہے اور اس کا لانے والا پیغمبر پوری نوع انسانی کا پیغمبر قرار دیا گیا ہے تو اب اور کسی دین اور پیغمبر کا زمانہ باقی نہیں رہ سکتا۔ (محمد عبدالجبار پروفیسر: (۱۹۸۸)، ص:۱۲۰)

آخری نبی:

پہلے ہر نبی خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے آیا کرتا۔ مگر جب ایک ایک کر کے سب نبی آ چکے اور ان کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا، کسی پیغمبر کی تعلیم و عملی زندگی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہی۔ ہر طرف گمراہی پھیل گئی۔ دنیا نور ہدایت سے محروم ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں ہمارے حضرت محمد ﷺ کو ساری دنیا کے لئے آفتاب ہدایت بنا کر بھیجا اور قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ جس میں آج تک نہ ایک نقطہ اور شوشہ کی تبدیلی ہوئی نہ کبھی ہو سکتی ہے۔ حفاظ نے الفاظ کی حفاظت کی۔ علماء نے معانی کی حفاظت کی، عرفا نے حقائق کو محفوظ کیا۔ کسی نے قراءت و تجوید کی خدمت کی تو کسی نے آیات کی گنتی کی اور الفاظ کا شمار کیا۔ کسی نے اعراب کی تعداد بتائی تو کسی نے نقطوں کا حساب لگایا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے اقوال و افعال اور وقائع زندگی کو محفوظ کیا۔ صحابہؓ کے بعد روایات کا یہ سلسلہ قرن بعد قرن آج تک چلا آیا۔ حتیٰ کہ حالات کو بیان کرنے والوں کے حالات بھی جمع کئے گئے۔ تا کہ ان کا ثقہ اور غیر ثقہ ہونا معلوم ہو سکے اور معتبر راویوں کے بیان کو ترجیح دی جائے چنانچہ حضور ﷺ کی زندگی پوری شرح و بسط کے ساتھ آج ایسی ہی محفوظ ہے جیسی اپنے وقت پر تھی۔ آپ ﷺ آج بھی اسی طرح پہچانے جاتے ہیں جس طرح کل پہچانے گئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعلیم اور ملی زندگی کا نقشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

آپ کی تعلیم زندگی کے ہر گوشہ پر حاوی ہے۔ قرآن پاک میں قیامت تک کی ضرورتوں اور وقتی تقاضوں کے احکام کلیات کی شکل میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ایسی کامل و اکمل اور جامع تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت و

Marfat.com

رسالت کا آخری درس ہے جو مخلوق کے لئے ذریعہ ہدایت اور باعث نجات ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کا زمانہ کبھی ختم نہ ہوگا، ہمیشہ باقی رہے گا۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اب پہلے نبیوں کی تعلیم پر چلنے کا حکم بند ہوگیا۔ آپ کی تعلیم پر چلنا اور آپ کی اطاعت کرنا ہی عبادت اور نجات کا ذریعہ ہے۔ البتہ پہلے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانا اور اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ (امیر الدین: ص ۲۴، ۲۵: ت ن)

مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ دنیا میں مختلف قوموں کے لئے پیغمبر آتے رہے۔ اور محمد ﷺ کو تمام مذاہب کے لئے جیسا کہ ان کی کتابوں سے واضح ہوتا رہا ہے۔ آخری نبی ﷺ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے سے پیشتر لوگ صرف اپنے اپنے پیغمبروں کے اصولوں کی پیروی کیا کرتے تھے۔ جو گاہے بگاہے ان کی اپنی قوموں کے درمیان مبعوث ہوتے رہے اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی ہے۔ کہ لوگ تمام پیغمبروں پر ایمان اس لئے قائم نہ رکھ سکے کہ پیغمبروں کا سلسلہ جاری رہا اور دنیا کے حالات میں تبدیلیاں آتی رہیں۔ لیکن جب وہ تسلسل ختم ہوگیا اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئے۔ جن کے متعلق دنیا کے بڑے بڑے مذاہب پیشین پیشن گوئیاں کر چکے تھے۔ اب دنیا کی تمام قوموں کے لئے ان پر ایمان لانا لازمی ہوگیا۔ نیز یہ کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے ارشاد کے مطابق سابقہ پیغمبروں پر بھی ایمان رکھیں۔

خدائے تعالیٰ نے ان کے مذہب کو دنیا۔ ئے انسانیت کی بکھری ہوئی قوموں کو یکجا کرنے کی خاطر اس لئے مکمل کر دیا کہ تمام مذاہب مل کر ایک ہو جائیں۔ جب سے دنیا بنی تھی۔ اس وقت سے لیکر اب تک یہ ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ کہ ایک مکمل مذہب ہو۔ جس کے لئے ایک لاثانی بہترین پیغمبر کی ضرورت ہے۔

یہ امر واقع ہے کہ زندگی کے ابتدائی مراحل میں لوگوں کو یکجا لا کر مذہبی قوانین کا ایک مختصر ضابطہ حیات پیش کر دیا تھا جو ان کے حسب حال کافی ہوتا تھا۔ لیکن جب زمانہ گزرتا گیا تو کسی مکمل مذہب اور نمونہ کے بہترین پیغمبر کی ضرورت کو بہت زیادہ محسوس کیا گیا۔ پس تمام نبیوں مذہبوں اور پیغمبروں کے خاص قسم کے جوڑوں کے لےء حضرت محمد ﷺ کو بھیجا گیا۔ وہ تمام نبیوں کے سردار اور آخری نبی ﷺ ہوگزرے ہیں جنہوں نے دنیائے اسلام کے مذاہب کی تعلیمات کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔

تمام سابقہ پیغمبروں نے محمد ﷺ کے آنیکی خوشخبری دی ہوئی تھی اور اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ پس محمد ﷺ کی تشریف آوری تمام سابقہ پیغمبروں کے مشن کو مکمل کرنے والی ثابت ہوئی۔

اب یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی نئے پیغمبر کے لےء کوئی موقع محل نہیں رہا۔ کیونکہ ان کی ضرورت نہیں رہی۔ جب پیغمبروں کا خاتمہ ہوگیا اور مذاہب کی تکمیل ہو چکی تو کسی نئے نبی ﷺ یا پیغمبر کا آنا خلل اور توڑ پھوڑ کا باعث بنے گا۔ اس قسم کے دعویدار پر قوی ایمان رکھنا دنیا کے مذاہب کی یکجہتی کو دوبارہ تہ وبالا کرنے کے مترادف

Marfat.com

ہوگا۔ نیز یہ کہ خدائے حکیم کی حکمت کو جھوٹا ثابت کرنے کے برابر ہے۔ پیغمبر آ سکتے تھے اور آپ سے پہلے آتے رہے۔ لیکن جب وہ خاص نبی ﷺ جس کے متعلق سب انبیاء کرام وعدہ کرتے آئے ہیں۔ آ چکے اور ان کا مذہب مکمل کر دیا گیا۔ تاکہ دنیا کے تمام مذاہب یکجا باہم مل جائیں اور کوئی تفریق نہ رہے۔ تو ایسے حالات کے ہوتے ہوئے کسی پیغمبر اور نئے مذہب کا ظہور تمام نظام قدرت کو تہس نہس کر دے گا اور دنیائے عالم شیرازہ بکھر جائے گا۔ پیغمبری کی عمارت مکمل ہو چکی۔ اب دنیا کو کسی نئے پیغمبر کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ایسے واقعات کے در پیش ہم بغیر کسی جھجک کے اعلان کر سکتے ہیں کہ ایسا نیا دعویدار جھوٹا ہے اور وہ یقیناً مرتد اور کافر ہے۔(الحاج: جی۔این۔امجد،(۱۹۷۷)،ص:۲۶۵،۲۶۶)

تاریخ شاہد ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے کتنے ہی نبی اور رسول آئے ان کی تعلیمات اور ان کے صحائف کو لوگوں نے اپنی مرضی اور منشا کے مطابق جیسا چاہا کر لیا اور جب تک کوئی رسول اس قوم میں رہتا لوگ ہدایت کی روشنی لیتے رہتے لیکن جونہی وہ رخصت ہوتا لوگ پھر سے اندھیروں میں ڈوب جاتے لہٰذا ایک کے بعد ایک رسول آتا رہتا تھا اور لوگوں کو پھر سے سیدھے راستے پر چلاتا لیکن نبی آخر پر نازل ہونے والی کتاب اور اس کی تعلیمات ایسی ہیں کہ ان میں کبھی ردو بدل اور تحریف ممکن ہی نہ تھی کیونکہ اس کی حفاظت خود اللہ نے اپنے ذمہ رکھی ہے فرمایا! ''اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''(۸:۱۵)

اس آخری نبی کی آخری کتاب مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں کسی بھی عہد کے انسان کے تمام مسائل کا حل موجود ہے اس میں پوری انسانیت کی تمدنی ضروریات کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اس لئے اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ''قرآن مجید'' اور مبعوث کیا ہوا نبی آخر تمام نوع انسانی کے لئے رسول اور قیامت تک کے آنیوالے انسانوں کے لئے شمع حیات ہے۔(محمد علی چراغ:(۲۰۰۵)،ص:۴۶،۴۷)

غرضیکہ یہ رعب و نصرت، یہ پیروؤں کی کثرت، یہ سجدہ گاہی عام، یہ اعجاز دوام، یہ جوامع الکلم، یہ دعوت عمومی، یہ تکمیل دین، یہ آیات مبین خود اس بات کے دلائل ہیں کہ آپ کے وجود اقدس ﷺ پر تمام پیغمبرانہ نعمتوں کا خاتمہ ہوگیا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ منتہی ہوگیا اور اب دنیا کسی نئے آنے والے وجود سے مستغنی ہوگئی۔(علامہ شبلی نعمانی:(۱۹۸۱)،ص:۸۵۲)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بشیراً ﷺ

بشیر کے معنی خوش خبری دینے والا، بشارت دینے والا یہ لفظ بشیر، بشارت سے صفت مشبہ واحد مذکر ہے۔

بشیر ایسی خوشخبری دینے والا ہوتا ہے جس کو سن کر خوشی ہو اور اس کے چہرہ پر بشاشت آجائے اور نبی پاک ﷺ کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ یعنی نیک اعمال پر بشارت دینے والا اور برے اعمال پر رکنے والا بنا کر بھیجا گیا۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص ۱۰۵، ۱۰۶

حضرت محمد ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بشیر اور مبشر دونوں الفاظ استعمال کیے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں صفتیں آپ ﷺ میں پائی گئی ہیں اور یہ اوصاف آپ ﷺ کے علم و مرتبہ اور صداقت و نبوت کا اظہار بھی ہیں آپ ﷺ کے اندر امید اور خوف دونوں جذبے موجود تھے اور یہی دونوں جذبے آپ ﷺ نے ایمان لانے والوں کے اندر جگائے اسی لئے آپ ﷺ نیک لوگوں کو خوشخبری اور بے عملوں کو ڈرانے والے ہیں نبی پاک ﷺ نے اپنی قوم کو اس طریقے سے نیک عملوں کے اجر کی بشارت سنائی کہ جس نے ایک دفعہ اس بشارت کو سن لیا اس کے لئے دنیا کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

ارشاد ربانی ہے۔

''اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے اپنے آپ کو بچا لیا اور اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ خوشخبری کے مستحق ہیں میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔ الزمر ۱۷

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کے لئے بشیر نذیر بنا کر بھیجا۔

''اے نبی ہم نے تمام ہی انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

سبا: ۲۸، ۲۲

اس آیت میں آپ ﷺ کا کام لوگوں کو خبردار کر دینا ہے یعنی ان کو ان کے برے نتیجے سے آگاہ کرنا اور نیکی اور جزاء کی خوشخبری سنانا ہے اگر اس کے باوجود انسان گمراہیوں کی تاریکیوں بھٹکتا رہتا ہے تو آپ ﷺ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں یہ سب روحانی اور اخلاقی بشارات ہیں اور انسانوں کو ابھارا اور تیار کیا گیا ہے تاکہ انسان خسارہ میں نہ رہے۔

نبی پاک ﷺ نے بنی نوع انسان کو ان کے افعال بد اور اعمال صالحہ سے آگاہ کر کے ان کے

Marfat.com

انجام سے ڈراتے رہے۔ یہ صفت ہمدردی و دلسوزی، خدا ترسی، رحمت و محبت کی ہی مرہون منت ہے اسی لئے آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کو غلط راہ کی کجی اور اس کے انجام سے ڈراتے رہے اور نیک عمل کے خوش کن انجام کی بشارت دیتے رہے۔ گوہر ممتاز قاضی، ۱۹۸۹، ص، ۹۳

اللہ تعالیٰ نے نبی بشیر ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا ''اے اہل کتاب بے شک تمہارے پاس ہمارا رسول ﷺ آ گیا ہے جو تمہارے لئے احکام الٰہی بیان کرتا ہے اور اس کے بعد اس کے رسولوں کا آنا بند تھا تا کہ تم یہ نہ کہتے کہ ہمارے پاس کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا۔ پس اب تو تمہارے پاس بشیر اور نذیر آ چکا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ المائدہ:۱۹

''آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جس قدر خدا چاہے میں تو صرف ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔ الاعراف:۱۸۸

''اے نبی ہم نے تمہیں تمام انسانیت کے لئے لافانی صداقتوں پر شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ نیک لوگوں کو ان کے اعمال صالح پر بشارت دینے والا اور منکرین اللہ کو خدا کے عذاب کا خوف دلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ الاحزاب:۳۳:۴۵

''اے رسول بے شک ہم نے تمہیں بنی نوع انسان کو بشارت دینے والا اور بد اعمال کے عواقب سے خبردار کرنے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ الفتح:۴۸:۸

''ہم نے آپ ﷺ کو دین حق کے ساتھ بشیر یعنی بشارت دینے والا اور نذیر یعنی ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ البقرہ:۱۱۹

بخاری شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی سلام ہی کیا تھا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ آ گئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی آپ ﷺ نے آنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی اس کو جنت کی بشارت دی۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کو بھی جن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی حیدر کرارؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ شامل ہیں۔ آپ سب کو حضور ﷺ نے بحیثیت ''بشیر'' زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ رسول ﷺ صرف صحابہ کے لئے ہی بشیر نہ تھے بلکہ اپنی امت کے ہر فرد کے لئے بشیر ہیں جو بھی اس کی اطاعت کرے گا وہ خوشخبری اور فلاح ہی پائے گا۔ محمد طاہر مصطفیٰ، ۱۹۹۸، ۴۴

بشیر نبی ﷺ نے ہمیشہ اپنی قوم کو تعلیم و تہذیب سکھائی، معاشرتی برائیوں سے بچایا، امن اور صلح کا پیغام

Marfat.com

دیا، اللہ کا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچایا، خیر خواہی کا جذبہ بیدار کیا، تاکہ فلاح کی راہ نکل سکے اس راہ میں چاہے آزمائش کی کھٹنائیوں سے گزرنا پڑے مومن گھبراتا نہیں بلکہ راحت محسوس کرتا ہے کہ یہ اس کے رب کی طرف سے ہے اور پھر اس کے بعد تو بقول نبی بشیر ﷺ مسرت ہی مسرت ہے۔ محمد ایوب سپرا، ۲۰۰۳، ص، ۹۹، ۱۰۰

مومنین کو نبی بشیر ﷺ نے نیک کاموں اور خدا کی راہ پر چلنے والوں کے لئے طرح طرح کی بشارتوں سے نوازا ہے۔ کہ جن کے عمل صالح ہیں اور ایمان کامل ہے اور خدائے واحد پر یقین رکھتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم سے نوازا ہے اور ان کے لئے جزاء کے طور پر جنت میں ابدی سکون اور راحت مہیا کی ہے۔ جہاں طرح طرح کے باغ ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔ قسم قسم کے پھل جو ذائقہ میں اپنی مثال ہوں گے۔ اس خوش کن بشارت کی دائمی خوشی کے لئے اس دنیا کی عارضی اور کم حیثیت خوشی قربان کر دینا چاہیے۔

تمام انسانیت کے لئے اچھے کاموں پر خوشخبری کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو بشیر کہا ہے۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۱۱۰

خدا ہمیں اپنے بشیر نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ کہ عارضی خوشی ابدی خوشی پر مقدم ہے جہاں نیک عملوں کے بدلے میں خدائے واحد نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باطنؐ صلی اللہ علیہ وسلم

''باطن'' اسے کہتے ہیں جسے نہ نگاہ دیکھ سکے نہ اسے چھوا جا سکے نہ خیالات وتوہمات یا عقل وفہم اس کا ادراک کرسکتی ہے جیسے کہ خود انسانی وجود میں اس کے حواس باطنہ اس کے مخفی ہیں۔ الباطن کا اسم ویسے تو اسم الٰہی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ جس کے مقام کی انتہا کا ادراک نہ ہو اور وہ بلندی ومرتبہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کیا وہاں تک بات کرنے سے لوگوں کی عقلیں کام نہ کرسکیں۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸)، ۲۰۸)

باطن کا مادہ (ب ط ن) ہے اس کے معروف معنی ہر شے کا اندرونی حصہ یا اندرونی کیفیت ہوتی ہے، ہر طرح کی اندرونی حالت بھی باطن ہی کہلاتی ہے۔ باطن کے معنی چھپا ہوا پوشیدہ یا مخفی بھی ہوتے ہیں باطن کی جامع تعریف یہ ہے کہ جس کسی کیفیت کو انسانی حواس محسوس نہ کرسکیں لیکن اس کا ادراک ضرور ہو وہ باطن کہلاتا ہے۔ اللہ کے رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم کے ساتھ ہر بات اور ہر امر کو باطن سے باہر لا کر ان کی وضاحت اور شرح فرماتے رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے باطنی کمالات کی وجہ سے وحی کو کھول کھول کر بیان کرتے لوگوں کو کتاب کا علم دیتے اور ان کا تزکیہ نفس بھی کرتے اور باطنی حوالوں سے بصائر کے نور کو آپ پھیلاتے رہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی باطنی صفات سے لوگوں کو بار بار آگاہ کرتے رہے کہ کائنات کا نظام کس حکمت وترکیب سے چلتا ہے سورج نکلتا ہے تو کیسے اوپر اٹھتا ہے غروب ہوتا ہے تو کیسے نیچے آتا ہے ہوائیں کیسے چلتی ہیں اور کیوں چلتی ہیں۔ دھوپ نکلتی ہے تو ہم اسے اور ہوا کو پکڑ کیوں نہیں سکتے۔ بجلی کیوں کڑکتی ہے، بادل کیسے گرجتے ہیں۔ آندھی طوفان کیونکر چلتے ہیں یہ ساری باتیں باطن ہیں جس کو ہم کبھی خدا کہتے اور کبھی اللہ۔ ان کی حقیقت بتانے والے نبی باطن ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتایا ہے کہ کیا تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو جس نے یہ ساری کائنات بنائی۔ زمین وآسمان، سمندر وپہاڑ، بحر وحجر، پرند وچرند، جن وانس اور نہ جانے کون کون سی مخلوق زمین کے اندر زمین کے باہر آسمان کے اوپر اور پھر اگر تم پر کوئی تباہی آجائے تو کون ہے جو تم کو بچائے اور تمہاری بصارت تمہاری بصیرت چھین لے تو کون ہے جو واپس کرے۔ کون ہے جو تمہیں زمین وآسمان سے رزق دیتا ہے۔ جو تمہارے جسم وجان کا مالک ہے جو مردہ سے زندہ کو زندہ سے مردہ کرتا ہے۔ کون ہے جو کائنات کی تدبیر امور کرتا ہے؟ وہ صرف اور صرف خدا ہے جو سب سے زیادہ ظاہر اور سب سے زیادہ مخفی ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص: ۹۴، ۹۶، ۹۷)

Marfat.com

دلوں میں چھپی بات کو جان لینے کی قوت اللہ نے آپ ﷺ کو دی تھی جب عیینہ بن حصن رسول اکرم ﷺ کے بھی اونٹ لے کر بھاگا تو حضرت ابن الاکوع نے شور مچایا حضور ﷺ نے اس کا شور سن کر خطرہ کا اعلان فرما دیا۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت مقداد بن اسود، عباد بن بشر، سعد بن زید، اسید بن ظہیر، عکاشہ بن محصن، محرز بن فضلہ، ابوقتادہ، حارث بن ابوعیاش عبداللہ بن زید بن صامت علی الترتیب گھوڑوں پر سوار ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت سعد بن زید کو امیر مقرر کیا کہ دشمن کے تعاقب میں چلو میں لوگوں کو اپنے ساتھ لئے تمہیں آملوں گا۔ اور ابوعیاش سے فرمایا کہ اے ابوعیاش! کیا اچھا ہوتا اگر تم یہ گھوڑا کسی ایسے شخص کو دیتے جو تم سے بڑھ کر سواری کا ماہر ہوتا، ابوعیاش کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں سب سے بڑھ کر گھوڑے کی سواری کا ماہر ہوں اس کے بعد میں نے گھوڑا دوڑایا ابھی پچاس ہی قدم چلا ہونگا کہ مجھے گھوڑے نے گرا دیا اس کے بعد مجھے سمجھ آیا کہ آپ ﷺ کو پہلے ہی معلوم تھا کہ میں گھوڑے سے گر جاؤں گا۔ (محمد بشیر، ص: ۴۹، ۵۰)

اللہ تعالیٰ کی وحی سے آپ ﷺ کو بہت کچھ تو پہلے ہی سے ادراک کرا دیا جاتا۔ جہاں تک کسی اور کی رسائی ممکن نہ تھی جب قیصر و کسریٰ کی حکومتیں روم اور ایران میں پورے عروج پر تھیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ کسریٰ جب ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو پھر کوئی دوسرا قیصر نہ ہوگا۔ حضور ﷺ کی یہ بات اس طرح پوری ہوئی کہ ایران کی آتش پرست بادشاہی کی شکست کے بعد کوئی آتش پرست بادشاہ ایران کے تخت پر نہیں بیٹھا۔ اور رومی شہنشاہی کی بربادی کے بعد رومی قوم کا وجود تک صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ (صحیح بخاری)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول کرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا! کیا قالین ہے؟ میں نے عرض کی! "یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں قالین کا کیا کام" حضور ﷺ نے فرمایا! "ہاں وہ وقت بہت قریب ہے جب تم قالینوں پر بیٹھو گے" حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ چند سال بعد وہ دن آیا جب ایران و شام کی فتح وغیرہ کے بعد ہم قالینوں پر بیٹھے۔ (صحیح بخاری)

ایک دن رسول ﷺ نے صحابہ اکرام سے مخاطب ہو کر فرمایا! "تم لوگ جزیرہ عرب میں لڑو گے اور اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر فارس سے لڑو گے۔ اس پر غالب آؤ گے۔ پھر روم سے لڑو گے اور فتح حاصل کرو گے" تاریخ شاہد ہے کہ چند سال کے اندر اندر حضور ﷺ کی یہ باتیں پوری ہو گئیں۔ (صحیح بخاری)

جنگ بدر سے پہلے رسول کریم ﷺ صحابہ کو ساتھ لیکر میدان میں تشریف لے گئے اور فرمایا! کل اس جگہ ابوجہل مارا جائے گا۔ اس جگہ عتبہ جہنم واصل ہوگا۔ غرض نام بنام متعدد سرداران قریش کی قتل گاہ بتائی۔ چنانچہ جنگ کے بعد دیکھا گیا تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کے قتل ہونیکی جو جگہ بتائی تھی وہیں ان کی لاشیں پڑی تھیں۔ (صحیح بخاری)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "وہ زمانہ آ رہا ہے کہ (دنیا کی) قومیں تم پر حملہ کرنے کے لئے ایک دوسرے

Marfat.com

کو اس طرح پکاریں گی جس طرح کھانے والے کھانے کے پیالے پر گرتے ہیں"

صحابہ میں سے ایک نے عرض کیا! "یا رسول اللہ ﷺ کیا اس زمانے میں ہم مسلمان تعداد میں کم ہو جائیں گے؟" حضور ﷺ نے فرمایا! "نہیں تم ان دنوں بہت زیادہ تعداد میں ہو گے۔ لیکن تمہاری حالت ایسی ہو جائے گی جیسے سیلاب کے پانی کی طرح پر جھاگ اور خس و خاشاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اٹھالے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا" ایک صحابی نے پوچھا! "یا رسول اللہ ﷺ وہ کمزوری کیسی ہوگی؟" حضور ﷺ نے فرمایا! "دنیا کی محبت اور موت سے کراہت" (مسند احمد حنبل)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں فتنہ ارتداد نے تقریباً تمام عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اور سینکڑوں مسلمان مرتد ہو گئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس فتنے کی خبر کئی سال پہلے دے دی تھی۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا! حوض کوثر پر بہت سے لوگ آئیں گے۔ میں کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں۔ لیکن فرشتے ان کو دھکے مار کر ہٹا دیں گے اور کہیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ آپ کے بعد بدل گئے تھے" (مرتد ہو گئے تھے) صحیحین)

جب مسلمانوں نے خیبر پر لشکر کشی کی تو کئی دنوں تک یہ مضبوط قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ آخر کار ایک دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "کل میں نشان ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں" دوسرے روز صحابہ کرام عطائے نشان کی امید میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا علیؓ کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! "انہیں میرے پاس لاؤ" وہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا، اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ اب حضور ﷺ نے انہیں علم عطا فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔

ایک دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر مشارق و مغارب مجھے دکھا دیے اور مجھے بتایا گیا کہ جہاں تک میری نظر گئی ہے، وہاں تک عنقریب میری امت کی حکومت پہنچے گی، چنانچہ بہت قریب زمانے میں یعنی عہد خلفائے راشدینؓ میں مسلمان اتنے وسیع علاقوں پر حکمران ہو گئے کہ روئے زمین پر کوئی دوسری سلطنت اس قدر وسیع نہ تھی۔ (صحیح مسلم)

رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک جماعت عنقریب کسریٰ شاہ فارس کے خزانے پر قابض ہو جائے گی جو قصر ابیض میں ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مدائن میں واقع کسریٰ کا سفید محل (قصر ابیض) حضرت سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ پر فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ (صحیح مسلم)

Marfat.com

ایک دن رسول اکرم ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالکؓ سے فرمایا! ''اے سراقہ! اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے (طلائی) کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے'' حضور ﷺ کی رحلت کے کئی سال بعد حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب ایران فتح ہوا تو مال غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت سراقہ کو بلا کر یہ کنگن ان کے ہاتھوں میں پہنائے اور فرمایا! خدا کا شکر ہے جس نے یہ کنگن کسریٰ کے ہاتھوں سے چھینے اور سراقہؓ کے ہاتھوں میں پہنائے۔ (بیہقی)

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ایک لاکھ مسلمانوں کے مجمع میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا! ''شاید آئندہ سال تم مجھے نہ پاسکو'' اس سے پہلے آپ ﷺ حضرت معاذؓ کو یمن رخصت کرتے ہوئے فرما چکے تھے ''معاذؓ اب تم مجھ سے نہ مل سکو گے۔ واپس آؤ گے تو میری قبر اور مسجد کے پاس گزرو گے'' اسی طرح وصال سے چند دن پہلے فرمایا! ''خدا نے اپنے بندے کو دنیا اور آخرت کی زندگی کا اختیار دیا تو اس نے آخرت کی زندگی کو پسند کیا'' (صحیحین)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات سے مخاطب ہو کر فرمایا! ''تم میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہونگے'' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات نے سمجھا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد ان کا ناپ ہے۔ چنانچہ وہ لکڑی لے کر اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں۔ مگر ہاتھ کی لمبائی سے حضور ﷺ کی مراد کشادہ دستی اور فیاضی تھی۔ حضرت زینبؓ اس وصف میں امتیازی حیثیت رکھتی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان اسی وصف کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ازواج میں سب سے پہلے حضرت زینبؓ نے وفات پائی تو ازواج مطہرات حضور ﷺ کے ارشادات کا اصل مطلب سمجھیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں ایک دن حضرت فاطمہ الزہراؓ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر ان کے کان میں کوئی بات کہی۔ اسے سن کر وہ رونے لگیں۔ پھر آپؐ نے دوسری بار ان کے کان میں کوئی بات کہی جس سن کر وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے فاطمہؓ سے اس طرح رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا! انہوں نے کہا میں رسول ﷺ کا بھید ظاہر نہیں کرونگی۔ جب رسول اکرم ﷺ وفات پا گئے تو ایک دن میں نے فاطمہؓ سے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی۔ انہوں نے کہا میں بتائے دیتی ہوں۔ پہلی مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں اسی بیماری میں انتقال کروں گا۔ اس پر میں رونے لگی۔ دوسری بار آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں تو سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی۔ اس پر میں ہنسنے لگی۔ (صحیحین)

حضور ﷺ نے جو کچھ فاطمہ الزہراؓ سے فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف پورا ہوا آپ ﷺ نے اسی بیماری میں وفات پائی اور آپ ﷺ کی وفات سے چھ ہی مہینوں کے بعد حضرت فاطمہ الزہراؓ نے بھی وفات پائی۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ میدان بدر کی طرف روانہ ہونے لگے تو ایک صحابیہ امّ ورقہؓ نے عرض کی! ''یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی ساتھ لے چلیے۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ''تم اپنے گھر ہی میں رہو۔ یہیں اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت عطا فرمائے گا'' حضور ﷺ کا ارشاد عہد فاروقی میں حضرت ام ورقہؓ کے حق میں پورا ہوگیا اور وہ اپنے گھر ہی میں رتبہ شہادت پر فائز ہوگئیں۔ وہ اس طرح کہ ان کے نمک حرام ملازموں، ایک غلام اور ایک لونڈی نے مل کر رات کے وقت ان کا گلا گھونٹ ڈالا۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ جبل احد پر چڑھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تھے۔ یکا یک پہاڑ تھرایا۔ آپ ﷺ نے اس کو ٹھوکر ماری، اور فرمایا! ٹھہر اے احد! تجھ پر تو ایک نبی ہے، ایک صدیق اور دو شہید'' (صحیح بخاری)

غزوہ خندق میں کفار کا لشکر محاصرہ اٹھا کر چلا گیا، تو حضور ﷺ نے فرمایا! ''اب وہ ہم پر لشکر کشی نہ کر سکیں گے، بلکہ ہم ان پر لشکر کشی کریں گے'' چنانچہ غزوہ خندق کے بعد کفار کو مدینے پر چڑھائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کر لیا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! ''ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی شخص سود کھانے سے نہ بچ سکے گا۔ اگر وہ براہ راست نہیں کھائے گا تو اس کا غبار یا دھواں اٹھ کر اس تک ضرور پہنچے گا''۔ (ابوداؤد، نسائی، مسند احمد بن حنبل)۔ دور حاضر سرور کائنات کی بات کی حرف بہ حرف تصدیق کر رہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! ''عراق نے اپنا چاندی کا سکہ (درہم) اور غلے کا پیمانہ روک دیا، مصر نے اپنی اشرفی اور غلے کا پیمانہ روک دیا، اور شام نے اپنا سونے کا سکہ (دینار) اور غلے کا پیمانہ روک دیا اور تم وہیں لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے۔ وہیں لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے۔ وہیں لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے۔'' (صحیح مسلم)۔ یہ حدیث دو پیش باتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک یہ کہ علم برداران حق جو حجاز سے اٹھیں گے شام، عراق اور مصر کو فتح کر لیں گے۔ پھر یہ سب ملک حجاز سے الگ ہو جائیں گے۔ تاریخ نے ان باتوں پر اس طرح مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ آج اسلام کا کوئی بدترین دشمن بھی ان کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتا، مدتوں شام و عراق، مصر و حجاز وغیرہ ایک وسیع اسلامی سلطنت میں شامل رہے۔ لیکن آج ان سب میں الگ وخود مختار حکومتیں قائم ہیں۔

اخلاقی انحطاط کی خبر:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! ''بہترین دور (زمانہ یا صدی) وہ ہے جس میں میں ہوں۔ پھر اس دور کے لوگ جو میرے بعد ہیں۔ پھر وہ دور کے لوگ جو ان کے بعد ہیں پھر اس دور کے لوگ جو ان کے بعد ہیں۔ پھر ایسا دور آئے گا جس میں لوگ گواہی کے لئے طلب نہیں کیے جائیں گے، بلکہ خود جا کر گواہی دیں گے۔ خیانت کرنے والے

Marfat.com

ہوں گے امانت دار نہ ہوں گے۔ نذر مانیں گے، لیکن دیں گے نہیں'' (صحیح مسلم)۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے جن چار ادوار کی طرف اشارہ کیا ہے وہ عہد نبوی ﷺ عہد صحابہ، تابعین، اور عہد تبع تابعین ہیں۔ ان کے بعد آپ ﷺ نے جس دور کے بارے میں بتایا ہے وہ دور حاضر ہے اور اس کی اخلاقی حالت سب کے سامنے ہے۔

غرض نبی باطن ﷺ کو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے چھپی اور ہونے والی باتوں کا علم عطا کر دیتے اور آپ ﷺ لوگوں کو اس کی وضاحت فرما دیتے۔ آپ ﷺ نے اپنے باطن کو بھی سدا پاک صاف رکھا اس لحاظ سے بھی آپ ﷺ باطن کہلائے اور آپ ﷺ نے باطنی کمالات سے بھی پاکیزگی اور ایمان وایقان کی تعلیمات دیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

برہانؑ صلی اللہ علیہ وسلم

''برہان'' کے معنی ایسی دلیل کے ہوتے ہیں، جو واضح، ظاہر، صاف، سچی اور ہمیشہ قائم رہنے والی ہو، قرآن پاک نے اپنے ہر دعویٰ کو دلیل و برہان کی رو سے پیش کیا ہے۔

برہان کا مطلب دلیل و حجت اور واضح بیان کے بھی ہوتے ہیں۔اس کے معنی روشن بات یا واضح اور دو ٹوک دلیل کے بھی ہوتے ہیں۔غرض کہ برہان ایسی قطعی دلیل ہوتی ہے جس میں کسی شک کی گنجائش ہرگز نہیں ہوتی۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)،ص،۹۹)

امام راغب کے حوالے سے برہان کا مطلب طاہر القادری نے یوں رقم طراز کیا ہے۔ برہان تمام دلائل میں سب سے زیادہ پختہ دلیل ہے جو ہمیشہ سچائی پر دلالت کرتی ہے۔

اور پھر امام خازن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ برہان احقاق حق اور ابطال باطل پر مضبوط دلیل کو کہتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے مصداق تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حجت قاطعہ بنایا تھا جس سے تمام مخلوقات کے سوالات و اعتراضات کے سوالات و اعتراضات کا حتمی جواب دیدیا۔(طاہر القادری، (۲۰۰۲)، ص،۱۰۳،۱۰۴،جلد اول)

قرآن پاک میں برہان کا لفظ دلیل کیلئے آتا ہے،اس میں ہر بات کو خاص قرآنی انداز و استدلال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے،مشرک لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔

''کہ ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے زمین کو باوجود تیز گردش کے ایسا بنایا کہ جس کے اوپر ہر چیز نہایت عمدگی سے ٹھہر سکتی ہے۔ پھر اس کے اندر وسیع دریا، بلند و بالا پہاڑ کھڑے کر دیئے اور دریاؤں کے درمیان روک کا سامان پیدا کر دیا گیا۔ کیا کوئی ہستی ہے، یہ لوگ بصیرت سے کام کیوں نہیں لیتے، پھر ان سے پوچھو کہ کون ہے کہ جب کوئی محکوم و مجبور قوم اپنی پریشانیوں میں اس کو پکارتی ہے تو وہ اپنے خاص نظام کے تحت اس پکار کا جواب دیتا ہے، پھر ان سے پوچھو کہ رات کی تاریکیوں میں صحراؤں اور سمندروں میں سفر کرتے وقت کون ہے جو ستاروں کی روشنی سے راہوں کو منور کر دیتا ہے اور رہنمائی کرتا ہے،کون ہے؟ جو بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو ہر شئے کی تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر اسے مختلف ارتقائی مراحل سے گزار کر اس کو منزل مقصود تک پہنچاتا ہے، وہ کون ہے جو فضا کی بلندیوں اور زمین کی پستیوں کے باہمی تعاون سے تمہارے لئے سامان

Marfat.com

زیست پیدا کرتا ہے۔ بتاؤ خدائے واحد کے علاوہ کوئی اور بھی ہستی ہے جو ایسا کر سکتی ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو ایسا ہو سکتا ہے تو اپنے دعویٰ کی تائید میں دلیل و برہان پیش کرو اس لئے کہ ہمارا ہر دعویٰ دلیل و برہان پر مبنی ہے اس کی تردید کیلئے بھی دلیل و برہان ضروری ہے اور یقیناً تم کوئی ایسی دلیل و برہان، پیش نہیں کرینگے، کہہ دیجئے اگر تم شرک کے دعویٰ میں سچے ہو تو کوئی دلیل قاطع لاؤ'' (الانبیاء، ۲۷،۲۴)

''اس قرآنی دلیل سے یہ واضح ہے کہ قدرت کاملہ کے آگے کائنات کی کوئی چیز دم مارنے کی جسارت نہیں کر سکتی، جس کے نظام میں کوئی تبدیلی یا اضافے کا حوصلہ نہیں رکھتا جس کے فیصلوں کے آگے بڑے بڑے طاقتور اور مقتدر لوگ بے بس اور مجبور نظر آتے ہیں۔ جس کے کاتب تقدیر کے قلم کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کے گرائے ہوؤں کو کوئی نہیں اٹھا سکتا اور جس کے اٹھائے ہوؤں کو کوئی گرا نہیں سکتا۔

سورج کی تمازتیں اس خالق حقیقی کے وجود کا اعلان کر رہی ہیں، چاند اور ستارے اپنے رب کے وجود پر گواہی دے رہے ہیں، یہ نیلگوں آسمان اپنے بنانے والے کی عظمت اور کبریائی کی شہادت دے رہا ہے۔ یہ ہوائیں، یہ گھٹائیں، یہ موجیں اور دھارے، اس ہستی کے وجود پر گواہ ہیں۔ یہ بلند قامت پہاڑ، یہ ہر طرف پھیلے ہوئے سبزہ، یہ ندی نالے، یہ فطرت کے حسین اور دل آویز نظارے پکار پکار کر خلاق عالم کے دست قدرت کے حسن کے غماز ہیں۔ ہواؤں کے دوش پر اڑتے ہوئے پرندے۔ یہ پانی کی تہوں میں اچھلتی کودتی مخلوق اور زمین کے پیٹ میں سانس لینے والے جاندار، ان سب کو بنانے والا کون ہے؟'' (محمد منیر افضل (۲۰۰۰) ص، ۳۰، ۳۱، ۳۲)

یہ دانے کے سینے میں شجر رکھ دیا کس نے
یہ سنگ کے پہلو میں شرر رکھ دیا کس نے
یہ قطرہ نیساں میں گہر رکھ دیا کس نے
یہ معجزہ رب علی ہے کہ نہیں

قرآن پاک میں مشرک لوگوں کو دلائل سے خدا کے وجود کا یقین کروایا گیا ہے۔

بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور (کون) تم کو آسمان اور زمین میں سے رزق دیتا ہے (یہ سب کچھ خدا ہی کرتا ہے تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟) ہرگز نہیں کہہ دو کہ (مشرکو) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ (النحل: ۶۴)

اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر ہم ہی اس سے ہر طرح کی روئیدگی اگاتے ہیں، پھر اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گھابے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے اور یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان

Marfat.com

میں ان لوگوں جو ایمان لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں)۔ (الانعام:۱۰۰)

وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) خدا نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کیلئے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ (یونس:۵۰)

خدا وہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو (اتنے) اونچے بنائے پھر عرش پر جا ٹھہرا، اور سورج چاند کو کام پر لگا دیا ہر ایک معیاد معین تک گردش کر رہا ہے۔ وہی (دنیا کے) کاموں کے انتظام کرتا ہے (اس طرح) وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے روبرو جانے کا یقین کرو۔ (الرعد: ۲)

''اسی نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہی رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو بس میں کر رکھا ہے، سب ایک وقت مقرر تک چلتے رہیں گے دیکھو وہی غالب (اور) بخشنے والا ہے'' (الزمر:۵)

''کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نگاہ نہیں کی کہ ہم نے اس کو کیونکر بنایا اور (کیونکر) سجایا اور اس میں کہیں شگاف تک نہیں'' (ق:۶)

''اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے اور جس دن وہ فرمائیگا کہ ہو جا تو (حشر برپا) ہو جائیگا'' (الانعام:۷۳)

''جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کیلئے انواع واقسام کے میوے پیدا کئے پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو'' (البقرۃ:۲۲)

''اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری (بنا کر) بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے (زندہ کر کے) باہر نکالیں گے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ (الاعراف:۵۷)

اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کئے ہر طرح کے میووں کی دو قسمیں بنائیں وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے غور کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ (الرعد:۳)

اور جو طرح طرح کے رنگوں کی چیزیں اس نے زمین میں پیدا کیں (سب تمہارے زیر فرماں کر دیں) نصیحت پکڑنے والوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔ (النحل:۱۳)

Marfat.com

نبی برہان:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو ایک عظیم اور کامل برہان بنا کر بھیجا آپ کی ذات ساری کی ساری برہان ہے جتنے بھی نبی علیہ السلام آئے وہ معجزات لیکر آئے مگر حضور ﷺ کا سارے کا سارا وجود سراپا اعجاز ہے اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب بھی حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ''کتاب حق'' ہے جسے لیکر آپ آئے وہ منکرین جو قرآن کے کلام کو رسول ﷺ کا گڑھا ہوا کلام کہتے ہیں تو اس جیسی ایک ہی سورت لیکر آئیں سارے جن و بشر مل کر بھی زور لگا کر دیکھیں قرآن جیسا کلام ان کی طاقت سے باہر ہے۔ارشاد ہوا:

''آپ ﷺ کہہ دیجیے (اے پیغمبر) کہ اگر سارے جنات اور انسان مل کر بھی چاہیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں تو نہ لاسکیں گے۔خواہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہو جائیں۔(بنی اسرائیل)

اگر تم کو (اس کتاب) کے بارے میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر اتاری ہے۔تو اس کی سی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سارے گواہوں کو بلاؤ اگر اپنے سارے گواہوں کو بلاؤ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ (البقرۃ:۳)

لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل (روشن) آچکی ہے اور ہم نے کفر اور ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کو تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے۔(انساء:۱۷۴)

قرآن مجید میں آپ ﷺ کا ذکر دلیل قطعی اور واضح کے لقب سے کیا ہے۔اے لوگو بے شک تمہارے پاس رب کی طرف سے حق کی قطعی دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا ہے۔(انساء:۴)

آپ ﷺ نے قرآن مجید کی اساسی بصیرت پر اپنے موعظہ حسنہ میں عقلی دلائل اور براہین سے پوری طرح کام کیا اور لوگوں پر ہر مسئلہ کی مصلحتیں اور حکمتیں علی الاعلان بیان فرمائیں۔نبی برہان کی تبلیغ کا یہ تقاضا تھا کہ مخاطب کو غور وفکر کی دعوت دی جائے اور اسے تفکر وتدبر کی راہ پر ڈالا جائے عقلی دلائل اور مشاہدات براہین کے ذریعے سے دعوت حق کو موثر بنایا جائے۔مذاہب عالم کی تاریخ میں نبوت محمد ﷺ یہ ایک منفرد ربانی آواز ہے جس نے محض حاکمانہ قانون اور آمرانہ احکام کی بجائے عقل انسانی کو مخاطب کیا۔آپ ﷺ نے ہر شعبہ حیات میں احقاق حق اور ابطال باطل کے بعد صحیح اور واقعی اعتقادات اور نظریات کی تعلیم دی جو عین عقل اور فطرت کے مطابق ہیں اور قدم قدم پر دلائل عقلیہ اور براہین قاطعہ اس امر کی تائید میں پائے جاتے ہیں اور اس طرح کی تلقین کے ساتھ باطل اور غلط نظریات وعقائد فاسدہ کو دلائل و براہین سے رد کیا۔آپ ہی اللہ تعالیٰ کی کامل دلیل ہیں اور آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذاتیہ کا عکس اور برہان ہیں۔محمد علی چراغ (۲۰۰۵) ص:۱۰۱،۱۰۲،۱۰۳)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تہامی ﷺ

تہامہ تہم سے ہے جس کے معنی سخت گرمی اور ہوا کا بند ہو جانا ہے۔ محمد برکت علی، ۱۹۷۷، ص، ۲۸۹

تہامہ سے مراد وہ سرزمین ہے جو نجد کا نچلا علاقہ ہے اور حجاز کے شہروں کی طرف ہے۔ اسے تہامہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ہوا بدل جاتی ہے۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸، ص، ۷۳)

جزیرۃ العرب پانچ حصوں پر مشتمل ہے جس میں تہامہ، نجد، حجاز، عروض اور یمن شامل ہیں۔ تہامہ حجاز کے جنوب میں ہے، نجد حجاز اور عراق کے درمیان واقع ہے۔ تہامہ ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو یمن سے شام تک چلا گیا ہے۔ تہامہ کا صدر مقام شہر زبید ہے۔ زمین ہموار ہے وہاں سے سمندر ایک دن سے کم مسافت پر ہے۔ یہاں نخلستان بکثرت پائے جاتے ہیں۔ تہامہ کا علاقہ بالعموم گرم رہتا ہے رات کے وقت گرمی کی شدت کم پڑ جاتی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاز اور مقدس سے ملحق ساحل سمندر تک جو نشیبی علاقہ ہے اسے تہامہ کہا جاتا ہے۔
تہامہ مکہ مکرمہ کے قریب ہی تھا بعض حوالوں سے تہامہ مکہ مکرمہ کا ہی ایک نام ہے۔ اسی نسبت سے آپ ﷺ تہامی کہلائے کئی احادیث سے تہامہ کا ذکر بھی ملتا ہے کہ ایک دفعہ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک وفد آیا اور کہا! ''اے رسول ہم نشیبی علاقہ تہامہ سے آئے ہیں۔ سفید اونٹوں پر درخت کے کجاووں پر بیٹھ کر آئے ہیں دعا کریں کہ بادل برسیں تاکہ خشک و بنجر زمین سرسبز ہو جائے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی! ''کہ اے رب ان کی سرزمین کو شادابی عطا کر، پھل پیدا کر اپنی رحمت کے بادل برسا اور ان کو مالا مال کر دے۔ ایک بار آپ ﷺ نے مال غنیمت کے بارے میں فرمایا کہ ''لوگو! رب کی قسم کہ اس مال غنیمت میں صرف میرے لئے خمس ہے اور یہ خمس بھی تمہیں واپس مل جائے گا میری چادر لوٹا دو بخدا اگر تہامہ کے درختوں کے برابر بھی مال غنیمت ہوتا تو میں سب تم میں بانٹ دیتا۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص ۱۱۶)

سیرت ابن ہشام میں ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ربیعہ بن نصر یمن کے شاہ نے ایک خوفناک خواب دیکھا کہ ایک شرارہ جو اندھیرے سے نکلا اور پھر تہمہ یعنی نشیبی زمین میں گرا اور ہر جاندار چیز کو کھا گیا اس کی تعبیر کے لئے بادشاہ نے سطیح کو بلایا اور پوچھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ سطیح نے کہا کہ تمہارے ملک پر حبشی نازل ہونگے اور سارے علاقے کے مالک بن جائیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا ان کی حکومت ہمیشہ قائم رہے گی سطیح نے کہا کہ ساٹھ ستر سال کے بعد منقطع ہو جائیگی اور اس سرزمین سے نکل جائیں گے بادشاہ نے پوچھا ان کو

Marfat.com

ختم کرنے والا کون ہوگا۔ سطیح نے جواب دیا کہ اس کو اللہ کا نبی ختم کرے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ نبی کس کی اولاد میں سے ہوگا۔ سطیح نے کہا کہ غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہوگا اور پھر آخری زمانے تک اس کی حکومت قائم رہے گی اور جس روز اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور پرہیزگاروں اور نیک لوگوں کو اس دن فلاح نصیب ہوگی اور برے لوگ اپنے بدانجام کو پہنچ جائیں گے۔ اور کہا کہ جو کچھ میں نے بتایا سب سچ ہے اس میں کسی قسم کی غلطی یا شک کا امکان نہیں۔ (ابن ہشام: ۲۰۱۳، ص، ۱۷۔۱۹، جلد اول)

بلوغ الارب میں ابن ذی یزن اسیرن نے تہامہ میں پیدا ہونے والے بچے یعنی محمد ﷺ کے بارے میں بتایا کہ تہامہ میں ایک ایسا بچہ ہوگا جس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک خال ہوگا اور اس کی امامت اور سرداری قیامت تک قائم رہے گی۔ اس کا نام احمد ہوگا اسکے ماں باپ دونوں وفات پا جائیں گے اور اس کے دادا اور چچا اس کی پرورش کرینگے اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر اس کو مبعوث کرینگے اور ان کے مددگار پیدا کرے گا وہ ان کی مدد سے اچھے اور نیک لوگوں کو عزت دے گا اور دشمنوں کو ذلت اور بہترین ملکوں کو فتح کرے گا۔ بتوں کو توڑ دے گا، اللہ کی پرستش کرے گا، شیطان کو مار بھگائے گا اور وہ فیصلے کا پکا ہوگا اور عدلیہ نظام قائم کرے گا خود بھی نیک ہوگا اور دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین کرے گا۔ ان باتوں کا اقرار عبدالمطلب نے بھی کیا اور یہ بچہ حضرت محمد ﷺ تھا اس حوالے سے بھی آپ ﷺ کو تہامی کہا جاتا ہے۔ پیر محمد حسن: ۱۹۶۷، ص، ۲۰۸، ۲۰۹

تہامہ ایک نشیبی علاقہ ہے اسی نشیب کی وجہ سے اسے تہامہ کہا جاتا ہے اور یہ مکہ مکرمہ کے قریب ہی تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو تہامی بھی کہا جاتا ہے۔ اسی بے آب و گیاہ اور نشیبی علاقے سے اسلام کی کرنیں طلوع ہوئیں اور چار دانگ عالم میں پھیل گئیں۔ تہامی نبی ﷺ نے خدا کے دین اور اس کے احکامات کا پرچار کر کے بنی نوع انسان کو صحیح راستہ دکھایا اور وہ انسان جو ذلت و پستی کی عمیق گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے اور ڈوبتے ہی جا رہے تھے ان کو اسلام کی روشن راہوں پر گامزن کیا اور خود اپنی مثال پیش کر کے انسان کو انسانیت سکھائی، تہذیب سکھائی۔ ہمدردی سکھائی، بھلائی سکھائی، نیکی سکھائی اور جیون کی نئی اور سچی راہ دی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جوادٌ ﷺ

جواد کے معنی بزرگ مالدار، مطیع سخاوت کرنے والے کے ہیں جود سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے جو کہ بزرگی میں فراخی یا تابعداری میں فراخی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (محمد طاہر مصطفیٰ۔ ص:۲۳۹)

جواد کے معنی سخاوت کرنے والا، بخشش کرنے والا، بہت زیادہ بخشش کرنے والا کے ہوتے ہیں۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص:۱۲۷)

اخلاق فاضلہ میں سے سخاوت ہی سب سے بڑی صفت ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے خصوصیت سے توجہ دلائی ہے اور فرمایا! ''خیرات سے انسان کا مال کم نہیں ہوتا بلکہ جتنا وہ دیتا ہے اتنا ہی خدا اسے دیتا ہے۔ آپ ﷺ سے کسی سائل نے سوال نہیں کیا کہ آپ ﷺ نے اسے نہیں میں جواب دیا اور کچھ نہ کچھ دے نہ دیا ہو آپ ﷺ گو بہت سخی تھے مگر ہر سائل کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا کرتے تھے اور جو مستحق ہوتا اسی کو دیا کرتے تھے یعنی ضعیف، کمزور، بیمار وغیرہ کو مگر اگر کوئی جواں ہوتا تو اسے گداگری سے منع فرماتے اور کسبِ حلال کی تلقین کرتے اور در بدر مانگتے پھرنے سے منع فرماتے اور سمجھاتے کہ یہ کام تیری شان کے خلاف ہے۔ ایک دفعہ ایک سائل آپ کے پاس آیا۔ وہ جوان اور تندرست آدمی تھا۔ آپ ﷺ نے اسے سمجھایا۔ کہ طاقت والے کے لئے مانگنا حلال نہیں ہے۔ جو شخص اپنی روزی پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تیرے گھر میں کچھ ہے؟ کہاں ہاں، ایک کملی ہے اور ایک پیالا۔ فرمایا جا لے آ۔ جب لایا تو انہیں ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ ان کو کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی اس سے زیادہ دیتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں دو درہم میں لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اسے دے کر دو درہم اس سے لے لئے اور سائل کو دیکر فرمایا! کہ ایک درہم کی تو ضروریات خرید کر گھر میں اپنے اہل و عیال کو دیدے اور دوسرے درہم کا ایک کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آ۔ تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک لکڑی اس میں ٹھونک دی اور فرمایا کہ جا لکڑیاں جمع کر اور بیچ اور پندرہ دن کے بعد آ۔ وہ لکڑیاں جمع کرتا اور بیچتا رہا جب رسول خدا ﷺ کے پاس آیا تو دس درہم اس کے پاس جمع تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا تو کپڑا اور غلہ خرید لے اور آئندہ بھی اسی طرح قوت بازو سے کام لے۔ یہ تیرے لئے سوال کرنے سے بہت ہی بہتر ہے۔ (عبدالمجید، مولانا، ص:۱۶۲، ۱۶۸، ۱۶۹)

Marfat.com

نبی جواد کی سخاوت:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اول تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے کوئی بھی آپ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ ﷺ نے پہنی اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی آپ نے مرحمت فرمادی۔ آپ ﷺ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے۔ اور قرض خواہ کے سخت تقاضے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آ گیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے گھر میں تشریف نہ لے جاتے تھے۔ بالخصوص رمضان المبارک کے مہینے میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور ﷺ کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینے کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینے میں جب بھی حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ ﷺ کو کلام اللہ سناتے اس وقت آپ ﷺ بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (محمد عبدالحیٔ ڈاکٹر۔ ص: ۶۰، ۶۱، ت، ن)

اپنے مال کو دوسروں کی بھلائی کے لئے بے دریغ خرچ کرنا سخاوت ہے ایک حدیث ہے کہ جنت سخیوں کا گھر ہے۔

آپ ﷺ نے ساری عمر سائل کو کبھی نہ جھڑ کا جو ہوتا دے دیتے نہ ہوتا تو نہایت منت کے ساتھ معذرت کرتے جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔ (طالب ہاشمی۔ ص: ۱۷۹)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے تو (میری مخلوق پر) خرچ کر میں تجھ پر خرچ کرونگا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے خرچ سے کم نہیں ہوتا رات دن (سخاوت) کا مینہ برساتا ہے دیکھتے ہو جب سے اس نے زمین اور آسمان پیدا کئے ہیں کتنا خرچ کیا ہے تب بھی اس میں کمی نہیں آئی پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے بعد ہاتھ میں میزان ہے۔ کبھی اسے جھکا دیتا ہے اور کبھی بلند کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک شخص نے نبی ﷺ سے اتنی بکریاں مانگیں جو دو پہاڑوں کی درمیانی جگہ کو بھر دیں آپ ﷺ نے اس کو اتنی ہی بکریاں دیدیں وہ شخص اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ اے قوم! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ تو اس شخص کی طرح دیتے ہیں جسے فاقہ کا خوف نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کوئی چیز دوسرے دن کے لئے جمع نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی)

رسول اکرم ﷺ نے بخیل اور سخی کی مثال اس طرح دی ہے کہ:

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا بخیل اور خیرات دینے والوں کا مال ان دو شخصوں کی

Marfat.com

مانند ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اور ان زرہوں کی تنگی کے سبب ان کے دونوں ہاتھ سینہ اور گردن میں چمٹا دیئے گئے ہوں۔ پس جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور جب بخیل صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کے حلقے اور تنگ ہو جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(حامد الرحمٰن صدیقی: (۱۹۸۲)، ص: ۴۴۵، ۴۲۷)

مختلف حوالوں سے نبی کی سخاوت:

زبیدہ قریشی نے آپ ﷺ کی سخاوت کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سائل کو کبھی ''نہ'' نہ کہا کبھی خالی ہاتھ نہ بھیجا چاہے گھر میں فاقہ ہو جائے آپ ﷺ نے آئندہ کے لئے کوئی چیز بچا کر نہ رکھی۔ کئی دفعہ آپ ﷺ نے کے پاس بڑی بڑی رقوم آئیں مگر حضور ﷺ نے اسی لمحے ان کو بانٹ دیا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس نوے ہزار درہم آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو چٹائی پر رکھوا دیا سائل آتے رہے آپ ﷺ دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سب تقسیم ہو گئے۔

حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو رخ انور کا رنگ متغیر تھا حضرت سلمیٰؓ نے اس پریشانی کی وجہ پوچھی تو فرمایا! ''کل جو سات دینار آئے تھے شام ہوگئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے'' وہ دینار اسی وقت تقسیم فرما دیجئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ وصال سے چند روز پہلے آپ ﷺ کے پاس چند دینار باقی رہ گئے حضور ﷺ نے حضرت عائشہ کو دیکر فرمایا کہ انہیں بھی تقسیم کر دینا۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی علالت کی وجہ سے ایسا کرنا بھول گئیں۔ رات کو نبی کریم ﷺ کو ان دیناروں کا خیال آیا تو پوچھا حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ وہ تو بھول گئیں آپ ﷺ نے فرمایا اسی وقت لا کر تقسیم کر دو کیا محمد ﷺ خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا؟ (زبیدہ قریشی: (۲۰۰۱)، ص: ۳۷۷، ۳۷۹)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس احد پہاڑ کے برابر خالص سونا ہو تو میں اس میں سے خوش ہوں کہ تین راتوں میں خرچ ہو جائے اور اس میں سے کچھ بھی میرے پاس نہ رہے سوائے اس کے کہ ادائے قرض دینے کے لئے رکھ لیا جائے۔

ایک بار ایک سائل کو حضور ﷺ نے آدھا وسق غلہ لیکر دیا جب قرض خواہ وصول کے لئے آیا تو اسے ایک وسق دیا اور فرمایا آدھا قرض کا ہے اور آدھا میری طرف سے ہدیہ۔

ایک بار حضور ﷺ نماز عصر ادا کرنے کے بعد فوراً گھر تشریف لے گئے اور پھر فوراً واپس تشریف لے آئے حضور ﷺ کا اس طرح گھر جانا اور آنا خلاف معمول تھا صحابہ کو تعجب ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ''گھر میں کچھ سونا پڑا ہوا ہے۔ مجھے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ رات کو بھی گھر میں پڑا رہے اہل خانہ سے کہہ آیا ہوں کہ اسے رات

Marfat.com

ہونے سے پہلے راہ خدا میں دیدیں۔ (طالب ہاشمی: ص: ۱۸۰، ۱۸۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے اور آدمیوں سے قریب ہے مگر دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے آدمیوں سے دور ہے مگر دوزخ سے قریب ہے۔ جاہل سخی اللہ کو پسند ہے عابد بخیل سے۔ (ابو ہریرہؓ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے کہ "یا اللہ! سخی کے مال کا نعم البدل عطا کر"۔ دوسرا کہتا ہے "اے اللہ! بخیل کا مال تلف کر"۔ (ابو ہریرہؓ)

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا!

"اے ابوذر! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچی رہے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لئے ہو۔ تو اے ابوذر میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا" (صحیح بخاری)

ایک دن رسول کریم ﷺ کے پاس چھ اشرفیاں تھیں چار تو آپ نے خرچ کر دیں اور دو آپ ﷺ کے پاس بچی رہیں۔ ان کی وجہ سے آپ ﷺ کو تمام رات نیند نہ آئی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا۔ معمولی بات ہے صبح ان کو خیرات کر دیجئے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! "اے حمیرا! (حضرت عائشہؓ کا لقب ہے) کیا خبر ہے میں صبح تک زندہ ہوں یا نہیں" (مشکوٰۃ)

رمضان المبارک میں تو آپ ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم ہوتا تھا جیسے ہوا کے جھونکے کہ ان کے فیض سے کوئی گھر اور کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔ اسوقت تو کوئی چیز اپنے پاس نہ رہنے دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علیؓ جب آنحضرت ﷺ کے عادات اور شمائل طیبہ بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ "آپ ﷺ ہاتھ کے سب سے زیادہ سخی، دل کے سب سے زیادہ وسیع، زبان کے سب سے زیادہ وفا کرنے والے تھے۔ سب سے زیادہ نرم اور خاندان کے اعتبار سے سب سے زیادہ شریف تھے"۔ جو شخص دفعتاً آپ ﷺ کو دیکھتا تو اس پر رعب و ہیبت طاری ہو جاتی اور جو آپ ﷺ کیساتھ ملتا اور صحبت میں رہتا تو آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ کا حال بیان کرنے والا اجمالاً اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے آپ ﷺ کی مانند کسی کو دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد۔ (ترمذی)

جنگ حنین میں چھ ہزار قیدی اور ۲۴ ہزار اونٹ اور ۴۰ ہزار بکریاں اور ۴ ہزار اوقیہ چاندی غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان میں ایک چیز کو بھی نہیں چھوا سب کچھ صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا اور خود خالی ہی واپس آئے۔

ایک دفعہ بحرین سے خراج کا مال آیا اور صحن مسجد میں زر و سیم کا انبار لگ گیا۔ حضور ﷺ نماز صبح کے لئے

Marfat.com

تشریف لائے۔صحابہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس ڈھیر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔نماز سے فارغ ہوئے تو اس انبار کے پاس آ بیٹھے اور تقسیم فرمانے لگے۔ جو آتا اسے بے حساب دیتے۔تھوڑی دیر میں سب ختم ہو گیا اور آپ ﷺ دامن جھاڑ کر خالی ہاتھ تشریف لے گئے۔

ان روایات سے نہ صرف حضور ﷺ کی سخاوت کا پتہ چلتا ہے بلکہ آپ کی استغناء بے نفسی اور ایثار کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے۔کہ آپ ﷺ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک سوالی آیا۔آپ ﷺ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔فرمایا! بیٹھ جا خدا دیگا۔پھر دوسرا آیا۔پھر تیسرا آیا،حضور ﷺ نے سب کو بٹھالیا۔اتنے میں ایک شخص آیا اور چار اوقیہ چاندی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔حضور ﷺ نے ایک ایک اوقیہ تو ان تینوں میں تقسیم فرما دیا۔اور ایک اوقیہ کی بابت اعلان کر دیا۔مگر کوئی لینے والا نہ اٹھا۔رات ہوئی تو حضور ﷺ نے وہ اپنے سرہانے رکھ لی۔حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ حضور ﷺ کو نیند نہیں آئی۔اٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگتے ہیں۔پھر ذرا لیٹ کر اٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ام المومنینؓ نے پوچھا۔حضور ﷺ کو آج کوئی تکلیف ہے؟ فرمایا! نہیں۔انہوں نے پھر پوچھا کہ کیا کوئی خدا کا خاص حکم آیا ہے جس کی وجہ سے یہ بیزاری ہے۔فرمایا! نہیں۔ام المومنینؓ نے کہا پھر حضور ﷺ آرام کیوں نہیں فرماتے؟ تب حضور ﷺ نے وہ چاندی نکال کر دکھائی اور فرمایا کہ یہ ہے جس نے مجھے بے قرار کر رکھا ہے۔مجھے ڈر ہے کہ مبادا یہ میرے پاس ہی ہو اور مجھے موت آ جائے۔

ایک دفعہ فدک سے غلہ کے چار اونٹ آئے جو آتے ہی حضور ﷺ نے تقسیم کرنے شروع کر دیئے۔یہاں تک کہ کوئی لینے والا باقی نہ رہا اور غلہ بچ رہا۔شام ہوگئی۔مگر حضور ﷺ گھر نہ گئے۔کسی نے کہا آپ ﷺ تشریف لے چلئے۔پھر تقسیم ہو جائے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک یہ دنیا کا مال باقی ہے میں گھر نہیں جا سکتا۔چنانچہ رات مسجد میں ہی بسر فرمائی۔صبح کچھ حاجتمند آئے اور آپ ﷺ انہیں سارا غلہ دیکر پھر گھر تشریف لائے۔

ایک دفعہ ایک سائل آیا۔حضور ﷺ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔گھر میں پیغام بھیجا کہ کچھ ہو تو اسے دیدو۔جواب آیا کہ صرف تھوڑا آٹا ہے جو رات کے لئے رکھا ہے۔کہلا بھیجا کہ سائل کو دیدو یہ بھوکا ہے۔عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ہم نے وہ آٹا سائل کو دیدیا اور خود رات فاقہ میں بسر کی۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آ کر سوال کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے۔تم میرے نام پر قرض لے لو۔پھر میں اسے اتار دوں گا۔حضرت عمر فاروقؓ بھی پاس ہی بیٹھے تھے کہنے لگے۔خدا نے آپ ﷺ کو یہ تکلیف نہیں دی۔کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں۔

حضور ﷺ یہ سن کر چپ ہو گئے۔ایک انصاری نے پاس سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ خوب دیجیے۔دل کھول کر عطا کیجئے رب العرش مالک ہے۔تنگدستی کا کیا ڈر ہے۔نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے اور چہرہ مبارک پر خوشی کے

Marfat.com

آثار نمایاں ہوئے۔ پھر فرمایا! ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔

ایک اور موقع پر ایک حاجتمند آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اتفاقاً اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے نصف وسق غلہ قرض لیا اور اسے دیدیا۔ تھوڑی دیر کے بعد قرض خواہ تقاضا کرنے لگا۔ تو آپ ﷺ نے اسے ایک وسق عطا فرمایا اور کہا کہ آدھا قرض ہے اور آدھا عطاء۔

حضور ﷺ کے جود وسخا کا یہ عالم زمانہ نبوت کے ساتھ ہی مختص نہ تھا۔ بلکہ قبل از بعثت بھی آپ ﷺ ایسے ہی سخاوت فرمایا کرتے تھے اور جو کچھ کماتے تھے وہ سب غرباء ومساکین میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے چنانچہ ورقہ بن نوفل کہتے ہیں کہ قبل از نبوت آپ ﷺ کی کمائی اور دولت صرف اپنے ہی لئے نہ ہوا کرتی تھی۔ بلکہ ہر عیالدار اور ناتواں شخص کے بار کے متحمل بھی آپ ﷺ ہی ہوا کرتے تھے۔ آپ ﷺ صرف اپنے لئے مال نہ کماتے تھے بلکہ محتاجوں اور مفلسوں اور تہی دستوں کیلئے کمایا کرتے تھے۔ (عبدالحیی،ص:۱۶۱،۱۶۵،۱۶۶)

حضور ﷺ کی سخاوت کا کیا کہیے ایک دفعہ بحرین سے نوے ہزار درہم آئے، حضور ﷺ نے مسجد میں ایک چٹائی بچھا کر ڈھیر لگا دیا نماز فجر کے بعد ان کو بانٹنا شروع کیا اور ظہر تک ایک درہم بھی باقی نہ رہا جب سب درہم بانٹ دیئے گئے تو اتفاقاً ایک سائل آ گیا حضور ﷺ نے فرمایا! اب کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ البتہ تم کسی دکاندار کے پاس چلے جاؤ اور تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو اس سے کہو کہ وہ میرے نام لکھ دے میں اس کی قیمت ادا کر دونگا۔ حضرت عمرؓ ساتھ بیٹھے تھے عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ اتنی زحمت کیوں کرتے ہیں، کہ قرض لیکر سائل کو دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا مکلف تو نہیں کیا حضور ﷺ کو گویا یہ بات پسند نہ آئی تو رخ انور پر ناگواری کے آثار نماں ہو گئے۔

ایک غریب صحابی کی دعوت ولیمہ کیلئے ان کے پاس کچھ نہ تھا رسول اکرم ﷺ کو معلوم ہوا تو اپنے گھر سے آٹے کی ٹوکری منگا کر ان صحابی کی نذر کر دی حالانکہ اس دن آٹے کی اس مقدار کے سوا حضور ﷺ کے گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی۔ (اخلاق رسول ﷺ (۱۹۹۵)،ص:۱۹۸)

غرضیکہ سخاوت وفیاضی کا جوہر نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات میں درجہ بدرجہ موجود تھا حضور ﷺ نے تمام عمر کبھی کسی سائل کو نہ جھڑکا نہ کبھی حرفِ انکار آپ ﷺ کی زبان مبارک پر آیا۔

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ ''نہیں'' ہے کہ تیرے لب پر نہیں
اعظم چشتی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جامعؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اس لفظ کا مادہ (ج م ع) ہے اس لفظ کا مطلب ہے جمع کرنیوالا، اکٹھا کرنیوالا، ایک مرکز پر لانیوالا، جامع وہ بھی ہوتا ہے جوخود بھی مکمل طور پر جامع ہو زندگی کے تمام امور پر حاوی ہو۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵) ص، ۱۱۹)

یہ دُنیا مختلف انواع طبقات انسانی پر مشتمل ہے جہاں علم وفضل والے بھی ہیں اور جاہل و بے علم بھی اور ایسے تحقیق طلب بھی جو ہر بات کو کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور ایسے بھی جن کی طبیعتیں خرق عادت وافعال دیکھے بغیر مطمئن نہیں ہوتیں۔ یہاں بادشاہ بھی ہے گدا بھی، آقا بھی ہے اور غلام بھی اور اسے ہی تنوع اور اختلاف کہتے ہیں اور اسی پر عالم رنگ وبو کی تمام تر رعنائیوں کا دارومدار ہے۔

اسی تنوع کے پیش نظر عقل تقاضا کرتی ہے کہ ایک جگہ پر لوگوں کو اکٹھا کرنے ان کے اجتماعات بنانے اور ایک ملت بیضا بنانے والے کی شخصیت کو آدمیت کے لئے کامل نمونہ ہونے کا مقام حاصل ہو۔ وہ کسی خاص طبقہ کسی خاص گروہ ہی کے لئے رہنمائی کا سامان نہ رکھتی ہو بلکہ اس آفتاب صفت سیرت کی ضوپاشیاں ہر ایک کے لئے عام ہوں۔ وہ نہ صرف بلندیوں بلکہ پستیوں کو بھی جگمگا دے جو نہ صرف عالموں اور فاضلوں کے لئے ''برہان'' رسالت ہو بلکہ جاہلوں اور بدوؤں کے لئے بھی تسکین قلب کا سامان کرے جو جوانوں اور بوڑھوں کو یکساں متاثر کرے جس سے امیر وفقیر، بادشاہ گدا دونوں ہی مستفید ہوں وہ پاک باز، عظیم وجلیل ہستی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہو سکتی ہے۔ جن کی زندگی تمام انسانی جماعتوں اور گروہوں کے لئے مثالی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہوں جرنیلوں اور ججوں کے لئے بھی نمونہ ہیں اور شوہروں، باپوں اور بیٹوں کے لئے بھی، تاجروں، معلموں اور زاہدوں کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہدایت ہے اور امیروں غریبوں اور درویشوں کے لئے بھی۔

اسوۂ کاملہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل راہنمائی کا اثر دیکھنا ہو تو صحابہؓ کی زندگی میں دیکھیے یہاں بہترین سپہ سالار، جرنیل، حکمران، مدبرمل جائیں گے اور زاہد و عابد فقیر، درویش، متوکل افراد بھی اور پھر علماء وفضلا اور تجار اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والی بہترین انسانی ہستیاں نظر آجائیں گی جب ان ہستیوں کا یہ عالم ہے تو اس جامع نبی کی درخشندگی وتابندگی کا عالم کیا ہوگا۔ (کوثر نیازی: (۱۹۹۸)، ص: ۹۴، ۹۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے محبوب اور مقرب نبی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیائے سابقین کے

Marfat.com

جملہ شمائل و خصائص، محامد و محاسن آپ ﷺ کی ذات اقدس میں اس طرح جمع فرما دے کہ آپ ﷺ افضلیت، اکملیت کا معیار آخر قرار پائے۔ (محمد طاہر القادری (۲۰۰۲) ص،۴۲)

حضور ﷺ میں تمام صفتیں درجہ درجہ اتم موجود تھیں۔ جامع صفات والے نبی میں حضرت آدم علیہ السلام کی صفات، حضرت نوح کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل کی لسانی فصاحت، حضرت یوسف کا جمال، حضرت یعقوب کی بشرت، حضرت داؤد کی خوش آوازی، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یحیٰ کا زہد اور حضرت عیسیٰ کا کرم تھا۔ تمام نبیوں کے اخلاق کو یکجا کر کے حضرت محمد ﷺ میں رکھ دیا۔ (امام علامہ ابوسعید: (۱۹۸۴)، ص:۳۵)

نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا ہر پہلو نرالا اور امت کے لئے مینار ہدایت ہے عدل و انصاف، صداقت و امانت، معاملہ فہمی، شرافت، قوت، عظمت، صبر و تحمل، عفو و درگزر، جود و سخاء، معلم کامل، فصاحت و بلاغت، مجسم اخلاق عرض کونسی ایسی صفت تھی آپ ﷺ میں جمع نہ تھی۔

دودھ پینے کے زمانے میں عدل و انصاف اور دوسروں کے حقوق کا اتنا خیال کہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ جب دوسری طرف کا دودھ پلاتیں تو آپ ﷺ قبول نہ کرتے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی کا حق تھا۔

اجتماعی کاموں میں اتنا لگاؤ کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر میں قریش مکہ کے ساتھ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔

صداقت و امانت ایسی کہ الصادق الامین کے لقب سے مشہور ہوئے کسب حلال کے لئے قریش کی بکریاں چراتے۔ معاملہ فہم ایسے کہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت ایسا فیصلہ صادر فرمایا کہ سب نے اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہو گئے۔

عدل و منصفی کے وہ اصول وضع فرمائے جن سے انسانیت قیامت تک مستغنی نہیں ہو سکتی۔

بہادر، مدبر اور مشفق قائد ایسے کہ غزوہ حنین میں دشمن نے جب تیروں کی بارش برسائی تو آپ آگے ہی بڑھتے رہے تھے عفو و درگزر ایسا کہ فتح مکہ کے موقع پر فاتح کی حیثیت سے اہل مکہ کو فرمایا۔ آج تم پر کسی قسم کی ملامت نہیں۔ معلم ایسے کہ وضاحت و بلاغت، انداز گفتگو، اسلوب تعلیم، شاگردوں سے مشفقانہ سلوک کی مثال ممکن نہیں۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق: (۱۹۹۸)، ص:۴۵۳۔۴۷۰)

آپ ﷺ کی شان جامعیت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے، ''یہی وہ لوگ (پیغمبران خدا) میں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے پس (اے رسول آخرالزماں) آپ ان کے (فضیلت والے سب طریقوں کو اپنی سیرت میں جمع کر کے ان) کی پیروی کریں (تاکہ آپ کی ذات میں ان تمام انبیاء و رسل کے فضائل و کمالات یکجا ہو جائیں) (الانعام:۶،۹۰)

Marfat.com

دنیائے عالم کے فلسفی، رہنما، مبلغین رشد و ہدایت بڑے بڑے ادیان و مذاہب کے بانیوں کی ہستیوں اور زندگیوں کو دیکھیں تو ان کی تعلیمات ونظریات ان لوگوں کی اپنی بھی عمل زندگی سے ہم آہنگ نہیں ہوتی۔ کہیں ایک پہلو واضح ہے تو دوسرا مبہم تبلیغ و تعلیم کا ایک جز ہے تو دوسرا ندارد متعدد شکوک و شبہات لیکن جناب رسالت مآب کی پوری جامع اور کامل زندگی کا ایک لمحہ اور ایک ایک پل دوستوں، دشمنوں، منافقوں، کافروں، یہودیوں اور عیسائیوں کے سامنے رہا جو آج تک محفوظ ہے۔

نبی جامع کی پوری زندگی دنیا کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہے آپ ﷺ کی زندگی کا ہر شعبہ ہر پہلو ہر حصہ اپنی پوری تفصیلات و جزئیات کے ساتھ موجود ہے اور پورا اسوۂ حسنہ ایک ابدی اور اصول رنگ میں قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ چونکہ پوری کائنات کے رہنما تھے پیشوا تھے اسی لئے آپ ﷺ کی ذات میں ہر صفت رکھ دی گئی اسی کمال کی وجہ سے آپ ﷺ نے مشاجرت زدہ قوم عرب کو ایک جامعیت پر لا کر شیرازہ بندی کی اور اس ملت بیضا کا مقام بخشا کہ جس سے دنیا کی امامت کا کام لینا مقصود تھا۔ آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو جمع کر کے اس کی سیرت کی ایسی تشکیل کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے خود اسے بہترین امت قرار دیا۔ آپ ﷺ لوگوں کو جمع کرتے یہ اجتماعات تنذیر و تبشیر اور عبادات لئے بھی ہوتے اور دینی معاشرتی تبلیغی اور تعلیمی حوالوں کے لئے بھی آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو ایک اللہ، ایک کعبہ، ایک کتاب، ایک ملت، پر جمع کیا یہ صرف اور صرف نبی جامع ہی کا عظیم الشان کارنامہ تھا۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص، ۱۲۱، ۱۲۶)

غرضیکہ عملیت، کاملیت، تاریخیت، جمعیت اور عالمگیریت نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے درخشاں پہلو ہیں صحرائے عرب کا یہ بادیہ نشیں ذات مطہر، فخر امم، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ شمع ہدایت، ہمدرد بنی نوع بشر، صاحب خلق عظیم، دلوں کا کعبہ، روحوں کا قبلہ، مبتداء و منتہا، مظہر کبریا، حق ادا، حق نما، حق آگاہ، حق نگاہ، حق نظر، امین صادق عابد و زاہد، جہاں آشنا، مصلح اعظم، مبلغ اعظم، سالار اعظم، معلم اعظم، عسکری راہنما، داعی حق، شارع امت، معلم اخلاق و تمدن، ماہر سیاست، زبردست مقنن اور لاثانی شخصیت تھا۔ عظیم انقلابی، قوت، تہذیب و تمدن کا منبع، علم و فکر کا رسیا، فلاح دارین حرکت و عمل، عظیم قوت محرکہ، معاشرت، معیشت، اجتماعی معاملات، بین الاقوامی تعلیمات، نظام کائنات میں تعقل، تفکر، مشاہدہ، شیریں گفتگو، کردار دلکش، غرض کیا کیا اوصاف تھے جو کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی میں نہ تھے۔ (لیاقت علی خان نیازی: (۱۹۳۱) ص: ۱۶۷)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حکیم ﷺ

لفظ ''حکمت'' مادہ ح ک م سے مشتق ہے اسی مادہ سے دوسرا اسم (حکم) ہے لسان العرب میں حکم کے معنی علم، سوجھ بوجھ اور عدل کے مطابق فیصلہ کے ہیں (تاج العروس) میں اس کے معنی کسی معاملہ کا فیصلہ کرنا ہے امام فراہی کے نزدیک الفاظ کے لغوی معانی کے تعین کیلئے مرجع کی بہترین کتاب خود قرآن مجید ہے اس کے استعمالات کی روشنی میں انہوں نے لفظ حکم کا اطلاق محض فیصلہ کرنے پر کیا ہے خواہ یہ فیصلہ حق ہو یا باطل، اس معنی کیلئے ان کی راہنمائی جن آیات سے ہوئی مندرجہ ذیل ہیں: (امام حمید الدین، ص،۱۴)

1: تمہیں کیا ہوا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ (القلم:۶۸،۳۶)

2: کیا وہ جاہلیت کے فیصلہ کے طالب ہیں۔ (المائدہ:۵۰:۵۰)

لفظ حکمت بھی (مادہ ح ک م) سے اسم ہے جس کے معانی اعلیٰ چیزوں کی پہچان بہترین علوم کے ذریعہ کرنا ہے دوسرے معنی عدل کے بتائے ہیں۔ امام فراہی نے حکمت کی تعبیر اس قوت سے کی ہے جس کے باعث آدمی حق کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ (امام حمید الدین فراہی: ص،۱۵،۱۶)

قرآنی آیات میں حکمت کے معنی کا تعین یوں کیا گیا ہے۔

''اور ہم نے اس کو حکمت اور معاملات کے فیصلہ کی صلاحیت کی'' (ص: ۳۸،۲۰)

''یہ ان باتوں میں سے ہیں جو تمہارے رب نے حکمت میں سے تمہاری طرف وحی کی ہیں'' (بنی اسرائیل، ۱۷،۳۹)

''اللہ نے تم پر کتاب وحکمت نازل فرمائی اور تمہیں وہ چیز سکھائی جو تم نہیں جانتے تھے'' (النساء:۴،۱۱۳)

''تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جو تعلیم ہوتی ہے اس کا چرچا کرو'' (الاحزاب:۳۳،۳۴)

''اے ہمارے رب تو انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے: (البقرۃ:۲،۱۲۹)

''اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تمہیں وہ چیز سکھائی جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے'' (النساء:۴،۱۱۳)

Marfat.com

''یہ اللہ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو آیتیں سناتا ہے اوران کو پاک کرتا ہے۔بے شک یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے'' (آل عمران:۳،۱۶۴)

سورۃ البقرہ میں حکمت کو خیر کثیر کہا گیا ہے،''یہ اسی کی مشیت ہے، جسے چاہے حکمت و دانشوری کی دنیائیں بخشے اور جسے چاہے علم حکمت عطا کرے، لاریب اسے خیر کثیر کے (انمول خزانے) عنایت کرے ان اسرار وحیات کو وہی سمجھ پاتے ہیں جو اولوالا باب ہیں'' (البقرہ،۲،۲۶۹)

نبی ﷺ کی حکمت:

نبی کی حکمت وہ ہوتی ہے جو منزل من اللہ ہوتی ہے، حکمت کے معنی عقل وعلم کے ذریعے حق کو پالینا کے بھی ہوتے ہیں، کتاب وحکمت سے مراد وحی ہے، جو صرف انبیاء ہی سے وابستہ ہے اور وہی اس سے فیضیاب ہوتے ہیں، انبیاء کرام کو حکمت بذریعہ وحی میسر آتی ہے اور وہ اللہ کے قانون مشیت کے تحت اور مطابق ہے۔ پھر الٰہی کی وساطت سے دوسرے انسانوں کو یہ حکمت ربانی ملتی ہے، وحی الٰہی میں انسانوں کی بھلائی کے تمام سامان موجود ہیں۔ انسان وحی کے تابع نہ چلے تو بدترین مخلوق اس کے تابع چلے تو بہترین مخلوق۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵) ص، ۱۷۶،۱۷۵)

بائیسویں صدی قبل از مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں بیان فرمایا:

''اے ہمارے پروردگار ان میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے انہیں الکتاب کی تعلیم دے اوران کا تزکیہ نفس کرے، ہر آئینہ تو ہی توانا و دانا ہے'' (البقرہ:۲،۱۲۹)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی دعا قبول فرمائی اور مومنوں پر احسان عظیم کیا اور ارشاد فرمایا، ''اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان عظیم کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول کی بعثت کی جو ان کو آیات الٰہی پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور قبل ازیں یہ لوگ کھلی ذلالت میں تھے'' (آل عمران،۳،۱۶۴)

ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول کے چار کام ہوتے ہیں۔ اول آیات کی تلاوت اپنی امت پر کرتا ہے جو اس پر نازل ہوتی ہیں۔ دوسرے وہ کتاب جو اس پر نازل ہوئی ہے اپنے پیروکاروں کو سکھاتا ہے۔ تیسرے ان کو حکمت بھی سکھاتا ہے، یعنی وہ تاریک باتیں جو اس پر وحی (خفی) سے ظاہر ہوتی ہیں۔ چوتھے وہ ان کیلئے نمونہ بن کر اپنی قوت قدسی سے ان کو آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵) ص،۱۷۹)

سورۃ النساء میں خائن اور فریب کاروں کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے لیکن قرآن مجید نے کمال حکمت کے ساتھ آپ ﷺ کی عظمت شان اور عصمت کا تحفظ فرمایا ہے۔

Marfat.com

''اور اے رسول! اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحمت نہ ہوتی تو (کفار کی) ایک جماعت تمہیں بہکانے کا قصد ہی کر چکی تھی، وہ لوگ اپنے آپ کو گمراہ کر سکتے ہیں اور وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکے اللہ تعالیٰ نے تم پر (الکتاب) اور (الحکمۃ) نازل فرمائی ہے اور تمہیں ان علمی خزائن سے مالا مال کر دیا ہے، جن کی تمہیں کوئی خبر نہ تھی اور تم پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عظیم بے بہا ہے۔'' (النساء:۴،۱۱۳)

نبوت علم وحکمت کا نور اور فہم وادراک کا وہ کمال ہے جو انبیاء علیہ السلام کی جانب سے عطاء ہوتا ہے یہ شعور نبوت کے خلقی وجدان کا نتیجہ ہوتا ہے اور نبوت میں کمال حکمت کے ساتھ نورانی شعاع کی بھی آمیزش ہوتی ہے جو مشاہدہ حق سے باطن پر پڑتی ہے اور اس کو روشنی بخشتی ہے۔ قرآن کی جن آیات میں رسول اکرم ﷺ کے کام کی تفصیل بیان کی گئی ہے ان میں حکمت کو علم وفہم کا نہایت اونچا درجہ تسلیم کیا گیا ہے۔ تعلیم حکمت وہ درجہ ہوتا ہے جس میں بات کی تہہ تک پہنچنے اور اس کے رموز واسرار سے واقفیت حاصل کرنے کی استعداد کا نام ہے۔ جس کے ذریعہ سے حق کی معرفت، فیصلہ کی قوت اور کسی شے کو اس کے مناسب محل میں رکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص،۱۸۰،۱۸۱)

اللہ نے بذریعہ وحی جو حضور ﷺ کو حکمت عطا فرمائی اس کے باعث آپ ﷺ صاحب حکمت اور حکیم ہیں۔ اللہ نے قرآن کو کتاب حکیم قرار دیا ہے اور ہر طرح کی حکمت میں تمام انسانوں کو بھی شریک سمجھا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اے رسول! لوگوں کو اپنے پروردگار کی جانب حکمت اور موعظت حسنہ سے بلایئے'' (۱۶،۱۲۵)

پیغمبر اسلام نے قرآن کی شکل میں مظاہر فطرت سے خدا کی قدرت وحکمت کی جو شہادتیں پیش کی ہیں ان کی بہترین مثالوں میں سے ایک مثال سورۃ الرحمٰن ہے۔

''سورج اور چاند حساب کے ساتھ چلتے ہیں اور بوٹیاں اور پیڑ اسے سجدہ کرتے ہیں اور اسی نے آسمان کو اونچا کیا اور ایک ترازو متعین کی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو اور انصاف سے سیدھی ترازو تولو اور تول کو نہ گھٹاؤ۔ اسی نے خلقت کے واسطے زمین بنائی جس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن کے پھل پر غلاف ہوتا ہے اور غلہ ہے جس میں بھس بھی ہوتا ہے اور خوشبودار پودے بھی ہیں'' (سورۃ الرحمٰن: ۵ تا ۱۲)

''اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی بنایا اور جنات کو خالص آگ سے۔'' (الرحمٰن: ۱۵)

''وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا مالک ہے'' (سورۃ الرحمٰن: ۱۷)

''اس نے دو دریاؤں کو یوں پہلو بہ پہلو چلایا کہ وہ بظاہر باہم ملے ہوتے ہیں، لیکن درحقیقت ان کے درمیان ایک ایسا پردہ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتے'' (سورۃ الرحمٰن: ۱۹،۲۰)

Marfat.com

''ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے۔'' (سورۃ الرحمٰن:۲۲)

''اسی کے ہیں وہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے نظر آتے ہیں''(سورۃ الرحمٰن:۲۴)

یہ ساری کائنات یہ زمین، یہ آسمان، یہ ستارے، یہ شجر، یہ حجر، یہ بادل، یہ بجلی، یہ بارش، یہ پھول، یہ پھل، یہ پہاڑ، یہ موسموں کا تغیر و تبدل، یہ لیل و نہار کی جو گردش پیدا کی گئیں ان سب میں اک حکمت پوشیدہ ہے ارشاد فرمایا،

''رات اور دن کا الٹ پھیر وہی کر رہا ہے۔اس میں آنکھوں والوں کے لئے ایک سبق ہے'' (النور:۴۴)

ایک جگہ اور فرمایا! ''کیا تم کو نہیں معلوم کہ اللہ ایک بادل کو دوسرے بادل کی طرف آہستہ آہستہ چلاتا ہے، پھر ان ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے اور انہیں سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے؟ پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل کے خول میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے ہیں اور آسمان سے اولوں کے پہاڑ برساتا ہے اور پھر وہ جن پر چاہتا ہے انہیں گراتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے بچا لیتا ہے۔اس کے کوندے کی لپک کا یہ حال ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ اب آنکھیں نکال لے جائے گی''(النور:۴۳)

ساری حکمتیں بذریعہ وحی نبی حکیم ﷺ کو میسر آئیں کتاب کی صورت میں پھر آپ ﷺ ہی کی وساطت سے انسانوں کو یہ حکمت ربانی ملی آپ ﷺ نے اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے متعدد حکیمانہ تدابیر اختیار کیں جن میں سے ایک ایک تدبیر انقلاب کی طرف بھرپور پیش قدمی رکھتی تھی۔اس انقلابی جدوجہد میں آپ ﷺ نے قیادت کا ایک نیا معیار قائم فرمایا اور چند برسوں ہی میں آپ ﷺ نے بہترین صلاحیتوں کا حامل سرمایہ جمع اور تیار کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔اپنی حکمت کا جوہر ایک ایک ساتھی میں اتارنے کی کوشش کی۔انہیں سفر میں، حضر میں، مسجد میں، بازار میں، گھر میں، پردیس ہر جگہ ہر حالت میں نئے نظام کی ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے تیار کیا۔

بڑے بڑے سالاروں کی تلواریں، بڑے بڑے فاتحوں کی فتوحات، بڑے بڑے حکیموں کی حکمتیں اور دانائیاں اور بڑے بڑے فلسفیوں کے فلسفے، تاریخ کے دامن سے نسل انسانی کے سامنے آتی رہیں اور تحسین و آفرین کے تحفے طلب کرتی رہیں مگر ان کارناموں کو اگر فلاح انسانیت کے ترازو میں رکھ کر تولا جائے تو جلد ہی ان کی بے وقعتی اور بے وزنی کھل کر سامنے آئی۔

بڑے بڑے سالاروں اور فاتحوں نے انسانوں کو غلام بنایا، بڑے بڑے حکیموں نے، داناؤں نے دنیا کے معاملات کی گتھیوں کو کچھ اور ہی الجھا دیا بڑے بڑے فلاسفروں نے انسانوں کو شک و تذبذب میں الجھا دیا مگر حضور ﷺ کی حکمت نے حالات کو خود پیدا کیا، خود اپنے کام کے آدمی پیدا کئے، خود ان آدمیوں سے مخصوص اصولوں کی علمبرداری کا کام لیا، خود تاریخ کے پردے چاک کر کے صبح انسانیت کو طلوع کیا۔خود تاریخ کو بنایا اور اپنی مرضی کے مطابق ڈھالا۔غرض آپ ﷺ دنیا کے وہ منفرد حکیم قائد ہیں جو دنیا کو اپنے رنگ میں ڈھالتے ہیں، باطل کے خلاف حضور ﷺ کی جدوجہد میں صلح حدیبیہ آپ ﷺ کی حکمت کی ایک زریں مثال ہے۔جس سے تبلیغ اسلام کے راستے

Marfat.com

کھل گئے اور لوگ کثرت سے مسلمان ہوئے حضور ﷺ نے تبلیغ دین کا کام جس حکمت و دانشوری سے آغاز کر کے سرانجام دیا وہ تاریخ دعوت و عزیمیت کا درخشاں باب ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی حکمت و دانائی سے دنیا کی تشکیل کا پرانا ڈھانچا یکسر بدل دیا اور ایک نیا نظام، نیا معاشرہ، نیا ضابطہ اور نیا انسان دیا۔ آپ ﷺ نے مردم شناسی، علم و عقل سے دمام مہذب اور متمدن ہونے والی دنیا کا افتتاح فرمایا اور ایک ایسا نظام عطا کیا جو ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرے اور ہر زمانے کی انسانی ضرورتوں کا کفیل ہو۔ (سعید احمد گیلانی: ۱۹۸۱، ص: ۴۵۳، ۴۵۵، ۴۵۷، ۶۰۴)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حٰم ﷺ

حٰم حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ کے حکیم وعلیم ہونے کے لیے جاتے ہیں بعض حوالوں سے نبی پاکؐ کا لقب بھی حٰم کہا جاتا ہے اس لئے قرآن پاک میں موجود حٰم سورتوں کے حوالے سے دیکھا جائے گا کہ ان حروف مقطعات کی نبی پاکؐ سے کیا نسبت ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کا لقب مبارک حٰم ہوا۔

آل حٰم کی ساری سورتوں کو نبی پاکؐ کی زندگی، تبلیغ اور دعوت الحق سے ایک خاص نسبت ہے اسی اعتبار سے آپ کا ایک لقب حٰم قرار پایا۔

حٰم کے کے مختلف معانی:

محمد علی چراغ نے مختلف مفسرین کے حوالوں سے حٰم کے معنی یوں بیان کیے ہیں "حٰم کے معنی قضی ما هو کائن" یعنی جو کچھ ہونے والا ہے اس کا فیصلہ ہو چکا۔

ابن عباس کے مطابق حٰم کی تفسیر کے تین قول آئے ہیں

1۔ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے۔

2۔ یہ ایک قسم ہے جو اللہ تعالیٰ کھا رہا ہے۔

3۔ یہ "الرحمٰن" کے حروف ہیں۔

ابن مسعود نے آل حٰم کو دیباج القرآن کہا ہے جس کا مطلب ریشمی کپڑا ہے اس سے زینت بھی مراد لی جاتی ہے مسعر بن کرام نے ان کو "عرائس" کہا ہے یعنی دلہنیں۔ حضرت ابن عباس کے مطابق ہر چیز کا ایک مغز اور خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ آل حٰم ہیں۔ حضرت عبداللہ مسعود نے بیان فرمایا یہ میں جب تلاوت کرتے ہوئے آل حٰم پر آجاتا ہوں تو مجھے تفریح محسوس ہوتی ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی کے مطابق کہ جب تم حٰم کہو گے تو دشمن کامیاب نہ ہوگا جس کا مطلب ہے کہ حٰم دشمن سے حفاظت کا قلعہ ہے۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵)۔ ص ۱۸۵

حوامیم:

حٰم سات سورتیں مسلسل اسی نام سے شروع ہوتی ہیں اس لئے اسے آل حم بھی کہتے ہیں ان تمام سورتوں کا مطلب بھی مشترک ہے ان سورتوں میں سورۃ المومن، سورۃ حٰم السجدہ، سورۃ الشوریٰ، سورۃ الزخرف، سورۃ الدخان،

Marfat.com

سورت الجاثیہ اور سورت الاحقاف ہیں۔ یہ تمام سورتیں تبلیغ و دعوت کے اس دور سے متعلق ہیں جب نبی پاک ﷺ کا منکرین حق نے جینا دوبھر کر رکھا تھا۔ ان سورتوں میں منکرین کی ذلت اور ناکامی اور حق کی کامرانی کا تذکرہ بتایا گیا ہے کہ دشمن اپنی طاقت، دنیاوی سامان اور دولت کے باوجود غالب نہیں آسکتے اور فتح و کامرانی یقیناً اہل حق کے لئے ہے اور بتایا گیا ہے کہ منکرین حق نے دنیا میں کیا کیا تخریبات نہیں کیں لیکن ان کو عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوا نبی پاک ﷺ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ رسول اور مومن جو بھی حق کے لئے نکلے گا فتح و نصرت اس کا مقدر ہوگی اور اس کیلئے اس دنیا اور آخرت دونوں میں فلاح ہے۔ محمد طفیل (۱۹۸۲)۔ص ۱۶۵

حوامیم اور نبی پاک ﷺ:

ان سورتوں میں نبی پاک ﷺ کے ذریعے چونکہ تبلیغ و دعوت کا کام لیا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ کا لقب حٰم ہے۔ اب ہم ان سورتوں کی نسبت سے نبی پاک ﷺ کے لقب حٰم کی وضاحت کریں گے۔

حٰم کی پہلی سورۃ المومن میں بتایا گیا ہے کہ کفار مکہ نے اس وقت نبی کے خلاف دو طرح کی کاروائیاں شروع کر رکھی تھیں۔ ایک یہ کہ جھگڑے اور بحثیں چھیڑ کر الٹے سیدھے سوالات اٹھا کر نئے نئے الزام لگا کر قرآن کی تعلیم اور اسلام کی دعوت اور خود آپ ﷺ کے بارے میں اتنے شبہات اور وسوسے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دئے جائیں کہ ان کی وضاحت کرتے آخرکار نبی اکرمؐ اور اہل ایمان زچ ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ آپ کو قتل کر دینے کی راہ ہموار کی جائے قتل کی سازشوں کے جواب میں فرعون کا قصہ سنایا گیا کفار کو بتایا گیا کہ جو تم رسولؐ کے ساتھ کرنا چاہتے ہو یہی کچھ اپنی طاقت کے بل بوتے پر فرعون حضرت موسیٰ کے ساتھ کرنا چاہتا تھا اب کیا یہ حرکتیں کر کے تم بھی اس انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہو۔ حضرت محمدؐ اور آپؐ کے پیروکاروں کو یہ سبق دیا گیا کہ ظالم بظاہر خواہ کتنے ہی بالادست ہوں۔ چیرہ دست ہوں ان کے مقابلے میں تم خواہ کتنے ہی کمزور اور بے بس ہو مگر تمہیں یقین رکھنا چاہئے کہ جس خدا کے دین کا بول بالا کرنے کے لئے تم کام کر رہے ہو اس کی طاقت ہر دوسرے طاقت پر بھاری ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی۔ (۱۹۸۸)۔ تفہیم القرآن ص ۳۸۸، ۳۸۹۔ جلد چہارم

اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ فرعون نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا کیا اور تبلیغ کا اثر بے کار ثابت ہوا اس کی ریشہ دوانیاں بڑھتی گئیں۔ مگر کس کی مجال کہ حق کے سامنے ٹھہر سکے اور فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت تباہ و برباد ہوا۔ نبی پاک ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو یہ درس دیا گیا کہ "اے میرے محبوب ﷺ آپ صبر فرمایئے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اس کی نصرت آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کی امت کے ساتھ ہے "۔ المومن۔ ۱۵۵۔ آیت ۶۸

وہی ذات باری ہے جو قدرت کاملہ اور حاکمیت کی صفت سے متصف ہے وہی ہے جس نے رات آرام کیلئے

Marfat.com

اور دن کو روشن بنایا تا کہ اپنا کام کاج کرسکیں معیشت تلاش کرسکیں زمین کو قیام کیلئے اور آسمان کو چھت کی طرح بنایا تمہاری کیسی اچھی صورتیں بنائیں اور پاک اور غیر مضر چیزیں کھانے کو دیں وہی زندہ رہنے والا ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے باوجود (منکرین بحث کرتے ہیں اور قرآن کو جھٹلاتے ہیں پس اے رسول ﷺ آپ صبر کریں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (المومن ۷۷)

حٰم کی دوسری سورۃ حٰم السجدہ ہے۔

اس صورت میں قریش کو وعید کی گئی کہ اگر تم نبی پاکؐ کی تکذیب کرتے ہو تو رسولوں کی تکذیب کرنے والی قوموں کے انجام سے دوچار ہونے کیلئے تیار ہو جاؤ اور نبی پاک ﷺ تسلی دی گئی کہ آپ تبلیغ و تعلیمات کو جاری رکھیں اور مخالفت اور جہالت کا مقابلہ صبر اور تحمل سے کریں۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵)۔ص ۱۸۷

حٰم السجدہ میں نبی پاک ﷺ کو شدید مزاحمت کا ماحول درپیش تھا دعوت کی راہ میں ایسے سنگ گراں حائل تھے جن میں تبلیغ کا راستہ نکالنا دشوار ترین تھا مگر اس کا حل یہ بتایا گیا کہ یہ نمائشی چٹانیں جو بظاہر بڑی سخت نظر آتی ہیں مگر اخلاق حسنہ کا ہتھیار اسے پگھلا کر توڑ دے گا صبر کے ساتھ کام لو، ہر حال میں غلبہ تو اسلام کا ہی ہے۔ ابو اعلیٰ مودودی (۱۹۸۸)۔ تفہیم القرآن: ص ۴۳۸

اس سورت میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت انسان پر اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ اس کی اچھائی اور برائی کے راستے واضح طور پر بیان نہ کر دئے جائیں اور اچھے راستے پر عمل پیرا ہونے میں انسان کی بھلائی ہے اور اگر برائی کی راہ اختیار کی اور نبی پاک ﷺ کی پیروی نہ کی اور آپ ﷺ کو جھٹلایا تو پھر جھٹلانے والی قوموں کے انجام کیلئے تیار ہو جاؤ اور نبی ﷺ کو یہ ترغیب دی گئی کہ آپ ﷺ دعوت حق کا اہتمام کرتے جائیں اور تعلیمات اسلام کو پھیلاتے جائیں مخالفت کا مقابلہ صبر و درگزر سے کرتے جائیں۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵)۔ ص ۱۸۶، ۱۸۷

مولانا سید شبیر احمد نے قرآن حکیم کے ترجمہ سورۃ حٰم السجدہ میں بھی یہی وضاحت کی کہ "اگر پھر یہ منہ موڑیں تو کہو میں تمہیں ڈراتا ہوں اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ویسا ہی عذاب جو ٹوٹ پڑا تھا عاد و ثمود پر (حٰم السجدہ ۱۳)

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے اس سورت میں فرماتے ہیں کہ قرآن کے جھٹلانے والوں سے کہہ دو کہ قرآن فی الحقیقت خدا ہی کی کتاب ہے جس کو تم جھٹلا رہے ہو قرآن کی حقانیت کی نشانیاں اور حجتیں انہیں ان کے گرد و نواح دنیا کے چاروں طرف دکھا دیں گے اور فتح اسلام کی ہوگی۔ وہ سلطنتوں کے سلاطین بنیں گے اور تمام ادیان پر اس دین کو غلبہ ہوگا۔ سید امام ابن کثیر تفسیر ابن کثیر اردو (۱۹۸۶)۔ص ۴،۳

حٰم کی تیسری سورت الشوریٰ ہے جن میں تمام امور مشاورت سے سرانجام دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ ہر طرح

Marfat.com

کے امور میں مصائب اور پریشانیوں کا سامنا کرنے کیلئے مسلمانوں کو باہمی مشاورت یعنی شوریٰ کا حکم دیا گیا ہے اور منافقین کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کی دعوت قبول کر کے اپنی اخروری زندگی کو سنوار لیں ورنہ سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا اور ساتھ ہی نبی اکرمؐ کو کہا گیا کہ اگر یہ بات نہیں سنتے تو صبر سے کام لو تمہارا کام تو دعوت حق دینا ہے ان کے دلوں میں ایمان اتارنا نہیں۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵)۔ص ۱۸۷

حٰم کی چوتھی سورت الزخرف ہے

جس میں قریش اور اہل عرب کے جاہلانہ عقائد اور اوہام پر تنقید کی گئی ہے جن پر وہ اصرار کئے چلے جا رہے تھے اور نہایت محکم اور دلنشین طریقے سے ان کی معقولیت کا پردہ چاک کیا گیا ہے تاکہ معاشرے کے افراد جن کے اندر تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ ہو یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ آخر یہ کیسی جہالتیں ہیں جن سے ہماری قوم چمٹ کر رہ گئی ہے جو شخص اس جہالت سے نکلنا چاہتا ہے قوم اسکے پیچھے کیوں پڑ گئی ہے۔ اور وہ مذہب کیا ہے جن سے وہ چمٹ گئے ہیں اور وہ دلائل کیا ہیں جن کی بدولت پر نبی پاک ﷺ کا مقابلہ کر رہے ہیں حالانکہ خود مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا، ان کا اپنا اور ان کے معبودوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ جو نعمتیں ہیں جن سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ سب اللہ کی دی ہوئی ہیں پھر بھی وہ دوسروں کو خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ جب ان سے اس شرک کی دلیل پوچھی جاتی ہے تو کہتے ہیں باپ دادا سے یہ کام یونہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ الزخرف کے آخر میں صاف طور پر خدا کی وحدانیت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ نہ خدا کی کوئی اولاد ہے نہ آسمان و زمین کے خدا الگ الگ ہیں نہ اللہ کے ہاں کوئی ایسی شفیع ہے جو جان بوجھ کر گمراہی کرنے والوں کو سزا سے بچا سکے خدا کی ذات اس سے منزہ ہے کہ کوئی اس کی کوئی اولاد ہو وہ ہی صرف ایک خدا ہے اس کی ذات میں صفات میں کوئی شریک نہیں۔

اتباع رسول ﷺ ہی میں فلاح ہے اور شفاعت بھی اللہ کے حکم سے آپ ﷺ ہی کر سکتے ہیں۔ مولانا مودودی ۲۰۰۵۔ تفہیم القرآن (۱۹۸۸)۔ص ۵۲۰، ۵۲۲۔

اتباع رسول ﷺ ہی میں فلاح ہے اور شفاعت بھی اللہ کے حکم سے آپ ﷺ ہی کر سکتے ہیں۔ مولانا مودودی، تفہیم القرآن (۱۹۸۸) ص ۵۲۰، ۵۲۲۔

سید شبیر احمد نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: اردو ترجمہ: میں سورۃ الدخان کے ترجمہ میں وفاحت کی ہے کہ حوامیم کی پانچویں سورت الدخان جس کا مطلب دھواں ہے۔ اس سورت میں نبی پاک ﷺ کے مخالفین کو سزا دینے کا اشارہ ملتا ہے کہ یہ شک میں پڑے ہوئے کھیل رہے ہیں اچھا تو انتظار کرو اس دن کا جب نمودار ہوگا آسمان صریح دھواں کے ساتھ اور چھا جائیگا۔ انسانوں پر (اور کہیں گے کے وہ کہ) یہ ہے بڑا دردناک عذاب۔ الدخان: ۹، ۱۰، ۱۱۔

آل حٰم کی چھٹی سورت الجاثیہ ہے جس کے معنی گھٹنوں کے بل بیٹھنے والی جماعت، اس سورت میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اس کائنات کی بے کنار قوتوں اور نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں اور انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ پھر کفار مکہ کی ہٹ دھرمی۔ استہزا اور کھلم کھلا کفر پر اصرار پر ملامت کی گئی ہے۔ اور نبی ﷺ سے فرمایا گیا کہ لوگوں کی ہٹ دھرمی اور بے ہودگیوں پر درگزر کریں اور صبر سے کام لیں۔ لوگوں کے عقیدہ آخرت اور اعمالنامہ کی بھی بات کی گئی ہے کہ قیامت کے دن تمہارا اعمال نامہ تمہارے ہر ہر عمل کی گواہی دے گا۔ محمد علی چراغ، (۲۰۰۵) ص،۱۸۹

حوامیم کی آخری اور ساتویں سورت الاحقاف ہے جس میں نبی پاک ﷺ نے اس دور کا ذکر کیا ہے جس میں آپ ﷺ کی زندگی سخت کٹھن اور سختیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تین برس سے قریش کے تمام قبیلوں نے مل کر بنی ہاشم اور مسلمانوں کا مکمل مقاطعہ کر رکھا تھا۔ حضور ﷺ اپنے خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے اور کسی قسم کی رسد اندر نہ پہنچ سکتی تھی۔ بسا اوقات گھاس اور پتے کھانے کی نوبت بھی آچکی تھی۔ اسی سال آپ ﷺ کی رفیقہ جناب حضرت خدیجہ بھی انتقال فرما گئیں۔ آپ کے چچا ابو طالب بھی وفات پاگئے۔ اس پے در پے صدموں اور تکلیفوں کی وجہ سے حضور ﷺ اس سال کو عالم الحزن (رنج وغم) کا سال فرمایا کرتے تھے۔ اسی دور میں وادی طائف میں پیام حق لیکر گئے تو وہاں بھی صدمات نے آن گھیرا۔ آپ ﷺ دل شکستہ و غمگین تھے ان ناسائد حالات میں یہ سورت نازل ہوئی جس میں کفار کو ان کی گمراہیوں کے نتائج سے خبردار کیا گیا لوگوں کو ان کے باطل نظریات کی مدلل تردید کی گئی اور کفار کو خبردار کیا کہ اگر عقل ودلیل سے سمجھنے کی کوشش کرنے کی بجائے تعصب اور ہٹ دھرمی سے کام لیکر قرآن کی دعوت اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت کو رد کرو تے تو آپ ہی اپنا انجام خراب کرو گے۔ مولانا مودودی تفہیم القرآن۔ ۱۹۸۸، جلد چہارم ص، ۵۹۷، ۵۹۹

غرض آل حمٓ کی ساری سورتوں کو نبی پاک ﷺ کی زندگی، تبلیغ، دعوت حق سے ایک خاص نسبت ہے اس حوالے سے آپ ﷺ کا ایک لقب حمٓ بھی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حامدؐ ﷺ

نبی پاک ﷺ کے اسمائے مبارک میں مادہ حمد کو ایک خاص مقام حاصل ہے اس مادے سے نبی پاک ﷺ کے چار نام مشتق ہیں، محمد، احمد، حامد اور محمود ﷺ ان میں سے محمد، احمد اور محمود ﷺ کے اسمائے گرامی کا مطلب ہے تعریف کئے گئے اور حامد سے اسم فاعل ہے اس کی حیثیت واحد اور معنی تعریف کرنے والا ہوتا ہے اور حامد وہی ہوتا ہے جو صحیح معنوں میں اپنے اللہ کی تعریف کرنے والا ہوتا ہے۔ طاہر القادری، ۲۰۰۱، ۴۸۰

قرآن مجید میں نبی پاک ﷺ کا یہ نام جمع کے صیغے کے ساتھ آیا ہے۔

''وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اللہ کی تعریف کرنے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، رکوع اور سجدے کرنے والے ہیں۔ نیک باتوں کا حکم کرنے والے ہیں اور بری باتوں سے منع کرنے والے ہیں، اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔ (توبہ،۱۱۲)

اس آیت میں خداوند قدوس نے اپنے جن خوش نصیب لوگوں کی صفات بیان کی ہیں ان میں اللہ کی تعریف کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ اللہ کی تعریف کرنے والے حضرت محمد ﷺ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ سب سے کامل حامد تھے۔

نبی پاک ﷺ ہر لمحہ اللہ کی تعریف کرتے اسی رب کو بڑائی اور سرداری کا سرچشمہ مانتے اور اس کے احکامات کو حق مانتے اس کی تعلیمات کو صحیح گردانتے۔ آپ ﷺ ایسے حامد تھے کہ ایک ایک لفظ روحانیت میں ڈوبا نظر آتا ہے، فرماتے ہیں!

''خداوند تیری حمد ہو تو آسمان وزمین کا نور ہے، تیری حمد ہو جو کچھ آسمان وزمین میں ہے ان سب کا پروردگار تو ہے، تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے، تیری بات حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، خداوند میں نے تیرے ہی آستانہ پر سر جھکا دیا ہے، تجھی پر ایمان لایا ہوں، تجھی پر میں نے بھروسہ کیا ہے۔ تیرے ہی زور پر جھگڑتا ہوں اور تجھی سے فیصلہ چاہتا ہوں، تو میرا اگلا اور پچھلا گناہ معاف فرما تو ہی میرا مسجود ہے تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ محشر کے میدان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں اس جگہ نہیں جا سکتا لیکن تم حضرت محمد ﷺ جو اللہ کے بندے ہیں ان کے پاس جاؤ۔ فرمایا وہ

Marfat.com

میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب سے اجازت طلب کرونگا اور مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سربسجود ہو جاؤں گا پھر جتنی دیر چاہے اللہ مجھے سجدے میں رکھے گا۔ پھر کہا جائے گا محمد ﷺ سر اٹھایئے اور مانگئے آپ کی بات مانی جائے گی کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت منظور ہوگی پھر میں حامد بن کر اپنے رب کی وہ تعریفیں کروں گا جو میرا رب مجھے سکھائے گا پھر میں سفارش کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر ہوگی میں ان کو جنت میں داخلے کی سفارش کروں گا جو منظور ہوگی (بخاری)

حضرت عمر کے حوالے سے ایک حدیث ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندے نے اللہ کی تعریف اور حمد کرتے ہوئے کہا۔ ''اے اللہ تیرے لئے ایسی حمد ہے جو تیرے چہرے کی بزرگی اور تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہو'' اس کے بعد فرشتے نے حیرانگی سے خدا سے عرض کیا ''یا خدا تیرے بندے نے ایک ایسی بات کہی ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کو کس طرح لکھیں'' یہ جانتے ہوئے بھی کہ بندے نے کیا کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میرے بندے نے کیا کہا، فرشتوں نے عرض کی کہ اس نے کہا کہ ''اے اللہ تیرے لئے ایسی تعریف ہے جو تیرے چہرے کی عظمت و جلال اور تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہے'' تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس کو اسی طرح لکھوں کہ جس طرح میرے بندے نے کہا ''قیامت کے دن وہ مجھ سے ملے گا تو میں خود اسے اس کی جزا دونگا۔ (ابن ماجہ)

ہر قسم کی تعریف کے قابل صرف خدا کی واحد ذات ہے وہ قوت و اقتدار کا سرچشمہ ہے، جلال و جمال کا منبع ہے، قدرتوں کا حامل ہے، ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے، زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ ہر چیز اس کی حمد کی تسبیح کر رہی ہے۔ کیا چرند، کیا پرند، کیا انسان، کیا حیوان، کیا شجر کیا حجر، کیا بحر، ہر کوئی اس کی تعریف کے ترانے الاپ رہا ہے۔ جب اس کائنات کی معمولی سے معمولی شے بھی اس خدائے ذوالجلال کی حمد و تسبیح میں مصروف ہے تو آقائے دو جہاں، محبوب خدا، والی دوسرا کیوں نہ اپنے رب کی حمد کا خوگر ہو۔

آپ ﷺ حمد کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہیں۔ جو اس انداز سے اپنے رب کی حمد کرتے ہیں کہ خدا کی ذات کی ساری صفات اجاگر ہو جاتی ہیں اس کی رحمانیت اس کی کریمیت، اس کی درگزریت اس کی رحمت ظاہر ہو جاتی ہے۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۱۹۳

قرآن پاک میں ہے۔

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے محمد پر جو کہ حامد بھی ہے، قرآن پاک نازل کیا جس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی کجی اور الجھاؤ نہیں۔ (کہف: ۱۱۸)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو حمدیت کا مظہر قرار دیا ہے اور نبی پاک ﷺ وہ پیغمبر حامد ہیں جنہوں نے خدا کے دیے ہوئے نظام حیات کو عملاً نافذ کر کے دکھایا جس کی وجہ سے حمد خدا کا تصور ابھرا اور دنیا کو خدا کی تعریف

Marfat.com

کا سلیقہ آ گیا۔ بے جان بتوں کے سامنے جھکنے والے اس کو خدا ماننے والے اس سے مرادیں مانگنے والے، اس کو طاقت کا سرچشمہ گردانتے والے، منہ کے بل گرے پڑے احدیت کا تصور روم روم میں سرایت کر گیا اور وحدانیت کے ترانے گونجنے لگے ان دیکھے خدا کی حمد وتعریف ہونے لگی۔ اسی کے سامنے سربسجود ہو کر گڑ گڑانے کی لذت پیدا ہونے لگی۔ اس کی تعریف سے سرور وکیف پیدا ہونے لگا۔ جبین سجدے کے لئے تڑپنے لگی۔ روح خدا کی عبادت سے تسکین پانے لگی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ خدائے لم یزل کے آگے جھک گیا، اس کے بے مثال ہونے کی تعریف کرنے لگا۔ اس کے واحد لاشریک ہونے کو ماننے لگا اور ہر سو پیارے رب کی حمد کی آوازیں گونجنے لگیں یہ سب کیفیات پیارے حامد نبی ﷺ کی حمد کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔

مومن تو وہی ہے جو خدا کی حمد میں شب و روز مصروف ہے۔ خدا کی آیات پر ایمان لائے، سجدے میں گر جائے اپنے پروردگار کی تسبیح میں مصروف ہو جائے قرآن پاک میں ہے!

''وہی اللہ تعالیٰ معبود حقیقی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا و آخرت اسی کی حمد و ثناء کے نغموں سے گونج رہے ہیں، کائنات سماوی و ارضی کی تمام حکومت اسی کی ہے اور اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہے۔
(القصص: ۲۸، ۷۰)

ایک اور جگہ فرمایا!

''اے رسول کہہ دیجئے تمام تعریفیں اور حمدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور سلام ہے اللہ تعالیٰ کے ان بندوں پر جنہیں اس نے اپنی رحمت کاملہ سے شرف بزرگی بخشا۔ اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ خود ساختہ معبود جنہیں وہ اللہ کا شریک گردانتے ہیں۔ (النحل: ۲۷، ۵۹)

اس سورت میں حامد نبی ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ کہیں کہ ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اسی نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں اسی کی صفتیں عالی ہیں اسی کے بلند اور پاک نام ہیں اور حامد نبی ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ خدا کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجیں جیسے کہ انبیاء اور رسول۔ یہاں پر اللہ نے جن بندوں کو برگزیدہ کہا ہے، اصطفاء کہا ہے وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر تھے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رب کریم کی ثناء و توصیف میں گزرا، اس کی عبادت و ریاضت میں گزرا اس کے دین کو پھیلانے میں گزرا، اس کے جلال و جمال کو منوانے میں گزرا، اس کے واحد و لاشریک کہلوانے میں گزرا، اس کے سامنے جھک جانے میں گزرا، دوسروں کو جھکانے میں گزرا، اس کی نعمتوں کے شکرانے میں گزرا۔

غرضیکہ نبی حامد ﷺ نے اپنے بے مثال رب کی بے مثال حمد کی خدائے بزرگ و برتر ہمیں بھی توفیق دے کہ ہمارا ہر لمحہ اس خالق کائنات کی حمد میں گزرے۔ آمین

Marfat.com

حجازی ﷺ

حجاز یمن کے شمال مغرب اور تہامہ کے مغرب میں واقع ہے۔اس میں بہت سی وادیاں جن کے درمیان جبل سرات کا سلسلہ ہے یہ سلسلہ کوہ شام سے شروع ہوتا ہے اور یمن میں تہران تک چلا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری (2001)،ص۔۲۶

تہامہ

یہ نشیبی علاقہ ہے جو حجاز کے ساتھ ساتھ بحیرہ احمر سے تہران تک پھیلا ہوا ہے۔یمن کے شمال اور حجاز کے مشرق میں واقع ہے۔شدید گرم ہے۔طاہر القادری (2001)،۲۶

حجاز صوبہ تمام دنیا میں اس لئے مشہور کہ ملک عرب کے سب سے بڑے شہر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی میں واقع ہے اور جناب رسول کا مولد ہے۔قدیم زمانہ میں اسے مکوریہ کہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ابتداء میں وہاں فرشتوں نے حج کیا تھا۔

سرزمین حجاز میں جابجا ریت کے انبار اور کنکر ملے سرسبز ٹیلے دکھائی دیتے ہیں یہ ہی مقامات عرب کے زیادہ تر قبائل کے مسکن ہیں۔ان کے اردگرد بستیاں اور کھیت ہیں۔ان ٹیلوں میں عربوں نے قلعہ گڑھیاں اور آبادیاں بنا رکھی ہیں۔جن میں وہ دشمنوں کے حملے کے وقت پناہ گزین ہوا کرتے تھے ان ٹیلوں کی نشیبی زمین میں غلہ، میوہ جات، گھاس اور چارہ پیدا ہوتا ہے اور پانی کے چشمے قدرت نے مہیا کر رکھے ہیں ایک پہاڑی کے قریب شہر طائف ہے جس کو مکہ کا باغ کہتے ہیں اور وہاں کا میوہ تمام عرب میں مشہور ہے۔صادق حسین (۱۹۹۳)،ص ۶۔۷

حجاز یمن کے شمال میں بحیرہ عرب کے مشرق کی طرف واقع ہے اور خلیج عقبہ تک پھیلا ہوا ہے نجد اور تہامہ کے درمیان میں واقع ہے اسی لئے اس کو حجاز کہا گیا ہے۔مکہ اور مدینہ ایسی مقدس خطے کے دو بڑے شہر ہیں حجاز کے مشہور شہروں میں خیبر بھی ہے جو مدینہ کے شمال مشرق میں واقع ہے جبکہ جدہ ساحل حجاز پر مکہ معظمہ سے ۷۲ کلومیٹر پر واقع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا اسم مقدس حجازی اسی نسبت سے ہے کہ آپ ﷺ عرب کے اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ دستور کے مطابق جہاں جو ہے اس کو اسی علاقہ سے نسبت ہو جاتی ہے اس لئے اس شہر کی نسبت سے آپ حجازی کہلائے۔

Marfat.com

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ سے سنا، فرماتے تھے کہ سخت دلی اور زیادتی اہل مشرق میں ہے اور ایمان کی پختگی اہل حجاز میں۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاکؐ نے فرمایا۔ حجاز میں دس گھر شام میں بیس گھروں سے زیادہ دیرپا ہیں۔ پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ (۱۹۹۸) ص ۱۲۹، ۱۳۰

صوبہ حجاز پوری عرب دنیا میں قدیم دور ہی سے اپنے سماجی ثقافتی اور موسمی میلوں کی وجہ سے مشہور ہے یہیں پر عربوں کے زمانہ جاہلیت میں ایک بہت بڑا اور مشہور قومی، ملی اور عملی میلہ منعقد ہوا کرتا تھا اس میلے میں دور دراز کے قبیلے شرکت کرتے تھے۔

اہل حجاز کی فضیلتیں قابل ذکر ہیں عرب کے اکثر لوگوں نے طوفان نوح کے بعد حجاز کا رخ کیا۔ حجاز کے لوگ خط و قلم کے زیادہ نزدیک تھے اہل حجاز زیادہ تر تجارت کرتے تھے اور عرب کے دیگر ممالک کے ساتھ ان کے تجارتی تعلقات قائم تھے۔

موجودہ حجاز سعودی عرب کا ایک بہت بڑا صوبہ ہے جو بحیرہ قلزم کے ساتھ مغربی ساحل پر واقع ہے حجاز کے اکثر حصے بنجر اور پہاڑی ہیں ٹیلوں اور پہاڑیوں اور مرتفاعی میدانوں والے اس صوبہ میں ہر طرح کے نشیب و فراز ہیں نخلستان بھی ہے اور ہریالی بھی اور ساحلی علاقے تو اپنے حسن میں بے مثال ہیں۔ یہاں اعلیٰ نسل کے گھوڑے پائے جاتے ہیں جو دنیا بھر میں مشہور ہیں حجاز اسلامی دنیا کا ایک روحانی اور دینی مرکز ہے۔ اسی خوبصورت صوبہ سے ہمارے آقا دو جہاں ﷺ کا تعلق اور نسبت سے اس لئے آپ کو حجازی کہا جاتا ہے۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵) ص۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حریص ﷺ

عربی لغت میں حرص کے معنی شدید خواہش اور بہت چاہنے کے آتے ہیں۔ اور بطور مجاز معنی لازم کے اعتبار سے کیا گیا ہے کیونکہ جس چیز کی انسان کو شدید خواہش ہوتی ہے وہ اس کی تلاش میں رہتا ہے اور آپ ﷺ اس لئے حریص تھے کہ آپ ﷺ کو ایمان والوں کی تلاش رہتی تھی تاکہ اس کی امت کی تعداد بڑھتی رہے۔

''وہ نبی تم پر حریص ہے تاکہ کوئی شخص بھی اس کے پیروکاروں سے باہر نہ رہے۔

''اور وہ تمہاری ہدایت کا حریص ہے''

یعنی اے لوگوں وہ تمہارے ایمان کا حریص ہے۔ مطلب یہ کہ رسول اکرم ﷺ لوگوں کے ایمان و اسلام کے خواہش مند رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ میری امت میں اضافہ ہو اور اسی لئے اسلام قبول کرنے والوں کی جستجو میں لگے رہتے تھے۔ مولانا اخلاق حسین قاسمی، ۱۹۸۳، ص، ۳۵۶، ۳۶۰

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

''نہیں اکثر لوگ یقین لانے والے اگر چہ تو للچادے'' (یوسف، ۱۰۳)

لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک ایسے رسول آئے ہیں کہ جو چیز انہیں مشقت میں ڈالے وہ ان پر گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہارے لئے منعفت کے لئے وراحت کے لئے بہت حریص ہیں اور مومنوں کے لئے تو بہت ہی شفیق اور رحیم ہیں۔ (توبہ: ۱۲۸)

گویا نبی اکرم ﷺ کا حریص ہونا ان کی اپنی ذات یا کسی اور دنیا کی مالی اور مادی فائدے کے لئے نہیں بلکہ آپ ﷺ کا حریص ہونا صرف بنی نوع انسان کے لئے تھا کہ وہ ایمان لے آئیں۔ تاکہ لوگ ابدی اور ازلی صداقتوں کو علم و بصیرت کی رو سے سمجھنے لگیں اور سوچ و غور سے انہیں مان لیں اور یہ پھر ایمان قوت کا سرچشمہ بنتا ہے جس میں صداقتوں کو تسلیم کر کے قدرت کے حقائق، اصول، اقدار اور قوانین کو بغیر کسی وجہ سے ماننا پڑتا ہے۔ اسی لئے نبی پاک ﷺ کی یہ شدید خواہش تھی کہ لوگ ایمان لائیں اور دنیاوی اور فانی زندگی کی خواہش اور حرص سے نکل جائیں ابدی زندگی کی حرص کریں۔ جو کہ اصل اور ابدی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدت سے یہ خواہش اور حرص تھی کہ لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے کوشاں رہیں۔ کیونکہ نبی حریص ﷺ پر لوگوں کی تکلیفیں اور مصیبتیں بہت شاق گزرتی تھیں۔ اس لئے آپ انسانوں کی بھلائی اور مفادات کے لئے حریص تھے۔ آپ ﷺ اپنی ذات کے لئے کسی بھی درجے کی آرزو نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے قرض

Marfat.com

چکاتے، یتیموں، بیواؤں، مصیبت زدوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ جب کبھی اپنے پاس کچھ آیا سب خدا کی راہ میں لٹا دیا۔ نہ آپ ﷺ کو دنیا کی طمع نہ حرص تھی نہ کبھی لالچ کیا۔ فکر تھی تو دوسروں کی حالانکہ آپ ﷺ کی ساری زندگی عسرت اور تنگ دستی میں گزری مگر آپ ﷺ نے کبھی بھی دنیا کی دولت کی حرص نہ کی بلکہ فرمایا میرا فرض بغیر دنیوی غرض کے خدا کا راستہ دکھانا ہے۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵) ص، ۱۶۰، ۱۶۱۔

پوری کائنات میں صرف نبی حریص ﷺ کی ہستی ایسی ہے جس کے درد و حرص کا دائرہ اپنے گھر، عزیزوں، رشتہ داروں کی طرف نہیں بلکہ پوری کائنات اور عالمین کے انسانوں کے غموں پر محیط ہے۔ جو نہ صرف اپنوں بلکہ دشمنوں اور بیگانوں کی فلاح کا امین ہے۔ وہ تو کائنات کے آخری فرد کو بھی جہنم کی آگ سے بچانا چاہتا ہے۔ اسی لئے قرآن پاک نے اس بات کی گواہی دی کہ لوگو! وہ حریص علیکم ہے اس کو تمہارے مصائب و آلام شاق گزرتے ہیں۔ بے چین کرتے ہیں۔ آج اگر ہم اس دنیا پر نظر ڈالیں تو ہمیں جا بجا حرص و ہوا کی دنیا نظر آئے گی۔ جس کے پیش نظر صرف اور صرف اپنا ہی مفاد ہوگا۔ محبتوں میں چھپی منافقتیں ہیں۔ تعلقات میں پنہاں خود غرضیاں ہیں۔ رشتوں میں بے حسیاں مضمر ہیں، خلوص و درد کے رشتوں میں بے اعتنائیاں ہیں۔ صرف دنیاوی حرص کی خاطر۔ مگر ہمارے نبی ﷺ کی شان دیکھیے کہ جنہیں دنیا کی کبھی حرص نہ رہی کبھی لالچ نہ کیا فتح خیبر کے بعد تمام ازدواج مطہرات کو سال بھر کا غلہ تقسیم کر دیا جاتا مگر سال سے پہلے ہی ختم ہو جاتا اور فاقوں پر نوبت آجاتی۔ کیونکہ غلہ کا زیادہ تر حصہ حاجت مندوں کو دے دیا جاتا تھا۔ کبھی اپنی ذات اور اہل خانہ کے لئے حرص و طمع نہ کی۔ کبھی کوئی چیز اکیلے نہ کھاتے چاہے کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہوتی۔ لوگوں کو شریک کرتے۔ آپ حریص ﷺ تھے تو لوگوں کی بھلائی کے تاکہ لوگ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص ۱۶۳

نبی حریص ﷺ کی ذات مبارکہ کی حرص کا دائرہ اپنا گھر، خاندان، رشتہ دار نہیں تھا۔ بلکہ آپ ﷺ پوری کائنات کے انسانوں کے غموں پر محیط ہیں۔ جس میں اپنوں، بیگانوں، دشمنوں کی تخصیص نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھول کھول کر بتایا کہ غلط کیا ہے۔ صحیح کیا ہے۔ برائی کیا ہے۔ نیکی کیا ہے۔ کون سا راستہ فلاح کی طرف ہے اور کونسا عذاب کی طرف اس لئے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ لوگوں کی غلط روش سے بے چین رہتے تھے۔ آپ ﷺ دنیاوی زندگی میں بھی لوگوں کی بھلائی اور فائدہ چاہتے تھے اور اخروی زندگی میں لوگوں کی فلاح کے خواہش مند تھے۔ محمد طاہر مصطفیٰ، ۱۹۹۸، ص، ۸۲

حریص نبی ﷺ ہر لمحہ ہر گھڑی اسی کوشش میں لگے رہتے کہ انسان نیکی کی طرف لوٹ آئے اسلام کی تعلیمات کو اپنا لے۔ عارضی زندگی کے لہو لعب سے نکل آئے اور ابدی زندگی کی لازوال مسرتوں، خوشیوں اور نعمتوں سے ہمکنار ہو جائے۔ اسی کوشش و تگ و دو میں آپ ﷺ کا اپنا کوئی فائدہ نہ تھا وہ تو حریص تھے لوگوں کی بھلائی کے لئے تاکہ وہ قیامت کے دن گناہوں پر شرمسار نہ ہوں۔

Marfat.com

حجتہ ﷺ

حجت کے معنی دلیل کے ہوتے ہیں اور اس سے برہان کے معنی بھی لئے جاتے ہیں حجت بھی پر دلیل ہوتی ہے اس طرح قرآن پاک بھی ایک دعوت ہے اور حجت بھی۔ نبی پاک ﷺ نے خود فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی حجت (دلیل) ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر بہت بڑی حجت ہوں۔ اسی لئے آپ کا ایک اسم مبارک حجتہ بھی ہے۔

حجتہ قرآن پاک کی ایک ایسی قرآنی اصطلاح ہے کہ جو متعدد مقام پر استعمال ہوئی ہے۔ حجتہ سے مراد عذر ہے گویا یہ حجت رسولوں کی تبشیر اور انداز پیغام رسانی سے زاید ایک بات ہے اور پیغام کی تائید ہے تا کہ پوری اتمام حجت ہو جائے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۱۵۴)

اسی لئے قرآن میں کہا گیا! ''اگر ہم انہیں اس سے قبل عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ شکایت کرتے کہ ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تا کہ ہم اس ذلت و رسوائی میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی تیری آیات بینات کا اتباع کر لیتے'' (۲۰:۱۳۴)

دلیل رسالت ہونے کی نوعیت:

رسالت کی دلیل یہ یوں ہے کہ نبی ﷺ امی تھے آپ ﷺ نہ تو اس سرگزشت سے واقف ہی تھے نہ آپ ﷺ کے پاس اس سے واقف ہونے کا ذریعہ ہی تھا۔ یہ قرآن کا فیض تھا کہ آپ ﷺ اس سے واقف ہوئے اور اس صحت و صداقت اور ایسی وسعت و تفصیل کے ساتھ واقف ہوئے کہ اہل کتاب بھی اس سے واقف نہ تھے۔

اس پہلو سے یہ آپ ﷺ کی قوم کے لئے آپ ﷺ کی رسالت کی ایک دلیل تھی اور اہل کتاب کے لئے بھی کہ اگر آپ ﷺ وحی الٰہی سے مشرف نہیں ہیں تو یہ باتیں اس استقصا اور حجت و صداقت کے ساتھ آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہو گئیں یعنی اس قرآن سے پہلے اگر تمہیں اس سرگزشت کی کچھ بھی واقفیت ہوتی تو چالیس سال کی وسیع مدت میں کبھی تو زبان پر آتی پھر تمہارے مخالفین کیوں نہیں سوچتے کہ اگر یہ وحی الٰہی کا فیضان نہیں تو یہ چشمہ یکا یک کہاں سے پھوٹ پڑا۔ رسول اتمام حجت کا آخری ذریعہ ہے تا کہ کسی قوم کے لئے گمراہی پر قائم رہنے کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے گا جس کو وہ خدا کے سامنے پیش کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں حق کی تبلیغ اور اتمام حجت کے لئے رسول بھیجے۔ وہ قیامت کے دن ان سے گواہی دلوا دے گا کہ انہوں نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا یہی حیثیت نبی پاک ﷺ کی اس امت کے لوگوں کے لئے ہے۔ اسی مقصد کے لئے اللہ نے آپ ﷺ پر یہ کتاب اتاری۔ (امین

Marfat.com

احسن اصلاحی: (۱۹۷۸) ص: ۴۳۶، ۶۸۰)

نبی پاک ﷺ سے قبل جتنے بھی رسل لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ان کی نبوت و رسالت کی تائید کے لئے ان کی معجزات بطور حجت عطا کئے گئے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا عطا کیا گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیاء موتی اور ابراء ائمہ کا معجزہ دیا گیا لیکن نبی خاتم ﷺ کو یہ مرتبہ اور فضیلت دی گئی کہ آپ ﷺ کو وحی الٰہی قرآن پاک عطا کیا گیا جو کہ اپنے ہی میں دعوت و حجت دونوں جمع کئے ہوئے ہے اور سورۃ ''ھود'' کی تفسیر میں مولانا ابوالکلام ترجمان القرآن میں بیان کرتے ہیں۔

(الف) اگر تمام پیغمبروں کے حالات پر غور کریں تو سب ایسی قوم میں پیدا ہوئے جن کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ایسا نہیں ہوا کہ باہر سے کوئی اجنبی آ گیا ہو جس کی زندگی سے لوگ بے خبر ہوں۔

(ب) ان میں سے کوئی بھی بادشاہ یا امیر نہ تھا نہ اسی طرح کا دنیاوی سامان رکھتا تھا۔ سب کا ظہور اسی طرح ہوا کہ تن تنہا اعلان حق کے لئے کھڑے ہو گئے اور صرف خدا کی معیت و نصرت پر اعتماد کیا۔

(ج) سب کا پیغام یہی تھا۔ خدا کی بندگی کرو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(د) سب نے نیک عمل کی تلقین کی، انکار اور بدعملی کے نتائج سے متنبہ کیا۔

(ہ) سب کے ساتھ یہی ہوا کہ رئیسوں نے سرکشی کی بے نواؤں نے ساتھ دیا۔

(و) مخالفت بھی ہمیشہ ایک طرح کی ہوئی، یعنی اعلان رسالت کی ہنسی اڑائی گئی، انہیں اور اس کے ساتھیوں کو اذیت پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا دعوت کی اشاعت کو روکنے کے لئے ساری قوتیں آزما ڈالیں مگر خدا کے رسولوں کو یہ سب سہنا پڑا، یہ بوجھ اٹھانا پڑا کیونکہ وہ اس کے لئے مامور تھے۔ یہی مرحلہ پیغمبر اسلام کو بھی پیش تھا۔ اسی لئے وحی الٰہی اس بات پر جابجا زور دیتی رہی کہ لوگوں کی باتوں سے دل تنگ نہ ہو اور اعلان امر میں ذرا سا بھی تامل نہ ہو اور پیغمبر کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ انکار و بدعملی کے نتائج سے خبردار کر دیں اور سچائی کی راہ دکھا دیں اور جو لوگ اللہ کی طرف سے دلیل حجت پر ہیں اور انہوں نے راہ حقیقت پالی ہے وہ ان مغرورین دنیا کی طرح نہیں ہو سکتے ان کی راہ ہدایت الٰہی کی راہ ہے اور ہدایت الٰہی کی کامیابی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ (مولانا ابوالکلام آزاد: (۱۹۸۰) ص: ۶۵، ۶۰۷)

''یہ انبیاء اور رسل خاص طور پر حجت ربانی پوری کرتے ہیں نیک لوگوں کو بشارت دیتے والے اور برے لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے۔ انبیاء و رسل کا سلسلہ ہدایت اس لئے تھا تاکہ اللہ تعالیٰ پر لوگوں کی حجت نہ رہ جائے۔ (۴:۱۶۵)

جب قومیں اپنے رسل کی نافرمانی کرتی ہیں تو پھر عذاب الٰہی کی مستحق ٹھہرتی ہیں اللہ فرماتا ہے! ''اور تیرا رب آبادیوں کو برباد نہیں کیا کرتا جب تک کہ ان کے بڑے حصے میں رسول نہ بھیجے جو ان کے سامنے ہماری آیات کی

Marfat.com

تلاوت کریں اور یہ کہ ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے بجز اس حال میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں۔(۵۹:۲۸)

''جب کسی قوم کی ہمیں ہلاکت منظور ہوتی ہے تو ہم اس قوم کے آسودہ حال لوگوں کو اصلاح کا حکم دیتے ہیں پس وہ نافرمانی کرتے ہیں اس طرح ان پر عذاب الٰہی کا حکم لاگو ہو جاتا ہے۔یعنی حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔(۱۶،۱۷)

قرآن پاک میں جابجا ایسے واقعات بیان کئے گئے ہیں جہاں پیغمبروں کی دعوت حق اور نصیحتوں کو قبول نہ کیا گیا تو اس عذاب الٰہی نے گھیر لیا سورۃ الاعراف میں بیان ہے۔

حضرت صالح کی قوم نے جب ان کی نصیحت اور خدا کے پیغام کو نہ مانا تو ''پس ایسا ہوا کہ لرزا دینے والی ہولناکی نے انہیں آلیا اور جب ان پر صبح ہوئی تو گھروں میں اوندھے منہ پڑے تھے'' (الاعراف:۸۸)

پھر لوط کا واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے ان کی ہدایت کو رد کیا تو ان پر پتھروں کا مینہ برسا دیا، گندھک کی بارش کردی گئی۔

''سو دیکھو ان مجرموں کا کیا انجام ہوا'' (الاعراف:۸۵)

پھر ''حضرت شعیب علیہ السلام کی تعلیم راست بازی، عدالت کے بارے میں جب واضح دلیل آ چکی اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے نزدیک انبیاء کی تعلیم بجاہے بجائے خود دلیل بیّنہ اور حجت ہے مگر جب منکرین نے حضرت شعیب کی تعلیم کو رد کر دیا تو پھر وہ ان بستیوں میں کبھی نہ بسے جہاں بستے تھے۔

''جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا وہی برباد ہونے والے تھے'' (الاعراف:۹۲)

اور ہم نے نوح کو اسی کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈرانا اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آجائے۔(النوح:۱)

جن لوگوں نے خدا کی راہ سے انکار کیا وہ تباہ و برباد ہو گئے اور جو لوگ اللہ کی دلیل و حجت پر رہے انہوں نے کامیابی پالی۔

''جو لوگ ایمان لائے نیک کام کئے اور اپنے پروردگار کی طرف سے قرار پکڑ لیا تو وہ جنت والے ہیں اور جنت کی کامرانیوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' (ھود:۲۳)

نبی اکرم ﷺ لوگوں پر اللہ کی طرف سے سب سے بڑی حجت تھے آپ ﷺ لوگوں کو خدا کے حکم سے مختلف حوالوں سے اور مختلف انداز سے ڈراتے تھے اور مختلف واقعات لوگوں کو بتاتے تھے تا کہ لوگ سیدھا راستہ اختیار کریں۔

قرآن میں ارشاد ہے! ''اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسی لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی

Marfat.com

جائے۔" (النساء:۶۴)

"ہر ایک امت کے لئے رسول ہوتا ہے پھر ان کا رسول آجاتا ہے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا" (یونس:۴۷)

اور ہم (کسی کو) عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ ایک رسول نہ بھیج دیں" (الاسراء:۱۵)

"اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں ہم درجہ بدرجہ (گمراہی میں) کھینچیں گے اس طرح کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بیشک میرا داؤ مضبوط ہے۔" (الاعراف:۱۸۲)

"اور جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے عمل اکارت گئے انہیں صرف اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ (دنیا) میں کیا کرتے تھے" (الاعراف:۱۴۷)

"کیا لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو "عذاب" سے ڈراؤ اور مسلمانوں کو بشارت دے کہ ان کے لئے راستی کا قدم بلند مرتبہ ہے" (یونس:۲)

"اللہ فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ لوگوں کو اس بات سے ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو مجھ ہی سے ڈرو" (النحل:۲)

"اور ان کو حسرت کے دن سے ڈرا جب ہر بات کا فیصلہ کیا جائے گا" (مریم:۴۰)

قرآن پاک میں رسل وانبیاء کی تعلیمات کو جھٹلانے والے عبرتناک سزا کے مستحق ٹھہرائے گئے کیونکہ یہ خدا کی طرف سے حجت ہیں تاکہ قیامت کے دن لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں ڈرانے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا کوئی نہیں تھا۔ اسی لئے نبیوں کو جھٹلانے والے دوزخی قرار دیئے گئے۔

☆ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غرور کیا وہی دوزخی ہیں وہ ہمیشہ اسی (دوزخ) میں رہیں گے۔ سو اس سے بڑھ کر ظالم کون؟ جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اس کی آیتوں کو جھٹلایا یہی وہ ہیں جنہیں (تقدیر کے) لکھے ہوئے سے انکا حصہ پہنچے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے (فرشتے) انہیں وفات دینے آئیں گے تو پوچھیں گے کہ وہ کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے وہ جواب دیں گے کہ وہ ہم سے کھوئے گئے اور وہ اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے (اللہ) فرمائے گا کہ تم جنوں اور انسانوں کی ان جماعتوں میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں جب (اس میں) کوئی امت داخل ہوگی وہ اپنی ساتھ والی پر لعنت بھیجے گی۔ یہاں تک کہ جب وہ سب اس میں رل مل جائیں گے تو ان کے پچھلی جماعت پہلی کے بارے میں کہے گی کہ ہمارے رب یہی ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تو تو انہیں آگ کا دہرا عذاب دے (اللہ) فرمائے گا کہ ہر ایک کو دہرا عذاب ہے لیکن تمہیں معلوم نہیں اور ان کی پہلی جماعت پچھلی جماعت سے کہے گی تمہیں ہم پر کچھ فوقیت نہیں تو تم عذاب (کا مزہ) چکھو بدلہ اس کا جو تم کمایا کرتے تھے۔ بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان (کے قبول

Marfat.com

کرنے) سے غرور کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور تاوقت کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ نکل جائے وہ جنت میں داخل ہونگے اور گنہگاروں کو ہم اسی طرح کی سزا دیا کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ سے فرش ہے اور (اسی کا) ان کے اوپر اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔(الاعراف:۳۶)

☆ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں (یعنی) قوم نوح اور عاد اور ثمود کی اور ان کی جو ان کے بعد ہوئے انہیں سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو انہوں نے ان کے مونہوں کو اپنے ہاتھوں سے بند کر دیا اور کہا کہ جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم تو اس کو نہیں مانتے اور بیشک ہم اس (اللہ) کی طرف سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو وہی شک میں ہیں۔ان کے رسولوں نے کہا کیا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے بارے میں بھی تمہیں شک ہے وہ تمہیں اپنی طرف اس لئے بلاتا ہے،تا کہ تمہارے گناہ بخش دے اور ایک ٹھہری ہوئی معیاد تک (تمہیں) مہلت دے انہوں نے کہا کہ تم تو ہماری ہی طرح کے آدمی ہو تم یہ چاہتے ہو کہ ہم کو ان (معبودوں) سے روک دو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں تو تم ہمارے پاس کوئی کھلی سند لاؤ۔ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم بھی تمہارے ہی طرح کے آدمی ہیں،لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان کرے اور ہماری طاقت میں نہیں کہ بغیر اللہ کے ہم تمہارے پاس کوئی سند لے آئیں اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ رکھیں حال آنکہ ہماری راہوں پر اس نے ہمیں لگا دیا اور جو ایذا تم ہمیں دیتے ہو اس پر ہم ضرور صبر کریں گے اور بھروسہ رکھنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور جو لوگ کافر ہوئے انہوں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم ضرور ہمارے مذہب میں واپس آ جاؤ گے تب ان کے پروردگار نے ان کی طرف وحی کی ہم ضرور ان ظالموں کو ہلاک کر کے رہیں گے اور ان کے (ہلاک کرنے کے) بعد ضرور تمہیں اسی ملک میں بسائیں گے یہ (وعدہ) اس کے لئے ہے جو میرے آگے کھڑے ہونے سے ڈرا اور میرے ڈر سے انہوں نے (اللہ سے) فتح مانگی اور ہر ایک سرکش دشمن ناکامیاب رہا اس کے آگے دوزخ ہے۔(ارشد محمود(۲۰۰۳):ص:۱۹۹،۲۰۰)

''اور وہ پانی پلایا جائے گا جو پیپ ہے۔اسے وہ گھونٹ گھونٹ پئے گا اور حلق سے نہ اتار سکے گا اور ہر طرف اسے موت گھیرے ہوگی اور وہ مرے گا اور اس کے آگے (پیچھے) سخت عذاب ہوگا'' (ابراہیم:۹)

''بے شک ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس پر ہوگا جس نے دین حق کو جھٹلایا اور اس سے منہ موڑا'' (طٰہٰ:۴۸)

''ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والے فرعون نے جھٹلایا اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والوں

Marfat.com

نے یہی مکذبین کی جماعتیں سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب حق ثابت ہو گیا''

دعوت و حجت کی اجتماعیت قرآن کی امتیازی شان ہے نبی مکرم ﷺ نے یہ دعوت الٰہی الحق بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیتے رہے اور اتمام حجت کرتے رہے چونکہ نبی پاک ﷺ کا یہی فریضہ تھا کہ اللہ کی تعلیمات و ہدایت کو دنیا تک پہنچا دیں اور واضح طور پر بتا دیں کہ خدا اور نبی ﷺ کی راہ ہدایت کو جھٹلانے والے کا انجام بد اور اپنانے والے کا انجام خیر ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حاشر صلی اللہ علیہ وسلم

حاشر کے معنی اکٹھا کرنے والا، جمع کرنے والا، یہ اسم فاعل واحد مذکر ہے۔ حشر اجتماع کو کہتے ہیں۔ جس میں لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ حشر کے عمومی معنوں سے مراد قیامت کے دن لوگوں کو زندہ کر کے اکٹھا کرنا ہے۔ قرآن مجید میں بھی حشر انہی معنوں میں آیا ہے۔ کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اٹھائیں گے ان سب کو اکٹھا کر کے خدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۱۳۳

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صفاتی نام الحاشر بھی ہے۔ یعنی اکٹھا کرنے والا۔ جب قیامت ہوئی سب لوگ میدان حشر میں جمع ہونگے سب سے پہلے نبی حاشر میدان حشر میں تشریف لائیں گے پھر سب لوگ اپنی قبروں سے نکل کر وہاں جمع ہو جائیں گے اسی مناسبت سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام الحاشر بھی ہے۔ محمد شریف قاضی، ۱۹۸۲، ص، ۱۸۵

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ''میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا'' اس سے مراد ہے کہ میرے عہد اور زمانے میں ان کا حشر ہوگا کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ عیاض مالکی، ۱۹۸۰، ص، ۳۵۱

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بہت سے نام ہیں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں اور میں حاشر ہوں لوگ میرے قدموں تلے۔ محشور ہونگے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے لئے اپنے نام بیان فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے میں محمد ہوں، احمد ہوں، مقفی ہوں اور حاشر ہوں۔ (صحیح مسلم)

ہر رسول ایک محدود مدت تک اور مخصوص علاقے کے لئے شریعت لیکر آیا اور اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی خوشخبری دی لیکن حاشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حشر تک کوئی نبی حاشر نہ آیا۔ محمد ایوب سپرا، ۲۰۰۳، ص، ۱۳۱، ۱۳۲

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

نبی حاشر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ تو کوئی ہدایت دینے والا آئے گا اور نہ ہی کوئی دین آئے گا۔ یہاں تک کہ حشر برپا ہو جائے گا۔ المائدہ: ۳

Marfat.com

نبی کریم ﷺ بحیثیت مہاجر

مہاجر نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں کئی مواقع پر دین کی تبلیغ کی خاطر اپنا وطن چھوڑا۔ ایک مہاجر نبی ﷺ کے طور پر کن کن مراحل سے اور کن حالات سے آپ ﷺ دوچار ہوئے۔

آپ ﷺ نے اپنی تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے آغاز میں سب سے پہلے اپنے قریبی لوگوں کو تبلیغ کی اور جب کفار مکہ نے ... آپ ﷺ کی دعوت کے خلاف ... کی تو آپ ﷺ کی تبلیغ و دعوت کے ... آپ ﷺ کی ... اور آپ ﷺ نے ... ہجرت کی ... (... ۱۹۹۵ء ص ۳۱)

طائف میں آپ ﷺ حضرت زید کے ساتھ تشریف لے گئے اور لوگوں کو تبلیغ کیا اور ... دس دن قیام کیا ... سرداروں کے پاس گئے ... ان کو تبلیغ کی ... آپ ﷺ نے ... انہوں نے ... ایمان نہ لائے ... آپ ﷺ کے خلاف ... اور آپ ﷺ ... زخمی ہو گئے ... طائف سے واپسی پر ... اور ... بحیثیت مہاجر ... آپ ﷺ ... (... ۱۹۹۵ء ص ۴۳، ۴۵)

طائف کے بعد انہی کے موسم حج میں حضور ﷺ نے عرب قبائل اور مختلف قبیلوں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ مدینہ یثرب کے قبیلہ خزرج کے چھ افراد جن میں اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، عقبہ بن عامر، جابر بن عبداللہ سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہیں یہود کی بات یاد آ گئی جس میں ایک نبی کی بعثت کی بشارت ہوتی تھی اس لئے انہوں نے ... اسلام قبول کر لیا ... یثرب کے گھر گھر میں اسلام کی شمع روشن ہو گئی۔ (... ۱۹۹۸ء ص ۱۲۵)

نبوت کے پانچویں سال کفار مکہ کے مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے جن حضرات نے اسلام قبول کیا تھا ان کو ہجرت حبشہ کی اجازت دی۔ حبشہ کے حکمران نجاشی نے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور مسلمان وہاں امن سے رہنے لگے۔

ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی میں جب آپ ۸ ربیع الاول کو قبا پہنچے تو لوگوں کا ایک ہجوم آپ ﷺ کے استقبال کو تھا۔ قبا میں چند روز قیام کے بعد جمعہ کے روز قبا میں آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر ...

Marfat.com

طرف جانے کا ارادہ ظاہر کیا لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پورے ذوق وشوق سے مدینہ میں داخل ہو گئے وہاں آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کو جمع فرما کر اصحاب صفہ کی ایک جماعت بنائی۔

مدینہ میں آپ ﷺ نے مسجد نبوی تعمیر کر کے وہاں پر لوگوں کو جمع کرنے کے مواقع فراہم کیے جہاں آج تک پوری عالم اسلام کے لوگ جوق در جوق عبادت وصلوٰۃ کی ادائیگی کے لئے جمع ہوتے ہیں اور رہتی دنیا تک جمع ہوتے رہینگے۔

مدنی زندگی میں دشمن اسلام نے آپ ﷺ کو چین نہ لینے دیا آپ ﷺ نے اپنے جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ مختلف جنگیں لڑیں اور کفر کو مٹاتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے مدینہ میں بیعت رضوان ایک اجتماع جمع کیا اس میں چودہ سو مسلمانوں نے جمع ہو کر نبی پاک ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اس طرح مسلمان ایک قوت بن کر ابھرے یہ نبی حاشر ﷺ کا ہی کمال تھا۔ اس کے بعد مکہ سے نو میل کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر قریش مکہ اور مسلمانوں کے درمیان صلح کا معاہدہ ہوا اس وقت بھی وہی چودہ سو مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ یہاں بھی نبی حاشر نے مسلمانوں کو ایک مقصد کے لئے اکٹھا کیا تھا۔ محمد علی چراغ ۲۰۰۵ ص ۱۳۷، ۱۳۸

فتح مکہ کا اجتماع بھی نبی حاشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معرکہ بے مثال تھا جو سن ۸ ہجری ۲۰ رمضان کو پیش آیا۔ صلح حدیبیہ کی مسلمانوں نے پابندی کی مگر قریش نے عہد شکنی کی اور نبی حاشر کی شرائط تجدید کو بھی رد کر دیا جس سے عہد نامہ ٹوٹ گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ۱۰ رمضان ۸ ہجری بروز چہارشنبہ عصر کے بعد دس ہزار صحابہ کی جمعیت اکٹھی کی اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے ۲۰ رمضان برورز جمعہ مکہ فتح ہوا۔ حضور ﷺ نے کعبہ کا طواف کیا اور کعبے کے ۳۴۰ بتوں کو گرا دیا اور فرمایا حق آ گیا باطل مٹ گیا۔ محمد شفیع ۱۴۰۴ھ ص ۲۵۶

حجۃ الوداع کے موقع پر سب سے بڑا مجمع تھا، ہجوم کا یہ عالم تھا کہ دور دور تک کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ لبیک لبیک کی آواز سے دشت وجبل گونج اٹھے تھے مکہ کے قریب مقام شرف پر قیام فرمایا غسل فرمایا جب کعبے پر نظر پڑی تو خدا کے حضور اس کی عزت وشرف کی دعا فرمائی خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر کوہ صفا پر گئے پھر صفا سے مروہ گئے طواف وسعی سے فارغ ہو کر قربانی کے بعد احرام کھولنے کا حکم دیا۔ معین الدین۔ ۱۹۹۵، ص ۷۲، ۷۳

یہ نبی حاشر کا آخری حج تھا۔ مسلمانوں کے اس عالمی اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو خطبے ارشاد فرمائے جسے تحریک اسلامی کا بین الانسانی منشور کیا جا سکتا ہے۔ نعیم صدیقی، ۱۹۹۴، ص ۵۸۵، ۵۸۷

اس انبوہ کثیر کو دیکھ کر نبی حاشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شائد اس مقام پر میں دوبارہ آپ سے نہ مل سکوں اے لوگو تمہارا خون اور تمہارے مال (باہم دگر) حرام کر دیئے گئے ہیں۔ جس کے قبضے میں کوئی

Marfat.com

امانت ہوتو وہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دے۔ دور جاہلیت کا سود کالعدم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں اپنے تایا عباس بن عبدالمطلب کے سود کو کالعدم کرتا ہوں۔ دور جاہلیت کے تمام خون کے قصاص کالعدم کر دیے گئے ہیں۔ دور جاہلیت کے تمام اعزاز اور مناصب کالعدم کیے جاتے ہیں۔ ماسوائے کعبے کی دیکھ بھال کے۔ اپنی بیویوں کے مقابلے میں خدا سے ڈرتے رہو میں تمہارے لئے وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی کوئی امت۔ سن لو خدا کی عبادت کرو پانچ وقت نماز ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ دو۔ خانہ خدا کا حج کرو تا کہ تم اپنے رب کی جنت پا سکو۔ محمد بن اسحاق، ۱۹۹۴، ج ۲، ص ۳۹۰

غرضیکہ نبی حاشر ﷺ نے دین وحق کی تبلیغ کے لئے اپنی دنیاوی زندگی میں بھی لوگوں کو اکٹھا کرتے رہے اور اور خدائے واحد کی عبادت کا درس دیتے رہے اور آخرت میں بھی سب سے پہلے میدان حشر میں تشریف لائیں گے پھر تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہونگے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حق ﷺ

''حق'' کے بنیادی معنی ہیں کسی امر کا اس طرح سے واقع ہونا کہ اس کے ثابت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ رہے حق ٹھوس حقیقت ہوتا ہے۔اپنی شہادت آپ ہوتا ہے،حق تو سراسر صداقت ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ''حق'' اسم خداوندی بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو حق قرار دیا اور ہر رسول کی کتاب بالحق کو بھی نازل فرمایا تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کے باہمی مسائل اور اختلافات اور مسائل کا فیصلہ کرے۔

نبی حق محمد ﷺ کو کتاب الحق یعنی قرآن پاک دے کر مبعوث کیا گیا اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کو صحیح راہ ہدایت دی گئی اس طرح ایک پر لازوال حق آپ ﷺ کے سپرد کیا گیا جو رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گا۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)،ص:۱۶۶)

''حق'' اسے کہتے ہیں جو اپنی جگہ پر اٹل ہو، انمٹ ہو، دو اور دو چار کی طرح کوہ آسا محکم کھڑا ہو۔ اگر یہ اپنے مقام سے ایک انچ بھی ادھر ادھر سرک جائے تو باطل ہو جائے اگر حق لوگوں کے جذبات و آرأ کے تابع ہو کر اپنے مقام سے ہٹ جائے تو کائنات میں خلل واقع نہ ہو جائے، دنیا میں اگر سورج وقت پر نہ نکلے تو زمین کے جذب وکش میں فرق نہ پڑ جائے، ستارے اپنی راہ نہ بدل لیں تو کیا نظام ہوگا اسی طرح اگر انسانیت جادہ حق و صداقت سے منحرف ہو جائے تو قیامت نہ ہوگی۔ (پرویز: ۱۶۳،۱۶۴)

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ فطرت میں گہرائی، حکمت و انصاف، تحمل اور صداقت کے تمام عناصر موجود ہوتے ہیں جن کی بنا پر فطرت ناانصافی نہیں کرتی۔ زمین میں گندم کے دانے کو بو کر ساتھ کوڑا کرکٹ بھی ڈال دیں لیکن زمین صرف گندم اگائے گی اور کوڑا کرکٹ بھی زمین کسی اور مصرف میں لے آئے گی لیکن گندم ہی لہلہاتی نظر آئیگی اصل چیز محفوظ رہے گی نقل مفقود ہو جائے گی۔ زمین سچائیوں کی محافظ ہے۔ ابتدا ہی سے اس کا یہی دستور رہا ہے۔ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ وقت کے ساتھ فروعات ختم ہو جاتی ہیں لیکن حق و صداقت کی روح کبھی فنا نہیں ہوتی۔ (محمد یحیٰ خان: (۱۹۹۹)،ص:۵۳)

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے ہر نبی حق کو کتاب حق دے کر بھیجا گیا۔ ''بلاشبہ ہمارے پروردگار کے سب رسول تعلیمات حقانی لیکر آئے تھے'' (الاعراف: ۵۳،۷)

''ہر رسول کے ساتھ کتاب الحق نازل ہوئی''۔

Marfat.com

''پہلے تو تمام بنی نوع انسان ایک ہی دین پر تھے جب ان میں اختلافات رونما ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء مبعوث فرمائے جو نیک کاموں پر جنت کی بشارت دینے والے اور برے کاموں پر دوزخ سے ڈرانے والے تھے۔ان پر (حقائق حیات کھولنے والی) کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے مختلف عقائد صحیح طور پر نافذ ہوں''۔ (سورۃ البقرہ:۲:۲۱۳)

''یہاں تک کہ ان کے پاس سچا قرآن اور صاف صاف بتلانے والا رسول آیا'' (زخرف:۲۹)

فرما دیجئے! ''اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق یعنی سچ آ گیا'' (یونس:۱۰۸)

اے نبی اللہ! قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو لاتعداد باتوں کی وضاحت، صراحت اور حقیقت کو ظاہر کرتی ہے بلاشبہ یہ اہل ایمان کے لئے سرمایہ ہدایت اور گنجینۂ رحمت ہے۔''اے رسول! تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور بلاشبہ تم حق مبین پر ہو۔ (النحل:۷۷،۷۹)

''اللہ تعالیٰ کی ذات حق تو وہ ہے جس نے عالم انسانیت کے پاس اپنے رسول برحق کو کتاب ہدایت دی اور دین الحق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس نظام زندگی کو ہر دین پر غالب کر دے اور اس حقیقت کبریٰ پر اللہ کی شہادت کافی ہے''۔ (الفتح:۴۹،۲۸)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلامی معاشرہ قائم فرمایا اس کی خصوصیات میں حق گوئی کو بنیادی خصوصیت قرار دیا جا سکتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے میں مداہنیت کو ایک گھٹیا حقیقت قرار دیا، حق گوئی کو جہاد اکبر فرمایا۔صداقت کو چھپانا شیطانیت قرار دیا، برائیوں کو روکنا ہر فرد کے لئے لازمی فرض ٹھہرایا اور ظلم و تعدی کے خلاف آواز بلند کرنا، حق پسندی کو فرد کی طبیعت کا جزو بنانا، حق گوئی کو مسلک عام اور ایمان کا جز سمجھنا، ان امور کو معاشرے کی اجتماعی تربیت کا حصہ قرار دیا گیا، غرض اسلامی معاشرے میں حق کی حمایت پر زور دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کو ایسی تعلیم و تربیت دی جس سے حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت ہو اور مومن کا مزاج حق پسندی، حق طلبی اور حق بیانی کے سانچے میں ڈھال دیا اس طرح حق گوئی کو انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک معاشرہ میں پھیلا دیا گیا اور سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کو جہاد اکبر قرار دیا گیا اور حق بات کہنے میں کسی خوف کو پیش نظر نہ رکھا گیا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا! ''جب کسی کو کوئی حق بات معلوم ہو تو چاہیے کہ اس کے کہنے سے انسانوں کا خوف مانع نہ ہو''

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ''کوئی شخص اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو کیونکر کوئی حقیر سمجھے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے بارے میں ایک بات کہنے کی ضرورت ہو اور حق نہ کہے؟ ایسے شخص سے خدا قیامت کے دن کہے گا کہ تم کو میرے متعلقہ فلاں فلاں حق بات کہنے سے کس نے

Marfat.com

روکا وہ کہے گا کہ انسانوں کے خوف نے۔ارشاد ہوگا تم کو سب سے زیادہ تو میرا خوف کرنا چاہیے تھا۔

حق گوئی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا!

''تم میں سے جو شخص برائی دیکھے ہاتھ سے مٹانے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ہاتھ سے مٹادے ورنہ زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے لیکن یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے''۔

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں!

''میرے محبوب ﷺ نے مجھے چند امور خیر کی وصیت کی مجھے نصیحت کی کہ خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور مجھے نصیحت کی کہ حق بات کہوں خواہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو''(سید اسعد گیلانی:(۱۹۸۱)،ص:۳۷۷،۳۸۶)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب رات کو تہجد پڑھتے تو فرماتے اے اللہ ہر طرح کی تعریف تیرے لئے ہے اور تو قائم رکھنے والا ہے آسمان وزمین کا اور ان چیزوں کا جو کہ ان دونوں کے درمیان ہیں اور تیری ہی تعریف ہے تو نور ہے آسمان اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان کے درمیان ہیں اور تیری ہی تعریف ہے تو بادشاہ ہے آسمان اور زمین کا اور ان چیزوں جو ان کے درمیان ہیں اور تیری ہی تعریف ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے، تیرا ملنا حق ہے، تیری بات حق ہے اور جنت اور دوزخ حق ہے، کل پیغمبر حق ہیں محمد برحق ہیں۔ اے اللہ میں تیرا فرمان بردار ہوں۔(صحیح بخاری)

رحمت عالم محمد ﷺ کو راہ حق میں لرزہ خیز تکلیفیں آئیں اور جنہوں نے آپ ﷺ کو رسول مانا ان کو بھی مصائب کے پاٹوں میں پسنا پڑا، روح فرسا تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔

خبابؓ کہتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ چادر سر کے نیچے رکھ کر کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے اور ہم کو مشرکوں کی طرف سے بہت تکلیفیں پہنچ رہی تھیں میں نے عرض کیا حضور ﷺ خدا سے مصائب سے نجات پانے کی دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا!''تم سے پہلے بعض لوگوں کو لوہے کی کنگیوں سے بھی نوچا جا چکا ہے جن کی ہڈیوں کا گوشت اور پٹھے بچ جاتے تھے لیکن یہ تکلیف ان کو دین (حق) سے نہ روک سکی بعض کو وسط سر پر آرا رکھ کر چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا لیکن یہ مصیبت بھی ان کو دین حق سے نہ پھیر سکی۔(محمد صادق مولانا:۱۶۷،۱۶۸)

اور آپ مسلسل دعوت حق کے عمل میں مصروف رہے۔

دین حق کو ہر طرف سے خطرات خدشات اور مخالفتوں کا سامنا تھا اور دشمنان دین چاہتے تھے کہ اس دین کو سرے سے ختم ہی کر دیا جائے مگر آپ ﷺ حق کو پھیلانے کی کوششوں میں لگے رہے قریش مکہ کی امیدیں بر نہ آئیں ان کا خیال تھا کہ آنحضور ﷺ ان کے فند وفریب کے پیش نظر سب کچھ چھوڑ کر کسی دوسرے خطہ زمین کو چلے

Marfat.com

جائیں گے مگر آپ ﷺ نے عزم اور حوصلوں کے ساتھ قبائل کے اجتماعات میں بادیہ نشینوں کو دعوت حق دیتے رہے اس لات ومنات کی پرستش سے منع فرماتے۔ خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کی دعوت دیتے اور اپنی رسالت کا اقرار کرانے کے ساتھ ساتھ مسئولیت کا احساس بھی دلاتے ہیں آپ ﷺ قومی اجتماعات میں ہر قبیلے کے ٹھکانے پر تشریف لے جاتے اور انہیں اپنی رسالت کی خبر دیتے ہوئے فرماتے۔

''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ان ہستیوں سے جن کی تم پرستش کرتے ہو، کنارہ کش ہو جاؤ، مجھ پر ایمان لاؤ میری تصدیق کرو اور میری اطاعت کرو تاکہ میں اس پیغام حق کو کھول کر بیان کر سکوں جو میں لے کر آیا ہوں''۔ (ابن ہشام: ص: ۴۲۲، ۴۲۳)

اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر یہ ایک نعمت عظیم ہے کہ اس نے ایک رسول برحق بھیجا اور آپ ﷺ کو نور ہدایت کا امین اور حق کا علمبردار بنایا تاکہ آپ ﷺ کے دین کو غالب کریں اور ہر سو اس کا چرچا کریں اور اس دین کے مجاہدین میدان کارزار میں دشمنان دین پر اللہ کی تلوار بن کر برسیں اور ساتھ ہی آپ ﷺ دین اسلام کی حقانی تعلیمات، پاکیزہ معاشرت، منصفانہ نظام معشیت اور اخلاق حسنہ کا عملی نمونہ بن کر یہ ثابت کر دیں کہ دین حق ہی ایسا دین ہے جو تمام انسانیت کی فلاح و بھلائی کا علمبردار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول برحق کے ذریعے ایک ایسا حقانیت پر مبنی ضابطہ حیات عطا فرما کر بھیجا کہ اس کے نفاذ کے بعد تمام باطل نظام ختم ہو جائیں۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص: ۱۷۲، ۱۷۳)

اس طرح آپ ﷺ نے حق گوئی کو انفرادی سے لیکر اجتماعی زندگی تک معاشرے میں ایک رواں دواں حقیقت ثابتہ اور افراد معاشرہ کی طبیعت ثانیہ کے طور پر جاری کر دیا تاکہ اس کی مدد سے معاشرہ اپنے نظریاتی اور اسلامی مؤقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹ سکے۔

حق گوئی کی مزاحم قوت خوف ہے اور خوف کی موجودگی اور اس کے علی الرغم سچی بات کہنے کا نام حق گوئی ہے۔

اپنے ایک خطبہ میں آپ ﷺ نے فرمایا! ''جب کسی کو کوئی حق بات معلوم ہو تو چاہیے کہ اس کے کہنے سے انسانوں کا خوف مانع نہ ہو، آپ ﷺ نے صحابہ کی تربیت بھی حق گوئی پر کی اسی لئے صحابہ کرامؓ بڑے بڑے بادشاہ کے درباروں میں جاتے تو کبھی مرعوب نہ ہوتے۔

ایک دفعہ حضرت مغیرہؓ ایران کے دربار میں گئے تو بھرے دربار میں سے گزرتے ہوئے سیدھے بادشاہ کے تخت پر چلے گئے اور ساتھ ہی بیٹھ گئے درباریوں نے انہیں تخت سے نیچے اتارا تو کہنے لگے! ''مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم لوگوں نے اپنے بادشاہوں کو خدا بنا رکھا ہے ہمارا خلیفہ تو ہمارے درمیان بیٹھتا ہے۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کا ہر فرد حق گوئی کا ایک ناقابل تسخیر ہستی تھا لیکن ابو ذرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو اسے چھپایا نہیں بلکہ تنہا

Marfat.com

جا کر حرم کعبہ میں توحید کا نعرہ بلند کر دیا اور اس وقت تک خاموش نہ ہوئے جب تک کہ مار کھاتے کھاتے بے دم نہ ہو گئے۔

اس لئے ان کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا!

''آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذرؓ سے زیادہ حق گو اور کوئی نہیں ہے''۔

پھر ایک خطبے میں آپ ﷺ نے فرمایا! ''ہشیار رہنا'' کسی کی ہیبت تم کو حق بات کہنے سے باز نہ رکھے۔ جو تم کو معلوم ہو۔ (سید اسعد گیلانی:۱۹۸۱،ص:۳۸۰،۳۸۳)

غرضیکہ آپ ﷺ رسول برحق ہیں اور آپ ﷺ کو آفاقی سچائیوں کا ترجمان بنا کر بھیجا گیا اور ایک عظیم الشان حق کو آپ ﷺ کے سپرد کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حافظ ﷺ

حافظ حفظ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یہ نام اس لئے آپ ﷺ کا رکھا گیا کہ آپ ﷺ حافظ وحی ہیں اور اپنی امت کی حفاظت فرمائیں گے۔ حافظ اس کو بھی کہتے ہیں جو اپنے اعضاء اور دل کی حفاظت کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے تمام زندگی دنیاوی الائشوں سے اپنی حفاظت فرمائی۔ (محمد برکت علی: ۱۹۷۷ء، ص ۳۱۴)

متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ پر جب بھی وحی نازل ہوئی آپ قرآن پاک کے اس حصے کو فوراً یاد کر لیتے اور کاتبین وحی کو بلا کر انہیں لکھوا دیتے تھے تا کہ یہ قرآن امت کیلئے محفوظ ہو جائے آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی خاص طور پر صفت الٰہی سے وابستہ ہے کیونکہ قرآن کے اول و آخر حافظ خود خدائے بزرگ و برتر ہیں۔ یہ ازل سے ہے اور ابد تک قائم ودائم رہے گا اور یہ قرآن تو لوح محفوظ پر بھی درج ہے جس کے بارے میں خود رب کریم فرماتے ہیں!

بلکہ وہ تو قرآن بزرگ ہے لوح محفوظ میں مندرج ہے۔ (البروج: ۲۱، ۲۲)

یہ قرآن مجید تو عزت وتکریم والا ہے اور لوح محفوظ کا نوشتہ ہے زیادتی یا کمی سے پاک اول تا آخر محفوظ ہے نہ اس میں تبدیلی ہوئی نہ تحریف۔ (رانا محمد اقبال: ص ۱۰۵)

قرآن پاک میں فرمایا گیا!

''بے شک ہم نے ہی اس ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (الحجر: ۹)

ہمارے نبی ﷺ نے قرآن کو پہلے اپنے سینہ میں محفوظ کیا پھر صحابہ کو منتقل کیا انہوں نے اس پاک کلام کو نہ صرف زبانی حفظ کیا بلکہ آگے امت تک بحفاظت بغیر کسی لفظ اور حرف کی تبدیلی کے آگے پہنچایا۔

نبی ﷺ صرف قرآن کے حافظ ہی نہ تھے بلکہ پورے دین اسلام کے محافظ تھے اسی کے علاوہ معراج کے دوران جو جو مشاہدات کرائے گئے آپ ﷺ ان کے بھی حافظ تھے ان مشاہدات کو انکشافات کو امت کی ہدایت کے لئے جوں کا توں بیان کیا۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸ء، ص ۱۳۶)

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے حافظ نبی ﷺ کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔

''اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔'' (المائدہ: ۶۷)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی حفاظت و پاسبانی کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے خیمہ سے سر نکالا اور فرمایا میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ اللہ نے مجھے لوگوں سے بچالیا ہے"

حضرت ابواسرائیل جعدہ سے روایت ہے کہ میں حضور پاک ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ ایک آدمی کو پکڑ کر لایا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا ڈرمت ڈرمت اگر تو اس ارادے سے آیا ہے تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا اللہ نے تجھے میرے قتل پر مسلط نہیں کیا۔ (محمد برکت علی: ۱۹۷۷، ص، ۳۵۰)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کی اور اپنے کلام کی حفاظت کی اور اس کلام کو نبی ﷺ پر نازل کر کے اسے پوری دنیا کے لئے ایک کامل دستور حیات کے طور پر محفوظ کر دیا اور اس منشور حیات میں ہی دین و دنیا کی فلاح مضمر ہے۔ چونکہ آپ ﷺ تمام عالم کے لئے قیامت تک رسول اور نبی بنا کر بھیجے گئے اسی لئے آپ ﷺ پر نازل کردہ کلام یعنی قرآن پاک میں تمام الٰہی علوم کو سمیٹ کر ایک دستور حیات ودیعت کیا گیا جو کہ ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ہے۔

قرآن پاک کی جتنی بھی آیتیں نازل ہوئیں آپ ﷺ کاتبین وحی سے لکھوا لیتے پھر اس لکھے ہوئے کو بار بار سن کر اپنے نازل کیے ہوئے قرآن سے ملا کر صحیح کر کے صادر فرماتے اور بتاتے کہ کس سورت کو کہاں لکھنا ہے کیونکہ قرآن پاک بلحاظ ضرورت وقت بہ وقت نازل ہوتا رہا اس کی ترتیب بھی خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ ﷺ نے کی۔ نبی پاک ﷺ ایک ایسے حافظ قرآن تھے جنہیں خود خدائے بزرگ و برتر نے قرآن حفظ کروایا۔ آپ ﷺ بار بار قرآن کو سنتے اور اطمینان و تسلی کا اظہار فرماتے کہ حرف بہ حرف وہی قرآن ہے جو کہ وحی کے ذریعے آپ ﷺ پر نازل ہوا۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص، ۱۴۵)

نزول سے قبل سارا قرآن مجید لوح میں محفوظ تھا اس کے بعد قرآن پاک ضرورت کے مطابق بتدریج حضرت جبرئیل کے ذریعے نبی پاک ﷺ پر اتارا جاتا رہا جونہی وحی آتی کلام الٰہی آپ ﷺ کو حفظ ہو جاتا اور نزول کے ساتھ ہی خود بھی آپ ﷺ زبان مبارک سے اس کلام کو پڑھتے تاکہ کوئی لفظ ذہن سے نکل نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں! "اے ہمارے نبی اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے۔ اس کلام کو یاد کرنے کی جلدی کی وجہ سے۔ بے شک ہمارے ذمے ہے اس کا جمع اور محفوظ کرنا (آپ ﷺ کے قلب میں)۔ آپ ﷺ خاموش رہ کر سنیں اور پھر بعد میں تلاوت کریں" (۷۵: ۱۴۔۱۸)

یہ اللہ کا کلام محفوظ اور مرتب تھا۔ جو کہ نبی پاک ﷺ کو ودیعت کیا گیا۔ جو کہ آپ ﷺ کے سینے میں محفوظ

Marfat.com

رہااور رہتی دنیا تک اللہ اس کلام کی حفاظت کرے گا۔

نبی پاک ﷺ ایک ایسے حافظ قرآن تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود حفظ کروایا۔ آپ ﷺ قرآن کی حفاظت کے اعتبار سے بھی حافظ قرآن تھے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خطیب ﷺ

خطاب کرنیوالا، بولنے والا، تقریر کرنے والا، خطیب کہلاتا ہے۔ بعض حوالوں سے خطیب وہ عہدیدار ہوتا ہے جو بادشاہ کو کسی شخص یا بات کی طرف دعا دے کر متوجہ کرتا تھا۔ عربوں میں تو خطیب ایک ایسا عہدیدار ہوا کرتا تھا، جو اپنی قوم کی خوبیاں اور مخالفین کی برائیاں ظاہر کرتا تھا۔ خطابت سے مراد ایسا بیان ہے کہ جس میں زبان کی شستگی شکوہ کے ساتھ جذبات کی فراوانی اور استدلال کی قوت موثر کردار ادا کرتی ہے۔

اللہ کے وہ بندے جن کو ذات باری نے لوگوں کی بھلائی اور ہدایت کے لئے بھیجا ان کو خطاب کلام اور بیان کی بے انتہا خوبیاں عطا کیں اور فصاحت و بلاغت سے نوازا تا کہ نبی یا رسول پوری وضاحت کے ساتھ لوگوں کے معیار عقل وفہم کے مطابق تمام امور ان کو اچھی طرح ذہن نشین کرا سکے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص:۲۰۶، ۲۰۷)

خطابت تکلم کا ایک اہم جزو ہے آپ ﷺ ایک عظیم پیغام کے حامل تھے اور اس کے لئے خطابت کی ناگزیر ضرورت تھی۔ خطابت یوں بھی عربوں کی دولت تھی۔ عرب اور قریش کے خطیبانہ ماحول سے حضور ﷺ بہت بلند رہے۔ فریضۂ قیادت نے جب بھی تقاضا کیا آپ ﷺ کی زبان کبھی نبی خطیب نسیم سحر کی طرح، کبھی آب جو کی طرح اور کبھی تیغ برق دم کی طرح متحرک ہو جاتی۔ وعظ اور تقریر کی کثرت سے آپ ﷺ نے گریز کیا اور معاشرہ کی ضروریات اور اس کے ظرف کو دیکھ کر اعتدال سے قوت خطابت کا استعمال کیا۔ مسجد میں خطابت فرماتے تو چھڑی پر سہارا لیتے اور میدان جنگ میں تقریر فرمانا ہوتی تو کمان پر ٹیک لگاتے۔ کبھی کبھار سواری پر بھی خطاب کیا ہے۔ تقریر میں جسم دائیں بائیں جھوم جاتا ہاتھوں کو حسب ضرورت حرکت دیتے بعض مواقع پر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے (یا محمد ﷺ کی جان ہے) کہہ کر قسم کھاتے، لہجے میں بھی اور چہرے پر بھی دل کے حقیقی جذبات جھلکتے اور سامعین پر اثر انداز ہوتے اور آپ ﷺ کے خطابات دلوں کو ہلا دیتے تھے، مثلاً حنین و طائف کے معرکہ کے بعد حضور ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا تو مؤلفۃ القلوب کی قرآنی مد کے تحت نومسلم رؤسائے مکہ کو اس میں بہت سا حصہ دیا تا کہ ان کے دل مزید نرم ہوں اور وہ احسان کے رشتے سے اسلامی ریاست کے ساتھ مربوط ہو جائیں۔ انصار میں کچھ لوگوں نے عجیب سے احساسات پیدا کر دیئے اور کہا گیا کہ:

''رسول اللہ نے قریش کو خوب انعامات دیئے اور ہمیں محروم رکھا حالانکہ ہماری تلواروں سے اب تک

Marfat.com

خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں''

مشکلات ہم سہیں اور مال غنیمت دوسرے لے جائیں۔

جب حضور ﷺ نے سنا تو انصار کا اجتماع بلایا اور تصدیق کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا! ''کیا یہ سچ نہیں کہ تم لوگ پہلے گمراہ تھے، خدا نے میرے ذریعے تمہیں ہدایت دی۔ تم منتشر اور پراگندہ تھے۔ خدا نے میرے ذریعے تم کو متحد اور متفق کیا؟ تم مفلس تھے خدا نے میرے ذریعے تم کو آسودہ حال کیا اور انصار ہر سوال پر آپ کے جواب کی تصدیق کرتے جاتے تھے۔ کہ بلاشبہ کہ (اللہ اور رسول کا بہت بڑا احسان ہے ہم پر)، نہیں تم یہ جواب دو کہ اے محمد ﷺ! تم کو جب لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے تمہاری تصدیق کی، تم کو جب لوگوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی۔ تم جب مفلس ہو کر آئے تھے تو ہم نے ہر طرح سے مدد کی۔ تم جواب میں یہ کہتے جاؤ اور میں یہ کہتا جلاؤں کہ ہاں تم سچ کہتے ہو۔ لیکن اے گروہ انصار! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمد ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ''

کلام کے اتار چڑھاؤ کو دیکھئے، خنجر خطابت کی اس دھار کو دیکھئے جو نازک جذبات سے صیقل کی گئی تھی پھر اس کی روانی دیکھئے، مطالب کے موڑ دیکھئے پھر غور کیجئے کہ کس طرح خطیب نے بالآخر مطلوبہ کیفیت سامعین میں پوری طرح ابھار دی اور انصار بے اختیار چیخ اٹھے کہ ''ہم کو صرف محمد ﷺ درکار ہیں''

ابتدائی دور کی دعوت میں کہ صفا کے خطبہ کے علاوہ متعدد بار آپ ﷺ نے قریش کے سامنے تقاریر فرمائی ہیں اس دور کے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔

''قافلے کا دیدبان اپنے ساتھیوں کو کبھی غلط اور اطلاع نہیں دیا کرتا۔ خدا کی قسم اگر (بفرض محال) میں اور سب لوگوں سے جھوٹ کہنے پر تیار بھی ہو جاتا تب بھی تم سے ہرگز غلط نہ کہتا اور اگر (بفرض محال) میں دوسرے تمام لوگوں کو ہلاکت وخطرہ سے دوچار کر دیتا تو بھی تم کو خطرہ میں مبتلا نہ کرتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی اور اللہ نہیں میں تمہاری طرف خصوصیت سے اور تمام انسانوں کی طرف جامع طور سے خدا کا مقرر کردہ رسول ہوں۔ بخدا تم کو لازماً مرنا ہے جیسے کہ تم سو جاتے ہو اور پھر مرنے کے بعد تم کو جی اٹھنا ہے جیسے کہ تم نیند سے بیدار ہو جاتا ہو۔ تم سے لازمی تمہارے اعمال کا حساب ہوگا اور بھلائی کا بدلہ بھلائی اور برائی کے بدلہ برا بدلہ ملے گا، پھر یا تو ہمیشہ کے لئے جنت ہوگی یا دوزخ''

کتنا سادہ انداز بیان اور عقلی اور جذباتی اپیل داعی کی خیر خواہی ایک ایک لفظ سے ٹپکی پڑتی ہے۔ یقین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اس خطبے سے تمثیل کا کام بھی لیا گیا ہے۔ توحید ورسالت اور آخرت کی بنیادی دعوت پوری طرح سموئی ہوئی ہے۔ (نقوش رسول، جلد دوم: (۱۹۸۲)، ص: ۲۴، ۲۹)

نماز جمعہ کا خطبہ:

حمد وستائش خدا کے لئے ہے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ مدد، بخشش اور ہدایت اسی سے چاہتا ہوں۔ میرا

Marfat.com

ایمان اس پر ہے۔ میں اس کی نافرمانی نہیں رکھتا اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں۔ میری شہادت یہ ہے کہ خدا کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں، وہ یکتا ہے۔ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی۔ نور اور نصیحت کے ساتھ اور ایسے زمانے میں بھیجا ہے۔ جبکہ مدتوں سے کوئی رسول دنیا میں نہ آیا۔ علم گھٹ گیا اور گمراہی بڑھ گئی تھی۔

مسلمانوں میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں۔ یاد رکھو امور آخرت کے بارے میں اس شخص کیلئے جو خدا سے ڈر کر کام کر رہا ہے، تقویٰ، بہترین مددگار ثابت ہوگا اور جب کوئی شخص اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ خفیہ اور ظاہر درست کریگا ایسا کرنے میں اس کی نیت خالص ہوگی تو ایسا کرنا اس کے لئے دنیا میں ذکر اور موت کے بعد ذخیرہ بن جائیگا۔

مسلمانوں حظ اٹھاؤ مگر حقوق الہی میں فروگزاشت نہ کرو۔ خدا نے اسی لئے تم کو اپنی کتاب کی تعلیم دی ہے اور اپنا راستہ دکھایا ہے کہ راست بازوں اور کاذبوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔

لوگو! اللہ کا ذکر کرو اور آئندہ زندگی کیلئے عمل کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنے اور اپنے خدا کے درمیان کا معاملہ درست کر لیتا ہے تو اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات درست کر لیتا ہے۔ خدا بندوں پر حکم چلاتا ہے اور اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا۔ خدا سب سے بڑا ہے اور ہمیں طاقت اسی عظمت والے سے ملتی ہے۔ (مسعود احمد شاہ، (۱۹۹۲)، ص:۱۰۳،۱۰۴)

فتح مکہ کا خطبہ:

ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اس نے اپنے عاجز بندے کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا توڑ دیا۔ ہاں آج تمام مفاخر، سارے انتقامات وخون بہا قدیم میرے قدموں کے نیچے ہیں۔

لوگو! تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا، تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے تا کہ ایک دوسرے سے پہچان لئے جاؤ، لیکن خدا کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ خدا جاننے والا اور واقف کار ہے۔ (معین الدین (۱۹۷۵)، ص:۵۲،۵۳)

خطبہ حنین:

''اے گروہ انصار، کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے، پھر اللہ نے تمہیں ہدایت دی، تم محتاج تھے، اللہ نے تمہیں غنی کر دیا۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ قسم ہے خدا کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ میں انصار کے ساتھ ہوتا۔ اے خدا انصار پر، ان کی اولاد پر، ان کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما'' (محمد علی

Marfat.com

چراغ: ۲۰۰۵)، ص: ۲۱۳)

آپ ﷺ کے معرکۃ الآرا خطبے دو اور ہیں ایک فتح مکہ اور دوسرا حجۃ الوداع آپ ﷺ کے خطبوں کا مزاج انتہائی انقلابی ہے اور ان میں ایمان، اخلاق اور اقتدار تینوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔ حجۃ الوداع کا خطبہ تو گویا ایک دورِنو کے افتتاح کا اعلان ہے اور اسلامی تعلیمات کا قشردہ اور لب لباب ہے یہ اسلام کے سیاسی، سماجی اور تمدنی احکامات کا جامع مرقع ہے اور اس کی مذہبی واخلاقی حیثیت ابدی اور لازوال ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع:

اس خطبہ میں سب سے پہلے حمد وثناء بیان کی گئی ہے۔

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں۔

اسی سے معافی چاہتے ہیں اسی سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کی برائیوں اور عمل کی خرابیوں سے پناہ مانگتے ہیں، جسے چاہے خدا ہدایت دے اور جسے چاہے ذلالت دے۔ پھر اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور رسول ہے''

خوف خدا اور نیکی کی تلقین کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں اور اس اطاعت پر ڈٹے رہو۔

میں اسی سے ابتداء کرتا ہوں جو بھلائی ہے''

وصال کا اشارہ:

''لوگو! میری باتیں غور سے سن لو مجھے کچھ خبر نہیں کہ تم سے دوبارہ اس مقام پر اس سال کے بعد مل سکوں یا نہیں''

جاہلیت کے خاتمے اور مساوات کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

''سن لو جاہلیت کے تمام رسوم ورواج آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں''

لوگو! ہاں بے شک تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ حضرت آدم ایک ہے، کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر، سرخ کو سفید اور سفید کو سیاہ پر کوئی برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ اور پرہیز گاری کے۔

نسلی فخر کے خاتمے کے بارے میں فرمایا!

''اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی جہالت اور آباؤ اجداد پر فخر کو مٹا ڈالا ہے خدا سے ڈرنے والا مومن اور نافرمان شقی۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے''

جان ومال اور عزت کا احترام آپ ﷺ نے لازم قرار دیا، فرمایا!

Marfat.com

لوگو! تمہارے جان و مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں ایسے جیسے کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ دیکھو عنقریب تمہیں خدا کو ملنا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے، خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

زمانۂ جاہلیت کے جھگڑوں کے خاتمے کا اعلان فرماتے ہوئے کہا کہ: جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے میں چکا دیتا ہوں پہلا خون جو ختم کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا ہے۔

امانت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا! ''اگر کسی کے پاس امانت ہو تو اس کے مال کو ادا کرے''

سود کا خاتمہ:

اگر سود ہو تو اسے موقوف کیا جاتا ہے، ہاں تمہارا سرمایا تمہیں مل جائیگا۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائیگا۔ اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ سود ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔

اشہر حرام کا تعین:

اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد اس وقت سے معین ہے جب سے زمین وآسمان پیدا کئے گئے ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ ذیقعد، ذوالحج، محرم اور رجب خواتین کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لوگو! اپنی بیویوں کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہو۔ عورتوں کا حق تم پر ہے اور تمہارا حق عورتوں پر ہے، تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ۔

غلاموں کے حقوق میں فرمایا!

جو خود کھاؤ ان کو بھی وہی کچھ کھلاؤ، پہناؤ وہی جو خود پہنو۔

وراثت کا بیان:

وراثت میں خدا نے ہر حقدار کو اس کا حق دیا ہے۔

دیگر قوانین:

عورت کو اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لینا جائز نہیں، قرض ادا کیا جائے، ادھار واپس کیا جائے، عطیہ لوٹا دیا جائے، ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

انفرادی ذمہ داری:

ہر کوئی اپنے جرم کا ذمہ دار ہے نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا۔

اطاعت امیر:

اگر کوئی حبشی بھی تمہارا امیر ہے اور خدا کے مطابق تم کو لے کر چلے تو اس کی اطاعت کرو۔

Marfat.com

ختم نبوت:

پھر فرمایا لوگو! میرے بعد نہ تو کوئی نبی ہے اور نہ ہی کوئی امت پیدا ہونے والی ہے۔

احکام اسلام:

اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ پنجگانہ نماز پڑھو۔ سال بھر میں ایک مہینہ (رمضان) کے روزے رکھو اور خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔

کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ:

میں تمہارے لئے ایک چیز چھوڑے جارہا ہوں اگر تم نے مضبوطی سے اسے تھامے رکھا تو تم گمراہ نہ ہو گے وہ چیز ہے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ خطبہ کے آخر میں مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا لوگو! قیامت کے دن خدا میری بابت سوال کریگا تو کیا جواب دو گے؟

''صحابہ نے عرض کی، ہم کہیں گے آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا'' پھر آپ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا!

''اے خدا گواہ رہنا۔ اے خدا گواہ رہنا''

یہ خطبہ حریت انسانی کا بین الاقوامی اور بیان الانسانی منشور ہے اور آپ کی خطابت کا منہ بولتا ثبوت ہے جن سے۔ (محمد جعفر پھلواری: (۱۹۸۴) ،ص:۷۶،۸۰)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خاتم ﷺ

محمد ﷺ کا اسم 'خاتم' قرآن پاک میں آیا ہے، اس کا مطلب ختم کرنے والے، بند کرنے والے، مہر لگانے والے، کام سے فارغ ہو جانیوالے کے ہیں۔ خاتم لفظ ختم سے بنا ہے، جس کا مطلب کام کے آخر کو پہنچ جانے کے ہیں۔ افتتاح نقیض اختتام ہے اسی لئے خاتم، ختام، خاتام، سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی شے کے آخر کو خاتم الشئ کہتے ہیں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ تمام نبیوں کے آخر میں تشریف لائے، اس لئے ان کو خاتم الانبیاء کہا جاتا ہے۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص:۱۹۸)

ختم کا صلی معنی عربی زبان میں کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ کوئی چیز اندر داخل ہو سکے اور نہ کوئی چیز اس سے نکل سکے اس نے ختم کر دیا اس نے مہر لگا دی۔ (مولانا عبدالرشید گجراتی: ص:۱۲، ۱۳)

لفظ خاتم کی دو قرأتیں ہیں۔ مشہور قرأت تو خاتم (بکسر تا) کی ہے جس کے معنی ختم کرنے والے اور بند کرنیوالے کے ہیں اور دوسری قرأت خاتم کی ہے جس کے معنی ہیں، وہ شے جس کے ذریعے سے کوئی شے بند کی جائے اور پھر اس پر مہر لگا دی جائے تاکہ وہ کھولی نہ جا سکے اور نہ اس کے اندر کوئی چیز باہر جا سکے۔

آپ ﷺ کا وجود پیغمبروں کے سلسلہ کو بند کرنیوالا اور ان پر مہر لگا دینے والا کہ پھر آئندہ کوئی نیا شخص اس جماعت میں داخل نہ ہو سکے۔

آپ ﷺ کا خاتم نبوّت ہونا کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ یہ آپ کی خصوصیت تھی جو آپ کیلئے روز ازل سے مقرر ہو چکی تھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں خدا کا بندہ اور خاتم الانبیاء تھا اور آدم ہنوز اپنے عنصر خاکی پر پڑے تھے'' (اسد القادری: ۱۹۸۱، ۲۷۷، ۲۷۸)

محمد طاہر القادری نے رگ وید (۱۔۱۲۳۔۱) کے حوالے سے مہر نبوّت کے بارے میں یوں تشریح کی ''سمد رادوت عربن'' (اگر اب بھی نہ جاگے تو: ۱۴۳) ''سہ'' کا معنی ہے ساتھ ''مدرا'' کے معنی ہیں مہر، ''دوت'' کے معنی ہیں رسول یعنی بھیجا ہوا۔ ''عربن'' کے معنی ہیں ملک عرب، یعنی ملک عرب کے مہر والے رسول ﷺ (طاہر القادری۔ (۲۰۰۰)، ص:۵۸۱)

قرآن میں خاتم نبی کا ذکر:

''محمد تمہارے مردوں میں کسی کے والد نہیں ہیں خدا کے پیغمبر اور نبیوں کی (نبوّت) کی مہر یعنی اس کو ختم کر

Marfat.com

دینے والے ہیں''(احزاب:۴۰)

آج میں تمہارے نظام دینی کی کماحقہ تکمیل کر دی ہے اور تمام نعمتیں تم پر تمام کر دیں، اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔(المائدہ:۵:۳)

احادیث میں نبی آخر کا ذکر:

عبداللہ بن ابراہیم بن قانظؒ کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابوہریرہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے''(مسلم ونسائی)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تمہیں مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے جس میں عمارت اور دیواریں عمدہ ہوں لیکن دیوار میں ایک جگہ چھوڑ دی گئی ہو، لوگ اس کے اردگرد پھر کر اس کی خوبصورتی کو دیکھتے ہیں لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے پر حیران ہیں، اس اینٹ کا بھرنے والا میں ہوں میرے اوپر عمارت پوری کی گئی اور رسولوں کا سلسلہ ختم ہوا۔(مسلم)

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوّت تھی اور آپ خاتم النبین ہیں۔(ترمذی)

ایک متفق علیہ حدیث میں لفظ خاتم النبین کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا،''آئندہ میری امت میں تین جھوٹے پیدا ہونگے ان میں ہر ایک اپنے متعلقہ گمان کریگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں سب نبیوں کے آخر میں آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں''

''میری اور مجھ سے پہلے گزر نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک خوبصورت عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگا کر دیکھتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ وہ اینٹ میں ہوں، اور میں خاتم النبین ہوں''(بخاری)

بخاری کتاب المناقب میں اس طرح سے ہے کہ''نبی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے، جب کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہونگے۔''

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا،''میری بعثت اور قیامت اس طرح ہیں یہ فرماتے

Marfat.com

ہوئے نبی ﷺ نے دو انگلیاں اٹھائیں مطلب یہ تھا کہ ان کے اور قیامت کے درمیان بھی کوئی نبوت نہیں ہے جس طرح ان دو انگلیوں میں تیسری نہیں ہے۔'' (صحیح بخاری)

یہ تسلیم اور ایمان کی حد تک یقین امر یہ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی اور رسول نہ آیا نہ آئیگا۔ اس طرح کل کائنات ایک نبی اور رسول خاتم النبیین کی نبوت کے پرچم تلے جمع کر دی گئی۔ یوں توحید باری تعالیٰ کے ساتھ توحید رسالت کا تصور بھی اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ سے پہلے کے زمانے بھی آپ ﷺ کی دسترس نبوت سے باہر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز جب امتوں پر گواہی کی ضرورت ہوگی تو ان کے انبیاء کو بلایا جائیگا اور جب ان انبیاء کی شہادت پر گواہی درکار ہوگی تو حضور ﷺ کا نام پکارا جائیگا۔

ارشاد الٰہی ہے، ''پھر کیا حال ہوگا جب بلا دیں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا'' (النساء:۴۱)

رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہر پیغمبر سے اس کا عہد لیا جاتا رہا تھا کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد جو بھی نبی تبلیغ و اقامت کیلئے بھیجے جاتے رہے، ان کی تائید کی جائے گی، ان کا ساتھ دیا جائیگا اور ان کی مخالفت نہ کی جائیگی۔ اسی بناء پر ہر نبی نے اپنی امت کو بعد میں آنے والے نبی کی خبر دی ہے اور اس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی ہے۔ لیکن یہ قرآن میں نہ حدیث میں کہیں بھی اس امر کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت محمد ﷺ سے ایسا کوئی عہد لیا گیا ہو، یا آپ نے اپنی امت کو کسی بعد کے آنے والے نبی کی خبر دے کر اس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ الوداع کے موقع پر اپنی امت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، ''مسلمانو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم شاید پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہ ہوسکیں۔ مسلمانو! تم کو عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہاں تم سے میرے بارے میں پوچھا جائیگا، اس وقت تم کیا جواب دو گے؟ سارے مجمع نے یک زبان ہو کر کہا کہ:

''ہم گواہی دینگے کہ آپ ﷺ نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے آپ ﷺ نے نبوت و رسالت کا حق ادا کر دیا۔ آپ ﷺ نے ہم کو کھوٹے اور کھرے کی بابت اچھی طرح بتا دیا۔ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف اپنی انگلی اٹھائی اور کہا! اے اللہ تو گواہ رہنا'' (گوہر ممتاز (۱۹۸۹)، ص: ۱۳۵، ۱۳۷)

قدیم زمانہ میں بار بار نبی کے آنے کی ضرورت اس لئے تھی کہ ایک پیغمبر ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت اس کے بعد کے زمانہ میں محفوظ نہیں رہی۔ لوگوں کی سرکشی نے اسے بدل دیا، یا ضائع کر دیا۔ اسی لئے بار بار ضرورت پیش آئی کہ دوبارہ نبی آئے اور ازسرنو لوگوں کی صحیح حقیقت سے باخبر کرے۔ پیغمبر عربی ﷺ کے بعد یہ امکان ختم ہوگیا۔ آپ ﷺ کے ذریعے عالمی سطح پر جو انقلاب آیا وہ اس بات کی ضمانت بن گیا کہ خدا کی ہدایت دائمی طور پر کسی تحریف و تغیر کے بغیر باقی رہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام کے بعد دنیا میں کوئی اور پیغمبر ظاہر نہ ہوسکا یہ واقعہ بذات خود ختم

Marfat.com

نبوّت کا ثبوت ہے، یہ ایک واقعاتی شہادت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد نبوّت کا سلسلہ عملی طور پر منقطع ہے۔ جب پیغمبرانہ ہدایت محفوظ ہو جائے تو اس کے بعد پیغمبر کی آمد کا سلسلہ بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ آج قرآن اور پیغمبر کی لائی ہوئی ہداتی کامل طور پر محفوظ ہیں۔ یہی کافی وجہ ہے کہ اب مزید کوئی نبی نہ آئیگا۔ حفاظت کا یہ اہتمام گویا سلسلہ نبوّت کے اوپر آخری مہر ہے اس کے بعد کسی نئے پیغمبر کو بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ (مولانا وحید الدین خان: ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۴۱)

آپ ﷺ کا خاتم لقب قدیم ہے کوئی دوسرا شخص اس وصف کا نہ تو اہل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس پر یہ منطبق ہوگا۔ صفت ختم نبوّت آپ ﷺ کی ذات مبارک میں ازل سے قائم ہے اور آپ ﷺ کی اس صفت کو حق تعالیٰ بھی خاتم النبین قرار دے رہا ہے۔ اس طرح صفت خاتمیت صرف آنحضرت ﷺ کیلئے ازلاً و ابداً مسلم ہوگئی اب کسی دوسرے کا اتصال اس صفت مختصہ کے ساتھ محال ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص: ۲۰۴، ۲۰۵)

تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی عظیم الشان ذمہ داری نہایت احسن خوبی سے سرانجام دی، جو آپ ﷺ کی اعلیٰ فضیلت اور آپ ﷺ کی خصوصیت کا اظہار ہے۔ آپ ﷺ کے کمال نبوّت و رسالت نے اپنی تدریجی و ترقیاتی منازل کو طے کرتے اپنی انتہا کو پہنچ کر تکمیل کا درجہ پایا۔ یہی تکمیل دین اللہ کا اصل مقصدِ تخلیق تھا جس سے نوع انسان اور انسانیت اپنے ارفع و اعلیٰ مقام پر پہنچتی ہے۔ (گوہر ممتاز: (۱۹۸۹) ص: ۱۳۹)

کسی مرسل کی اب حاجت نہیں ہے
رسالت مصطفیٰ کی ہے ''دوامی''
(رشید محمود: ص: ۷۶)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

داعِ ﷺ

داع حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم مبارک ہے یہ لفظ دعا سے اسم فاعل واحد مذکر ہے جمع وعادۃ ہے اس کے معنی بلانے والا، پکارنے والا، اور دعا کرنے والا، متوجہ کرنے والا ہے۔ داعیا الی اللہ آپ ﷺ کا ایک اہم لقب ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف سے دعوت دینے والے ہیں دعوت کا یہ کام نہایت کٹھن تھا۔ لوگوں کو ان کے برسوں سے قائم آباؤاجداد کے پختہ عقائد جو کفر وشرک کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے نکال کر حق کے نور کی جانب لانا جان جوکھوں کا کام تھا۔ کیونکہ کوئی بھی اپنے عقائد چاہے باطل ہی کیوں نہ ہوں آسانی سے نہیں چھوڑتا۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص، ۲۱۶، ۲۱۷)

قرآن حکیم نے آنحضرت ﷺ کو خدا کی طرف بلانے والے کے اعزاز سے نوازا ہے، ''اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن'' (الاحزاب: ۴۳)

دعوت کی شرائط:

دعوت کی شرائط میں جو چیزیں خصوصیت کی حامل ہیں وہ یہ ہیں کہ داعی جس پیغام کو پیش کر رہا ہے آیا کہ وہ اس کے جملہ تقاضوں سے آگاہ ہے اور خود بھی اس پر عمل پیرا ہے انسانی نفسیات کا گہرا مطالعہ رکھتا ہے اپنی دعوت کے تمام تضمنات سے باخبر ہے۔

یعنی وہ باخبر ہو کہ جس کارزار میں اتر رہا ہے وہاں قدم قدم پر مخالفتوں اور دشمنوں کے جال بکھرے پڑے ہیں اور پورے معاشرے سے لڑائی اور معاشرے کے سربراہوں سے جنگ ہے اور یہ کام بغیر ابتلاؤ وآزمائش کی سختیوں سے سرانجام نہیں پاسکتا۔ اور یہ کہ موقع محل کی مناسبتوں سے بہرہ مند ہو۔ انسانی اذہان کو مختلف طریقوں سے سمجھانے کا ہنر آتا ہو۔ ہر کوئی اپنے ذہن کے مطابق سمجھتا ہے کچھ لوگ خطابیات سے متاثر ہوتے ہیں کچھ منطق سے اور کچھ صرف حقائق کی طرف دعوت دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ (مولانا محمد حنیف (۱۹۸۳)، ص، ۲۰۹، ۲۱۰)

دعوت کے اس مشکل مرحلوں کو آپ ﷺ نے فہم وفراست، استقامت، علم وحکمت کے ذریعے سرانجام دیا۔ آپ ﷺ نے ایک طرف محبوبیت اور جذب وکشش تو دوسری طرف عزیمت واستقامت کے دونوں پہلوؤں کی بہترین ترجمانی کی۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

''اے پیغمبرؐ! لوگوں کو دانش وحکمت، موعظہ حسنہ اور بحث ومناظرے کی خوبیوں کے ذریعے اللہ کی

Marfat.com

طرف بلاؤ'' (النحل:۱۲۵)

دعوت حق جوایک علمی تحریک اور مربوط سائنسی نظام فکر ہے کی حقیقت اور اصابت کا تمام تر دارومدار جہاں دعوت کی صداقت، اس کے خلوص نیت، اس کی علمی بصیرت، اس کے دلائل کی حجت اور قطعیت اور اس کے ضبط نفس اور حلم و وقار پر بھی ہے آپ ﷺ کی ذات گرامی ان فضائل کثیرہ اور محامد جمیلہ کا مجموعہ تھی، جس کی وجہ سے ان کی دعوت حق میں ایک سحر انگیز اثر تھا۔ (محمد احسان الحق: ص،۱۴۱)

دین کی طرف دعوت دینے کا حکم:

تبلیغ دین کے سلسلہ میں آپ ﷺ کو اللہ پاک کی طرف سے صریح حکم مل چکا تھا۔ ''پس جو حکم آپ ﷺ کو خدا کی طرف سے ملا ہے، وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکین کی پرواہ مت کرو۔'' (الحجر:۹۴)

''یہ لوگ تمہیں ان آیات الٰہی کی تبلیغ سے روک نہ دیں، جو تمہاری طرف نازل کی گئیں ہیں ان کو اپنے پروردگار کے دین کی طرف دعوت دو اور اس بات کو یقینی بناؤ کہ مشرکوں کے اعمال میں کسی میں بھی تمہاری شمولیت نہ ہو۔'' (القصص:۲۸:۸۷)

پس اے رسول ﷺ تم اسی دین حق کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو اور احکام الٰہی پر پوری استقامت سے جمے رہو۔ ان کفار کی خواہشات کا اتباع نہ کرو اور برملا اعلان کردو کہ میں صدق دل سے تنزیلات ربانی پر ایمان لایا ہوں جو اس کتاب میں ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم میں انصاف کروں، اللہ ہمارا پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال کی سزا و جزا ہے اور تمہارے لئے تمہارے اعمال کی۔ ہمارے اور تمہارے درمیان بحث و تکرار کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کو اکٹھا کرے گا اور ہم سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ (الشوریٰ:۴۲:۱۵)

''تم اپنے رب کی طرف دعوت دو، یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو'' (الحج:۶۷)

آپ ﷺ بہت بڑے داعی تھے دین کے حق میں آدمی کے اندر احساس غیرت ابھارتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ہر دین کا ایک مزاج ہوتا ہے اور اسلام کا مزاج حیا ہے اللہ نے فواحش سے روکا ہے تو اس کے پیچھے اس کی غیرت وحمیت کام کر رہی ہے۔

دین کا سوال جب آدمی کے لئے غیرت وحمیت کا سوال بن جائے تو جاننا چاہیے کہ دین کے مزاج سے اس کا مزاج ہم آہنگ ہو گیا۔ دین کے حق میں آدمی کی غیرت کو پیدا کرنا داعی کا فرض ہے ہمیں اس کی مثال خود رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں ملتی ہے۔

''طائف سے واپس آکر نبی ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل وہاں موجود تھا اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ ابوجہل نے فقرہ درست کرتے ہوئے کہا: آل مناف! یہ ہے تمہارا نبی! عتبہ بن ربیعہ جو ہاشمی

Marfat.com

خاندان سے تھا اور قریش ہی کے مشرکانہ دین پر قائم تھا لیکن اس سے برداشت نہ ہو سکا کہ کوئی اس خاندان پر چوٹیں کرے، وہ بول پڑا! اگر ہم سے کوئی نبی ہو جائے یا اس کو بادشاہت حاصل ہو جائے تو اس میں جلنے کی کیا بات ہے؟ نبی ﷺ نے اس کی زبان سے یہ سنا تو اس کے قریب آئے اور فرمایا! ''تعجب ہے عتبہ خدا اور رسول کے لئے تو تجھے غیرت نہ آئی، لیکن اپنے لئے آ گئی'' یعنی تمہاری غیرت وحمیت کا دائرہ کتنا محدود ہے اور تنگ ہے کاش تم جان سکتے کہ خدا اور اس کے رسول، خاندان اور قبیلہ سے کہیں زیادہ آدمی سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ (محمد فاروق خان (۱۹۹۴)، ص، ۳۱، ۳۲)

ایک داعی کی حیثیت سے آپ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز عرب سے کیا۔ لیکن آپ ﷺ کی دعوت ایک عالمی دعوت تھی، فطری تدریج کا تقاضا تھا کہ آغاز اپنے ہی ماحول سے ہو۔ مقصود یہی تھا کہ ایک ایسی جماعت تشکیل کی جائے جو عالمی سطح پر دین کی دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے سکے۔

قرآن پاک میں اس جماعت کے بارے میں یوں فرمایا گیا ہے، ''یعنی ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو'' (البقرۃ: ۲: ۱۴۳)

امت وسط سے مراد ایسا اعلیٰ اور اشرف گروہ، جو عدل وانصاف اور توسط پر قائم ہو۔ (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱۹۷۸)، ص، ۱۱۹)

دعوت اسلامی کے عالمی مزاج کا تقاضا تھا کہ داعی بھی عالمی مزاج رکھتا ہو۔ اس کے پیش نظر کسی خاص، قوم، نسل یا طبقے کی بھلائی نہ ہو بلکہ پوری دنیا اور تمام انسانوں کی فلاح مقصود ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ ایسی ہی بین الاقوامی شخصیت تھی۔ (اسد سلیم، (۱۹۹۲)، ص، ۴۰)

حضور پہلے خفیہ دعوت دیتے رہے پھر حکم خدا پر اعلانیہ دعوت کا سلسلہ شروع ہو گیا جس سے مختلف ردعمل ہوا اول بے اعتنائی کا انداز اختیار کیا گیا اور اس کے بعد پھبتیاں کسنے اور دنگے کی نوبت آئی مثلاً ایک دفعہ آپ مسلمانوں کے ہمراہ ایک گھاٹی میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کفار مکہ یہ منظر دیکھ کر پھبتیاں کسنے لگے اور پھر دنگے پر اتر آئے یہاں تک کہ ایک مشرک نے اپنی تلوار سے حضرت سعد بن ابی وقاص کو زخمی کر دیا۔ یہ خون کی پہلی دھار تھی جو خدا کی راہ میں مکے کی خاک پر پڑی۔ (نعیم صدیقی (۱۹۹۴)، ص، ۱۳۴، ۱۳۸)

اور حضور کو صابی کہا گیا، مرتد کہا گیا، پاگل کہا گیا، شاعر کہا گیا، کاہن قرار دیا گیا، جادوگر کہا گیا، کٹ حجتیاں کیں گئیں غنڈہ گردی کی گئی۔ (نعیم صدیقی (۱۹۹۴)، ۱۴۳، ۱۵۲)

اسی دعوت کے خلاف قوم نے جو انداز اختیار کیے ان میں ہنسی، تحقیر، استہزاء اور تکذیب آپ ﷺ کی تعلیمات کو مسخ کرنا، شکوک وشبہات پیدا کرنا، جھوٹا پراپیگنڈہ کرنا، تعلیمات وشخصیت کو واہیات اعتراضات کا نشانہ بنانا اور سودے بازیاں شامل تھیں۔ جب اس سے بات نہ بنی تو کھلم کھلا ظلم پر اتر آئے۔ (صفی الرحمان (۱۹۹۶)، ص،

Marfat.com

۱۱۸،۱۱۶)

مکہ اور طائف میں تبلیغ اسلام کی کوششوں میں رکاوٹ کی وجہ سے حضور نے دوسرے قبائل کی طرف توجہ فرمائی جو عکانہ، مجنہ اور ذوالمجاز کے میلوں اور حج کے موقع پر منیٰ میں جمع ہوتے تھے۔

حج کے موسم میں جب بھی لوگ جمع ہوتے آنحضور ﷺ کے پاس جاتے اور انہیں اللہ اور اسلام کی دعوت دیتے ان پر اپنا آپ پیش کرتے اور اللہ کی طرف سے جو ہدایت اور رحمت آپ ﷺ پر نازل ہوتی اس کا کھلے بندوں اظہار کرتے۔ (ابن ہشام، ص، ۴۲۵)

اس طرح نبوت کے گیارہویں سال موسم حج میں یثرب کے چھ آدمیوں کے اسلام قبول کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال حج آیا تو سات آدمیوں نے اور اسلام قبول کر لیا۔ جن کے نام یہ ہیں معاذ بن الحارث ابن عقراء، ذکوان بن عبدالقیس، عبادہ بن صامت، یزید بن ثعبلہ، عباس بن عبادہ بن نفلہ، ابوالہیثم بن التیہان، عویم بن سیاعدہ، (مسرت شوکت چیمہ، (۲۰۰۰)، ص، ۹۴)

الغرض نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری مرحلہ تک دین کی طرف دعوت دتے رہے اور ہر ممکن کوشش کوشش سے اس دین کو پھیلاتے رہے۔ کوئی بندش، کوئی رکاوٹ، کوئی سختی ان کی راہ میں حائل نہ ہوئی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

رحمۃ ﷺ

رحمت وہ عطیہ ہے جو کسی کی کمی پوری کرنے کے لئے ضرورت کے مطابق عطا ہو۔اس لفظ کا مادہ (ر ح م) ہے اس کے معنی مہربان، مہربانی کرنا، کرم کرنا، بخشش، عطا بھی ہے۔ رحمت میں محبت ،شفقت، فضل و احسان، لطف وکرم سب شامل ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص:۲۲۴)

محققین کے نزدیک ''رحمٰن و رحیم'' دونوں الفاظ رحمت سے مشتق ہیں اور رحمت اس جذبہ اور نرمی کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری ہستی کے ساتھ محبت و شفقت، لطف و احسان اور فضل کرم کرنے کا داعیہ غالب آجائے۔ (مولانا اشرف: (۱۹۸۳)، ص:۱۹۳)

حضور رحمۃ اللعالمین ہیں۔ یہ حقیقت صرف آپ ﷺ ہی کے لئے مخصوص ہے جس طرح سارے جہاں کو پالنے والا رب العالمین ہے اور اس کے سوا یہ صفت کسی اور کی نہیں ہوسکتی اسی طرح رب العالمین نے رحمۃ اللعالمین کی صفت ہمارے رسول ﷺ کے لئے مخصوص کردی کہ وہ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ (سید اسعد گیلانی: ۱۹۸۱، ص:۷۷)

طالب حسین کرپالوی نے حضور ﷺ کی رحمت کے بارے میں سیرت النبی ﷺ میں یوں بیان کیا ہے کہ، خدا دنیا پر رحم فرمائے گا اور بتوں کی بت پرستوں سمیت تباہ کردے گا۔ اور ابلیس سے وہ غلبہ چھین لے گا جو اسے انسانوں پر ہے وہ اپنے ساتھ خدا کی رحمت لائے گا۔ (طالب حسین کرپالوی، ۱۹۹۲) ص، ۱۲۰)

خورشید عالم گیر گوہر گوتم بدھ کے حوالے سے اپنی کتاب تاجدار رحمت میں یوں رقم طراز ہیں۔

''گوتم بدھ سے اس کے شاگرد نندا نے جب پوچھا کہ آپ کے بعد کون تعلیم دے گا تو گوتم نے جواب دیا میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو زمین پر آیا ہے اور نہ ہی آخری بدھ۔ اپنے وقت پر ایک بدھ آئے گا جو تریا کے نام سے موسوم ہوگا اور (تریا کے معنی رحمت کے ہیں) (خورشید عالم گوہر: (۱۹۹۴)، ص:۴۳)

قرآن مجید میں آپ ﷺ کی شفقت و رحمت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ مسلمانوں! تمہارے پاس اللہ کا رسول آگیا ہے جو تم ہی میں سے ہے، تمہارا رنج و تکلیف میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا بھوکا ہے اور مومنوں کے لئے نہایت شفیق و رحیم ہے۔ (توبہ:۱۲۸)

اور ہم نے آپ ﷺ کو کسی اور مقصد کے لئے نہیں بھیجا مگر دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر۔ (الحج:۱۰۸)

Marfat.com

سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! آپ ﷺ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔(الانبیاء:۱۰۷)

حضور ﷺ کے مزاج رحم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے کہا! اے نبی! ان سے نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کرتے رہو اور جاہلوں سے نہ الجھو۔(اعراف:۱۹۹)

پس ان کے قصور معاف کر دو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔(آل عمران:۱۵۹)

حضور ﷺ کی ذات گرامی ایک ابر رحمت تھا۔ جو پیہم موسلا دھار بارش کی طرح برستا رہا، گل و گلزار پر صحرا، دریا پر، پہاڑ و میدان پر ہر کوئی اپنی استعداد کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتا رہا۔ دوست و دشمن کی تخصیص نہ تھی۔ اس آفادہ رحمت میں سب برابر کے شریک تھے آپ ﷺ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے اور تبلیغ کے کٹھن مراحل اس کی اذیت و تکلیف سہنے کے باوجود آپ سراپا لطف و کرم، نرم و ملائم تھے۔(مولانا محمد اشرف:(۱۹۸۳)،ص:۲۰۱)

غزوہ احد کے تناظر میں قرآن مجید نے آپ ﷺ کی ذاتی رحمت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اللہ کی رحمت کے باعث آپ ﷺ ان کے واسطے نرم ہوئے اور آپ ﷺ اگر تند خو اور سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ ﷺ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔(آل عمران:۱۵۹)

رحمۃ اللعالمین:

اسلامی تاریخ میں جہاں حضور ﷺ کی آمد سے قبل اوس خزرج کے قبائل باہمی اختلاف اور تنازعات میں گھرے ہوئے تھے اور ہمیشہ سے منتشر اور مفلوک الحال تھے۔ معمولی باتوں پر جہاں خون کی ندیاں بہہ جاتی تھیں اگر وہ آپس میں اسی طرح برسر پیکار رہتے تو تباہ و برباد ہو جاتے۔ اسلام قبول کرتے ہی ان کی دنیا بدل گئی برسوں کے تنازعات بھلا دیئے۔ جاہلی تعصبات ختم کر دیئے اور عروج کی انتہا کو چھو لیا جس کو دیکھ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی اور چند ہی سالوں میں روم اور فارس کو اسلامی اقتدار کے زیر نگیں لے آئے یہ سب حضور ﷺ کے اتحاد و محبت و رحمت، نرم خوئی اور مہربانی کا نتیجہ تھا۔(ڈاکٹر علی اصغر چوہدری:(۲۰۰۶)،ص:۲۴۱)

آپ ﷺ کا لایا ہوا نظام زندگی ساری دنیا کے لئے رحمت و برکت کا ذریعہ ہے اور اس میں دنیا کی فلاح و بہبود پوشیدہ ہے اسی کی مدد سے وہ اپنے طبقاتی، لسانی، علاقائی، قومی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی اور روحانی مسائل حل کر سکتی ہے۔ اسی نظام رحمت میں اس کی سلامتی کا راز چھپا ہے اس نظام رحمت کی دستگیری سے انسان تباہی کی عمیق گہرائیوں سے نکل سکتا ہے۔

آپ ہمہ پہلو اور ہمہ جہت رحمت ہیں آپ ﷺ نے خدا اور بندے کے درمیان شعوری رشتہ قائم کیا اور انسانوں کو ان کی بصیرت سے خدا کا جلوہ دکھایا۔ آپ ﷺ نے دلوں کو صاف، دماغوں کو روشن، روحوں کو پاک کر دیا اور اپنی تعلیم سے امن عامہ کو مستحکم کیا۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے اور ہر پیمانے میں انسان کی رہبری کی۔ زمین

Marfat.com

پر جابروں، قہاروں کے تکبر خاک میں ملائے اور خدائے بزرگ و برتر کی طاقت وعظمت کے حقیقی مقام سے روشناس کروایا اور بہتی ندیوں، جھر جھر کرتے جھرنوں، فلک بوس پہاڑوں، بپھرے سمندروں، کوندتی بجلیوں، اُمڈتے دریاؤں، ہوا کی سراسراہٹوں، زمین کی پستیوں، آسمان کی وسعتوں، برستی بارشوں، رات کی پہنائیوں، دن کی روشنیوں میں ذات خداوندی کے جلوے انسان کو دکھائے۔

دشمنوں کو اخلاق سے دوستوں کو تعلیم سے گرویدہ کیا۔ رنگ ونسل کے تمام امتیازات مٹا ڈالے۔ نام ونسب کے بت پاش پاش کر دیئے اور انصاف وعدل، محبت واخوت، لطف وکرم، ہمدردی وایثار، مساوات بھائی چارہ، کی فضا پیدا کر دی۔ (سید اسعد گیلانی: (۱۹۸۱)، ص: ۸۰،۷۸)

آپ ﷺ تنگ دستی وفراخ دستی، قوت وضعف، فقر وغنا، ہر حال میں رحمت وفراغت کا مجسمہ اور محبت و شفقت کی تصویر تھے۔ ہمیشہ احسان اور بھلائی کو پیش نظر رکھا اور اس کی تلقین کی۔ فقیروں مسکینوں اور کمزوروں سے محبت تھی ہمیشہ ان کی قدر ومنزلت اور عزت وتوقیر دوبالا کیا کرتے تھے۔ کمزوروں کی دستگیری، یتیموں اور بیواؤں کی غمگساری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے، غلاموں کی آزادی اور ان سے حسن سلوک کرتے آپ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ نے اپنے والد کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور آپ ﷺ کو اپنے والد پر ترجیح دی۔ جب کہ آپ ﷺ کے پاس نہ دولت وقوت تھی اور نہ مدافعت کا سامان اور قریش کی اذیتیں الگ۔ خدمت گاروں اور مزدوروں سے اچھا برتاؤ کرتے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ۱۰ سال تک خدمت کی، آپ ﷺ نے کبھی اف تک نہ کہا۔ بیت المال میں سے غلاموں کا حصہ بھی مقرر فرمایا۔

آپ ﷺ نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں پر بھی نرمی اور رحم فرماتے آپ ﷺ نے ایذا رساں افعال جو عرب جانوروں سے روا رکھتے تھے سے منع فرمایا، ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک اونٹنی بھوکی پیاسی بندھی پائی آپ ﷺ نے اس کی رسی کھول دی اور اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ چھوٹے پرندوں تک کوئی تکلیف نہ پہنچانا گوارا فرماتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ہم نے ایک سرخ پرندہ دیکھا جس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے بچے بھی تھے ہم نے ان کو پکڑ لیا ان کی ماں بے چینی سے پھڑ پھڑاتی رہی۔ آپ ﷺ جب تشریف لائے تو فرمایا فوراً اس کے بچے واپس کر دو۔ بچوں سے آپ ﷺ کو حد درجہ انس تھا ان کو پیار کرتے اپنی اونٹنی پر بٹھا لیتے۔ کسی کے دکھ پر آپ ﷺ دکھی ہو جاتے دل حزن وملال سے بھر جاتا یہ رحمت نہ صرف مومنوں کے ساتھ تھی بلکہ دیگر ادیان وملل کے دشمنوں، مشرکوں اور مخالفوں پر شامل تھی۔ کسی جنگ میں ایک مشرک کا بچہ قتل کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ اس قدر غمزدہ کیوں ہیں؟ وہ تو مشرکوں کا بچہ تھا۔ آپ ﷺ برافروختہ ہوئے اور فرمایا! بچے تو اپنی فطرت پر ہیں بچوں کو قتل نہ کرو۔ (عبدالرحمٰن: (۱۹۸۳)، ص: ۴۴۲، ۴۴۷)

Marfat.com

آپ ﷺ کی رحمت زمان و مکان کی وسعتوں پر چھائی ہوئی اور ازل و ابد پر محیط ہے۔ آپ ﷺ کا ہر قول و فعل، ہر ارادہ و عمل ہر حرکت و سکون، ہر تکلم و سکوت، ہر نظریہ فکر رحمت ہی رحمت ہے۔

(مولانا محمد اشرف: (۱۹۸۳)، ص: ۱۹۱)

آپ ﷺ کی تعلیمات میں مسلمانوں کے محرمات کی تعظیم ان کے حقوق کا احترام اور ان پر شفقت و رحمت کے سلسلے میں آپ ﷺ کے ارشادات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

مسلمانوں کی مثال باہمی محبت کرنے میں جسم کی مانند ہے کہ ایک حصہ تکلیف سے متاثر ہو تو سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ (مسلم)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو دشمن کے سپرد کرے۔ (بخاری)

جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی کوئی رحم نہیں کرتا۔ (مسلم و بخاری)

فرمایا! مسلمان ایک مکان کی طرح ہیں اس کا ایک حصہ دوسرے سے انگلیوں کی طرح جڑا ہوا ہے یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ کوئی مسلمان بازار میں سے نیزہ لیکر گزرے تو اس کے ایک حصے کو ہاتھ سے پکڑ لو تا کہ کسی دوسرے مسلمان کو اذیت نہ پہنچے۔ (بخاری)

آپ ﷺ کمزور بیماروں، بوڑھوں کا از حد خیال رکھتے اور کہا کرتے، جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے اس لئے کہ دین میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔ (مسلم، بخاری)

پھر فرمایا! جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے جو کسی دوسرے کی تکلیف دور کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کی تکلیف دور کرے گا کسی کی عیب پوشی کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا۔ (مسلم، بخاری)

کمال صلہ رحمی یہ ہے کہ جب دوسرے رشتہ دار بے تعلقی کریں تو ان کے ساتھ اپنا تعلق جوڑے اور ان کا حق ادا کرے۔ (بخاری)

جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا۔ (مسلم)

قیامت کے دن ان لوگوں کو پکار کر ان کا اجر دیا جائے گا جو دنیا میں لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا! جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہیے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے جس نے اس سے رشتہ توڑا ہو اور اس کے ساتھ تحمل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔ (ابو ہریرہ)

کسی نے آپ ﷺ سے پوچھا! کہ میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں، آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔ (ترمذی)

Marfat.com

آپ ﷺ کی نرم مزاجی، رحمت وشفقت کا یہ عالم تھا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر خندق کھودتے، ٹوکری اٹھاتے اینٹیں ڈھوتے، لکڑیاں جمع کرتے، جوتے مرمت کرتے، سودا سلف لے آتے اور پڑوسیوں کے کام کرتے۔ مکہ میں جب قحط پڑا تو آپ ﷺ نے جان کے دشمنوں کو بھی غلہ اور اشرفیاں امداد کے طور پر دیں اور جب آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا جنہوں نے اصحاب رسول کو شہید کر دیا تھا اور مفتوح ہو کر سامنے آئے آپ ﷺ نے ان کو بھی معاف فرما دیا اور فرمایا! ''جاؤ آج تم پر کوئی گرفت نہیں''۔

ایک دفعہ سفر میں کھانا پکاتے وقت صحابہ نے کام آپس میں تقسیم کر لیا تو آپ ﷺ نے لکڑیاں لانے کا کام اپنے ذمہ لیا، صحابہ نے کہا کہ یہ کام ہم کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم میں ممتاز بن کر رہوں، خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمرائیوں میں ممتاز رہتا ہے۔ (سید اسعد گیلانی: (۱۹۸۱)، ص: ۸۳،۸۵)

رحمت محمدیہ ﷺ تو اقتصادیات و معاشیات میں بھی نمایاں ہے جو آپ ﷺ نے پیش فرمایا جس میں مالی رقابت، طبقاتی کشمکش اور گروہی کشاکش میں بلکہ ہر طبقہ ایک دوسرے کا معاون و مددگار ہے اسی طرح جو قانون اور نظام عدل دیا گیا ہے وہ ساری انسانیت کے لئے رحمت وفلاح و بہبود کا الٰہی دستور ہے جس میں نسلی، لسانی، گروہی افرادی، تخصیص نہیں ہر ایک کے حقوق کی حفاظت، اس کی ترقی کا دروازہ کھلا جس میں نہ کسی پر ظلم ہے نہ کسی کو ظلم کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ (مولانا اشرف (۱۹۸۳)، ص: ۱۹۹،۲۰۰)

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں، میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (صحیح مسلم)

اور دل میں اپنے پرائے، دوست، دشمن، شاہ و گدا کا امتیاز نہیں فرمایا اور فرمایا! کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کیا کرو، کیونکہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ (المائدہ: ۸)

غرضیکہ حضور ﷺ سرچشمۂ رحمت تھے پوری انسانیت کے لئے ان کی رحمت کا دریا اب تک ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ جس سے دنیا کے تمام لوگ سیراب ہو رہے ہیں، محبت وشفقت کا اور محبت واخوت کا نورانی دھارا جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

محمد ﷺ ایک فرقے کے نہیں ہیں
محمد سب کے ہیں اور بالیقین ہیں
ادب لائے کیوں نہ ایمان ان پر
محمد رحمۃ اللعالمین ہیں

(ادب سیتاپوری)

Marfat.com

رشیدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

رشید لفظ (ر ش د) کا مادہ ہے اور ''رشید'' صفت مشبہ واحد مذکر ہے۔ ''رشید'' کے معنی ہدایت پایا ہوا، پرہیز گار، نیک، سیدھی راہ دکھانے والا، لیکن جب ہم اس اسم کو اللہ تعالیٰ کے نام سے منسوب کرتے ہیں تو اس کے معنی ہیں کہ ہدایت و سیدھی راہ سے فیض یاب کرنے والا۔

رشید کا مطلب ہے کہ سیدھا راستہ دکھانے والا، صحیح راہ کی طرف راہنمائی کرنے والا، جب ہم اس نام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی ''رشید'' نہیں ہوسکتا۔ پرہیز گار نہیں ہوسکتا۔ سیدھی راہ پر چلنے والا نہیں ہوسکتا، نیک و پارسا نہیں ہوسکتا۔ اطاعت گزار نہیں ہوسکتا اور پھر یہی تعلیم نبی رشید صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بھی دی تاکہ لوگ پرہیز گار بن جائیں سیدھی راہ پر چل نکلیں۔ فرمانبردار بن جائیں ہدایت پالیں۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص ۲۵۲)

اس دنیا میں پوری دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھانے والا، فلاح کی طرف بلانے والا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہوسکتا ہے۔ نبی رشید صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام دنیا شرک و بت پرستی، جہالت و گمراہی کی عمیق گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ انسانیت، بھٹکی ہوئی تھی، نہ منزل کا پتہ تھا نہ راہ کا تعین۔ تہذیب اقدار کی روشنی سے محروم تھی، بدفعلیوں سے فضا تعفن آلود تھی۔ طاقت ور اپنے آپ کو خدا کا اوتار سمجھتے تھے۔ عام انسان کا جینا حرام تھا۔ اخلاقی پیمانے تار تار تھے۔ خونریزیاں تھیں، چیخیں تھیں۔ اندھیری نگری کے اندھے تقاضے تھے۔

امید کا کوئی جگنو، آس کی کوئی راہ، احساس و مروت کی کوئی ڈگر نظر نہیں آتی تھی۔ انہی اندھیروں میں نبی رشید ہدایت کی روشنی لیکر ابھرے اور اس کا اجالا پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی، تگ و دو کی اور بالآخر انسانیت کے لئے نجات کا، ہدایت کا، فلاح کا راستہ وا کر دیا، ڈوبتی کشتی کا پتوار سنبھالا اور ساحل کی راہ دی۔ پروفیسر طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸، ص: ۳۹، ۴۰)

اللہ سے محبت اس کے رسول کی پیروی میں ہی نبی کے دین سے انسان ہدایت کا راستہ پاتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا!

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی'' (النساء: ۸۰)

''ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس

Marfat.com

کی۔امید ہے تم راہ راست پالو گے'' (اعراف:۷)

''کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔'' آل عمران: (۳۱:۳)

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی''۔(احزاب:۳۳)

ہدایت تو تمہیں اس وقت ملے جب تم رسول ﷺ کی ماتحتی کرو گے۔رسول کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔(النور:۲۴)

سیدھا راستہ تو نبی رشید ﷺ کی پیروی ہی میں ہے جس سے انسان کفر و شرک اور فسق و بدعات کی گمراہی سے نکل کر سیدھا راستہ پاتا ہے اور ہدایت کی راہ لیتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول مجھے ہدایت فرمادیں۔آپ ﷺ کے پاس ایک مشرک بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ ابن مکتوم سے منہ موڑتے تھے اور مشرک پر توجہ دیتے تھے عبداللہ بن ام مکتوم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ میرا خطرہ محسوس کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔(محمد برکت علی:۱۹۷۷،ص:۶۲۷)

میں تمہیں ہدایت کا راستہ دکھاتا ہوں۔(المومن:۲۹)

اور آپ تو ان کو سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہیں۔(المومنون:۳)

حضرت حسن بصری کا بیان ہے جب نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق غار ثور سے نکل کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو ہر وہ شخص جو حضرت ابوبکر صدیق کو جانتا تھا وہ پوچھتا کہ اے ابوبکر! آپ کے ساتھ جو شخص ہے وہ کون ہے؟ تو ابوبکر فرماتے کہ یہ میرا رہنما ہے۔ جو مجھے سیدھا راستہ بتاتا ہے۔(محمد برکت علی:۱۹۷۷،ص،۶۷۴)

نبی رشید ﷺ صاحب عقل و دانش، صحیح راہ اختیار کرنے والے، صاحب ادراک، نیک اور صالح تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لئے آپ ﷺ کو ہدایت کے لئے چنا جیسا کہ فرمایا گیا!

''اللہ تعالیٰ نے اپنے (رحمۃ اللعالمین) اور آخری ہدایت یافتہ پاک ہستی کو قرآن پاک جیسی سچی اور لازوال تعلیمات اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تا کہ اس کی برتری تمام ادیان پر ثابت ہو جائے خواہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار گزرے''۔(التوبہ:۹:۳۳)

نبی رشید نے لوگوں کو ہدایت کی روشنی پہنچائی۔جو کہ خدائے بزرگ و برتر نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو پہنچائی اور جس میں کہ سراسر ہدایت رکھ دی گئی ہے۔

آپ ﷺ خدا کی بھیجی ہوئی تعلیمات وہدایت کے پیغامبر اور شاہد ہیں اور بنی نوع انسان کی فوز وفلاح کے لئے انہیں نیکی کی راہ دکھانے والے راہبر ہیں۔گم گشتہ زندگی کوئی جہد دینے والے ہیں، اسلام کے نور و ہدایت

Marfat.com

کے علمبردار ہیں، تاریک راہوں کو کتاب الٰہی اور روحی الٰہی کی روشنی سے منور کرنے والے ہیں۔ زندگی کو زندگی کا صحیح احساس دینے والے ہیں۔ حق اور حقائق کو دلائل کی روشنی سے منوانے والے ہیں۔ بھٹکے ہوئے آہو کو منزل کا راستہ بتانے والے ہیں، بے ایمان کو ایمان افروز کرنے والے ہیں، دل کی سیاہیوں، بدنمائیوں، کینہ پروریوں، کدورتوں کو دھونے والے ہیں، راہ کی کٹھنائیوں سے منزل کی اونچائیوں میں لے جانے والے نبی رشید ﷺ کے طریقے اور پیروی ہی سے ہم ہدایت کی روشنی لے سکتے ہیں۔ جنہوں نے خود بھی خدا کی رضا، اس کے احکام اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاری اور انسانیت کو بھی اپنی راہ پر چلنے کی تلقین کی۔ رسول رشید ﷺ اپنی سیرت کے لحاظ سے تمام دنیا سے برتر اور اعلیٰ ہیں آپ ﷺ کی سیرت سنہری حروف سے جگمگاتی ہے اور قیامت تک جگمگاتی رہے گی۔ آپ ﷺ نے دین اسلام کی بے لوث خدمت کی آپ ﷺ نیک اور پرہیزگاروں کو فلاح کی خوشخبری دینے والے ہیں آپ ﷺ کی زندگی راستہ کی روشنی ہے۔ جو راہ کی تاریکیوں کو دور کر رہی ہے۔ آپ ﷺ کو ایسی شریعت ودیعت کی گئی جو ہر لحاظ سے کامل تھی، دائمی تھی، لازوال تھی جو راہ ہدایت کی طرف لے جانے والی تھی۔ خدا ہر انسان کو نبی رشید کی پیروی اور ہدایت کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆

Marfat.com

رؤف صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ کا ایک اسم گرامی رؤف بھی ہے جس کا مطلب بہت زیادہ پیار کرنے والا، رؤف راحت سے مبالغہ کا صیغہ ہے جو صیغے مبالغہ کے اوزان پر آتے ہیں ان کے معنی میں کثرت وفراوانی پائی جاتی ہے۔ محمد ایوب سپرا، ۲۰۰۳، ص، ۱۴۳

نبی رؤف کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

''لوگو تمہارے پاس تم ہی میں سے میرے ایک ایسے رسول آئے ہیں جن کو تمہارے مصائب و آلام بہت گراں گزرتے ہیں او وہ تمہارے لئے منفعت کے خواہش مند ہیں مومنوں کے ساتھ بہت نرم دل شفیق اور مہربان ہیں'' توبہ: ۱۲۸

یعنی بتایا گیا ہے کہ اے لوگو! تمہارے بیچ ایک ایسا نبی بھیجا گیا ہے جو تمہی لوگوں میں سے ہے۔ جس کے حسب نسب کو تم خوب جانتے ہو، جس کی صفات کو تم خوب پہچانتے ہو کہ وہ امین وصدیق، زاہد و عابد، خلیق و شفیق، رحیم وکریم، عزت وتکریم والا نبی ہے اور لوگوں کی مشکلات، تکالیف اور پریشانیاں آپ ﷺ پر گراں گزرتی ہیں اور آپ ﷺ کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو راحت پہنچائیں اور ان کی ایذا رسانی کریں۔ مصیبت میں کام آئیں اور اپنی شفقت ورحمت کو فراواں رکھیں اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دو ناموں رؤف اور رحیم سے مخاطب فرمایا ہے جو کہ عظمت کا اعلیٰ درجہ ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کا نام رؤف اور رحیم رکھا ہے۔ (صحیح مسلم)

''یہ جو آپ لوگوں کے لئے نرم دل اور شفیق واقع ہوئے ہیں یہ سب اللہ کی رحمت کے سبب ہوا ہے۔ آل عمران، ۱۵۹

اگر آپ سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے جب شق صدر کے وقت آپ ﷺ کے سینہ کو چاک کیا گیا تو اس وقت آپ ﷺ کی ذات میں شفقت اور رحمت داخل کر دی گئی۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ کی مخلوق پر رحم کھانے والوں اور ان کے ساتھ رحم کا معاملہ کرنے والوں پر خداوند رحمٰن کی خاص رحمت ہوگی تم زمین والی مخلوق کے ساتھ

Marfat.com

رحم کا معاملہ کرو آسمان والا تم پر رحمت فرمائے گا۔ (سنن ابی داؤد، جامع، ترمذی)

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی جو اس کے پیدا کئے ہوئے انسانوں پر ترحم کا معاملہ نہ کرے گا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے زیادہ اچھا ہو اور میں تمہاری نسبت اپنے اہل کے لئے زیادہ اچھا ہوں۔ (طبرانی)

ایک بار ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لیکر نبی رؤف ﷺ کے پاس آیا اور اس کو لپٹانے لگا آپ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا ''تم اس پر رحم کرتے ہو؟'' اس نے کہا ''ہاں'' ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جو تم اس پر کرتے۔ وہ سب رحم کرنے والوں سے رحیم ہے۔ ایک بار نبی رؤف ﷺ نے حضرت حسنؓ کا بوسہ لیا۔ افرع بن حالیس جو ایک سخت گیر بدّو تھا پاس بیٹھے تھے بولے کہ میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ علامہ سید سلیمان ندوی، ۱۹۸۴، ص، ۳۹۰

رؤف نبی ﷺ بچوں کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش اتے ان کے قریب سے گزرے تو ان کو خود اسلام علیکم کہا کرتے ان پر شفقت برتتے انہیں گود میں اٹھا لیتے۔ اپنے خادموں سے بھی نہایت شفقت سے پیش آتے: محمد ایوب سپرا، ۲۰۰۳، ص ۱۴۴

آپ ﷺ کی انتہائی کوشش ہوتی کہ امت پر آسانی ہو اور وہ دین و دنیا کی سختیوں سے بچے رہیں اور ہمیشہ ہی نصیحت بھی کرتے کہ آسانی کرو سختی مت کرو خود بھی اس عملی نمونہ رہے لوگ غلط کاموں اور منکرانہ رویوں سے دوزخ کا سامان کرتے۔ آپ ﷺ ان کو دوزخ کے عذاب سے ڈرا ڈرا کر جنت کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے کیونکہ نبی رؤف ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی امت پر اخروی عذاب و سختی آئے۔ وہ تو سراپا رحم و کرم تھے نبوت کے دسویں سال جب آپ ﷺ نے دین کی تبلیغ کے لئے طائف کا سفر اختیار کیا حضرت زید بن حارث آپ ﷺ کے ساتھ تھے نبی رؤف ﷺ وہاں دس دن رہے اور تبلیغ وحق کے فرائض سرانجام دیتے رہے مگر آپ ﷺ کو کوئی پذیرائی نہ ہوئی کسی نے کان نہ دھرا بلکہ آپ ﷺ کو تکالیف پہنچائیں اور یہاں کے سرداروں نے لڑکوں غلاموں اور بدمعاشوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ آپ ﷺ جہاں تبلیغ حق کیلئے کھڑے ہوئے وہاں یہ لوگ شور شرابا کرتے پتھر مارتے، غلط باتیں بکتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ پر پتھر برسائے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک لہولہان ہو گئے تو تالیاں بجانے لگے۔ آپ ﷺ تھک کر ایک باغ میں آ گئے اور جو دعا مانگی دیکھیے ان کی رؤفی کی انتہا۔

''الٰہی اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی بے قدری کی فریاد تجھی سے کرتا ہوں۔ اے رحیم تر خدا تو ہی بے بسوں کا مالک ہے میرا بھی تو ہی مالک ہے۔ مجھے ان ترش رو اور دشمنوں کے سپرد

Marfat.com

نہ کرا گر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی مصیبت کی پروانہیں کیونکہ میرے لئے تو ہی کافی ہے۔ میں تیری پناہ میں آتا ہوں مجھے تیری رضامندی اور خوشنودی چاہیے نیکی کرنے اور بدی سے رکنے کی طاقت۔ اے رب تیری طرف سے ہی ملتی ہے۔

اس واقعے کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ نے بعد میں بتایا کہ آپ ﷺ نے بتایا کہ میرے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہا اگر آپ ﷺ چاہیں تو ان لوگوں پر پہاڑ الٹا دوں اور سب یہیں پس جائیں مگر آپ ﷺ نہیں نہیں کہ میں خدا کی رحمت سے مایوس نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی میں سے ایسے لوگ پیدا کریں گے جو صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کریں گے۔ نبی رؤف کے رحم، برداشت، شفقت، صبر کی اس سے اعلیٰ مثال اور کیا ہوگی۔

نبی رؤف کسی کے حق میں بدعا کے بغیر انتقام لئے بغیر تبلیغ حق چار دانگ عالم میں پھیلاتے رہے۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۲۶۵، ۲۶۶

جس طرح اللہ کی ذات رحیم و کریم ہے اسی طرح اس کا رسول رؤف ﷺ بھی حد درجہ رحمت و کرم اور التفات برتتے۔ آپ ﷺ تو دوست تو دوست دشمنوں پر بھی رحم فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رحم و برداشت یہ نہیں کہ صرف رحم کرنیوالوں کیساتھ رحم کرو بلکہ قاطع رحم کے ساتھ زیادہ رحم سے پیش آؤ کیونکہ دشمنوں کیساتھ رحم کرنا اور معاف کرنا اصل خوبی ہے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیں جسکے کرنے سے جنت مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ظالم رشتہ دار پر اپنی عنایتیں نچھاور کر دو۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق کو جو نبی رؤف ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے گالی دی۔ وہ سن کر چپ رہے اس نے پھر وہی حرکت کی پھر وہ چپ رہے تیسری دفعہ جب اس نے پھر گالی دی تو ابوبکر صدیق برداشت نہ کر سکے بول اٹھے۔ یہ دیکھ کر رؤف نبی ﷺ وہاں سے اٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیق نے پوچھا کیا آپ ﷺ مجھ سے خفا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تم چپ تھے خدا کا فرشتہ تمہاری طرف سے کھڑا تھا جب تم نے جواب دے دیا تو وہ ہٹ گیا۔ علامہ سلیمان ندوی، ۱۹۸۴، ص، ۱۲۷، ۱۲۸

آپ ﷺ کی ذات مبارکہ نہ صرف اپنی امت کے لئے بلکہ تمام بنی نوع انسانوں کے لئے رحمت و رافت تھی، دشمن و دوست کی کوئی تخصیص نہ تھی ہر ایک کے ساتھ مہربانی، ہمدردی، محبت، شفقت، کرم اور رحم فرماتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رؤف اور رحیم کا خطاب عطا فرمایا اور جہان کے لئے رحمۃ اللعالمین قرار پائے۔

ہمیں بھی اس رؤف نبی ﷺ کی امت ہونے کے ناطے ان کی پیروی کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

رحیم ﷺ

الرحمٰن اور رحیم دونوں رحم سے ہیں عربی میں ''رحمت'' عواطف کی ایسی رقت و نرمی کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری ہستی کے لئے احسان و شفقت کا ارادہ جوش میں آ جائے پس رحمت میں محبت، شفقت، فضل، احسان سب کا مفہوم داخل ہے۔(ابوالکلام آزاد، (۱۹۳۱)، ص:۹۸)

اس لفظ کا مادہ (ر، ح، م) ہے اس کے معنی مہربان، مہربانی، کرم، بخشش بھی ہوتا ہے۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ۲۲۴)

قرآن میں حضور ﷺ کی شان رحمت:

''ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا'' (انبیاء: ۱۰۷)''

''اے لوگوں تمہارے پاس ایک ایسا پیغمبر آیا ہے جو تمہاری ہی جنس میں سے ہے جس کو تمہاری تکلیف بہت گراں گزرتی ہے جو تمہارے فائدہ کے لئے سخت بے قراری رکھتا ہے اور خصوصاً ایمان والوں کے ساتھ بہت شفیق اور مہربان ہے۔(التوبہ:۱۲۸)

آپ مومنین پر شفقت رکھیں۔(الحجر:۸۸)

''بلاشبہ نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہے۔'' (الاحزاب:۶)

''سو اللہ کی رحمت سے تو ان کے لئے نرم ہے'' (آل عمران:۱۵۹)''

دنیا ظلم و جبر کے عذاب الیم میں مبتلا تھی غلامی کی زنجیر و پیرں نے ان کو تار تار کر رکھا تھا۔

سلاطین ملک، روسائے شہر، سرداران قبائل، اپنے اپنے حلقہ میں خدا بنے بیٹھے تھے اور ان کے پیروکار کی زندگی ان کے قادر قابض کے اختیار میں تھی۔ دنیا ذلت و پستی، غلامی و تحقیر میں اسیر تھی کہ سرزمین ریگستان میں ایک ایسے رحیم بادشاہ کا ظہور ہوا جس نے غلامی کی زنجیروں کا کاٹ کے رکھ دیا۔ قیصر و کسریٰ کے تخت الٹا دیئے بت خانے ڈھا دیئے، ظلم و تعدی کے خوفناک اژدھے کو شمشیر آہنی کے ایک وار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ امن و آشتی، محبت و اخوت، پیار و احسان، عاجزی و انکساری، رواداری و پاسداری کی فضا کو جنم دیا، قہر و غضب، خوف و دہشت، غضب و حقوق کو کاری ضرب لگائی اور حیوانیت کو انسانیت کے مقام پر لا کر کھڑا کیا۔ (ابوالکلام آزاد، (۱۹۳۱)، ص:۷۵۳،۷۵۴

Marfat.com

وہ خزاں کی سی کیفیت یعنی پتوں کا سوکھ جانا، درختوں، پودوں کی نشوونما کا رک جانا، گلستان کی طراوت کا پھیکا پڑ جانا، عنادل کے نغموں کا خاموش ہو جانا، پھولوں کی نکہتوں کا مرجھا جانا، آپ ﷺ کی رحمت کے نزول کے ساتھ ہی بہار کا سماں پیدا ہو گیا نسیم سحری چلنے لگی، پھول کھلنے لگے۔ ابر باراں برسنے لگا، پرندے چہچہانے لگے، ہر درخت پر پتے کی نشوونما ہونے لگی، رعنائیاں چارسو بکھرنے لگیں اور بہاروں کا چرچا ہونے لگا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ذات سراپا رحمت تھی، انسانیت نوازی، محبت، ایثار وقربانی، عفو درگزر، تہذیب وشائستگی، آداب وتواضع، تسلیم ورضا، نرم دلی، کریمی، مروت نے خزاں رسیدہ انسان کو بہار کی طراوت دی۔ (محمد علی چراغ۔ (۲۰۰۵)، ص: ۲۲۷)

لفظ رحم صرف نبی پاک ﷺ کے لئے ہی استعمال ہوا کیونکہ آپ ﷺ کی پاک زندگی تمام دنیا کی فلاح و بہبود خیر وصلاح اور عنائیت ومحبت میں صرف ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے بندوں کو خدا شناس کرا دیا، خدا کی وحدانیت کا ڈنکا بجایا، اسلام کا نور پھیلایا جس نے دلوں کو روشن، روح کو پاکیزہ، دماغ کو درست، اور طبع کو ہموار بنایا۔ جس نے آسمان کی وسعت، ستاروں کی چمک، سورج کی تمازت، چاندنی کی حلاوت، رات کی تاریکی، دن کی تابناکی، رعد کی کڑک، بادل کی گرج، ہوا کی سراسراہٹ میں خدا کے عرفان کا احسان دلایا جس کی تعلیم نے ہر درجہ پر انسانیت کی راہبری کی، درندگی کو تہذیب، راہزنی کو جہاں بانی، شاہوں کو خانقاہی، بھیڑوں کو گلہ بانی اور کل کائنات کو جینے کا ہنر سکھا دیا اور تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو روشنی کی کرن دی اور انہیں نیک وبد کی راہوں سے روشناس کرایا۔ (گوہر ممتاز قاضی۔ (۱۹۸۹)، ص: ۴۹)

رحیم نبی ﷺ نے انسانیت پر ایک بڑا کرم یہ کیا کہ ملکوں، قوموں اور قبائل میں بٹی ہوئی انسانیت کو وحدت، آدمیت اور اخوت کا ایسا پیغام دیا کہ دنیا امن وچین، محبت والفت کا گہوارہ بن گئی۔ وحدت انسانی کا نظریہ رحمت محمدیہ کا وہ عطیہ ہے جس سے پوری نسل انسانی جسم واحد ہو جاتی ہے۔ (عابد احمد، ص: ۵۸)

عالم فقری نے احادیث سے آپ کی رحیمی یوں بیان کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ مشرکین کے لئے بددعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں اتارا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حضرت جریرؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا۔ خدا اس پر رحم نہ کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ (عالم فقری۔ (۱۹۸۸) ۶۶۶، ص: ۶۷۴)

مولانا اسد القادری نے آپ ﷺ کی رحیمی اور رحمت کا نقشہ بڑے دلفریب انداز میں یوں کھینچا ہے۔

آپ ﷺ کی رحمت میں مادیت بھی تھی اور روحانیت بھی یعنی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی وضاحت کی حقوق اللہ میں طہارت، توبہ، تقویٰ، سلوک ومعرفت کے راستے بتائے اور دوسری طرف معاشرت، سیاست، حکومت، تہذیب و

Marfat.com

تمدن کے طریقے بتائے یعنی بندہ کا اللہ سے رشتہ اللہ کے بندوں سے اور دیگر مخلوقات کے حق میں رحمت محبت اور عنایت کا جذبہ بھی۔

حضور ﷺ کی رحمت ابدی ہے ایمان کی صورت میں کہ ایمان کی بدولت مومن اور کافر میں فرق کا پتہ چلتا ہے ایمان کی بدولت ہر صبح ہماری امید میں اضافہ ہوتا ہے اور ہر شام ہماری عقلوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی رحمت ابدی ہے دین اسلام کی صورت میں کیونکہ اسلام صرف جنت کا ہی زینہ نہیں بلکہ دولت عدل۔ امن، سکھ اور اخوت کا بھی زینہ ہے۔ حضور ﷺ کی رحیمی عالمگیر ہے آپ ﷺ تمام اوقات اور تمام مخلوقات کے لئے ہر گوشہ زندگی، ہر سطح اور ہر حالت کے لئے ہر عاصی کے لئے، عوام الناس کے لئے آپ رحمت بن کر آئے، آپ نے تبلیغ تنظیم اور جہاد کے ذریعے کھرے اور کھوٹے، مومن منافق کو الگ الگ کر دیا فرد کو ملت واخوت کی تنظیم سے چسپاں کر دیا، آپ نے خشت کو اٹھایا اور بنیان مرصوص میں موزوں کر دیا تا کہ ہر فرزند اسلام ایک دوسرے کے لئے رحمت اور غیر کے لئے شدت بن جائے۔

ہو حلقۂ یاراں تو ابریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
(اقبال)

کا احساس دیا، ظلم کو مٹایا اور انصاف کو پھیلایا، فرائض وحقوق متعین کئے رشتہ داروں کے، پڑوسیوں کے، اجنبیوں کے، مہمانوں کے، کفار کے ذمیوں کے، بیکسوں کے اور بیماروں کے، بیواؤں کے اور یتیموں کے، غلاموں کے اور باندیوں کے، حضور غریبوں اور محتاجوں کے لئے باران رحمت بن کر آئے۔ ان کے لئے رزق کے دروازے کھلے، ان کے لئے آمدنی کی صورتیں پیدا ہوئیں۔ انہیں تجارت، مدنیت اور حکومت میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ ان کی صلاحیتوں کو کھل کر کھیلنے کا میدان نصیب ہوا، ان کو بھی عزت نفس، عزت جمال اور عزت جلال ملی۔ تاریخ کے آسمان پر وہ بھی آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

حضور ﷺ نے فرد کو سب کی غلامی سے چھڑا کر بس ایک اللہ کی غلامی میں لگایا اس کا کوئی مقام نہ تھا۔ اگر حکم تھا، اگر عقل تھی، اگر تقدیر تھی تو سردار قبیلہ، راہب، پرویت اور بادشاہ کی بقیہ سب بے زبان اور بے دماغ مویشی تھے حضور ﷺ نے فرد کو ان سب کی قید سے نکالا۔ اس کی اہمیت کو تسلیم کیا، اس کی صلاحیتوں کو پہچانا۔ اس کو مناسب اور موزوں تعلیم کتاب وحکمت دی اور ایک ہی صف میں محمود وایاز کو کھڑا کر دیا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
(اقبال)

Marfat.com

ہاں یہ وہی رحمت ہے اور وہی رحمۃ اللعالمین ہے۔ جس نے دولت کو نہیں سرداری اور بادشاہی کو نہیں، راہبی اور بوریا نشینی کو نہیں، حسن و جمال کو نہیں، صحت و شباب کو نہیں، رنگ و نسل و خاندان و زبان کو نہیں جس نے صرف خوف الٰہی اور خوشنودی الٰہی کو طرۂ امتیاز بنایا، سلام و صلوٰۃ اس مصطفےٰ جان رحمت پر جس نے کچلی ہوئی بے یار و مددگار بے سہارا بے آسرا انسانیت کو پنجہ ظلم و ستم سے چھڑایا اور حریت فکر و عمل کی فضا میں اپنے پیروں پر کھڑا کر دیا۔ حضور ﷺ کی رحیمی ان بیٹیوں سے پوچھو جو زندہ دفن کر دی جاتی تھیں۔ ان بیویوں سے پوچھو جو شوہروں کے ظلم سہتی تھیں، ان یتیموں سے پوچھو جن کا مال ہر حرام خور کے لئے حلال تھا۔ ان غلاموں سے پوچھو جو محض تماشہ اور تفریح کے لئے شیروں سے بھڑوا دیے جاتے تھے اور آگ اور سمندر میں پھینک دیئے جاتے تھے ان بیواؤں سے پوچھو جن کو شوہروں کی چتا پرستی ہوئے بغیر چارہ نہ تھا، ان معصوم شہریوں سے پوچھو جن کی جان و عزت و ملکیت حریض حکام کے لئے لقمہ تر تھیں، ان تاجروں سے پوچھو جن کا سامان تجارت دن دہاڑے لوٹ لیا جاتا تھا۔

اٹھو اور حضور ﷺ کی رحمت عرب کے قبیلوں سے ذرا پوچھو جو بات بات پر دن رات باہم کشت و خون کیا کرتے تھے، جو اپنی لوٹ مار سے دن کا چین اور اپنے شب خون سے رات کی نیند حرام کر دیا کرتے تھے، ذرا اپنی صحت اور اپنی دولت کے برباد کرنے والوں سے پوچھو جو ہر وقت نشے میں دھت رہتے تھے اور جواء، زنا، بردہ فروشی میں غرق رہتے تھے۔ ذرا ان قرضداروں سے پوچھو جن کے گھربار، بیوی بچے سب سود در سود کے چکر میں نیلام ہو جایا کرتے تھے، جن کی نیندیں ملک الموت کی آمد سے نہیں، قرض خواہ کی آمد سے اڑ جایا کرتی تھیں۔ ذرا ان بخیلوں سے پوچھو جن کی دولت ان کی دیوی تھی، جو لوگوں سے دور، جنت سے دور، اللہ سے دور تھے۔ ذرا ان پڑوسیوں سے پوچھو، جن کا کام یہی تھا ایک دوسرے کے گھر میں تانک جھانک کرنا، ذرا ان بیماروں سے پوچھو اور ان ناداروں سے پوچھو جن کے پاس سڑک کے سوا کوئی گھر نہ تھا۔ (مولانا اسد القادری۔ (۱۹۸۱)، ص: ۳۸۹، ۴۰۱)

رسول پاک ﷺ نہ صرف انسانوں بلکہ دوسرے جانداروں کے ساتھ بھی رحم اور مہربانی سے پیش آئے۔

ایک دفعہ ایک آدمی کسی غالیچے میں جنگل سے چند پرندے پکڑ لایا ان پرندوں کی ماں نے اس آدمی کا اس مقام تک پیچھا کیا یہ دیکھ کر حضور نبی رحیم ﷺ نے اس شخص کو پرندے چھوڑنے کا حکم دیا۔ پرندوں کو دیکھ کر اس کی ماں کو سکون ہوا اس صورت حال کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جس قدر محبت اور وارفتگی اس وقت پرندوں کی ماں کی دیکھی ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں اللہ کو اپنے بندوں سے اس بھی زیادہ محبت ہے۔ جانوروں کے بارے میں آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ خدا کا خوف قریب رکھو۔ ان پر سواری کے قابل ہونے سے پہلے سواری نہ کرو۔ جب جانور تھک جائے تو اس کی پیٹھ پر سے اتر جاؤ ان بے زبانوں سے اچھا سلوک کرو انہیں پانی پلانے میں بھی ثواب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جانوروں کو بے جا قتل نہ کیا جائے، بے جا قربان گاہوں پر نہ چڑھایا جائے، ان

Marfat.com

کی پرورش اوران سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی اورمویشیوں کے ساتھ برا سلوک نہ کرو، اوران کو مارنے پیٹنے سے منع فرمایا۔آپ ﷺ نے بیمار جانوروں کے علاج اورزخمی جانوروں کی مرہم پٹی کی بھی تلقین فرمائی۔

آپ ﷺ اپنے دشمنوں، دوستوں سب سے رحیمانہ سلوک فرماتے ابوسفیان پر جوقریش کے ہر مفاندانہ اقدام کا پیرو کار تھا ہندہ پر جوابوسفیان کی بیوی اورحضرت حمزہؓ کا جگر چبانے والی راہ میں کانٹے بچھانے والوں پر، گلے میں کپڑے کا پھندہ ڈالنے والوں پر، پیٹھ پر بوجھ ڈالنے والوں پر، نازیبا گفتار کرنے والوں پر، پتھر برسانے والوں پر، مکہ سے نکالے جانے پر، ظلم کرنے والوں خونخواروں پر، عفو درگزر، رحم وکرم، صرف اورصرف اورصرف رسول رحمت ﷺ ہی کر سکتے ہیں۔آپ ﷺ اپنی شفیق اور رحیم طبیعت کے باعث ہمیشہ دوسروں کی دل آزاری سے اجتناب کرتے تھے۔''ایک مجلس میں ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے سامنے ان کو برا بھلا کہہ رہا تھا اورحضرت ابوبکرؓ نے اسے جواب دیا یہ دیکھ کرآپ ﷺ مجلس سے اٹھ گئے۔حضرت ابوبکرؓ نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے تمہاری طرف ایک فرشتہ ماموز تھا۔مگر جب تم نے جواب دیا تو وہ چلا گیا اوراس کی جگہ شیطان نے لے لی اور میں ایسی مجلس میں نہیں ٹھہر سکتا جہاں شیطان ہو۔(ابوداؤد)

غرضیکہ اس رحیم خدانے رحیم نبی بھیج کرانسانیت پرعظیم رحم کیا۔

خدابھی ہے رحیم اورآپ بھی ہیں رحمت عالم
ہے نازک تر بہت استعارایا رسول اللہ ﷺ

رشید احمد: ص:۲۱

☆☆☆☆☆

Marfat.com

رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول لفظ ''ر س ل'' سے ہے اور اس کے عام معنی قاصد یا پیغام رساں کے ہیں اور اس ہستی کو رسول کہا جاتا ہے جو خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانے والا ہو۔ قرآن مجید نے ایک شخص کو کبھی رسول کہا اور کبھی نبی گویا نہ نبوت بغیر رسالت کے ہے اور نہ ہی رسالت بغیر نبوت کے ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۲۴۵)

جو اللہ کی شریعت کو لوگوں تک پہنچائے اسے رسول کہتے ہیں اور رسول اولالعزم ہوتے ہیں جو تبلیغ و رسالت کے بعد ان لوگوں سے جہاد و قتال پر مامور ہوتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ (نورالدین عبدالرحمٰن: (۱۹۸۳)، ص: ۲۳)

رسول وہ ہے جو تبلیغ پر مامور ہوتا ہے اور یہ تبلیغی خدمت اس کے ذمہ فرض عین کی حیثیت رکھتی ہے۔ علامہ بیضاوی کے نزدیک رسول وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے شریعت جدیدہ دیکر مبعوث فرمایا ہو۔ تاکہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں۔ (عبدالصمد رحمانی: (۱۹۸۷)، ص: ۶۷، ۷۸)

رسول کا لفظ (ر۔س۔ل) کے تین حروف سے بنا ہے رسل کے معنی بقول الراغب (صاحب مفردات) آہستہ اور نرمی کے ساتھ چل پڑنے کے ہیں اور لفظ رسول رسل سے مشتق ہے۔

بقول صاحب لسان العرب رسول وہ ہے جو اپنے بھیجنے والے کے احوال اور واقعات کی متابعت کرے لفظ رسل میں فی الحقیقت اٹھنے اور چلنے کے دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔ رسول کی بنیادی ذمہ داری تبلیغ کی ہے لہٰذا اسے یہ کام چل پھر کر بھی کرنا ہوتا ہے۔ رسول کا اطلاق دو طرح سے ہوتا ہے کبھی پیغام بر اور کبھی پیغام رساں۔ (گوہر ممتاز قاضی: (۱۹۸۹)، ۹۵)

رسول کا فریضہ:

جو کچھ خدا کی طرف سے اس پر وحی کیا جائے اسے لوگوں تک پہنچائے۔ وحی خدا صرف رسول کی اپنی ذات کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اس کے ذریعے سے دوسرے انسانوں تک پہنچائی جاتی ہے۔

''اے رسول تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر جو کچھ نازل ہوا ہے اسے دوسرے انسانوں تک پہنچا دو (اور دشمنوں کی مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کرو)۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو (پھر) خدا کا پیغام نہیں پہنچایا (یعنی ادائے فرض رسالت میں کوتاہی کی) (۵/۶۷) اور کہا گیا ہے کہ ہم نے قرآن تم پر نازل کیا جو تمام اصولوں کو سفر زندگی میں انسانی

Marfat.com

رہنمائی کے لئے ضروری ہیں اب یہ تمہارا فریضہ ہے کہ ان احکام کو پھیلاؤ۔

''اور ہم نے تجھ پر الکتاب نازل کی (دین) کی تمام باتیں بیان کرنے کیلئے اور اس لئے کہ مسلمان کے لئے رہنمائی ہو اور رحمت اور خوشخبری۔ (۸۹۔۱۶) اللہ کی طرف سے تمہارے پاس (حق کی) روشنی آچکی ہے اور ایسی کتاب آچکی ہے (جو اپنی ہدایتوں میں نہایت) روشن کتاب ہے۔ (۱۵۔۵)

اے رسول! بلاشبہ ہم نے تجھ پر الکتاب جو حق ہے تمام نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اتاری ہے۔ (۴۱۔۳۹)

سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت باقی نہ رہے۔ (النساء:۱۴۵)

اور فرمایا گیا! اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ (النساء:۱۷۱)

منصب رسول:

۱۔ معلم ومزکی: جس طرح من جملہ اور نعمتوں کے ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجے ہیں، جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ تمہارا تزکیہ کرتے ہیں اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔ (البقرہ:۱۵۱)

''خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے جب کہ ان میں ایک رسول بھیجا جو انہی میں سے ہے، یہ ان کو اللہ کا پیغام سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، بے شک اس سے پہلے یہ واضح گمراہی میں تھے۔ (آل عمران:۱۶۴)

۲۔ شاہدانہ حیثیت: رسول صرف اللہ کی کتاب کو پہنچا دینے کا ذمہ دار نہیں بلکہ پیش آمدہ مشکلوں کو حل کرے وہ اسلامی معاشرے کا نگہبان اور نگران بھی ہے وہ معاشرہ کی نقل وحرکت اور ارتقاء پر کڑی نظر رکھے اور دیکھے کوئی بدعت تو رواج نہیں پا رہی کوئی غلط فہمی تو نہیں پھیل رہی اور اس کا رخ غلط سمت یا تنزل کی طرف تو نہیں مڑ گیا؟

قرآن میں فرمایا گیا! ہم نے تمہارے پاس رسول بھیجا، جو تم پر نگراں یا شاہد ہے۔ (مزمل:۱۵)

۳۔ بہترین فقیہہ: رسول اپنے وقت کا سب سے اونچا اور سب سے بہترین فقیہہ ہوتا ہے جب رسول تشریح و ترجمانی کے فرائض انجام دیتا ہے تو اس کے سامنے کسی ایک مجتہد کی طرح کچھ اصول ہوتے ہیں جنہیں وہ مطلوبہ جزئیات پر پھیلا دیتا ہے اور ایک فقیہہ کی طرح ادب و بیان کے فنی ضابطوں کی روشنی میں وضاحت وتفصیل کی پیچیدگیوں سے عہدہ برا ہوتا ہے۔ (محمد حنیف ندوی مولانا:۱۹۹۹، ۳۳، ۱۳۴)

Marfat.com

اطاعت رسول:

رسول حق و توحید کی تبلیغ و تشہیر کرنے والی ہستیاں ہیں جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوتی ہیں یہ دعوت ہدایت و وشد اور انسانیت کی فلاح اور اصلاح کردار کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی میں سچائی اور شائستگی کی تلقین کرتے ہیں اس لئے ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسی لئے بھیجا ہے کہ اذن خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔(النساء:۴:۶۴)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔(النساء:۴:۸۰)

اور ہم نے جس کسی کو بھی منصب رسالت دیکر دنیا میں بھیجا، تو اسی لئے کہ اللہ کے حکم کے مطابق اس کی اطاعت کی جائے۔(النساء:۶۴)

رسول اللہ:

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'' (الفتح:۲۶)

ہم نے آپ کو سارے انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور (اس کے لئے) خدا کی گواہی کافی ہے۔(النساء:۱۱)

بحوالہ حدیث مسند احمد بن حنبل حضرت محمد ﷺ نے خود فرمایا کہ میں ''اللہ کا رسول ہوں'' مجھ کو اللہ نے بندوں کی طرف بھیجا ہے میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کروا سکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے اوپر کتاب اتاری گئی ہے۔اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم مجھ کو جھٹلاؤ'' (محمد علی چراغ:(۲۰۰۵)، ۲۴۷)

فضیلت رسول:

رسول پاک ﷺ کو تمام انبیاء پر فضیلت و برتری حاصل تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر چھ مقامات پر فضیلت دی۔

۱۔ جوامع الکلم۔ ۲۔ نصرت بالرعب۔

۳۔ مال غنیمت کو حلال فرمایا ۴۔ ساری زمین کو میرے لئے مسجد بنا دی۔

۵۔ تمام کائنات کا رسول بنایا۔ ۶۔ خاتم النبین قرار دیا۔

(امام علامہ ابو سعید:(۱۹۸۴)،ص:۱۴)

رسول اللہ ﷺ:

قرآن مجید نے جو خود حضور نبی ﷺ کا بطور ایک اسوہ حسنہ دیا ہے آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ اسی کی

Marfat.com

آئینہ دار تھی فرمایا گیا۔

رسول اللہ نرم دل تھے۔(۳:۱۵۸) رسول اللہ رحمۃ اللعالمین تھے۔(۵:۴۲)

رسول اللہ اپنی امت پر نگران تھے۔(۴:۴۱)

رسول اللہ لوگوں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرتے تھے۔(۵:۴۲)

رسول اللہ فرمایا کرتے تھے،'' کہہ دیجئے کہ میرا پورا نظام عبادات، میری ہر قسم کی قربانی اور حیات کا لمحہ لمحہ اور میری موت کی آخری ساعت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہے جس کی ربوبیت کبریٰ تمام جہانوں پر محیط ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں سب سے پہلے اسی کا فرماں بردار ہوں اور اسی کی بارگاہ میں سر عبودیت خم کرتا ہوں۔(۶:۱۶۲:۶۳)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آجائے۔(۶۱:۹)

رسول کریم نے خدائی ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کر کے ہمیں بتا دیا ہے کہ ایک مسلمان کو اس دنیا میں کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ جس وقت ہم نے محمد رسول اللہ کہا تو گویا کہ ہم نے اقرار کرلیا کہ جو قانون اور جو طریقہ آپ ﷺ نے بتایا ہم اس کی پیروی کریں گے۔(بہاول خان ناگرہ:(۲۰۰۰)،ص:۱۶)

رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق:

آنحضور ﷺ کے اسلوب دعوت وارشاد میں للّٰہیت ہی حقیقی داعیے کی حیثیت رکھتی تھی۔ رسول اللہ نے جس طرح کہ قرآن حکیم بتدریج نازل ہوتا رہا اسی طرح دعوت وارشاد میں بھی تدریج سے کام لیا اور تئیس برسوں میں برابر لوگوں تک اس کے پیغام پہنچاتے رہے۔ یہی نہیں رسول اللہ ﷺ نے عملاً امت کی با قاعدہ تربیت کی ان کے اخلاق کو سنوارا، عبادات و رسوم کی اصلاح کی اور ان باتوں کی تشریح وضاحت کی جن کا تعلق انسان کی انفرادی اجتماعی اور سیاسی زندگی سے ہوسکتا ہے آپ ہر لمحہ قرآن حکیم کی عملی تطبیق میں کوشاں رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے وعظ و نصیحت کے انداز کی خصوصیات یہ تھیں:۔

۱۔ آپ مناسب وقت کا انتظار فرماتے تا کہ نصیحت کا اثر ہو۔

۲۔ ہر شخص کی ذہنی سطح اور عقلی درجے کا خیال رکھتے۔

۳۔ اپنی بات کو دہراتے تا کہ اچھی طرح سمجھ آجائے۔

۴۔ احکام و عبادات تصنع و سختی سے پاک تھے۔

(محمد حنیف ندوی:(۱۹۸۳)،ص:۴۴،۴۶)

دعوت حق کی کامیابی کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مبلغ کو اپنے مشن سے ایسی لگن اور عشق ہو کہ اپنی جان سے

Marfat.com

عزیز رکھے دوسری شرط استقامت۔ کسی وقت بھی تزلزل نہ آئے یہی وجہ ہے کہ قرآن کا حکم ہے کہ اے رسول ﷺ حکم الٰہی کے مطابق جمع ہو۔ تیسری شرط بے غرضی اور بے لوثی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت کردی میں تم سے اپنی تبلیغ کے عوض کوئی اجر نہیں چاہتا۔ چوتھی شرط حسن افہام یعنی ایسی بات کہو جو دل میں اتر جائے۔ پانچویں شرط خیر خواہی چھٹی شرط اخلاقی کردار۔ (محمد جعفر شاہ پھلواری: (۱۹۸۳)، ۶۱۵، ۶۱۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: انك لعلى خلق عظيم۔

''یعنی آپ ﷺ بہت اعلیٰ کردار پر قائم ہیں''۔

یہ تمام شرائط واوصاف آپ ﷺ کے اندر موجود تھیں اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه

''یعنی تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

اسی دعوت حق کے دلپذیر اسلوب کی وجہ سے اسلام اپنے دہ سالہ دور استقلال کی مختصر سی مدت میں ایک عالمی قوت بن گیا اسی دوران مسلح مہمات کی نوبت بھی آئی اور آپ ﷺ نے اٹھاسی مہمات ترتیب دیں رسول اکرم ﷺ نے اپنے زمانے میں 6ھ اور اس کے بعد مختلف سلاطین کو دعوت نامے بھیجے چنانچہ نجاشی حبشہ اصحمہ بن ابجر کو، شاہ بحرین منذر بن ساوہ کو، شام کے گورنر فروہ بن عمر خزاعی کو، دومنہ الجندل کے حکمران اکیدر کو، اصلا یمن وطائف کے حکمران ذوالکلاع حمیری کو، شاہ عمان جعر کو اسلام کے پیغام بھیجے۔ اور اپنی ساری زندگی رسول اللہ ﷺ نے خدائے واحد کے پیغام اور اس کی شریعت کو نافذ کرنے میں گزار دی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سیّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

سید کے معنی ہیں سردار، سوچ فہم والا، رہنما اور پیشوا، امام، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی سید بھی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب،نسب اور نسل کے اعتبار سے سید ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سردار ہیں، رسولوں کے سردار ہیں، جن وانس کے سردار ہیں، تمام جہانوں کے سردار ہیں، ایمان والوں کے سردار ہیں، محمد طاہر مصطفیٰ، ۱۹۹۸،ص، ۲۱۷

حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن تمام بنی نوع انسان کا سردار ہوں گا۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں گا آدم اوران کی تمام اولاد میرے جھنڈے تلے ہوگی۔(صحیح مسلم)

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم الناس یعنی لوگوں میں عظیم ترین ہیں اور سید الناس یعنی لوگوں کے سردار ہیں۔(طبقات ابن سعد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں قبر میں سے نکلوں گا پھر میں یہ بات کسی فخر وغرور سے نہیں کہتا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔(نسیم الریاض)

حضرت عبداللہ بن اعور اعشیٰ رضی اللہ حضور اقدس کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں ''اے تمام لوگوں کے سردار یعنی سید الناس میں اپنی غلطی اور لغزش کی شکایت آپ کے پاس بیان کرتا ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے پروردگار تو نے مجھے حضرت آدمؑ کی اولاد کا سید یعنی سردار بنایا مجھے اس پر فخر وغرور نہیں۔(مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ابو طالب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں اپنے ساتھ لیکر قریش کے سرداروں کے ساتھ شام کی طرف تجارت کے لئے چلے تو راستے میں ان کے پاس ایک راہب آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا یہ سید العالمین یعنی جہانوں کے سردار ہیں۔(تاریخ ابن کثیر)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بہترین طریقے سے

Marfat.com

پڑھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ شائد تمہارا درود آپ ﷺ پر پیش کیا جائے۔ لوگوں نے کہا ہمیں سکھا دیں تو انہوں نے کہا ''اے اللہ اپنی طرف سے درود، رحمتیں اور برکتیں نازل کر سید المرسلین پر، متقیوں کے امام پر، خاتم النبیین پر جن کا نام محمد ﷺ ہے۔ جو تیرے بندے ہیں، رسول ہیں جو ہر نیکی اور بھلائی کے رہبر اور پیشوا ہیں۔ جو رحمت والے رسول ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت آدمؑ کی ساری اولاد کا قیامت کے دن سردار ہوں گا سب سے زیادہ عزت والا اور رب کے قریب تر ہوں۔ جس دن میرے سوا کوئی دوسرا سردار نہیں ہوگا۔ (نسیم الریاض)

حضرت ام کرزؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا کہ میں ایمان والوں کا سردار یعنی سید المرسلین ہوں۔ جب وہ مر کر اٹھیں گے تو میں ان کو لے کر چلنے والا ہوں گا۔ جب وہ ناامید ہونگے میں ان کو بشارت دینے والا ہونگا اور جب میں سفارش کرونگا تو میری سفارش قبول ہوگی جب میں مانگوں گا تو مجھے عطا ہوگا۔ (دلائل النبوۃ)

نبی کریم ﷺ سید ہیں آپ ﷺ کے حلقہ نشیں آپکی اسم گرامی سے آشنا تھے۔ سعد بن معاذؓ نے آپ ﷺ کی سواری دیکھ کر انصار سے فرمایا تھا اپنے سردار کی عزت و تکریم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ جب وفد بنی عامر نے رسول ﷺ سے کہا آپ ہمارے سردار ہیں تو فرمایا! ''السید ھو اللہ تبارک تعالیٰ''

آپ سید ہیں مگر دنیاوی سرداروں جیسے رویوں سے کوسوں دور ہیں آپ ﷺ کے خادم حضرت انسؓ کا فرمان ہے کہ میں نے دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کی۔ آپ ﷺ نے کبھی میری کسی بات پر اف تک نہ کہی کبھی میرے کام پر یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہ فرمایا کہ کیوں نہ کیا۔

آپ سید ہیں اور شہادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں لیکن سید کہلانے سے بے نیاز رہے اور عبد کہلانے میں فخر محسوس کیا۔ اس اعلیٰ وارفع مقام پر بھی کبھی غرور نہ کیا۔ محمد ایوب سیرا، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۱، ۱۴۲

آپ ﷺ میں تمام اعلیٰ اوصاف موجود تھے اور درجہ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت جامع و کامل تھی اور ایک جامع اسوہ ایک مکمل نظام حیات کے لئے تعلیمات لیکر آئے آپ ﷺ کا مرتبہ و مقام ہی سید کہلانے کے لائق ہے۔ آپ ﷺ اس لئے بھی سید ہیں کہ تمام کائنات کے امام ہیں، راہنما ہیں، پیشوا ہیں آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے جتنے بھی بڑے بڑے سردار تھے، ملائے اعلیٰ تھے ان کی ظاہری چمک دمک، رعب داب، شان و شوکت، جمال و جلال، ظاہری آسودگی نے ان کو ایک مستقل زعم میں مبتلا کر رکھا تھا اور کمزور لوگوں پر چھائے ہوئے تھے۔ غاصب اور جابر تھے، اپنی سرداری کو دولت کے زعم کو قائم رکھنے کے لئے ہر منطق قبول کر لیتے مگر جو منطق یا فلسفہ ان کے مفاد کے خلاف ہوتا اس کے دشمن بن جاتے اسی انتشار و جہالیت کے دور میں نبی

Marfat.com

سید ﷺ نے لوگوں کو انسانیت سکھائی، جھوٹی شان وشوکت کے بت گرائے، حق کی جانب صحیح راہنمائی فرمائی۔ انسان کو خدا شناس کیا جہالت کا خاتمہ کیا اور صراط مستقیم کی طرف راغب کیا۔ اسی اعتبار سے آپ ﷺ کو سید البشر، سید الانبیا اور سید السادات و سید الرسل کہتے ہیں۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۲۷۶، ۲۷۷

آپ ﷺ ایک پاکباز، سچے اور اصلی سید اور سردار تھے۔ جو غریبوں کا مسیحا تھا تو یتیموں کا ماوئی تھا۔ خطا کار کا درگزر کرنے والا تھا تو مفاسد کو زیر زبر کرنے والا تھا۔ مظلوم کو پناہ دینے والا تھا، مصیبتوں کو رفع کرنے والا تھا، رحمت کا دریا بہانے والا تھا، ساری انسانیت کا رہبر و رہنما تھا۔ سچائیوں کا گرویدہ تھا، محبتوں کا امین تھا، کرم کا دریا تھا، وفا کا پیکر تھا، انسانیت کا علمبر دار تھا، امن کا پیغامبر تھا۔ مہر و محبت کا منبع تھا، کیا شان ہے ہمارے اس سید نبی ﷺ کی جس نے کبھی اپنے مقام اپنی حیثیت پر ناز نہ کیا بلکہ انکساری، حلیمی، بردباری، صبر، برداشت، فقر اور تحمل کو اپنا منتہائے مقصود بنایا۔ آپ ﷺ ایک ایسے سید ﷺ ہیں۔ جو جہاں کے لئے آفتاب ہدایت ہیں۔ عالمگیر اتحاد کے حامی کار تھے، نجات و تسکین کے پیغامبر ہیں، اخلاق و سیرت کا اولین سر چشمہ تھے، کتاب و تعلیم کی ترویج کے لئے سر گرم عمل تھے، اسلام کا آفتاب عالم تاب تھے۔ اتنی صفات ایک سچے اور کھرے سید ہی میں ہو سکتی ہیں اور وہ ہیں ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ۔ ان پر لاکھوں درود و سلام۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سراج ﷺ

نبی پاک ﷺ کا ایک اسم مبارک سراج بھی ہے جن کے معنی ''آفتاب'' کے ہوتے ہیں۔ سراج لفظ واحد ہے اس کی جمع سرج ہے۔ سراج کے بنیادی معنی روشنی اور روشنی کے منبع کے لئے جاتے ہیں۔ سرجاً، سراج، چراغ کو کہتے ہیں بلکہ ترکی زبان میں چراغ سراج ہے۔ گویا ہر روشنی بھی سراج کہلاتی ہے اور ہر روشن چیز یا روشنی دینے والی چیز پر بھی یہی لفظ سراج بولا جاتا ہے اور سراج کے معنی سورج بھی ہیں۔ (محمد علی چراغ: (2005) ص: ۲۷۰،۲۷۲)

مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری نے اپنی کتاب "انوار المحمدیہ فی سیرۃ المصطفویہ" میں مختلف حوالوں سے سراجاً کی یوں تعریف بیان کی ہے۔ علامہ راغب اصفہانی کے حوالے سے بیان کیا ہے!

''ہر روشنی کرنے والی چیز کو بھی سراج کہا جاتا ہے'

علامہ محمد بن عبدالباقی کے حوالے سے بیان ہے! ''نبی پاک ﷺ کا اسم مبارک سراج اس لئے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے جیسے کئی چراغ روشن کیے جاسکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوتی۔

علامہ احمد قسطلانی ک حوالے سے بیان ہے! ''حضور اکرم ﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں مگر سورج کی طرح جلانے والی صفت سے متصف نہیں بلکہ منیر اس کو کہتے ہیں جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلائے نہیں''

ابن قیم کے حوالے سے بیان ہے:'' کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام سراج منیر ''روشن چراغ'' رکھا اور سورج کو سراج دہاج (جلانے والا چراغ) منیر جلائے بغیر روشنی دیتا ہے اور دہاج کی روشنی میں حرارت اور جلانا شامل ہے۔ اللہ کریم نے سورج کو سراج اور قمر کو منیر فرمایا مگر اپنے محبوب نبی ﷺ کو ان دونوں اوصاف سے متصف فرمایا ہے کیونکہ سورج کی روشنی دن کو ہوتی ہے اور چاند کی روشنی رات کو مگر نبی پاک ﷺ دن اور رات دونوں کو اپنی ضیا پاشی سے منور کرتے ہیں۔

قاضی سلیمان منصور پوری کے حوالے سے بیان ہے! ''قرآن پاک میں نبی پاک ﷺ کو سراج منیر کہہ کر یہ بتلا دیا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک دور کا باصرہ اور افروز و بصیرت افزا ہے کیونکہ آفتاب رات کو تاریکی دور کرتا ہے اور سراج منیر نے ظلمت کفر و شرک کو ختم کر دیا ہے آفتاب کی روشنی سب تاروں پر چھا جاتی ہے اور ان کو چھپا دیتی ہے سراج منیر کی شریعت بھی

Marfat.com

تمام شریعتوں پر چھا گئی ہے۔ آفتاب کی روشنی تمام جرائم کو روک دیتی ہے۔ سراج منیر کے نور نے بھی تمام معاصی کو بند کر دیا ہے۔

ابراہیم سیالکوٹی کے حوالے سے بیان ہے! ''عربی زبان میں منیر اُلازم بھی اور متعدی بھی لازم کا مفاد یہ ہے کہ وہ روشن ہے اور متعدی کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کو روشنی دینے والا ہے۔ آفتاب کی بھی یہی شان ہے کہ وہ اپنے آپ میں بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی بخشتا ہے۔ یعنی ستاروں کو چاند کو اور زمین کو بھی۔ حق تعالیٰ نے آپ کا نام سراج اس لئے فرمایا کیونکہ آپ ﷺ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے مانند چراغ کے کہ اس سے اندھیرے میں روشنی حاصل ہوتی ہے''

حافظ ابن کثیر کی تفسیر کے حوالے سے بیان ہے! ''سراج منیر کے معنی یہ ہیں کہ اے پیغمبر تمہارا معاملہ تمہاری لائی ہوئی شریعت کے بارے میں ایسا نمایاں اور واضح ہے یعنی تم اپنے امر میں ایسے روشن اور کھلے ہوئے ہو جیسے سورج اپنی چمک دمک میں نمایاں'' (ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری، ۱۳۹۶ھ، ص:۵۴، ۶۱)

پروفیسر طاہر مصطفیٰ مختلف حوالوں سے بیان کرتے ہیں قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی کے حوالے سے آپ ﷺ کو سراج اس لئے کہا گیا کیونکہ ایک چراغ سے بے شمار چراغ جلائے جاتے ہیں پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا اسی طرح نبی پاک ﷺ کے چراغ کی روشنی سے اطاعت و فرمانبرداری کے تمام چراغ روشن ہوئے لیکن آپ ﷺ کی ہدایت کی روشنی میں کوئی فرق نہ پڑا''

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ ''ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا وہ چہرہ انور چاند کے ٹکڑے کی طرح تھا''

''حضرت ابوعبیدہ محمد بن عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ سے عرض کی کہ مجھے حضور ﷺ کی کوئی تعریف بتائیں تو انہوں نے فرمایا تو نے سورج طلوع ہوتے نہیں دیکھا آپ ﷺ اس سے بھی حسین تر تھے''

قاضی ثناء اللہ کے حوالے سے بیان ہے! ''آپ ﷺ کی صفت داعی الی اللہ تو ظاہر اور زبان کے اعتبار سے ہے اور سراج منیر آپ ﷺ کی صفت آپ ﷺ کے قلب مبارک کے اعتبار سے ہے کہ جس طرح سارا عالم آفتاب سے روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح تمام مومنین کے قلوب آپ ﷺ کے نور قلب سے منور ہوتے ہیں'' (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸)، ص:۲۲۲)

قرآن پاک میں آپ ﷺ کو سراج و منیر کہہ کر پکارا گیا ہے! ''اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر اللہ کی طرف سے اذن دعوت دینے والا بنا کر اور چراغ روشن بنا کر'' (الاحزاب: ۴۴:۴۵)

Marfat.com

اے پیغمبر! بے شک ہم نے تم کو شہادت دینے والا، بشارت پہنچانے والا، ضلالت وخبائث سے خوف دلانے والا، راہ الٰہی کی طرف داعی اور ایک نورانی مشعل بنا کر بھیجا ہے'' (احزاب:۴۶).

ایک دوسرے موقع پر آفتاب کو بھی ''سراج'' کے لقب سے یاد کیا ہے اور آسمان میں خدا نے چاند کو بھی بنایا جو ایک نور ہے اور سورج کو بھی بنایا کہ وہ ایک روشن مشعل ہے'' (نوح:۱۶)

اس مماثلت اور اشتراک تشبیہ سے مقصود یہ تھا کہ اسلام کی دعوت بھی آفتاب مادی کی طرح ایک آفتاب روحانی ہے آفتاب جب نکلتا ہے تو اس کی روشنی اور حرارت میں کوئی تمیز نزدیک و دور، اعلیٰ و ادنیٰ، سیاہ و سفید، باغ و دشت، شجر و حجر نہیں ہوتی اس کی روشنی بلاتمیز مکان و مقام ہر شے پر چمکتی اور حرارت پذیر وجود کو گرم کرتی ہے۔ بعینہ یہی حال اس آفتاب دعوت الٰہی اور نیر درخشاں سمائے رسالت کی عموم فیضان بخشی کا تھا جو سعیر سے چلا، مگر فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہوا جس کی کرنوں میں داہنی جانب شریعت الٰہی کی نور و کتاب مبین تھی مگر بائیں جانب قیام عدول میزان کی شمشیر آبدار چمک رہی تھی جس کا طلوع کائنات میں ظلمت کی شکست اور روشنی کی دائمی فیروز مندی تھا۔ (ابوالکلام آزاد: ص:۷۶۹)

آپ ﷺ انسانیت کیلئے روشن آفتاب تھے:

آفتاب کا بہت بڑا درجہ ہے کیونکہ اس نظم کے جملہ سیارے اسی کے گرد چکر کاٹتے ہیں۔ عالم انسانی کو بھی آفتاب کی بڑی ضرورت ہے۔ اس کی حرارت کا نور ہر ایک شے کے باوجود اور قیام گہرا اثر رکھتا ہے۔

خداوند کریم عالم روحانی کے نیر اعظم کو اپنے نور میں دکھاتا ہے۔ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کو سراجاً منیراً کے خطاب سے روشناس عالم فرماتا ہے۔ سچ ہے کہ پیغمبران عالم کا مدار اعظم بھی آپ ﷺ ہیں اور عالم شریعت کے بقائے دوام کی علت ادنی بھی آپ ﷺ ہیں۔

آفتاب رات کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور سراج منیر نے ظلمت کفر و شرک کو محو کر دیا ہے آپ ﷺ نے جاہلیت کی ظلمت و جہالت کی تاریکی، کفر و شرک کی سیاہی، اندھے رواج اور تقلید کی تیرگی کو انہی نورانی ہدایات سے لوگوں کے دماغوں اور عقائد، براہین مبینہ سے روشن فرما دیا۔ اس روشنی میں ہر ایک نے حقیقت اشیاء کو دیکھا اور حقائق انسانیت سے روشناس ہوئے۔ ایسے سراج منیر پر مومنین کو پروانہ وار نثار ہونا ضروری ہے۔ (گوہر ممتاز قاضی: (۱۹۸۹)، ص:۹۶)

نبی پاک ﷺ ایسے چراغ ہیں جس سے یہ کائنات جگمگا اٹھی طالبان حق کو مدام روشنی میسر آئی جن سے دلوں کے اندھیرے دور ہو گئے اور آپ ﷺ نے ایک وقت میں جاہلیت کی ظلمت کی، کفر و شرک کی، رسوم کے اندھیرے رواج کی، تقلید کی اندھی روایت کی، تہذیب و تمدن کے بجھتے چراغ کی، اخلاقی انحطاط کی، ظلم و انتشار کی، مجبوری بے نوائی کی، بے بس و غلامی کی تاریکیوں کو اپنی نورانی شعاعوں سے اٹھا کر دلوں کو نور ایمان سے۔ دماغوں کو

Marfat.com

عقائد صحیحہ سے، آنکھوں کو کتاب مبین کے مطالعہ سے، خلا کو نورانی تعلیم سے، دھندلے تذبذب کو دلائل ساطعہ سے، تاریک ظنون کو براہین مبینہ سے روشن فرمادیا اور اس روشنی سے ہر ایک نے حقیقت کو پالیا اور ہر ایک کی نگاہ خود اپنے آپ کو دیکھنے کے قابل ہوئی اور وہ جو خود عمایات سے راہ و رہنما گم کردہ تھے وہ اب خود خضر راہ بنے۔ (ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری: (۱۳۹۶ھ)، ص: ۵۷)

غرضیکہ ؎

وہ داعی امیں جو بشیر و نذیر ہے
وہ شاہد حسیں جو سراج منیر ہے
حسن ازل کا آئینہ جس کا خمیر ہے
جلووں سے جس کے بزم جہاں مستیز ہے
ظلمت بڑھی تو اور ضیا بار ہوگیا
جس دل پر کی نظر وہ پرانوار ہوگیا

(محشر رسول نگری: (۱۹۸۱)، ص: ۱۲۸)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شاہدٌ ﷺ

شاہد کے معنی ہیں گواہی دینے والا، شہادت دینے والا، دیکھنے والا حق کی گواہی دینے والا۔

اس لفظ کا اصل مادہ (ش ہ د) ہے جس کے معنی ہیں حاضر ہونا موجود ہوتا، مقیم اور قائم ہونا اس طرح شاہد وہ مشاہدہ کرنے والا ہے، جو پوری پوری گواہی دے۔

''شاہد'' گواہ حاضر ہونے والے کو بھی کہا جاتا ہے بعض حوالوں سے شاہد ایک طرح سے نگران بھی ہوتا ہے اور گواہی دینے والا بھی ہوتا ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۶)، ص: ۲۸۶، ۲۸۷)

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو شاہد بنا کر بھیجا قرآن پاک میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے شاہد ہونے کا ذکر فرمایا، ''اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ مومنین کے لئے گواہ ہیں بشارت دینے والے ہیں اور (کفار) کو ڈرانے والے ہیں'' (احزاب: ۴۵)

ہم نے آپ کو شاہد یعنی گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (فتح: ۸)

''بے شک ہم نے آپ کی طرف رسول بھیجا ہے جو قیامت کے دن تم پر گواہ ہوگا'' (المزمل: ۱۵)

''اے نبی ہم نے تمہیں انسانیت کے لئے لافانی صداقتوں پر شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ نیکوکاروں کو ان کے اعمال حسنہ پر بشارت دینے والا اور منکرین کو اللہ کے عذاب سے خوف دلانے والا بنا کر بھیجا ہے'' (الاحزاب: ۳۳:۴۴)

''ہم نے تمہیں ایک امت وسط کے طور پر لباس وجود بخشا تا کہ تم انسانیت کے لئے دین و دانش کے معیار فضیلت پر گواہ بنو اور تمہارا رسول تمہاری ایمانیت پر شہادت دے گا'' (البقرۃ: ۲:۱۴۳)

محمد علی چراغ تورات کے حوالے سے بیان کرت ہیں کہ آپ کی بعض صفتیں تورات میں بھی ہیں۔ تورات میں ہے ''اے نبی ہم نے تجھے گواہ، خوشی سنانے والا، ڈرانے والا اور امیوں کا بچاؤ بنا کر بھیجا ہے۔ تو میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے، میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے تو بدگو اور فحش کلام نہیں ہے، نہ بازاروں میں شور مچانے والا وہ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف فرماتا ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۲۸۸)

صحیح بخاری کے حوالے پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ یوں رقمطراز ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کو دو دو کر کے ایک کپڑے میں دفن کیا۔ فرمایا جوان دونوں میں سے

Marfat.com

قران مجید زیادہ پڑھا ہوا ہے اس کو لحد میں آگے رکھو اور فرمایا میں ان پر قیامت کے دن گواہی دونگا۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸)، ص:۳۲)

لفظ شہادت زبان سے گواہی اور عمل سے گواہی ہے، نا قابل تردید اور نا قابل خوف، مستقل مزاجی جان دینے کی حد تک ضرورت کے مطابق، چنانچہ ''شاہد'' کے اندر ''شہید'' کا پہلو موجود ہے۔ شہید ہونے کا تصور صرف ''مسلم'' کیلئے ہے۔ کیونکہ مسلمان جانتا ہے کہ بہتر اور اعلیٰ تر زندگی، دائمی اور ابدی زندگی تو موت کے بعد ہی نصیب ہے۔ حقیقی لذتیں اور نعمتیں بھی موت کے بعد ہی میسر ہیں، شہادت مخصوص ہے صرف مومن کیلئے وہی موت کی آنکھ میں آنکھیں ڈال سکتا ہے۔ اسلام کی آقائی کیلئے ہتھیلی پر سر رکھ کر آگے بڑھتا ہے اور نار نمرود سے گزرتا ہے۔ ساحران فرعون سے مقابلہ کرتا ہے، ابوجہل اور ابولہب کو ملیا میٹ کرتا ہے، مسلم کو ڈرانے والا، بشارت دینے والا نبی شاہد ہے۔

قیامت کے دن جب مخلوق خدا اپنے خالق و مالک کے سامنے موجود ہوگی تو رسول اکرم ﷺ سے پوچھا جائیگا کہ جو دین ہم نے تمہیں سونپا تھا وہ تم نے اپنی امت تک تمام وکمال پہنچا دیا یا نہیں؟ جواب میں نبی اکرم ﷺ ارشاد فرمائیں گے! بیشک وہ دین میں نے اپنی امت تک پہنچا دیا ہے، زبان سے بھی اور عمل سے بھی، پھر امت محمدیہ سے رب کائنات پوچھے گا! ''کیا رسول نے تمہارے پاس دین اسلام مکمل طور پر پہنچا دیا تھا؟ امت کہے گی بے شک پہنچا دیا تھا''

اس امت وسط کو اس لئے بنایا گیا ہے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہیں۔ مطلب یہ کہ جب قیامت کے روز حساب لیا جائیگا اس وقت رسول ہمارے ذمہ دار نمائندے کی حیثیت سے تم پر گواہی دے گا کہ فکر، عدل ومساوات، صالح عمل کی جو تعلیم ہم نے اسے دی تھی وہ اس نے تم کو بے کم وکاست پوری پہنچا دی اور عملی طور پر کام کر کے دکھایا اس کے بعد رسول کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تم کو عام انسانوں پر گواہ کی حیثیت سے اٹھنا ہوگا، اور یہ شہادت دینی ہوگی کہ نبی پاک نے جو کچھ تمہیں پہنچایا تھا وہ تم نے آگے پہنچانے میں اور جو نبی پاک ﷺ نے کر کے دکھایا وہ تم نے عملاً کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔

مسلمانوں کی زندگی کا مقصد ہی شہادت بالحق بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے قول وفعل سے دنیا کو بتائے کہ دین الٰہی کیا ہے؟ اس راہ میں اگر جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو گریز نہ کرے۔

۱: ''شاہد'' کا اطلاق پہلے رسول ﷺ پر ہوتا ہے، پھر آپ کے توسط سے آپ ﷺ کی امت پر، رسول کو رسولوں پر اور امت محمدیہ کو باقی امتوں پر۔

۲: تبلیغ دین کے ذمے دار قول وعمل ہے۔

۳: جہاد کے ذمہ دار ضروری حد تک۔

Marfat.com

۴: جس کے ذمے صلوٰۃ کا قیام ہے، زکوٰۃ کی تنظیم ہے اور صراط مستقیم پر استقامت ہے۔

۵: جس کا دائرہ کار تمام زمین وزمان ہیں، اس میں وطن، زبان، نسل، رنگ وغیرہ کی کوئی قید نہیں۔

۶: جس کو اللہ کی عدالت میں جواب دہی کرنی ہوگی۔ ثبوت اور گواہ کے ساتھ۔

۷: جس کا لقب مسلم ہے اور یہ کوئی نیا لقب نہیں ہے، حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں بھی یہی لقب تھا۔

جس طرح یہ منصب عظیم ترین ہے، اسی طرح اس کی ذمہ داریاں بھی عظیم ترین ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا۔ ''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ایسا، جو جیسا کرنے کا حق ہے'' یعنی جہاد میں کوتاہی نہ کرو، نہ معیار میں نہ مقدار میں۔

چنانچہ ''مسلم'' کی ابتداء کلمہ شہادت سے ہوتی ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ ''میں گواہی دیتا ہوں، میں گواہی تمام عمر دیتا رہونگا اور میں میدان قیامت میں بھی گواہی دونگا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کوئی حاکم نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ (مولانا اسد القادری، (۱۹۸۱) ص: ۴۴۷ تا ۴۵۰)

دین فطرت جن اصولوں پر مبنی ہے، اللہ کا حبیب نبی ﷺ ان اصولوں کی صداقت کا گواہ بن کر مبعوث ہوا، تا کہ لوگوں کو یہ بتلا دے کہ اللہ اور اس کی بھیجی ہوئی تعلیمات ہی سچی ہیں، باقی سب باطل ہے۔

جن اصولوں یا تعلیمات کی تبلیغ نبی شاہد کر رہا ہے اس کی اپنی زندگی ان اصولوں اور تعلیمات کی عملی تفسیر ہے۔ جس چیز کو منع کیا گیا، آپ ﷺ کی زندگی اس سے مبرا ہے اور جن چیزوں کا حکم دیا گیا وہ نبی اکرم کی زندگی میں جلوہ گر ہیں۔ جس چیز کو واجب قرار دیا گیا آپ ﷺ اس میں پیش پیش رہے اور اللہ کے قانون اس دین اس کی تعلیمات کو نافذ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ، فروگذاشت نہ کیا۔ شہید کے معنی مشاہدہ کے بھی ہیں۔ اللہ نے معراج کی رات آپ ﷺ کو مشاہدہ کائنات کیلئے عرش پر بلایا اور حقائق کا عینی مشاہدہ کروایا۔

شہید کے معنی احوال کہنے کے بھی ہیں۔ اللہ نے حضور ﷺ کی زبان اقدس سے سابقہ امتوں کو احوال بیان کر دیئے تا کہ مسلمانوں کو عبرت وبصیرت حاصل ہو سکے۔ قرآن پاک میں ہے ''اور قرآن کے ساتھ اس میں ایک گواہ بھی ہے'' (ھود: ۱۷)

یہاں شاہد کا اشارہ نبی پاک ﷺ کی طرف ہے۔

قیامت کے دن نبی پاک ﷺ کی گواہی سے فیصلہ ہوگا کہ رسول پاک ﷺ کے ماننے والے کس انعام یا سزا کے مستحق ہیں؟ چونکہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پورا پہنچا دیا تھا اور اس راہ میں سخت اذیتیں برداشت کیں اس لئے کہ آپ ﷺ مجاز ہیں کہ آخرت میں گواہی دے سکیں کہ میں نے حق ادا کر دیا ہے، تب ہی لوگوں پر حجت قائم ہوگی یہ گواہی نہ صرف مسلمانوں کے بارے میں ہوگی بلکہ آپ ﷺ سابقہ امتوں کے پیغمبروں پر بھی گواہ ہوں گے۔ ارشاد ہے: ''اے حبیب ﷺ وہ دن کہ جب ہم ہدایت پر ایک گواہ ان میں سے اٹھائیں گے۔ (النحل: ۸۹)

Marfat.com

آخرت میں ہدیۂ درود حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجنے والوں پر ان کی گواہی نبی شاہد ﷺ دیں گے۔

(عزیز ملک:۱۹۹۴،ص:۱۳۵،۱۳۸)

نبی شاہد نے خدا کے پیغام کو اپنی امت تک پہنچانے کے لئے ہر تکلیف، ہر سختی، ہر مشکل برداشت کی اور اسے پورے کا پورا لوگوں تک پہنچادیا۔ اب ہمیں بھی اپنی زندگیوں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے تا کہ جب قیامت کے دن آنحضور ﷺ شاہد بن کر گواہی دیں تو اس وقت ہم خدا کے سامنے اور شاہد نبی ﷺ کے سامنے شرمسار نہ ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شافؐ ﷺ

شاف کا مطلب ہے شفا بخشنے والا، تسکین دینے والا، شبہ رفع کرنے والا، صاف فیصلہ کن اور قطعی امور بتانے والا، آپ ﷺ علوم وحکمت کے اعتبار سے اپنی امت کیلئے ہر حوالے سے شفا دینے والے ہیں اس لئے آپ کا یہ اسم مبارک شاف ہے۔

رسول اکرم ﷺ کوئی ڈاکٹر، طبیب اور حکیم نہ تھے بلکہ آپ ﷺ نے ایک ایسے نظام حیات سے متعارف کرایا تھے کہ جن سے انسان جسمانی اور روحانی بیماریوں سے بچا رہتا تھا اور اس معتدل نظام زیست میں حوادث و خطرات لاحق نہیں ہوتے تھے۔

آنحضور ﷺ نے بطور شاف جو نظام حیات انسانیت کو پیش کیا اس کی اصل اساس اور بنیاد تنزیلات ربانی پر تھی اور وہ نظام زندگی اس قدر جامع تھا کہ اس سے ہر طرح کی معاشرتی، سماجی، جسمانی، بدنی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں دور ہوتی رہتی ہیں۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص،۲۸۱)

قرآن شفا کا مظہر:

اللہ تعالی نے قرآن کو شفا کا مظہر کہا ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کو روحانی اور نفسیاتی امراض سے شفا ملتی ہے۔ اللہ نے فرمایا! ''بلاشبہ یہ شفا کا مظہر ہے لیکن ان کے لئے جو اس پر یقین رکھتے ہیں'' (فصلت:۴۴ک)

پھر فرمایا! اپنی صفت شفا کے عمومی اظہار کے بعد وہ جسم کے خصوصی حصوں کے مسائل کے حل کے لئے اپنی افادیت کے اظہار میں فرماتا ہے سینے کے مسائل سے مراد روحانی مسائل ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید الشراح صدر اور حیات القلوب کے لئے اکثیر ہے۔ ارشاد ربانی جامعیت فوائد کو محدود نہیں کرتی بلکہ اس کی شفائی افادیت جسمانی امراض پر بھی محیط ہے۔ حافظ ابن القیمؒ بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں ان کو طبیب میسر نہ تھا اس لئے اپنا علاج سورۃ الفاتحہ کی مدد سے کرلیا کرتے تھے ان کو یہ نسخہ حضرت ابوسعید الخدریؓ کی مشہور روایت سے میسر آیا جس میں انہوں نے بچھو کے کاٹے مریض کا درد سورۃ الفاتحہ کے دم سے دور کردیا تھا۔ (خالد غزنوی (۱۹۸۸)، ص:۲۰۱)

رسول پاک ﷺ نے مشعل راہ کے طور پر کھجور کے بے شمار فوائد بتا دیئے حضرت سلمیٰؓ بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی کیفیت میں جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے دل نے کام کرنا چھوڑ دیا اور انہیں شدید دل کا

Marfat.com

دورہ پڑ چکا تھا کھجور اور اس کی گٹھلی سے علاج کر کے دنیا کو بتا دیا کہ قرآن جب کسی چیز کو توانائی کا مظہر قرار دیتا ہے تو پھر وہ بند ہوئے دل کو بھی چلانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

حضور ﷺ نے کھجور کھانے والوں کو زہر کے اثر سے محفوظ رہنے کا مژدہ بھی سنایا بعض لوگ عرب میں کھجوروں کی زیادتی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ قرآن طب نبوی میں اس لئے انہی کی تعریف کی گئی مگر سورۃ التین میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قسم ہے مجھے انجیر، زیتون، جبل طور اور اس دار الامن (مکہ) کی'' (التین)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر کوئی میوہ زمین پر جنت سے آسکتا ہے تو انجیر اسے کھاؤ بواسیر ختم کر دیتی ہے اور زیتون کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون ستر بیماریوں سے شفا ہے۔

قرآن پاک میں ادرک کی افادیت کے بارے میں بتایا کہ یہ خون کی نالیوں ہی سے نہیں بلکہ جگر اور آنتوں سے سدے اور انجماد نکال دیتا ہے۔ ذیابیطس کا بہترین علاج بھی۔ قرآن مجید نے جنت میں ملنے والی مفید، لذیذ اور مؤثر خوراکوں کے ساتھ ادرک کے بارے میں فرمایا: ''ان کو ایسے برتنوں میں پلایا جائے گا جن میں ادرک کی مہک ہوگی'' (الدھر:۱۷)

قرآن پاک نے شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا۔

ارشاد گرامی ہے: ''شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے مختلف قسم کی رطوبتیں نکلتی ہیں جن میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ (النحل:۶۹)

قرآن پاک نے حفظان صحت اور تندرست زندگی گزارنے کے اصول بڑی صراحت سے بیان کئے ہیں۔ ''تم پر حرام کر دیا گیا مردار، خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جو اللہ کے علاوہ اور کسی کے نام پر دیا گیا اور گلا گھونٹ کر مرا ہوا، چلا ہوا، بلندی سے گرا یا ٹکر سے مارا ہوا اور درندے کا کھایا ہوا جانور حرام ہے۔ (المائدہ:۳)

حضور پاک ﷺ میں طب وصحت اور اصول حفظان صحت کی وافر وجدانی اور تجرباتی بصیرتیں موجود تھیں لہٰذا آپ ﷺ نے زندگی کے آداب واصول کا ایک متوازن، فلاح بخش، مفید صاف ستھرا اور شائستہ نظام حیات اور زندگی کے آسودہ اور توازن بدوش آداب واصول پر مبنی نظام مقرر کیا کہ جس پر شخص کی انفرادی صحت وتندرسی، جسمانی و روحانی نشوونما، ذات کی بہتر ترویج وترقی اور خوش کن ومطمئن حیات طیبہ کی حمایت موجود ہے۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص:۲۸۲)

شریعت اسلامیہ میں حصول شفاء کے اسباب ووسائل رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے حاصل کئے گئے ہیں کسی مرض کا علاج حضور ﷺ تین طریقوں سے فرماتے:

۱۔ طبی ادویہ

۲۔ الیاسی ادعیہ یعنی دعاؤں سے

Marfat.com

۳۔ دونوں کو بیک وقت اختیار فرما کر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجویز فرمودہ علاج یقینی اثرات کا حامل ہے منجانب اللہ وحی سے نازل کردہ، نور نبوت اور کامل عقل کے غور وفکر کا نتیجہ ہے۔(احمد بن محمود، ص:۳۵،۳۶)

علاج نبوی صرف پاک جسموں، پاک روحوں اور ایمان والوں پر اثر کرتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ''ہم نے ایمان والوں کے لئے قرآن کو نازل کر کے اس میں ایسی تاثیر رکھی ہے جس میں بیماری کا علاج اور تندرستی ہے۔'' (بنی اسرائیل:۸۲)

قرآن کریم میں حصول شفا کیلئے ارشاد ہے:

۱۔ دلوں کیلئے اس میں شفا ہے کہ ان سے جہالت دور کر کے شکوک وشبہات ختم کرتا ہے۔

۲۔ یہ ظاہری امراض کے لئے دم اور تعوّذ (اللہ کی پناہ) وغیرہ سے شفا ہے۔

ارشاد ہے:

اور آپ یوں دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار میں پناہ طلب کرتا ہوں، مجھے شیطان کی چھیڑ چھاڑ سے بچا کر اپنی حفاظت میں لے لے، اے میرے رب تو مجھے اس سے بھی بچا کہ وہ میرے پاس آئیں۔(المومنون: ۹۷،۹۸)

کہہ دو میں خلق کے پیدا کرنیوالے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس کی پیدا کی ہوئی تمام مخلوق کے شر سے بچنے کے لئے اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ سمٹ کر چھا جائے اور گنڈوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنیوالے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔(سورۃ فلق:۱۱۳)

قرآن پاک سے دم سنت نبویہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں جن سے روگ رفع ہو اور رحمت ایمان والوں کے واسطے اور گناہ گاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے'' (اسرا:۸۲)

ایک اور جگہ فرمایا ''اے لوگو! تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور شفا دلوں کے روگ کی'' (یونس:۵۷)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کے لئے سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران قیامت کے دن شفاعت کے لئے اور سورۃ اخلاص جو ایک تہائی قرآن پاک کے برابر ثواب رکھتی ہے کیلئے پڑھنے کی تائید کیا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل روایت ہے کہ حضور بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے پھر ان پر قل ہو اللہ احد، اعوذ برب الفلق، اعوذ برب الناس پڑھ کر پھونکتے اور اپنے جسم پر ان کو پھیر لیتے:(احمد بن محمود:۱۶۰،۱۶۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمہ پہلو خیر وبرکت کی حامل ہیں۔سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو رہنمائی موجود

Marfat.com

ہے وہ انسانوں کوان کے جملہ امراض اور تمام لوگوں سے نجات دلانے کے لئے نہایت موثر ذریعہ ہیں۔انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو خوشگوار اور پر مسرت بنانے میں آپ ﷺ کی سیرت بہترین نمونہ ہے۔جسم اور روح کی شفا بخشی کیلئے کامیاب طریقہ علاج ہے جسم کی صحت و توانائی، روح کی بالیدگی اور پاکیزگی، ذہن کی طہارت و لطافت، ارادوں اور نیتوں کی اصلاح اور کردار کی عظمت و بلندی اسوۂ رسول کے لازمی ثمرات ہیں۔

آپ ﷺ کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے میں جسمانی اور روحانی فوائد کے علاوہ نفسیاتی شفا بخشی کی تاثیر بھی موجود ہے۔

آج کی پوری دنیا لاتعداد نفسیاتی و روحانی بیماروں، بغض، حسد، نفاق کینہ، خوف، ڈر، غصہ، ہوس کا شکار ہے۔حضور ﷺ نے جو نظام زیست پیش کیا اس کی اساس اور بنیاد کتاب اللہ ہے۔جس میں سراسر شفا موجود ہے، جس کو اپنا کر پاکیزگی اور شائستگی صحت و سلامتی اور باہمی رشتوں کے حوالے سے لاتعداد زریں اور صحت مند اصول و ضوابط کی راہیں ملتی ہیں اور ان میں سراسر فلاح اور شفا ہی موجود ہے۔

آپ ﷺ نے ایسے اصول و ضوابط متعارف کروائے جن میں سراسر عاقبت، سکون اور شفا ہے۔

احادیث کی روشنی میں نفسیاتی بیماریوں کا علاج:

۱۔ ''غمگین رہنے سے جلد بڑھاپا آتا ہے''

۲۔ ''غصہ آئے تو بیٹھ جائے، اگر زیادہ آئے تو لیٹ جائے''

۳۔ ''دنیا کی ہوس غم و رنج میں مبتلا رکھتی ہے اور خودسری دل کو ٹیڑھا کر دیتی ہے''

۴۔ ''اپنا ہاتھ اونچا رکھنا نیچا رکھنے سے بہتر ہے''

آپ ﷺ نے خوف، ڈر، پریشانی، میں حوصلہ تسلی اور اطمینان دلاتے

حضرت ابی رمنہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''تمہارا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے، علاج خود خدا کریگا''

حضرت ابوسعید الخذریؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کو امید دلاؤ اور حوصلہ دو''

محدثین نے نبی ﷺ کا یہ اسلوب بیان کیا ہے کہ جب آپ مریض کے پاس جاتے تو اس کا حال پوچھتے، علامات سنتے اور کہتے ''اللہ نے چاہا تو ٹھیک ہوجائیگا'' (سید سعدیہ غزنوی، (۱۹۸۹)، ص:۵،۶،۱۸)

غرض حضرت رسول اکرم ﷺ کی سیرت و سوانح میں ایسے کئی واقعات موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کی بدولت لوگوں کو صحت اور تندرستی بخشی، لوگوں کو پریشانیوں اور مصائب سے نجات دی اس اعتبار سے آپ ﷺ شافی ہیں۔

Marfat.com

کئی عوارض میں سر درد، آشوب چشم اور زہریلے جانور کے کاٹے میں آپ ﷺ کے دہن مبارک کا لعاب باعث سکون وشفا بنتا رہا ہے۔

ایک بار جنگ میں ایک صحابی کا بازو ٹوٹ گیا وہ آپ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کی ہڈی جوڑ کر لعاب دہن لگایا تو ایسے ہو گیا، گویا ٹوٹا ہی نہیں۔ حضرت علیؑ کی دکھتی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا تو آشوب چشم جاتا رہا۔

جنگ خندق میں حضرت سعد بن ابی معاذ صحابی رسول کے ہاتھ کی ایک رگ پر تیر لگا اور خون جاری ہو گیا، آپ ﷺ نے خدا کے حضور دعا کی اس دعا کی برکت سے خون بند ہو گیا۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص: ۲۸۴)

غرض کرشاف نبی ﷺ نے ایک ایسا نظام زیست پیش کیا جس کو اپنا کر ہم جسمانی، روحانی، نفسیاتی ہر مرض سے دور رہ سکتے ہیں اور ایک سرور بخش اور صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شہید ﷺ

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں بھی ایک نام الشہید ہے۔شہید کے معنی لغت میں چشم دید گواہ کے ہیں۔جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

''جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کا چشم دید گواہ ہے۔(آل عمران۔۹۸)

گویا شہید کے بنیادی معنی گواہ، حق کی گواہی دینے والا، واقف کار، اس لفظ شہید کا مادہ ''ش۔ہ۔د'' ہے۔جس کے معنی گواہ یا شاہد کے ہیں۔اور شہید گواہی دینے والا ہوتا ہے۔شہید کے یہ بھی معنی ہیں کہ مجسم طور پر سامنے آجانے والا۔ بعض حوالوں سے شہید فیصلہ کرنے والا ہوتا ہے۔اسی لئے شہید شاہد ہوتا ہے۔محمد علی چراغ۔(۲۰۰۵۔ص:۳۰۶)

اسمائے الٰہیہ سے شہید بھی ہے۔جس کا معنی ہے (جاننے والا) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ وہ قیامت کے روز اپنے بندوں پر گواہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کا نام شہید اور شاہد رکھا ہے۔عیاض مالکی۔(۱۹۸۰)۔۶۱

ارشاد ربانی ہے! اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہیں۔البقرۃ۔۴۳

شاہد کے معنی عام طور پر گواہ کے سمجھے گئے ہی لیکن اس لفظ کا استعمال محاورہ عرب میں غائب کے مقابل کی حیثیت سے بھی برابر ہوتا ہے۔اس لیے اگر شاہد کو حاضر کے مترادف سمجھا جائے تو بے جا نہ ہوگا

قرآن پاک میں شاہد سے اشارہ نبی پاک ﷺ ہی کی طرف فرمایا گیا اور قرآن کے ساتھ اس میں ایک گواہ بھی ہے۔(ہود:۲)

''بے شک ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف رسول تم پر شاہد بنا کر (المزمل:۱)

اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ مومنین کے لئے گواہ ہیں اور کفار کو ڈرانے والے ہیں۔(احزاب:۴۵)

''ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔(فتح ۸)

''بے شک ہم نے آپ کی طرف رسول بھیجا ہے۔جو قیامت کے دن بھی تم پر گواہ ہوگا۔'' (المزمل:۱۵) سورہ النحل کی تفسیر تدبر قرآن میں بھی یوں بیان کیا گیا ہے:۔

اور یاد کرو اس دن کو جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے۔پھر جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا نہ

Marfat.com

ان کو عذر پیش کرنے کی اجازت دی جائیگی اور نہ ان سے یہ فرمائش ہوگی کہ وہ خدا کو راضی کریں اور جب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہوگا، عذاب کو دیکھ لیں گے تو پھر نہ وہ ان سے ہلکا ہی کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائیگی اور جب وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا ہے، اپنے شریکوں کو دیکھیں گے، پکاریں گے کہ اے ہمارے رب یہی ہمارے وہ شرکاء ہیں جن کو ہم تجھے چھوڑ کر پکارتے رہے تو وہ ان پر بات پھینک ماریں گے کہ تم بالکل جھوٹے ہو۔ اور وہ اس دن اللہ کے آگے سپر ڈال دینگے اور جو کچھ وہ افترا کرتے رہے تھے وہ سب ہوا ہو جائے گا۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکا ہم ان کے عذاب کا اضافہ کرینگے بوجہ اس کے کہ وہ فساد مچاتے رہے (النحل: ۸۴۔۸۸)

اور یاد کرو جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ ان پر انہیں میں سے اٹھائیں گے اور تم کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر کتاب اتاری ہے ہر چیز کو کھول دینے کے لئے اور وہ ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے فرماں برداروں کے لئے۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل کا، احسان کا اور ذوی القربیٰ کو دیتے رہنے کا اور روکتا ہے۔ بے حیائی، برائی اور سرکشی سے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تا کہ تم یاد دہانی حاصل کرو۔ (النحل ۸۹۔۹۰) تدبر قرآن (۱۹۷۹) ص ۶۸۱۔

احادیث میں بھی آپ ﷺ کے شہید ہونے کی روایت ملتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کو دو دو کر کے ایک ہی کپڑے میں دفن کیا۔ فرماتے ہیں جو ان دونوں میں سے قران پاک پڑھا ہوا ہے اسے لحد میں آگے رکھوں اور فرمایا میں ان پر قیامت کے دن گواہی دونگا۔ (صحیح بخاری)

شہید کا مفہوم اپنے اندر وسیع معانی سموئے ہوئے ہے یعنی دین فطرت جن اصولوں پر مبنی ہے نبی پاک ﷺ ان اصولوں کی صداقت کے گواہ بن کر آئے ہیں تا کہ لوگوں کو یہ تعلیم دیں کہ اللہ کے ہی اصول سچے ہیں اور باقی سب باطل ہے اور جو پیغمبر شہید تعلیمات قرآنی کی صورت میں پیش فرما رہے ہیں وہی سچ ہے اور گمراہی میں ہیں وہ لوگ جو اس کو نہیں مانتے دوسری بات یہ کہ جن اصولوں کی تبلیغ آپ ﷺ نے فرمائی آپ ﷺ کی عملی زندگی انہی اصولوں کی عملی تفسیر ہے۔ جن کو اللہ نے برا فرمایا آپ ﷺ ان سے دور رہے جن کو بھلا فرمایا آپ ﷺ کی شخصیت و سیرت میں پوری شان سے جلوہ گر ہے۔

شہید کے معنی مشاہدہ کرنے کے بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سابقہ امتوں کے احوال بیان کروائے تا کہ مسلمانوں کے لئے عبرت و بصیرت کا سامان پیدا ہو سکے۔ پھر قیامت کے روز اللہ کے حکم سے آپ ﷺ ہی کی گواہی سے فیصلہ ہوگا۔ صرف آپ ﷺ ہی مجاذ ہیں کہ آخرت میں گواہی دے سکیں کہ میں نے حق ادا کر دیا۔ تب ہی لوگوں پر حجت قائم ہوگی۔ (عزیز ملک، ۱۹۹۴، ص: ۱۳۶، ۱۳۷)

ایک دن ایسا ہوگا جب سب اکٹھے کئے جائینگے آگے جو گزرے وہ بھی اور پیچھے جو آئے وہ بھی انبیاء بھی اور

Marfat.com

ان کی امتیں بھی، نیکی کی دعوت دینے والے بھی اور برائی کی راہ دکھانے والے بھی حاکم بھی اور محکوم بھی، شاہد بھی اور مشہود بھی تا کہ ہر متنفس اپنی نیکی کا صلہ پائے گا۔ اگر اس نے نیکی کمائی ہے اور بدی کی سزا بھگتے گا۔ اگر اس نے بدی کی ہے۔ یعنی یہ دن سب کی حاضری اور پیشی کا ہوگا تا کہ ہر معاملے کے سارے فریق سامنے موجود ہوں اور پورے انصاف کے ساتھ اس کا فیصلہ ہو سکے۔ امین احسن اصلاحی، (۱۹۷۸) ص: ۴۱۸

''اور ہم اپنے رسولوں کی اور جو لوگ ان پر ایمان لائے ان کی، دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی مدد کرینگے، جس دن گواہ کھڑے ہونگے۔ غافر: ۵۱

اور جس دن ہم ہر امت میں ایک گواہ اٹھائیں گے انہیں میں سے۔ نحل: ۸۹

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کتاب دی تا کہ اس کی قوم حق و صداقت پر چلے اور یہ بھی دیکھے کہ کوئی قوم بھی دوسروں پر ظلم و تعدی نہ کرے اور ایسی قوم جو نگران ہوگی ان کے اعمال و کردار پر رسول خود نگاہ رکھے گا یعنی محمد ﷺ کی بعثت کے بعد صحیح اور غلط پرکھنے کا معیار قرآن پاک ہوگا۔ جو قیامت تک ہی نوع انسان کے لئے ضابطہ ہدایت ہے اور یہ کتاب نزول کے بعد غلط اور صحیح کا معیار قرار پائی اور یوں نبی پاک ﷺ ان سب پر شہید ہوئے۔ محمد علی چراغ۔ ۲۰۰۵۔ (ص: ۳۰۹)۔

نبی پاک ﷺ کے اس صفاتی نام سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ آپ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں گواہی دینگے کہ اے رب العالمین میں نے تیرے پسند کئے ہوئے دین کی صرف قولی نہیں بلکہ عملی اعتبار سے بھی اپنی امت کو پہنچا دیا تھا اب اس میں سے کس نے کتنا عمل کیا اور کس نے انحراف کیا آج انکا حساب کتاب صحیح ہو جائیگا۔ (محمد طاہر مصطفیٰ (۱۹۹۸)، ص: ۳۴)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شکورٌ ﷺ

اس لفظ کا مادہ (ش ک ر) ہے اس کے بنیادی معنی بھر جانے کے ہیں۔ اسی سے شکر، شاکر اور مشکور کے الفاظ بھی بنتے ہیں۔ یعنی شکر کا مطلب قدر شناس، شکر گزار، جب خدا کی صفت کے طور پر آتا ہے تو اس کے معنی قدردان، قدر شناس کے ہوتے ہیں جب نبی پاک ﷺ کے لئے یہ لفظ استعمال ہوگا تو اس کا مطلب ہے، بڑا شکر گزار بہت شکر گزار۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص: ۳۰۰)

لغت میں شکر کے اصلی معنی یہ ہیں کہ جانور میں تھوڑے سے چارہ ملنے پر بھی تروتازگی پوری ہو اور دودھ زیادہ دے۔ اس سے انسانوں کے محاورہ میں یہ معنی پیدا ہوئے کہ کوئی اگر تھوڑا سا بھی کام کردے تو دوسرا اس کی پوری قدر کرے اور یہ قدر شناسی تین طریقوں سے ہوسکتی ہے۔ دل سے، زبان سے اور ہاتھ پاؤں سے یعنی دل میں اس کی قدر شناسی کا جذبہ ہو، زبان سے اس کے کاموں کا اقرار ہو اور ہاتھ اور پاؤں سے اس کے ان کاموں کے جواب میں ایسے افعال سرزد ہوں جو کام کرنے والے کی بڑائی کو ظاہر کریں۔

شکر الٹ کفر ہے۔ اس کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں اور محاورہ میں کسی کے کام یا احسان پر پردہ ڈالنے اور زبان و دل سے اس کے اقرار اور عمل سے اس کے اظہار نہ کرنے کے ہیں۔ اسی سے کفران نعمت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ کفر اسلام کی نگاہ میں بدترین خصلت اور شکر سب بہتر اور اعلیٰ صفت ہے۔ کفر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری اور ناقدری ہے اور شکر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور نعمتوں کی قدر جان کر اس کے احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ شکر ایمان کی جڑ ہے۔ دین کی اصل اور اطاعت الٰہی کی بنیاد ہے اور اسی جذبے سے خدا کی قدر و منزلت اور محبت پیدا ہونی چاہیے یہی قدر و منزلت اور محبت کے قولی و عملی اظہار کا نام شکر ہے۔ ساری عبادتیں، حسن سلوک، نیک برتاؤ، خدا کی راہ میں اپنے مال سے دینا، علم سے بندگان الٰہی کو فائدہ پہنچانا، کمزوروں کی مدد اور اعانت کرنا۔ سب شکر کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔ (سید سلیمان ندوی: (۱۹۹۲) ص: ۳۵۶۔۳۵۸)

اللہ تعالیٰ نے انسان پر بڑے احسان فرمائے ہیں اسے ایک متناسب وجود یا پھر تمام حسیں اس وجود میں ڈال کر اسے کامل ترین کردیا پھر بصیرت، سوچ فہم، عقل شعور دے کر اس کو تمام مخلوقات سے افضل تر بنا دیا۔ پھر اس کے لئے خوبصورت کائنات بنائی اور بے بہا نعمتیں عطا کیں اس کی ہر ضرورت کو پورا کیا۔ اس جہان میں جو رنگ برنگ کی مخلوقات اور عجائبات ہیں سب کی پرورش اور زندگی اور بقاء صرف اسی ایک کا کام ہے۔ اسی کے سہارے

Marfat.com

سب نمو پا رہے ہیں۔ پھل پھول رہے ہیں تو کیوں نہ اس کا شکر ادا کیا جائے ''بڑی برکت ہے اس کی جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور اجلا کرنے والا چاند رکھا اور اسی نے رات اور دن بنایا کہ ایک کے بعد ایک آتا ہے اس کے واسطے جو دھیان رکھتا یا شکر ادا کرنا چاہیے'' (فرقان:٦)

''بڑے رحم والا جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور انسان کی پیدائش ایک گارے سے شروع کی، پھر اس کی اولاد کو بے قدر سے نچڑے ہوئے پانی سے بنایا پھر اس کو درست کیا پھر اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنا دیئے تم کم شکر کرتے ہو۔ (سجدہ:١)

''تم ان جانوروں کے گوشت میں سے کچھ آپ کھاؤ اور کچھ ان کو کھلاؤ جو صبر سے بیٹھا ہے یا محتاجی سے ہے اسی طرح ہم نے وہ جانور تمہارے قابو میں دیئے ہیں تا کہ تم شکر کرو'' (حج:٥)

''اے ایمان والو! ہم نے تم کو جو روزی دی پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو'' (بقرہ:٢١)

امام غزالی کے حوالے سے پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ شکر کے تین درجے بیان کرتے ہیں:۔

١۔ احسانات خداوندی پر اس کا شکر ادا کرنا۔

٢۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس بات کی دلیل قرار دینا کہ اس کی مجھ پر نظر کرم ہے اور اس بات کی توقع رکھنا کہ وہ مزید فضل کرے گا۔

٣۔ اس بات پر شکر گزار ہونا کہ اللہ کی نعمتوں نے میرے دل میں یاد الٰہی کو تازہ کر دیا ہے۔ میرا دل اس کی طرف مائل ہو گیا ہے اس نعمت سے فائدہ اٹھا کر مجھے اللہ تعالیٰ کا مزید قرب حاصل ہوگا۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: (١٩٩٨)، ص:١٥٥)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھی شکر کی ہدایت کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت کی: ''کہ پس جو کچھ میں تمہیں دوں اسے حاصل کرو اور میرا شکریہ ادا کرو'' (اعراف:١٤٤)

''کہ ہم اس سے پہلے موسیٰ کو بھی اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیج چکے ہیں اسے بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لا اور انہیں تاریخ الٰہی کے سبق آموز واقعات سنا کر نصیحت کر بے شک ان واقعات میں ہر اس شخص کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر اور شکر کرنیوالا ہے'' (ابراہیم:٥)

سورۃ بنی اسرائیل میں بھی حضرت نوح علیہ السلام کے لئے شکر گزار بندہ ہونے کے بارے میں بیان ہے (بنی اسرائیل::٣)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں شکر ادا کرنے والوں کو خیر اور نہ کرنے والوں کو سزا کی وعید فرمائی ہے۔ ''ہم نے انسان کو راستہ بتا دیا کہ اب وہ ہمارا شکر گزار ہے یا ناشکرا'' (الدھر:٣)

Marfat.com

''اگر ہمارا شکرادا کرو گے تو ہم تمہیں مزید نعمتوں سے نوازیں گے اور اگر ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔(ابراہیم:۷)

''ہم شکرادا کرنے والوں کو جزادینگے'' (ابراہیم:۷)

''اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ خدا تم کو عذاب دیکر کیا کرے گا اور اللہ تو قدر پہچاننے والا اور علم رکھنے والا ہے'' (النساء:۲۱)

احادیث کے حوالے سے شکر کی تلقین:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے تھے اسی ذیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے!

''کیا میں ان کا شکر گزار بندہ نہ بنو، یعنی اپنے رب کی نعمتوں کا اعتراف کرنیوالا، اس کی قدر پہچاننے والا، اس کی تعریف کرنے والا، اوران کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا، غرضیکہ صفت شکور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجہ انتہا پر فائز تھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوتے اور نماز میں اتنا قیام فرمایا کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک سوج جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں پر ورم آ جاتا ایک دن حضرت عائشہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنی اتنی دیر نماز میں کیوں کھڑے رہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا عائشہ کیا میں اللہ کا ''عبدا شکور'' یعنی شکر گزار بندہ نہ بنو۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل وصورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے تو اس کو چاہیے کہ کسی ایسے بندے کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کم تر ہو تا کہ صبر وشکر پیدا ہو'' (صحیح بخاری)

''حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمدللہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہیں ہوگا'' (ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہوا اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ذمہ دار ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔(مسلم)

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔ اگر خوشی، راحت اور آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر ہی خیر ہے اور اگر کوئی دکھ اور رنج پہنچے تو اس کو بھی اپنے رب کا فیصلہ سمجھتے ہوئے اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لئے سراسر خیر اور موجب برکت ہے'' (مسلم)

Marfat.com

”کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہو خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے مخالف اول حالت پر شکر کا حکم ہے دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے مسلمانو! اس کو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے“ (حیوۃ المسلمین)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں، دل شکر کرنے والا، زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا اس پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ (حیوۃ المسلمین)

نبی شکور:

جہاں نبی پاک ﷺ جہاں نبی پاک ﷺ نے شکر کی تلقین کی وہاں خود بھی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے آپ ﷺ فقر میں بھی رہے اور اقتدار میں مصائب کے حالات و واقعات سے بھی گزرے اور راحت و سکون میں بھی لیکن ہر حال میں عبد شکور کی اعلیٰ مثال پیدا کی۔ آپ ﷺ ذکر الٰہی میں گریہ زاری سے بھی کام لیتے تھے اور اللہ کے شکر گزار بندے بننا چاہتے تھے۔ دین کی تبلیغ و ترویج کے سلسلے مشرکین کے رویوں اور سرگرمیوں سے اگر آپ ﷺ گریدگی کا شکار ہو جاتے تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو صبر و شکر کرنے کو کہتے اور آپ ﷺ صبر و شکر کے دامن کو تھامے رکھتے۔

ترمذی کے حوالے سے ابوامامہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سے فرمایا کہ میرے پروردگار نے میرے سامنے یہ پیش کیا مکہ مکرمہ کی ساری زمین کو تمہارے لئے سونا بنادوں میں نے عرض کیا مولا! نہیں میں تو چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ تو تیرے حضور عاجزی کروں اور تیرا ذکر کروں اور جب سیر ہو کر کھاؤں تو تیرا شکر ادا کروں“ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۳۰۵)

نبی پاک ﷺ کے سنن و شمائل میں ہر وقت اور ہر موقع کی اس کثرت سے جو دعائیں ہیں مثلاً کھانا کھانے، نئے کپڑے پہننے کی، سو کر جاگنے کی، نئے پھل کھانے کی، مسجد میں جانے کی، طہارت خانہ سے نکلنے کی، یہ سب اللہ کی نعمتوں کا ہی شکریہ تو ادا کرنا ہے۔

لوگوں سے حسن سلوک اور نیک برتاؤ کرنا بھی شکر الٰہی ہے اور نبی پاک ﷺ اس میں ہمارے لئے چراغ راہ تھے یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کی خبر گیری اور دستگیری بھی انعامات خداوندی کا عملی شکر ہے جس میں آپ کی مثال نہیں ملتی۔

اپنے جسمانی اعضاء سے خدمت خلق کا کام لینا اور دولت کو نیک مصارف پر خرچ کرنا یہ بھی عملی شکر ہے

Marfat.com

آپ ﷺ کی ساری حیات ان اقسام کے شکر سے بھری پڑی ہے۔(محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸)، ۱۵۶)

غرضیکہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ شکر کی ہر قسم میں بے مثال رہی اور آپ ﷺ شکر ہی کی تلقین کرتے رہے۔ہمیں چاہیے کہ زندگی کے ہر لمحہ میں آپ ﷺ کی اس صفت کو پیش نظر رکھ کر اپنے خدا کا شکر ادا کرتے رہیں۔ اور دین و دنیا میں بھلائی وفلاح کے حق دار بنیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شفیعٌ صلی اللہ علیہ وسلم

شفیع عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں دوسرے کی سفارش کرنے والا، حمایت کرنے والا، ذریعہ نجات بننے والا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہگاروں کی بخشش کی سفارش کرنے والا بھی کہا جاتا ہے اسی نسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع کہا جاتا ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵ض، ص: ۲۹۳)

شفاعت کے پہلو:

نبوّت کی حقیقت سے مسئلہ شفاعت کا گہرا تعلق دو طرح سے ہے ایک یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کی دعوت کے منکرین کا یہ خیال کہ وہ جن بزرگوں کی اولاد ہیں اور جن دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں وہ اللہ سے ہماری سفارش کریں گے۔ سو ہمیں اعمال بد کی وجہ سے اللہ کے غضب سے نہ ڈرنا چاہیے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ قیامت میں انبیاء اپنے اپنے پیروکار کے لئے سفارش کریں گے جو صالح زندگی گزارتے رہے مگر بعض اوقات نفرتوں سے بھی دوچار ہو گئے اور شرمندہ ہو کر اصلاح کی کوشش کرتے رہے۔ (مولانا مودودی: (۱۹۸۰)، ص: ۴۰۹)

قرآن نے شفاعت کے مسئلے کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ شفاعت کون کرسکتا ہے اور کون نہیں کرسکتا کس کے لئے کی جاسکتی ہے اور کس کے لئے نہیں کی جاسکتی۔

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے'' (البقرہ: ۲۵۵)

پھر فرمایا کہ وہ لوگ جو سفارش کے زعم میں اعمال بد کرتے رہے ان کے لئے کوئی سفارشی نہیں ہے۔

''اب تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم سمجھتے تھے کہ تمہارے کام آئیں گے تمہارے آپس کے رابطے ٹوٹ گئے اور سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم زعم رکھتے تھے۔'' (الانعام: ۹۴)

بارگاہ ربانی میں ہر ایک کو لب کشائی اور شفاعت کی طاقت ہرگز نہ ہوگی صرف وہی شفاعت کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے شفاعت کی اجازت ہو۔ جس روز روح اور ملائکہ کھڑے ہونگے کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔ (النباء ۳۸)

Marfat.com

''اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو'' (النباء:۳۸)

نبی کریم ﷺ قیامت کے دن یقیناً شفاعت فرمائیں گے مگر یہ شفاعت اللہ کے اذن سے ہوگی اور اہل ایمان کے حق میں ہوگی جو نیک عمل اور صالح عمل اور زندگی گزارنے کی کوشش کے باوجود گناہ کر بیٹھے ہونگے۔ بدکار اور خدا سے نہ ڈرنے والے لوگوں کی حضور ﷺ شفاعت نہ کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن خائن لوگ اپنی گردنوں پر خیانت سے حاصل کیا ہوا مال لیکر آئیں اور مجھے پکاریں گے یا رسول اللہ میری مدد فرمائیں۔ مگر میں جواب دونگا کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ (مولانا مودودی: (۱۹۸۰)، ص:۴۲۴)

قیامت کے روز لوگ سر جھکائے کھڑے رہیں گے اور پسینوں میں شرابور ہونگے آخر سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس شفاعت کی عرض کے لئے جائیں کے وہ اپنی معذوری بیان کریں گے پھر مختلف انبیاء کے پاس باری باری جائیں گے مگر ناکام لوٹیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو آپ جواب دیں گے کہ میں خود تو شفاعت کی جرأت نہیں کرسکتا مگر ایک ایسی ہستی کا پتہ بتاتا ہوں کہ جن کے پاس سے کوئی خالی نہیں لوٹتا کسی کی امید نہیں ٹوٹتی وہ سب کو بارگاہ محمد ﷺ کی طرف جانے کا حکم دیں گے جب شکستہ و بدحال مخلوق وہاں جائے گی اور شفاعت کی درخواست کرے گی تو آپ سب کی فریاد سن کر فرمائیں گے کہ ہاں میں تمہاری شفاعت کرونگا۔

آپ ﷺ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اپنے رب کی حمد و توصیف کرتے جائیں گے یہاں تک کہ رب فرمائے گا اے پیکر ہر خوبی اپنا سر اٹھا تم مانگتے جاؤ میں دیتا جاؤں گا تم شفاعت کرتے جاؤ میں شفاعت قبول کرتا جاؤنگا۔

میں اس وقت کہوں گا امتی! امتی،، اللہ فرمائے گا اے میرے رسول جایئے جس شخص کے دل میں دانہ گندم کے برابر بھی ایمان تھا اسے آتش دوزخ سے نکال لایئے میں جاؤں گا مگر تھوڑے سے عرصہ کے بعد پھر حاضر ہو جاؤنگا اور پھر سجدہ میں گر کر حمد و ثناء خداوندی کرونگا مجھے حکم ہوگا یا محمد! سر سجدے سے اٹھایئے اور کہیے میں قبول کرونگا میں پھر کہونگا یا امتی امتی اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا محمد اٹھیے اور جایئے جس کے دل میں ذرہ برابر سے کم ایمان تھا اسے آتش دوزخ سے نجات دلا دیں۔ میں اسی طرح تین بار جاؤں گا اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اذن شفاعت حاصل کرونگا اور لوگوں کو شفا دلاتا رہونگا۔ اور جب میں چوتھی بار سجدہ سے سر اٹھاؤں گا تو مجھے حکم ہوگا اے میرے حبیب! مانگو جو مانگو دونگا، جو چاہو گے کرونگا جس کی شفاعت کرو گے قبول کرونگا، میں عرض کرونگا یا اللہ! مجھے اجازت دیں کہ جس شخص نے ایک بار بھی لا الہ الا اللہ کہا ہے اس کی شفاعت کروں اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے اور اپنے وعدہ کی پاسداری ہے۔ کہ آج آپ کی شفاعت سے جس

Marfat.com

شخص نے ایک بار، لا الہ الا اللہ کہہ دیا تھا اسے بخشا جائے گا۔ (صحیح مسلم: صفحہ: ۳۳۰)

اور پھر اہل ایمان شفاعت رسول ﷺ سے اذن سفارش سے شرف یاب ہو کر آپ ﷺ مقام محمود پر جلوہ گر ہونگے۔ "آپ ﷺ کا رب آپ کو ضرور مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔ (بنی اسرائیل: ۷۹)

اور پھر اہل ایمان شفاعت رسول ﷺ سے خلد بریں میں مقام حاصل کرینگے۔

بھرے جائیں گے خلد میں! اہل عصیاں

نہ جائے گی خالی شفاعت نبی کی!

شفاعت رسول ﷺ احادیث کے حوالے سے:

نبی شفیع نے اپنی امت کو بخشوانے اور ان کی شفاعت کرنے کے سلسلے میں متعدد ارشادات فرمائے ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہیکہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہر نبی نے اپنا مطلوب مانگ لیا۔ لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کرلی ہے۔ (بخاری شریف: ص: ۹۲۲، جلد: ۲)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ (سنن ابن شریف، ص: ۳۲۹)

حضرت ابی بن کعبؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا، ان کا خطیب، ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ (ترمذی: ۳۳۰)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جنہوں نے میری امت میں سے کبیرہ گناہ کئے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ شریف۔ ص: ۲۲۹)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو دوزخ سے شفاعت کی وجہ سے نکالے گا (صحیح مسلم: ص: ۱۰۷: جلد اول)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "کہ میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا رہونگا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا اور پوچھے گا اے محمد ﷺ کیا آپ راضی ہو گئے میں عرض کروں گا ہاں میرے رب میں راضی ہوگیا۔ (تفسیر روح المعانی، ص: ۱۸۲، ص: ۱۸۲، جلد ۳۰)

مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہے قیامت کے دن گناہ گاروں، خطا کاروں کی خطائیں شفیع نبی کی وجہ سے معاف کردی جائینگی۔ دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا تب خدا کا رسول عرض کرے گا،، اے خدا! ایمان داروں میں سے وہ بھی ہیں جو ستر ہزار سال سے جہنم میں ہیں اور خداوند میرے آقا! تیری رحمت؟ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں میرے مولا! کہ انہیں بے پناہ سزاؤں سے آزاد فرما،،۔

تب خدا اپنے مقرب فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ جہنم جا کر ہر ایک کو جو اس کے رسول کے دین پر ہوں،

Marfat.com

نکال لیں اور بہشت میں لے جائیں اور وہ ایسا ہی کریں گے۔ (محمد یحییٰ: (۱۹۹۹)، ص: ۴۳۰)

حضور ﷺ کی شفاعت تمام مسلمانوں کے لئے ہے اور اس عظیم نعمت سے ہر مسلمان کو نوازا جائے گا۔ آپ ﷺ اسی لئے شفیع الامم، شفیع المذنبین یعنی گناہ گاروں کی بخشش کیلئے سفارش کرنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نسبت سے آنحضرت ﷺ کو شافع بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی شفاعت کرنے والا۔ شفاعت کے متعدد مقامات بیان کئے گئے ہیں پہلا مقام میدان محشر میں مواقف کا، دوسرا بندوں کے حساب کتاب کا مقام، تیسرا مجرم کو معافی کا مقام چوتھا مجرم کو دوزخ سے نکالنے کا مقام پانچواں درجہ بلند کرنے اور مزید ثواب عطا کرنے کی شفاعت کا۔

حضور کی ایک شفاعت تو تمام امت کے لئے ہوگی پھر خصوصی شفاعت درود پڑھنے والوں کے لئے ہوگی۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵، ص: ۲۹۸)

اذان کے بعد دعا پڑھنے والوں کے لئے بھی پھر آپ نے فرمایا کہ روئے زمین پر جتنے درخت، پتھر، اور ڈھیلے ہیں قیامت کے دن ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت کرونگا۔ شفیع عاصیاں نے فرمایا۔ قیامت کے دن تمام انبیاء کے لئے سونے کے ممبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا اور میں اس میں نہ بیٹھوں گا اپنے رب کے حضور کھڑا رہونگا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میری امت میرے بعد رہ جائے۔ آپ نے فرمایا جس نے میری قبر شریف کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔ (پیر سید خضر چشتی۔ ص: ۴۵، ۴۹، ۵۰)

اللہ کے رسول کی شان و شوکت، عظمت و بزرگی قدر و منزلت دیکھئے کہ خدائے بزرگ و برتر اس کی شفاعت کو رد نہیں فرمائے گا اور کس قدر خوش نصیب ہے امت مسلمہ جس کی بخشش کے لئے خدا کا محبوب نبی شفیع ہو۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شان و شوکت، قدر و منزلت، جلال و تمکنت، بزرگی و عظمت اس لئے عطا کی تاکہ مخلوق جان لے کہ شفیع پیغمبر ﷺ کا درجہ و مرتبہ کیا ہے یہ صاحب جلال اور حبیب لبیب ہے۔ جس کی شفاعت رد نہ کی جائیگی۔

جس دم دبایا مجھ کو گناہوں کے بار نے
میں شافع گناہ کو لگا پھر پکارنے
حضرت نے آکر مجھے سبکدوش کر دیا
رحمت بڑی کی شافع روز شمار نے

(چوہدری دلورام کوثری)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صادقؐ صلی اللہ علیہ وسلم

بہت سچا، صدق سے بروز فعّیل مبالغہ کا صیغہ ہے، صدیق وہ ہے جس سے کثرت سے صدق ظاہر ہو، اور کہا گیا ہے، بلکہ اس کو کہا جاتا ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور بعض نے کہا کہ جس سے سچائی کی عادت ڈال لینے کے سبب جھوٹ بن ہی نہ آتا ہو اور بعض کا بیان ہے بلکہ جو قول میں اعتقاد میں سچا ہو اور اپنے صدق کو ثابت کرے۔ (مولانا عبدالرشید نعمانی، ص،۲۳،۲۴)

صدق کے معنی، دل و زبان کی ہم آہنگی اور بات کا نفس واقعہ کے مطابق ہونا، اگر دونوں میں کوئی ایک شرط مفقود، ہو تو کامل صدق نہیں رہتا۔

بہرحال صدق باقی تمام محاسن کا سنگ بنیاد ہے اور جب کسی کی طبیعت میں سچائی کا جوہر پوری آب و تاب سے موجود نہ ہو، تب تک کسی اور اعلیٰ خوبی کی اس میں تلاش لاحاصل ہے۔ (محمد احسان الحق (۱۹۹۳)، ص ۱۶۳)

صدق کا اصل مادہ (ص دق) ہے اور اس کے معنی قوت، توانائی ٹھوس حقیقت ہے صادق وہ ہوتا ہے جس کا قلب اور لسان ہم آہنگ ہوں اور ہمیشہ سچ بولنے والا ہو اور بڑی قوت اور توانائی کے ساتھ سچ پر برقرار یا قائم رہنے والا ہو۔ (محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۳۱۹)

سچا رسول وہ ہے جس کے پاس انسانیت کے لیے کوئی پیغام ہو۔ وہ جس کی روح میں اس زمانے کے اہم مسائل حیات اضطرابی کیفیت پیدا کردیں اور ان مسائل و مباحث کی اہمیت اسے دعوت اور پکار پر مجبور کردے اور وہ دعوت حق و صداقت سے کوہ جبل اور دشت و صحرا کی فضا میں حیات انگیز تحرک پیدا کردے، جس سے تمام نظامہائے کہن کی بنیادیں ہل جائیں اور ان کی جگہ دنیا میں وہ نظام عدل و حریت قائم ہو جائے جس سے انسانیت کو اسی فضائے بسیط میں اذن بال کشائی ملے اور وہ ارتقائی مراحل طے کرے اور اپنے معراج کبریٰ تک جا پہنچے۔ (پرویز: ۱۹۸۴، ص، ۵۴)

ایک سچا نبی چونکہ اللہ سے براہ راست ہدایت لیتا ہے۔ اس لئے اس کے دل و دماغ میں کوئی شک اور الجھاؤ نہیں ہوتا اسکی ہر بات یقین اور وثوق پر مبنی ہوتی ہے، حالات کا سازگار یا ناسازگار ہونا اس کے راہ کی رکاوٹ نہیں ہوتی اس کا یقین کامل ہوتا ہے اس کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

قریش مکہ نے جب تنگ آ کر حضور ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس شکایت کی تو ابوطالب کفار مکہ کے اس چیلنج سے متاثر ہوئے اور کہا ''اے میرے بھائی کے بیٹے! تمہاری قوم میرے پاس آئی ہے اور اس نے ایسی ایسی باتیں مجھ سے کہی ہیں مجھ پر اور اپنی ذات پر رحم کھاؤ، اور مجھ پر ایک ایسا بوجھ نہ ڈالو جس کا میں متحمل نہیں ہوسکتا'' مگر چچا کی یہ بے بسی بھی حضور ﷺ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا نہ کر سکی اور آپ نے کہا'' چچا جان! اللہ کی قسم اگر یہ میرے دائیں جانب سورج اور بائیں جانب چاند بھی رکھ دیں تو بھی اس دعوت سے دستبردار نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اللہ اس دعوت کو غالب کر دے یا میں اپنی جان اس تگ و دو میں جان آفریں کے حوالے نہ کر دوں'' (مولانا اسد القادری (۱۹۸۱)،۲۸۴)

تمام انبیاء صادق تھے ارشاد خداوندی ہے'' اے رسول اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کیجئے (جو حضرت ابراہیمؑ کے فرزند تھے وعدے کا سچا تھا)'' اور رسول اور نبی تھا۔ (مریم، ۱۹:۵۴)

نبی اکرم صادق اور اصدق تھے۔ قرآن میں ارشاد ہے،'' رسول اللہ تو دیگر مرسلین کی تصدیق کرتے تھے بلکہ رسول تو حیات کائنات کی انمٹ سچائیاں لے کر آیا اور تمام سابقہ رسولوں کی تصدیق کی ہے'' (۳۷:۳۷)

بائبل میں بھی آنحضور ﷺ کو امین و صادق کہا ہے۔ وہ امین و صادق کہلاتا ہے اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے، جسے اسکے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (یوحنا، باب:۱۹،۱۱)

ایک اور جگہ بائبل میں مرقوم ہے،'' لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اس سے تمہارے پاس بھیج دونگا۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ سچائی کی روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا جو کچھ سنے گا وہی کہے گا، آئندہ کی خبریں دیگا۔ (یوحنا ۱۶:۷،۱۲،۱۳)

محمد احسان الحق نے ٹامسن کارلائل کے حوالے سے آپ ﷺ کی صداقت کی تصویر یوں کھینچی ہے۔

''ہم کسی طرح حضور ﷺ کو حریص منصوبہ باز اور ان کی تعلیمات کو جہل و نادانی نہیں سمجھ سکتے، وہ الہامی پیغام جو وہ لیکر آئے تھے بالکل سچا تھا وہ ایک آواز پریشان تھی جو پردۂ غیب سے بلند ہوئی ان کے اقوال جھوٹے تھے نا اعمال۔ ان میں تنگ ظرفی اور نمائش کا شائبہ تک نہ تھا وہ زندگی کا ایک جلوہ تاباں تھے جو خاص سینۂ فطرت سے ہویدا ہوئے اور جس کو مالک کائنات نے دنیا کو منور کرنے کے لیے بھیجا''

حضرت محمد ﷺ میرے خیال میں یقیناً پیغمبر صادق ہیں اور میں آپ کے وہ اوصاف بیان کر دینا چاہتا ہوں جو انصاف کیساتھ بیان کر دینا ضروری ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ہم عیسائیوں کا یہ قیاس بالکل بے نیاد ہے کہ آپ ﷺ جھوٹے اور دغا باز تھے اور آپ ﷺ کا مذہب محض فریب اور نادانی کا ایک مجموعہ تھا۔ کذب وافترا کا

Marfat.com

وہ انبارِ عظیم جو ہم نے اپنے مذہب کی حمایت میں اس ہستی کے خلاف کھڑا کیا ہے خود ہمارے لئے شرمناک ہے خدائے تعالیٰ نے اس دنیا میں بہت سے الہام بھیجے ہیں لیکن کیا یہ شخص اس کا آخری اور تازہ ترین مظہر نہیں ہے؟ اس کی عقل وحی کی پروردہ ہوتی ہے۔

حجرِ اسود کو نصب کرنے کے لیے یہ تجویز کی گئی کہ جو صبح سب سے پہلے آئیگا، وہ پتھر نصب کرے خدا کا کرنا رسول امین و صادق ﷺ سب سے پہلے تشریف لائے۔ لوگوں نے جمال جہاں آراء کو دیکھا تو پکار اٹھے (یہ امین ہیں، یہ محمد ﷺ ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں) قریش جو بڑی اونچی ناک اور گرم مزاج اور گہری رنجشوں میں گھرے تھے صرف حضور محمد ﷺ کے امین و صادق ہونے پر کسی کی زبان سے کوئی جملہ ادا نہ ہوا۔ (محمد احسان الحق (۱۹۹۳)، ص۳۰، ۵۳، ۲۲۵)

نبی صادق ﷺ:

رسول پاک ﷺ کی ساری زندگی، سچائی اور راست بازی کے اوصاف سے مزین رہی۔ آپ ﷺ کی سچائی اور صداقت سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہؓ نے آپ کو اپنے مال کی تجارت کا نمائندہ مقرر کیا اور تمام معاملات میں صدق و ایمانداری کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ محمد ﷺ میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا البتہ جو کہتے ہو ان کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اسی موقع پر قرآن کا ارشاد ہے: ''اے رسول ہمیں علم ہے کہ ان کافروں کی (بے سروپا باتیں) تمہارے لئے حزن و ملال کا باعث ہیں، دراصل یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے۔ یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات سے حجر کرتے ہیں۔ یعنی دل سے مانتے ہیں اور زبان سے انکار کرتے ہیں'' (الانعام ۶:۳۳)

جو تیری جان کے دشمن تھے وہ بھی کہتے ہیں
امین تو ہے، صداقت کی آبرو تو ہے

(رشید محمود، ص، ۵۶)

''آپ ﷺ کی صداقت و سچائی کے بارے میں حالی نے کیا خوب فرمایا ہے''

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر ۔۔۔ تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور ۔۔۔ سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ آل غالب ۔۔۔ سمجھتے ہو، تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا ۔۔۔ کوئی ہم نے جھوٹا سنا نہ دیکھا
کہا تیری ہر بات کا یاں یقین ہے ۔۔۔ کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے

آپ ﷺ کی پوری زندگی راست بازی، صدق و صفا سے مزین رہی کاروبارِ حیات ہو یا معاملات تجارت آپ ﷺ نے راست بازی کے دامن کو کبھی نہ چھوڑا، اور عمدہ اور احسن اصولوں کو متعارف کروایا۔ صدق و

Marfat.com

ایمان داری کو فروغ دیا اور بہترین انسانی کردار کا مظاہرہ کیا۔ جنگ بدر کے دوران اخنس بن شریف ابو جہل سے ملا اور کہا کہ اس وقت میرے اور تیرے درمیان کوئی دوسرا نہیں جو ہماری باتیں سنے بتاؤ محمد ﷺ سچے ہیں یا جھوٹے۔ ابو جہل نے جواب دیا "خدا کی قسم بلاشبہ محمد ﷺ صادق اور امین ہیں انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، آپ ﷺ کی صداقت کے قربان کہ دشمن بھی آپ ﷺ کو سچا مان رہے ہیں"

دم بھر کی ہر صداقت کو پرکھ کر دیکھ لو
جو حدیث مصطفیٰ میں ہے، وہ سچائی کہاں

(رشید محمود: ص، ۳۹)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صاحب ﷺ

نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی صاحب بھی ہے جس کے معنی ساتھ رہنے والے ہیں۔ صاحب کا مطلب دوست، مددگار، ساتھی، آقا ہے۔ یہ لفظ صاحب سابقہ کے طور پر بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً اس لفظ صاحب کو کسی دوسرے لفظ کے پہلے لگانے سے ایک خاص معنی میں بدل جاتا ہے۔ اسی ترکیب سے آپ ﷺ کے اسم گرامی کو پہلے لگانے سے ایک خاص مطلب واضح ہوتا ہے مثلاً صاحب المعراج، صاحب العلم، صاحب الحرب، صاحب توحید۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص ۳۱۲)

قرآن پاک میں بھی آپ ﷺ کے اسی اسم کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

''یہ تمہارے ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں اور نہ ہی غلط راستے پر ہیں۔'' (نجم:۲)

مفہوم القرآن میں رقم ہے کہ:۔

''اس وقت آپ ﷺ کی بعثت کا پانچواں سال ہے لوگ وحی کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں کہ یہ کون سی تعلیمات ہیں یقین وگمان کی کیفیت لوگوں پر طاری ہے ایسے میں ان لوگوں کو بتایا جارہا ہے کہ وحی الٰہی تو ایک روشنی ہے اور یہ تعلیمات تو وہ تعلیم ہے جو گم گشتہ راہی کو منزل کا پتہ دیتی ہے۔ اندھیرا دور کرتی ہے۔ راہ حق کی طرف گامزن کرتی ہے۔ صاف اور سچے عقیدے کی راہنمائی کرتی ہے اور اس تعلیمات کی روشنی کو ہم نے نبی محمد ﷺ کو منور کیا ہے۔ تاکہ وہ اس روشنی سے تم لوگوں کو بھی ہمکنار کرسکیں۔ تمہیں بھی خداشناس کرا سکے۔ تمہیں بھی نیکی وبدی کی پہچان کروا سکے اور یہ نبی محمد ﷺ جو تمہاری راہنمائی کے لئے مقرر کیا گیا ہے یہ نہ تو راہ کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے اور نہ ہی راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔ بلکہ اپنی منزل سے باخبر ہے۔ اس آیت میں ''صاحبکم'' سے مراد نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ ہے کہ یہ تمہارا ساتھی تمہارا رفیق جو ہے تم اسے بخوبی جانتے ہو بچپن سے اب تک کی زندگی تمہارے سامنے ہے۔ تم لوگ اس ساتھی ورفیق کے کردار اور سیرت سے بخوبی آگاہ ہو۔ اس کی فہم وفراست، سچائی، پاکیزگی یا زندگی کا کون سا ایسا گوشہ ہے جو تم لوگ نہیں جانتے ہو۔ کسی دوسری جگہ سے آکر اس تمہارے رفیق نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے اس کی زیست کا ہر باب کھلا ہے پھر بھی تم یقین وگمان کی گومگو کیفیت میں ہو۔ پھر قرآن پاک میں فرمایا گیا!

''اور یہ تمہارے ساتھی یعنی حضرت محمد ﷺ مجنون نہیں ہیں۔'' (التکویر:۲۳)

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ غور کرو یہ تمہارا ساتھی جسے کہ تم جانتے ہو بچپن سے یہ کوئی مجنون نہیں ہے بلکہ تمہیں آگاہ کرنے والا ہے۔ شدید عذاب سے کہ ابھی وقت ہے خدا کے عذاب سے ڈرو اور خدا کی طرف بڑھو اسی میں تمہاری خیر خواہی اور بھلائی ہے۔ خود سوچو کیا کوئی مجنوں یا دیوانہ کسی کی بھلائی کا سوچ سکتا ہے؟ کسی کی بہتری کی تگ و دو کر سکتا ہے بلکہ اسے تو اپنے ہی نفع ونقصان کا پتہ نہیں ہوتا کیوں تمہاری عقلوں پر پتھر پڑ گئے ہیں کیوں نہیں تم ذہن سے کام لیتے؟ کیوں اپنے سچے رفیق و ساتھی کی باتوں کو غور سے نہیں سنتے کہ جو وہ کہہ رہا ہے خود سے نہیں کہہ رہا بلکہ خدا کا کلام ہے اسی کو دہرا رہا ہے اسی کو سنا رہا ہے۔ خود بھی عمل کر رہا ہے اور تمہیں بھی کرنے کو کہہ رہا ہے ذرا سوچو! ایسا شخص مجنون کیونکر ہو سکتا ہے۔ محمد علی چراغ: (بحوالہ: تدبر القرآن ۲۰۰۵،ص:۳۱۵)

نبی پاک ﷺ کو صاحب توحید یعنی عقیدہ توحید کے ساتھی کہا گیا ہے جس کا قرآن میں بھی ذکر ہے۔

''اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میری ہی عبادت کیا کرو'' انبیاء:۲۵

آپ ﷺ نے ہمیشہ خدائے یکتا کی عبادت کی اور اس کی تلقین کی اور فرمایا! کہ وہی ایک ذات پرستش و عبادت کے لائق ہے کوئی اور ذات اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ وہ ہی ایک اور صرف ایک ایسی ہستی ہے جو کہ نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ جو کہ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور عبادت بھی صرف اور صرف اسی کو زیبا ہے۔ اسی کے آگے جھکو، اسی سے مانگو اسی کو پوجو اسی کی عبادت کرو۔

آپ ﷺ صاحب الجہاد بھی تھے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے!

''اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے۔'' توبہ:۷۳

آپ ﷺ کو اسلام کی راہ روکنے والوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا تا کہ اللہ کا نام لینے اور اس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی راہ صاف ہو جائے اور فتنہ و جہاد ختم ہو جائے اور ہر طرف اسلام کی روشنی پھیل جائے کیونکہ اسلام ساری دنیا کے لئے آیا ہے۔ وہی حق اور شرط نجات ہے۔ اسی لئے جہاد کرنے کا حکم ہوا تا کہ امت مسلمہ اپنے دائرے میں نہ رہے بلکہ آگے بڑھے اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی شمعیں پھیل جائیں اور اس راہ کی ہر رکاوٹ کو ملیا میٹ کر دیں۔ (مولانا صلاح الدین اصلاحی: ۱۹۶۲،ص: ۳۴۷)

آپ ﷺ صاحب کوثر بھی ہیں قرآن پاک میں ہے! ''بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی''

آپ ﷺ قیامت کے دن حوض کوثر پر براجمان ہونگے۔ جس کا پانی شفاف و دودھ جیسا ہوگا اور نہایت شیریں ہوگا اور آپ ﷺ کی امت وہاں اپنے آقا کی سرکردگی میں پانی سے سیراب ہوگی۔

آپ ﷺ صاحب اعلیٰ درجات بھی ہیں۔ قرآن پاک میں ہے!

Marfat.com

''یہ حضرات مسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مثلاً بعض ان میں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں اور بعضوں کو ان میں سے بہت سے درجوں پر سرفراز کیا'' بقرہ:۲۵۳

یہ اسم مبارک آپ ﷺ کا اس لئے بھی رکھا گیا کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بہترین سلوک فرمایا کرتے تھے۔اوران کے ساتھ نرم خو تھے۔محمد برکت علی:۱۹۷۷،ص:۶۶ے

اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں کو مختلف اوصاف سے نوازا ہر ایک کو کسی ایک صفت سے متصف تھا کیا مگر ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا کیا کہیے کہ ہر درجہ صفت ان کو ودیعت کی گئی۔جوش تبلیغ، ولولہ توحید، ایثار، سعی وکوشش، رفاقت حق، تسلیم ورضا زہد وفکر، حکمت وسلطنت، عبادت، عفت، زہد، عجز، جانفشانی، صبر، استقامت، حلم، ان سب پیغمبروں کے اوصاف کو یکجا کر کے آپ ﷺ کی ہستی کی تخلیق کر کے سب سے اعلیٰ درجے پر آپ ﷺ کو فائز کر دیا۔عبدالمجید شاکر:۱۹۸۲،ص:۴۱۱

یہی نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ صاحب مقام محمود بھی ہیں۔

''امید ہے آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا کرے گا'' بنی اسرائیل:۷۹

قیامت کے دن نبی پاک کو اللہ تبارک تعالیٰ اس درجہ اعلیٰ سے بھی نوازیں گے۔جب آپ ﷺ اللہ کی حمد وثناء کا علم بلند کریں گے تو آپ ﷺ کو خدائے بزرگ و برتر مقام محمود عطا فرمائیں گے۔یعنی جنت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمائیں گے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ گھٹنوں کے بل پھرتے ہونگے یہاں تک کہ ہر امت اپنے نبی کے پیچھے پیچھے ہوگی اور کہتی ہوگی کہ ہماری سفارش کریں۔آخر کار نوبت رسول ﷺ تک پہنچے گی۔یہی وہ دن ہوگا جس میں خدا تعالیٰ حضور ﷺ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔بخاری شریف

مسند احمد میں ہے! ''مقام محمود وہ مقام ہے جس میں میں اپنی امت کی سفارش کرونگا۔''

یہ وہ اعلیٰ درجہ ہے جو ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا کیا جائیگا۔

آپ ﷺ صاحب البیان بھی تھے قرآن پاک میں ہے!

''اور آپ پر یہ ذکر یعنی قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ جو مضامین اس میں لوگوں کیلئے بھیجے گئے ہیں آپ ﷺ ان کو بیان کر دیں۔نحل:۴۴

آپ ﷺ نے جو جو احکام اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے آپ ﷺ پر نازل فرمائے آپ ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق من وعن لوگوں تک ان کو پہنچایا خود بھی عمل کیا اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طیبؐ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی طیب بھی ہے جس کے معنی ہیں پاک، اچھا نفیس، خوشگوار اور کسی چیز کا بہترین حصہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود پاک اور طیب ہیں ہر معاشرتی برائی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور رہے آپ جیسا کوئی طاہر، پاک اور طیب نہ ہوگا۔ طیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو طیب اور پاک ہونے کی وجہ سے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور طیب اعمال کو دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا گیا۔ طیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ شہادت کا نام کلمہ طیبہ رکھا گیا، جسے پڑھنے والا، اقرار کرنے والا ماضی کی تمام غلطیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ طیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل کرنے سے روح میں پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے اور دین و دنیا بھی سنور جاتے ہیں۔ محمد ایوب سپرا، ۲۰۰۳، ص، ۲۱۸

قرآن پاک نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طیب ہونے کی گواہی دی ہے۔

''تم سب کیلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بہترین نمونہ ہے۔ (الاحزاب، ۲۱)

نبی طیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے اللہ تو مجھے اپنی طرف رجوع کرنے والوں میں کر دے اور مجھے پاک لوگوں میں گردان'

''اے اللہ تو مجھے خطا اور گناہ سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا نیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ، ۱۹۹۸، ص، ۴۶۰

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طیب ہونے کی وجہ سے ہی فرشتے اور نیک لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ حسان بن ثابتؓ کہتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ اور اسکے عرش کو گھیرے ہوئے فرشتے اور تمام طیب لوگ مبارک احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی عنبر، کوئی کستوری ایسی نہیں سونگھی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ پاک اور طیب ہو۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طیب العود یعنی پاک اصل والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور خاندان طیب و پاک تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم پاک تھا، روح پاک تھی، خیالات پاک تھے، عقیدہ و عمل پاک تھا، پوری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی طیب تھی۔محمد طاہر مصطفیٰ،۱۹۹۸،ص،۱۲۵

نبی پاک ﷺ کی پوری زندگی گزری اور عین خدا کے حکم کے مطابق اعمال صالحہ اور طیبات سے معمور گزری آپ ﷺ کی پاکیزگی اور طیب زندگی کے لاتعداد واقعات ہمیں قرآن پاک میں ملتے ہیں۔

آپ ﷺ نے اس معاشرے میں آنکھ کھولی جہاں بت پرستی، کفر، الحاد، شرک، ظلم و استبداد اور بے حیائی کی تاریکی نے انسانیت کو گھیر رکھا تھا۔ اخلاق کو گھن لگ چکا تھا، وحشیت و بربریت عام تھی، حلال وحرام، نفیس و خبیث کی تمیز نہ تھی، بدکاری اور فحش کا راج تھا، خانہ جنگی عام تھی۔گلزار حسین، ۱۹۸۳،ص، ۱۶۰،۱۵۹

عرب معاشرہ کے گوناں گوں لاتعداد خبائث بھی طیب نبی ﷺ کی سیرت کو آلودہ نہ کر سکے اور آپ ﷺ نے اپنی پاکیزگی، طہارت اور اوصاف حمیدہ کو قائم ودائم رکھا، کبھی بتوں کے آگے سر نہ جھکایا اور نہ دیگر رسومات جاہلیت میں کبھی شرکت کی۔عربوں میں لڑائیوں کا سلسلہ تو رہتا تھا جنگ فجار کیونکہ ناجائز جنگ تھی کیونکہ یہ ان مہینوں میں ہوئی جو دستور کے مطابق منع تھی۔آپ ﷺ اس میں شریک تو ہوئے مگر کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا اور ظلم وزیادتی نہ ہونے دی جنگ فجار کے بعد لوگوں کو اس تباہی کا احساس ہوا، چنانچہ حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی تحریک پر بنی زہرہ اور بنی تمیم نے آپس میں معاہدہ کیا ملک میں امن وامان قائم کرینگے۔مسافروں کی حفاظت کریں گے اور غریبوں کی امداد کریں گے۔ نبی طیب ﷺ اس میں شریک ہوئے کیونکہ یہ انسانیت کے حق میں تھا۔معین الدین، ۱۹۷۵،ص ۲۲

حضرت خدیجہ جو کہ پاک دامنی کی وجہ سے ''طاہرہ'' کے لقب سے مشہور تھیں نے نبی طیب ﷺ کی پاک دامنی، نیک نامی، دیانتداری، امانت داری، پاک کردار وسیرت، پاک اطوار وعبادت، پاک جسم وذات کی وجہ سے شادی کی۔محمد ابن اسحاق،۱۹۹۴،ص،۱۲۰، ۲۴۷

آپ ﷺ نے بچپن ہی سے طیب زندگی گزاری، کبھی مراسم شرک میں شرکت نہ کی، ایک دفعہ قریش نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا لا کر رکھا، یہ کھانا بتوں کے چڑھاوے کا تھا، جو جانور ذبح کیا گیا تھا کسی بت کے نام پر ذبح ہوا تھا۔طیب نبی ﷺ نے کھانے سے انکار کردیا۔آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے ہی بت پرستی کی برائی شروع کردی تھی اور جن لوگوں پر آپ ﷺ کا اعتماد تھا، ان کو بھی منع فرماتے تھے۔علامہ شبلی نعمانی،ص،۱۹۲

بعثت سے تھوڑا عرصہ قبل نبی طیب ﷺ نے غار حرا میں جا کر عبادت کرنا شروع کردی تھی۔آپ ﷺ کے طیب کردار وسیرت کی وجہ سے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔

آپ ﷺ کی پوری زندگی پاکیزگی میں گزری، آپ ﷺ، عفت و پاکباز، حلیم و بردبار، تواضع و انکسار، نفیس وخوددار، رفیق ووضع دار، عبید وعبادت گزار، حسین وحیاء دار تھے۔انہیں صفات طیبہ کی وجہ سے منکرین رسالت نے بھی آپ ﷺ کی ان صفات کی نفی نہ کی۔محمد علی چراغ، ۲۰۰۵،ص، ۳۵۰

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے بعد آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا بھی بعنہ وہی مقام وحیثیت ہے۔ آپ ﷺ ایک طیب آدمی، ایک شفیق باپ ایک محبت کرنے والا شوہر ایک بہترین خانہ دار، ایک عظیم دوست ایک ایماندار تاجر، ایک انصاف پسند حاکم و قاضی، ایک بہادر سپہ سالار، ایک بے مثال استاد، ایک لاجواب خطیب، اور حد درجہ زاہد و عابد کی حیثیت سے قابل تقلید ہیں۔

یہ نمونہ اس پاکیزہ ہستی کی سیرت طیبہ کا ہے جسے اپنی سوانح میں کسی بھی پہلو و معاملہ میں مبالغہ آمیزی پسند نہیں۔ کون ہے جو قولی اور عملی زندگی کو اس ترازو پر تلوانے کو آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہ طیب نبی ﷺ ہی ہیں جن کی کوئی مثال نہیں۔ عبدالمجید شاکر، ۱۹۸۲ء، ص ۴۱۳، ۴۱۴

نبی پاک ﷺ کی پاکیزگیوں میں ایک صفت دست کرم بھی ہے جو کہ بہت فراخ تھا۔ آپ ﷺ یتیموں کی مدد کرتے بیواؤں کے کام آتے، قرضہ داروں کے قرضے ادا کرتے، دکھیوں کے دکھ کا مداوا کرتے۔ غریبوں کی مرادیں برلاتے، خطاؤں کو معاف فرماتے۔ غرضیکہ آپ ﷺ ہر قسم کی برائی سے مبرا تھے۔

اسی لئے آپ ﷺ کو نبی طیب ﷺ کہا جاتا ہے۔ خدا ہمیں اس طیب نبی کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طٰسٓ صلی اللہ علیہ وسلم

اس اسم گرامی کو ابن وجیہ اور علامہ نسفی نے بیان فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ایسے ناموں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن پر اعراب نہیں آتے جیسے کٓھٰیٰعٓصٓ، دوسرے وہ جن پر اعراب آتے ہیں ان کی بھی آگے دو اقسام ہیں ایک اسم مفرد ہیں جیسے۔ ص۔ ق اور یہ حرف حکایت ہی ہے دوسرے وہ اسماء ہیں جن کا مجموعہ کسی کے وزن پر آئے جیسے حٰمٓ۔ طٰسٓ۔ یٰسٓ۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸، ص، ۹۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حروف مقطعات کٓھٰیٰعٓصٓ، طٰہٰ۔ طٰسٓ، طٰسٓمٓ، عٓسٓقٓ، ق اور ان جیسے حروف کے بارے میں فرمایا کہ یہ قسمیں خود اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہیں اور ط کا لفظ عارفوں کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کے نفوس غیر اللہ کی عبادت، تعظیم اور محبت سے پاک ہیں۔ غیر اللہ کے شہود سے پاک ہیں۔ (محمد برکت علی: ۱۹۷۷، ص، ۹۳۸، ۹۴۰)

ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں بھی سوائے اللہ کے اور کسی کی محبت وتکریم، عزت نہ تھی۔ ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی راز ہوتا ہے اور قرآن مجید کا اسرار یا راز قرآن کی اوائل سورتوں کے ابتدائیہ کلمات میں ہیں اور یہ بھید واسرار صرف خدا ہی جانتا ہے۔

طٰسٓ بھی قرآن پاک کے حروف مقطعات میں سے ہے اور اس حروف مقطعات سے سورۃ النمل کا آغاز ہوتا ہے اس سورت کے ابتداء ہی میں یہ بتا دیا گیا کہ قرآن پاک اللہ کی طرف سے وحی ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی کا ذکر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مخالفین کو کبھی کامیابی نہ ملے گی اور وہ کبھی بھی نہ پھلے پھولیں گے۔

اس کے بعد اس سورت میں حضرت سلیمان کا ذکر ہے جس میں حضرت سلمان کو اس قدر قوت، رعب و دبدبہ سے نوازا گیا کہ لوگ مخالفت کے باجود سر تسلیم خم کرنے لگے۔ اس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی جاہ وحشمت سے نوازا جائے گا۔ پھر اسی سورت میں حضرت صالح اور حضرت لوط کا ذکر ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو بتایا گیا ہے کہ نبیوں کی مخالفت کرنے والی قومیں کس طرح تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ پھر اسی سورت میں بتایا گیا کہ جو لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں گے مخالفین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور ان مخالفین کو سزا دے کر فتنہ پردازیوں سے روک دیا جائے گا اور آخر کار وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں گے۔ سورت کے

Marfat.com

آخر میں مخالفین کے انکار پر اور ان کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے اور دشمنوں کی ہلاکت اور ناکامی کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

سورت نمل جو صرف طٰسٓ سے شروع ہوتی ہے حضرت صالح علیہ السلام کے ذکر میں نبی پاک ﷺ کے دشمنوں اور انکے منصوبوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔(عبدالرحمٰن گیلانی: تیسیر القرآن: ص ۳۹۲،۳۸۹)

اس صورت میں جو واقعات بیان کیے گئے ہیں ان میں مماثلت نبی پاک ﷺ کے احوال واقعات سے بھی ہے اسی مماثلت کی وجہ سے طٰسٓ کو اسمائے نبی قرار دیا ہے۔اس سورت میں بتایا گیا ہے اس کتاب کو ہدایت و بشارت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ جو اس پر ایمان لائیں گے ان کے لئے فلاح ہے اور جو منکر ہونگے وہ گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں بھٹکتے رہیں گے۔ثمود کی قوم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کفر بھلے اکثریت میں ہو تعداد میں بھاری ہوں ان کی کوئی اہمیت نہیں، حضرت صالح نے انہی لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی لیکن انہوں نے آپ کی بات نہ مانی بلکہ ان کو مارنے کے درپے ہو گئے تو خدا نے ان کو صفحۂ ہستی سے ہی مٹا دیا۔قریش کے لئے یہ سب عبرت کا باعث تھے۔ پھر قوم لوط بھی اپنی انتہائی پستیوں میں غرق رہے اللہ کے عذاب نے ان کو بھی گھیر لیا قریش کے لئے یہ بھی باعث عبرت تھا اسی طرح نبی پاک ﷺ کو دشمنوں کے ناپاک منصوبوں اور پرفریب چالوں پر پریشان ہونے سے روکا گیا اور تسلی دی گئی کہ ان سے کہہ دو کہ عذاب کو دعوت نہ دو۔ اے نبی! تمہارا کام صرف ان کو بتانا ہے اور تم اپنے فرض کو ادا کرتے رہو کہ قرآن کا سنانے اور ہدایت کا تمہیں حکم ہے اور جو اس پر ایمان لائے اس کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ میں تو صرف ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں تاکہ لوگ جان لیں کہ کون سی راہ صحیح اور کون سی غلط ہے۔اس سورت میں جو بھی احوال و واقعات بیان ہوئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حق کے منکر ہوں وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ نبی پاک ﷺ لوگوں کو خدا کے احکام کی تبلیغ کرتے رہے، خدائے یکتا کی بندگی کی دعوت دیتے رہے۔لوگوں کو بتاتے رہے کہ صرف اور صرف خدا ہی ایک ایسی ہستی ہے جو عبادت کے لائق ہے جھکو تو اسی آقا کے آگے، مانگو تو اسی داتا سے، وہی ایک پرستش کے قابل ہے۔ باقی معبود سب باطل ہیں اس کی ذات وصفات میں کسی کو دخل نہیں۔ وہی کائنات کا مالک ہے۔اس نے ہی موت و حیات بنائی اسی کی بڑائی ہے اس لئے اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلو جو اس کے احکام کی پیروی کرے گا دین و دنیا سنوار لے گا اور جو منکر ہوگا وہ دین و دنیا اجاڑ لے گا۔

نبی ﷺ کو فرمایا گیا کہ آپ کا کام ہدایت دینا ہے۔سیدھا راستہ دکھانا ہے۔لوگوں کے عمل کی ذمہ داری آپ ﷺ پر نہیں۔خود ہی اپنے کیے کے ذمہ دار ہیں۔(محمد علی چراغ: ۲۰۰۵: ۳۳۰، ۳۲۹، ۳۳۵)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طاہرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

طاہر کے معنی ہیں پاک ،صاف، پاکیزہ، ہر طرح کی نجاست اور عیب سے پاک، پاکیزہ ومقدس لفظ طاہر کا مادہ (ط۔ھ۔ر) ہے۔اس کے بنیادی معنی دور کرنے ہیں۔ عام طور پر کسی آلائش کو دور کر کے اس کو پاک صاف کرنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔قرآن پاک میں اس لفظ کو جسمانی قلبی اور نگاہی پاکیزگی کے طور پر لیا گیا ہے۔محمد علی چراغ (۲۰۰۵)،ص۔۳۳۷

طہارت کے چار مرتبے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ ظاہری طہارت

۲۔ اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھنا۔

۳۔ دل کو اخلاقی زمیمہ اور ناپسندیدہ وذلیل چیزوں سے پاک رکھنا۔

۴۔ اپنے باطن کو اللہ کے سوا ہر چیز سے پاک کر دینا اور یہی سب سے بڑا مقصد ہے۔جس کی بصیرت طاقت ور ہوگی وہی اس مطلوب تک پرواز کریگا۔امام عبدالرحمٰن ابن جوزی (۱۹۸۵)۔ص۔ ۴۹

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی رذیل سے پاک وصاف رکھا تھا۔ پیدائش سے لیکر وفات تک اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ماحول اور تربیت میں رکھا کہ کسی بھی قسم کی ظاہری اور باطنی ناپاکی وغلاظت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ پھٹک سکی۔قرآن پاک میں ہے ''اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو تم سے ہر قسم کی آلودگی کو دور رکھے اور تم کو ہر طرح سے ظاہر اور باطن سے پاک وصاف رکھے۔(الاحزاب: ۳۳)

اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک وصاف رکھے۔ اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام کر دے (المائدہ۔ص ۶)

حضرت ابن ابی اوفی سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ ''اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح پاک رکھ جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا ہے۔(سنن نسائی)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کی نگہداشت کی اور اس کی تلقین فرماتے رہے۔

ثوبان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحیح راستہ پر جمے رہو اگر اس کا حق ادا نہیں کر سکتے اور خوب سمجھ لو کہ تمہارے دین میں سب سے افضل نماز ہے اور وضو کی نگرانی بجز مومن کامل کے اور کوئی شخص نہیں کر

Marfat.com

[illegible]

اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ خوب پاک صاف رہیں اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے (التوبہ ۱۰۸)

[illegible]

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سو کر اٹھے تو جب تک تین بار ہاتھ نہ دھوئے اس کو پانی کے برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے کیونکہ سونے سے نہ جانے اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہے اس حدیث سے معلوم ہوگا کہ ہم کو اپنے جسم کے بعض حصوں کی طہارت کا سوتے جاگتے ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے۔

۲۔ دانتوں کی صفائی جو بہت سی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ آپ ﷺ نے پانچ وقت مسواک کرنے کا حکم دیا۔

۳۔ درختوں کے سائے اور عام راستوں میں قضائے حاجت سے آپ ﷺ نے منع فرمایا تاکہ سایہ میں بیٹھنے والے اور راہ چلنے والے مسافروں کو اس گندگی سے پریشانی نہ ہو۔

۴۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ مبادا اس ناپاک پانی سے کوئی نہا لے۔

۵۔ عام طور پر بیٹھ کر پیشاب کرنا چاہیے کہ اس کے چھینٹوں سے ناپاکی کا خدشہ ہے۔

Marfat.com

۶۔ غسل خانہ کی زمین میں پیشاب نہیں کرنا چاہیئے اس سے بدن ناپاک اور دل میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔

۷۔ طہارت کے بعد پانی کے علاوہ مٹی سے بھی ہاتھ دھونا چاہیے۔

۸۔ مسلمان کے لئے غسل کرنا، کپڑے بدلنا، عطر اور تیل لگانا مستحسن ہے۔

۹۔ آپ نے کسی بدبودار چیز مثلاً لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت فرمائی۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں تو فرمایا کیا ''اس کے پاس بال ہموار کرنے کا سامان نہ تھا؟ ایک دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ ''اس کو پانی نہیں ملتا تھا۔ جس سے وہ اپنے کپڑے دھولے۔

۱۰۔ جس برتن میں سے کتا پانی پی لے اس برتن کو ساتھ بار دھونا ضروری ہے۔ سید سلیمان ندوی ۱۹۸۴) جلد ششم۔ ص ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۷

آنحضرت ﷺ کی زندگی مبارک پر نظر دوڑائیں تو بچپن سے لیکر وفات تک آپ ﷺ نے طاہر او ر پاکیزہ زندگی گزاری آپ کی یہی طہارت اور پاکیزگی عربوں میں ایک مثال بنی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ بچپن ہی سے بدی کے راستے، غلاظت، نازیبا عادات اور حرکات سے دور رہے تھے۔ یہاں تک بات چیت، میل ملاقات میں بھی تہذیب و شائستگی اور ادب آداب کو ملحوظ رکھتے تھے۔ لباس اور پوشاک صاف ستھری ہوتی تھی۔ جسمانی صفائی کا بھی خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کا جسم پاک آپ ﷺ کا لباس پاک، آپ ﷺ کی روح پاک تھی۔ آپ ﷺ ہمیشہ باوضو رہتے ہر وضو کے ساتھ مسواک کرتے۔

آپ ﷺ نے جسمانی طہارت کے ساتھ روحانی اور باطنی طہارت کو بھی ضرورت قرار دیا ہے۔ انسان کی تمام نفسیاتی بیماریاں اس کی باطنی طہارت اور صحت سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً شرک، منافقت، جھوٹ، حسد، تکبر، فحش گوئی، غصہ، بسیار خوری، گالی گلوچ، خیانت، ظلم و ستم، زنا، شراب خوری، رشوت، خوری، ریا کاری، چوری، افواہ سازی، تمسخر، یاس و ناامیدی، ان سے انسان کی سیرت اور کردار متاثر ہوتے ہیں اسی لئے آپ ﷺ نے ان سے بچنے کے لئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ناپسند کیا ہے۔ اس سے انسان کی سوچ اور روح کی پاکیزگی مجروح ہو کر رہ جاتی ہے اور انسان کو اپنی سیرت، شخصیت اور ذات کی پاکیزگی رکھنا محال ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے تمام عمر اپنے ہر فعل میں اٹھنے، بیٹھنے، پہننے، اوڑھنے، چلنے، پھرنے، بات چیت کرنے میں نماز میں غرض دعوت و تبلیغ میں درس و تدریس میں، ظاہری اور باطنی پاکیزگی میں طہارت کو ملحوظ خاطر رکھا۔ اسی لئے وہ نبی طاہر کہلائے۔ محمد علی چراغ۔ (۲۰۰۵) ص۔ ۳۴۰

طہارت کا مطلب ہے کہ جسم اور لباس، ظاہری و معنوی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو۔!

اسلام میں طہارت کو جو مقام حاصل ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دوسری وحی کے احکام و

Marfat.com

فرائض میں توحید کے بعد دوسرا حکم طہارت کا دیا گیا ہے۔''اے چادر اوڑھنے والے اٹھ اور ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک کر اور ناپاکی کو چھوڑ دے۔(مدثر۔۵)

طاہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ شہادت کا نام کلمہ طیبہ رکھا گیا جسے پڑھنے اور اقرار کرنے سے انسان ماضی کی تمام غلطیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔طاہر کے فرمودات پر عمل کرنے سے طہارت ملتی ہے جس سے دین و دنیا سنور جاتی ہے۔صلوٰۃ و پاکیزگی، اتمام نعمت، رجز شیطان کی دوری ارتباط قلوب اور اثبات اقدام کے وعدے اللہ تعالیٰ نے اسی طاہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئے۔

طاہر نبی کی تعلیمات کا اہم سبق شرک وتوہمات کی آلائشوں اور اخلاق و کردار کی کوتاہیوں سے پاک کرنا ہے۔اس طاہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی نے لوگوں کو بری عادتوں، بدعتوں، بدچلنیوں سے باز رہنے اور پاکیزگی کی زندگی گزارنے اور دنیا و آخرت میں فوز و فلاح پانے کی تلقین کی۔خود بھی ساری زندگی طاہر رہے اور اپنی امت کو بھی پاکیزہ اور مقدس رہنے کے لئے کہا۔(محمد ایوب سپرا، (۲۰۰۳) ص ۲۱۸۔

مفسرین نے کپڑے کی طہارت سے دل کی طہارت اور ناپاکی سے بت پرستی مراد لی ہے مگر اس اسے ظاہری پاکیزگی اور طہارت کا اندازہ بھی ہوسکتا ہے۔گویا نہایت ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو طہارت اختیار کرنے کی تاکید فرمائی اور جو لباس نبوت اور کمالات نفسی کا پہنایا اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ ہر حوالے سے طاہر اور پاک وصاف ہوں اور دوسروں کے لئے باعث تقلید بھی ہو۔اسی لئے آپ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کا کردار، آپ ﷺ کی شخصیت ظاہری اور باطنی طور پر ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے پاک تھی۔شبلی نعمانی، (۱۹۷۹)۔ (سیرت النبی ﷺ ص، ۱۰۷)

ہمیں چاہیے کہ ہم اس طاہر نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو ہر ہر زاویہ سے طاہر اور پاک بنائیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طٰہٰ صلی اللہ علیہ وسلم

طٰہٰ سے مراد "اے شخص" ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ نبطی کلمہ ہے۔ کوئی کہتا ہے مضرب ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک پاؤں زمین پر ٹکاتے اور دوسرا اٹھا لیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری یعنی طٰہٰ یعنی زمین پر دونوں پاؤں ٹکا دیا کرو۔ ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ تجھے مشقت و تکلیف میں ڈال دیں۔ کہتے ہیں کہ جب قران پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہؓ نے عمل کرنا شروع کر دیا تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ لوگ اچھی خاصی مصیبت میں پڑ گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ یہ پاک قرآن تمہیں مشقت میں ڈالنے کے لئے نہیں اترا۔ بلکہ نیکوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ خدائی حکم ہے جسے یہ ملا اسے بہت بڑی دولت مل گئی۔ (علامہ حافظ عماد الدین: ص ۳۶۳، ت۔ن)

عربی میں "طاھا" ایک کلمہ ندا ہے کسی کو مخاطب کرنا ہو تو پکارتے ہیں "طاھا" یعنی اے شخص مخاطب! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت مخاطب کیا گیا جب کہ زمانہ سب سے زیادہ پرآشوب تھا۔ انکار و جحود ہر طرف سے ہجوم تھا اور قبولیت کی رفتار بہت ہی دھیمی تھی اور محدود تھی اور یہ صورت حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرتی تھی جو دل تمام نوع انسانی کی ہدایت کے لئے پھنک رہا تھا۔ وہ اپنے قریبی ابنائے وطن کو بھی قبولیت کے لئے آمادہ نہ پاتا تھا۔ کون ہے جو اس اضطراب و غم کا اندازہ کر سکتا تھا جس کی مقدس آگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں سلگ رہی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام تنزیلات تسکین و تشفی کی روح سے معمور ہیں اور یہی روح اس صورت میں بھی نظر آتی ہے۔ خطاب براہ راست آپ سے ہے فرمایا کہ قرآن اس لئے نازل نہیں کیا گیا کہ تم اپنے آپ کو رنج و حزن میں ڈالو وہ تو نصیحت کی بات۔ جو مستعد ہیں قبول کریں گے اور جنہوں نے استعداد کھو دی وہ سننے والے ہیں اور نتیجہ کا ظہور اپنے وقت پر ہوگا۔ (ابوالکلام احمد: جلد دوم)، (طٰہٰ، ۱۔۳)

یہ دونوں حروف تہجی میں سے ہیں جو سورتوں کی ابتدا میں آتے ہیں اور حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ (ڈاکٹر محمد میاں صدیقی: (۲۰۰۱)، ص: ۳۷۱)

یہ سورہ مکی ہے اس میں ایک سو پینتیس آیات اور آٹھ رکوع ہیں کیونکہ طٰہٰ سورہ کے شروع میں آیا ہے اس لئے اس کا نام طٰہٰ رکھا گیا ہے۔ (مولانا محمد ادریس: (۱۹۸۲)، ص: ۵۲۸، جلد چہارم)

طٰہٰ کے ایک معنی یہ بھی ہیں "اے وہ شخص جس پر امت کی شفاعت میں بھروسہ ہے اور وہ جو مخلوق کو سچے

Marfat.com

مذہب کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں غور کیا جائے تو نبی پاک ﷺ طٰہٰ کے ان تمام صفتوں میں حد درجہ کمال پر نظر آتے ہیں یقیناً آپ ﷺ آدمی بھی ہیں، انسان بھی ہیں، ہادی بھی اور آپ ﷺ شفاعت بھی طلب کرنے والے اور انسانیت کو سچے مذہب کی طرف بلانے والے ہیں۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸) ص:۹۲)

بعض حوالوں سے طٰہٰ کا مطلب طاہر اور پاکیزہ کے ہیں اور جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اسم حسنیٰ ہے بعض کے نزدیک طٰہٰ نبی کریم ﷺ کا ایک پر فضیلت اسم گرامی ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ سے بڑھ کر طاہا اور پاکیزہ کوئی نہیں۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی پک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کے پیدا کرنے کے ایک ہزار سال قبل فرشتوں کے سامنے سورۃ طٰہٰ اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی جب فرشتوں نے اس کلام الٰہی کو سنا تو کہنے لگے مبارک ہے وہ امت جس پر یہ قرآن نازل کیا جائے گا اور مبارک ہے وہ سینے جو اس کو اٹھائیں گے (یاد کریں گے) اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو ان کو پڑھیں گی۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص:۳۳۶)

نبی پاک ﷺ نے یہ بھی فرمایا میرے دس نام ہیں اور ان میں آپ ﷺ نے طٰہٰ اور یٰسین کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ (عیاض مالکی: (۱۹۸۰) ص:۳۵۲)

تفہیم القرآن میں مولانا مودودی بیان کرتے ہیں! ''سورۃ طٰہٰ کا نزول حضرت عمر کے قبول اسلام سے پہلے نازل ہو چکا تھا جب حضرت عمر نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے کی نیت سے نکلے تو راستے میں ایک شخص نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی اس نئے دین میں شامل ہو چکے ہیں یہ سن کر حضرت عمر گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کی بہن اور بہنوئی تلاوت قرآن کر رہے ہیں حضرت عمر کو دیکھ کر انہوں نے چھپا لیا مگر آپ پڑھنے کی آواز سن چکے تھے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی کو اتنا مارا کہ لہولہان ہو گئے۔ ان کی حالت دیکھ کر حضرت عمر پریشان ہو گئے اور کہا وہ چیز دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے جب اس پاک صحیفے کو پڑھنا شروع کیا تو یہ سورۃ طٰہٰ ہی لکھی ہوئی تھی پڑھتے پڑھتے یک لخت حضرت عمر کی زبان سے نکلا ''کیا خوب کلام ہے'' اور پھر نبی پاک ﷺ کے پاس جا کر اسلام قبول کر لیا۔

سورۃ طٰہٰ کے آغاز میں فرمایا گیا۔ اے محمد! یہ قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا گیا ہے کہ خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے تمہیں ایک مصیبت میں ڈال دیا جائے۔ تم سے یہ مطالبہ نہیں کہ پتھر کی چٹانوں سے دودھ کی نہر نکالو، نہ ماننے والوں کو منوا کر چھوڑو، اور ہٹ دھرم لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا کر کے دکھاؤ۔ یہ تو بس ایک نصیحت اور یاد دہانی ہے تا کہ جس کے دل میں خوف خدا ہو اور جو اس کی پکڑ سے بچنا چاہے وہ سن کر سیدھا ہو جائے۔ یہ کلام مالک دو جہاں کا ہے اور خدائی اس کے سوا کسی کی نہیں خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی: (۱۹۸۲) ص:۸۴،۸۵)

بعض حوالوں سے طٰہٰ سانپ کے معنی میں آتا ہے اور لکھنے کی ہیئت بھی سانپ سے ملتی جلتی ہے۔ سورۃ طٰہٰ دیکھئے جو ''ط'' سے شروع ہوتی ہے اور اس میں مختصر تمہید کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی لاٹھی کے سانپ بن

Marfat.com

جانے کا قصہ بیان ہوتا ہے۔(محمد علی چراغ:(۲۰۰۵)ص:۳۳۴)

تدبر قرآن میں سورۃ طٰہٰ کے مطالب کو تین حصوں میں بتایا گیا ہے:۔

ا۔ نبی پاک ﷺ کو یہ ہدایت کہ دوسروں کے ایمان کی فکر میں اپنی زندگی کو ضرورت سے زیادہ نہ کھپائیں آپ صرف ان لوگوں کو یاد دہانی کروادیں جو خشیت الٰہی رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے ان کے اندر ایمان اتارنا آپ ﷺ کی ذمہ داری نہیں۔

۲۔ حضرت موسیٰ کی سرگزشت کا بیان ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین سے واپسی پر وادی مقدس طویٰ میں پہنچنا اور نبوت ورسالت سے سرفراز ہونا۔

نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اولین ہدایت۔

عصا اور ید بیضا کے معجزات کا عطا کیا جانا۔

فرعون کے پاس انذار ودعوت کے لئے جانے کا حکم۔شرح صدر اور حضرت ہارون علیہ السلام کے مددگار بنائے جانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور اس دعا کی فوری قبولیت۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقویت قلب کے لئے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فضل خاص کی یاد دہانی جوان پر بچپن میں ہوا کہ وہ دریا میں ڈالے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ ان کو دریا سے بچالیا بلکہ ان کے اوپر اپنے دونوں کے دشمن سے ان کی پرورش کرائی اور دوبارہ ان کو اس ماں کی آغوش میں پہنچادیا جس نے فرعون کے ڈر سے کلیجہ پر پتھر رکھ کر،ان کو دریا کی موجوں کے حوالے کیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قبطی کے قتل ہو جانے کے واقعہ کی یاد دہانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین جانا۔وہاں مختلف آزمائشوں اور مراحل سے گزرنے کے بعد خدائی پروگرام کے مطابق بالکل معین وقت پر وادی مقدس طویٰ میں پہنچنا اور منصب نبوت پر سرفراز ہونا۔

اس فضل خاص کی یاددہانی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں کی حوصلہ افزائی اور یہ ہدایت کے وہ بے خوف وخطر فرعون کے پاس انذار دعوت کے لئے جائیں۔خدا ان کی حفاظت فرمائے گا۔

فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور فرعون کا معارضہ۔

فرعون کے جمع کردہ ساحروں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میں مقابلہ ساحروں کی شکست اور ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا۔فرعون کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ایمان لانے والے ساحروں پر سازش اور بغاوت کا الزام اور ان کو سولی پر چڑھانے کی دھمکی۔

فرعون کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم۔فرعون کی طرف سے ان کا تعاقب۔ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا بخیریت دریا کے پار ہو جانا اور اس کی فوجوں کی غرقابی۔

Marfat.com

دریا پار کرانے کے بعد بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جو احسانات فرمائے ان کا حوالہ اور نبی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی چند روزہ معیت میں جب کہ وہ کوہ طور پر تورات لینے گئے، سامری کے فتنہ میں مبتلا ہو کر جو بت پرستی کی اس کی تفصیل اور اس کے اسباب و عواقب۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرگزشت سنانے کے بعد یہ نبی ﷺ کی طرف خطاب اور التفات ہے اور سورۃ کی تمہید میں جو مضمون بیان ہوا ہے اس خاتمہ میں اس کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ ماضی کی یہ سرگزشت جو آپ کو سنائی گئی ہے صرف قصہ ماضی نہیں ہے بلکہ آپ کی اپنی سرگزشت بھی ہے۔ آپ کو جو کتاب عطا ہوئی ہے اس میں ہر پہلو سے لوگوں کو تنبیہ کر دی گئی ہے۔ اگر لوگ نہیں مانیں گے تو اس کا انجام دنیا اور آخرت دونوں میں خود بھگتیں گے۔ تاریخ میں ان کے لئے کافی سامان عبرت موجود ہے۔ اس وجہ سے آپ ان کے معاملے میں جلدی نہ کریں۔ صبر کے ساتھ خدا کے فیصلہ کا انتظار کریں آپ ﷺ صبر کے ساتھ خدا کے وعدہ نصرت کے ظہور کا انتظار کریں اور اس صبر کے حصول کے لئے نماز کا اہتمام کریں۔ امراء و اغنیاء کے ایمان کے لئے بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ ان کے ایمان سے دعوت کو قوت و شوکت حاصل ہوگی۔ آپ کی دعوت اپنا زاد راہ خود اپنے ساتھ رکھتی ہے اور اللہ نے آپ کی کفالت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ جو لوگ آپ کو زچ کرنے کے لئے عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ میرا کام آگاہ کرنا تھا وہ میں نے کر دیا۔ اگر تم عذاب ہی کے منتظر ہو تو انتظار کرو میں بھی اسی کا منتظر ہوں۔ (امین احسن اصلاحی (۱۹۸۲)، ۱۵۰، ۱۵۱)

آپ ﷺ کی ہستی طاہر اور پاک باز تھی اور آپ ﷺ کے ذمہ ہدایت کا فریضہ سونپا گیا تھا کہ لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین کرتے رہیں نصیحت کرتے رہیں۔ ایمان افروز تعلیم دیتے رہیں اور ایک دن نور محمدی اپنے کمال کو پہنچ کر رہے گا گو ابتدا میں وہ ایک ہلال کی مانند ہے اور سورۃ طٰہٰ میں اسی کمال کا ذکر کیا گیا ہے۔

ابجد تعلیم انسان حرف طٰہٰ ہوگیا!
کھٰیٰعص اب ہے نصاب بزم قدس
راجا رشید محمود: ص، ۳۱

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ظاہرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے حقیقی معنوں میں ''ظاہر'' صفت الٰہی ہے کیونکہ صرف خدا کی ذات ہی ایک ایسی ہستی ہے جو کائنات کے ذرے ذرے میں غالب ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے طور پر اس کے معنی صاف، واضح، عیاں، زبردست، غالب کے ہیں۔ ظاہر کا مطلب غلبہ دینے والے اس لفظ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اور غلبہ اسلام کی بھی دلالت ہوتی ہے۔ محمد علی طاہر مصطفےٰ: (۱۹۹۸، ص ۲۰۳)

ظاہر کو ہم طبعی زندگی کے حوالے سے بھی دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کن لاتعداد ظاہری خوبیوں اور اوصاف سے متصف تھے۔

حلیہ مبارک:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بلند، بھاری جسم والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ جگمگاتا تھا، درمیانے قد سے قدرے اونچے تھے سر مبارک بڑا تھا، بال مبارک پیچ والے کانوں کی لوتک تھے، رنگ سفید، فراخ پیشانی اور ابرو کمان دار، ناک مبارک اونچا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمکیلے رنگ، روشن چہرے والے تھے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ضخیم سر، عظیم آنکھوں، باریک ابرو، سرخ آنکھ، گھنی ریش اور حسین رنگ والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو جھوم جھوم کر چلتے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں اور پیچھے مڑتے تو سارے کے سارے پیچھے مڑ جاتے۔ بھری ہتھیلیوں والے تھے۔ غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن ستارے تھے۔ (محمد علی برکت: صفحہ ۹۵۶، ۶۶۰)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لانبے تھے نہ پست بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد درمیانہ تھا۔ نہ بہت زیادہ سفید نہ گندمی بلکہ روشن اور پرنور تھے اور رنگ میں ملاحت پائی جاتی تھی۔ آپ کے بال نہ سیدھے تھے نہ پیچدار ہلکا سا گھونگریالہ پن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تیز اور آگے کو جھک کر چلنے کی تھی۔ پاؤں زمین سے اٹھا کر چلتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے اوروں سے زیادہ فاصلہ تھا۔ جس سے سینہ مبارک چوڑا معلوم ہوتا گنجان بالوں والے تھے جو کان کی لوتک آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سرخ دھاری کا جوڑا یعنی لنگی اور چادر تھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کبھی کوئی حسین چیز نہیں دیکھی۔ (شمائل ترمذی: ص، ۱۰)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے جب آپ ﷺ مسکراتے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ فہد بن ابی ہالہؓ سے روایت ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر میں رسول ﷺ کا چہرہ انور عظیم، بزرگ اور دبدبہ والا تھا اور آپ ﷺ کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔ (ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ: ص،۵۳)

نبی پاک ﷺ بطور ظاہرؐ :

لفظ ظاہر کے معنی غالب، فائق، اور غلبہ پانے والا کے بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو دین حق دیکر بھیجا تا کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ کے نبوت کے فرائض کی بنیادی وجہ بھی یہی بیان فرمائی ہے کہ وہی اللہ کی ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے بیشک مشرکوں کو ناگوار ہی گزرے۔ (توبہ:۳۳)

سورۃ الفتح میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو وہ ہے جس نے انسانیت کے لئے اپنے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی بنا کر، آخری کتاب ہدایت دی اور دین حق دے کر بھجا تا کہ وہ اس دین حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اس حقیقت کبریٰ پر اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی ہے۔ (الفتح: (۴۱:۲۸)

سورہ صف کی آیت نمبر۹ میں بھی اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی عظمت و کبریائی کا ذکر فرمایا کہ وہ قادر اور حکیم ہے جس نے ساری دنیا کی رہبری کے لئے رسول بھیجا جو ہر اعتبار سے کامل اور نور ہدایت کا امین اور حق کا علمبردار ہے۔ اسے اس لئے مبعوث فرمایا کہ دین کا غلبہ ہو اور تمام کائنات میں اس کے دین کی روشنی پھیل جائے۔ دین اسلام کو دوسرے تمام ادیان پر غالب کر دینے کے لئے حضرت مقداد کی روایت کردہ حدیث میں نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ زمین پر کوئی کچا پکا مکان باقی نہ رہے گا جس میں اسلام کا کلمہ داخل نہ ہو جائے۔ دنیا کے زیادہ تر لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ دین اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو کفار کی مخالفتوں کے باوجود ہمیشہ غالب رہا اور ہمیشہ رہے گا اور دین غلبے کو قائم و دائم رکھنے اور پھیلانے کے بانی محمد ﷺ ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے اس دین کی پیروی کی اس کی تعلیمات کو اپنایا تو دنیا کی کوئی طاقت ان کے سامنے کھڑی نہ رہ سکی۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸، ص،۴۰۴)

نبی ظاہر ﷺ نے اس دین کو مکمل طور پر آشکار کیا اور عمل نفاذ کے ذریعے سے اس کی رحمتیں، برکتیں اور فائدے بھی ظاہر ہوئے کہ اس دین حق نے انسان کی فلاح و نجات راستے کھولے، جہالت کے اندھیروں سے نکالا، انسان کی روحانی اور اخلاقی قدروں کو آراستہ و پیراستہ کیا۔ حق پرستی، حق شناسی کا جوہر پیدا کیا اور حق کے پروانوں کو بے خوف کر دیا ہر ڈر سے، ہر خوف سے سوائے رب کریم کے خوف کے اور اس دین حق کو غالب کرنے کے لئے پروانہ وار تیار ہوتے گئے یہی وجہ ہے کہ دین اسلام کے غلبہ کو باطل طاقتیں یکجا بھی ہو جائیں تو اس کو روکا

Marfat.com

نہیں جا سکتا۔ کہ یہ اللہ کا حکم تھا اور نبی ظاہر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے غلبے کے لئے اپنی ساری زندگی تنگ دی اور اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر اسلام کے غلبے کے لئے نبی ظاہر صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی دی اور دین حق کو ظاہر اور غالب فرما دیا۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم مبارک گرامی ظاہر صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵ء ص، ۳۵۷)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اسلام کا ہی غلبہ رہا اور آئندہ بھی حقائق و دلائل کے اعتبار سے اس دین حق کا ہی غلبہ ہوگا اور یہ دین پوری دنیا پر غالب اور ظاہر ہو کر رہے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کے غلبے کو ختم نہیں کر سکتی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عربی ﷺ

حضور ﷺ کا ایک لقب عربی بھی ہے آپ ﷺ سرزمین عرب میں پیدا ہوئے اسی لئے آپ عربی کہلائے۔آپ ہی پیغمبر ہیں جو عرب کے رہنے والے تھے۔

جزیرۃ العرب:

ملک عرب براعظم ایشیاء کے جنوب میں مغرب میں واقع ہے چونکہ اس کو تین طرف سے تو سمندر نے اور چوتھی طرف سے دریائے فرات نے جزیرے کی طرح گھیرا ہوا ہے اس لئے اسے جزیرہ عرب کہتے ہیں۔اس کے شمال میں بلاد شام وعراق ہیں۔مغرب میں بحر احمر، جنوب میں بحر ہند اور مشرق میں خلیج عمان اور خلیج فارس ہیں۔اس کا طول شمالاً جنوباً پندرہ سو میل کے قریب اور اوسط عرض شرقاً غرباً آٹھ سو میل ہے اس کا رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار مربع میل یعنی براعظم یورپ کی ایک تہائی کے قریب ہے۔(علامہ نور بخش۔ص:۱۱)

جزیرۃ العرب اپنے طول وعرض میں دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ نما ہے علمائے عرب مجازاً اس پر جزیرۃ العرب کا اطلاق کرتے ہیں۔اس کے تین طرف پانی ہے، یہ ملک ایشیاء کے جنوب مغرب میں واقع ہے اس کے مشرق میں خلیج عرب واقع ہے جسے یونانی خلیج فارس کے نام سے جانتے ہیں۔اس کے جنوب میں بحرہ ہند واقع ہے اور اس کے مغرب میں بحرہ احمر واقع ہے اور یونانی ولاطینی اصطلاح میں اس کو خلیج عرب کے نام سے نمایاں کیا جاتا ہے اور قدیم عربی کتابوں میں بحر قلزم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی شمالی حدود مفروضہ سرحدی خط ہے جو (علمائے عرب کی اصطلاح میں) خلیج عقبہ سے خلیج عرب میں شط العرب کے دہانے تک گزرتا ہے۔مسلمانوں نے جزیرۃ العرب کو پانچ قسموں پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) حجاز۔جوایلہ (عقبہ) سے یمن تک ہے اور اسے حجاز اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اس پہاڑی سلسلے پر مشتمل ہے جو تہامہ کو (جو بحر احمر کے ساحل کی نشیبی زمین ہے) نجد سے الگ کرتا ہے۔(۲) تہامہ جس کا ابھی بیان ہوا۔(۳) یمن (۴) نجد، یہ وہ مرتفع حصہ ہے جو حجاز کے پہاڑوں سے شروع ہوکر مشرق میں صحرائے بحرین تک چلا جاتا ہے یہ وسیع ومرتفع علاقہ ہے جس میں بہت سے ریگستان اور پہاڑ واقع ہیں۔(۵) عروض! اس کے مشرق میں بحرین، اور مغرب میں حجاز ہے، اس عروض، یمن اور نجد کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں اسے یمامہ بھی کہا جاتا ہے۔(ابوالحسن ندوی، (۱۹۸۱)، ص:۶۶،۶۷)

Marfat.com

تاریخ عرب:

زمانہ قدیم میں طوفان نوح کے بعد جزیرہ عرب میں سام بن نوح کی نسل کے لوگ آباد تھے۔ چنانچہ بنو یعرب بن قحطان بن عامر بن شالح بن ارفخشد بن سام یمن میں بستے تھے۔ بنو جرہم بن قحطان اور بنو عملیق بن لوذ بن سام حجاز میں رہتے تھے۔ بنو طسم بن لوذ اور بنو جدیس بن عامر بن آرم بن سام یمامہ میں بحرین تک پھیلے ہوئے تھے۔ قوم عوض بن آرم شحر وعمان وحضرموت کے مابین احقاف میں آباد تھی۔ اس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ قوم ثمود بن جاثر آرم حجاز وشام کے درمیان حجر میں آباد تھی۔ ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔

ایک زمانہ گزرنے پر عاد وثمود وجدیس عمالیق وجرہم فنا ہو گئے۔ اس واسطے ان کو عرب بائدہ بولتے ہیں۔ ان میں سے جو باقی رہے وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں مل جل گئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی قبیلہ جرہم میں ہوئی تھی اس واسطے ان کی اولاد کو عرب مستعربہ کہتے ہیں اور بنو قحطان کو عرب عاربہ یعنی اصل عرب بولتے ہیں۔ القصہ مذکورہ بالا تباہی واختلاط کے بعد عرب میں دو بڑے قبیلے رہے گئے۔ بنو قحطان اور بنو عدنان (بنو اسمٰعیل) ان دونوں کی بہت سی شاخیں تھیں۔ اب عرب کا بڑا حصہ خاندان اسمٰعیل سے ہے، اور خود حضور ﷺ بھی اسی خاندان سے ہیں۔ (علامہ نور بخش، ص: ۱۵)

اہل سیر وتاریخ تغیرات زمانہ کے اعتبار سے اقوام عرب کو تین حصوں پر منقسم کرتے ہیں۔

۱: عرب بائدہ۔ ۲: عرب عاربہ۔ ۳: عرب مستعربہ

عرب بائدہ:

عاد، ثمود، جدیس، طسم اور ملاق کے قبائل کا نام ہے، یہ قبائل دنیا سے مٹ چکے ہیں۔

عرب عاربہ:

قحطان کی اولاد کہلاتی ہے، یعنی جرہم بن قحطان اور یعرب بن قحطان کی نسل

عرب مستعربہ:

اولاد اسمٰعیل بن ابراہیم (خلیل اللہ) علیہ السلام کا نام ہے۔ یہی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب عدنان بن اد کے واسطہ سے حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام ہی پر ختم ہوتا ہے۔ (حفظ الرحمٰن: ص: ۴۰)

عرب کی حالت زار:

ان میں دنائت، کمینگی، بے غیرتی، پست فطری، تنگ نظری، بدعہدی، غداری، دروغ گوئی، بہانہ سازی، فریب دہی، مکاری، عیاری، منافقت، تلون مزاجی، بددیانتی، عدم اعتمادی، سہل انگاری، ضعف خدی،

Marfat.com

عدم یقین ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔ نہ ان کی بات کا اعتبار، نہ وعدے کا یقین نہ ان کے کفر میں پختگی نہ ایمان میں استقلال، ادنیٰ سے ادنیٰ لالچ پر بڑی سے بڑی متاع کو بیچ ڈالنے پر آمادہ، نہ ان کی اطاعت میں کیفیت جان نثاری نہ ان کی سرکشی میں رنگ خود اعتمادی، نہ ان کے قیام میں شکوہ خسری نہ ان کے رکوع میں فطرت روح الامینی، کھڑے ہیں تو کٹھ پتلیوں کی طرح کسی دوسرے کی تار کے سہارے اور جھکیں جذبہ تشکر و احسان مندی سے نہیں بلکہ اس لئے کہ کھڑے ہونے کی ہمت نہیں نہ صداقت نہ خلوص یہ تھی وہ قوم جس میں عربی شاہزادے کی آمد نے تمام اغلل وسلاسل کو ایک ایک کر کے توڑ دیا جن میں انسانیت جکڑی نظر آتی تھی، احبار و رہبان کی تقلید کے اطواق وسلاسل، قیصر و کسریٰ کے استبداد کی زنجیریں، توہم پرستی کی بصیرت سوز بندھنیں تقسیم انسانیت کے انسانیت کش طریقے، جغرافیائی، وطنی، غیر فطری، معیار سب ایک ایک کر کے ٹوٹتے چلے گئے اور پابند قفس طائر لاہوتی کو پھر سے آزادی کی فضائے بسیط میں اذن بادل کشائی عطا ہوا۔ انسانیت کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کی سیدھی راہ مل گئی۔ عقل کو عشق کا جنون اور عشق کو عقل کی خزانگی عطاء ہوئی فقر کو شکوہ خسروی اور بادشاہی کو استغنائے فاروقی عنایت ہوا اور وہ ذات گرامی تھی محمد عربی ﷺ (پرویز: ۶۰، ۶۱، ۷۱)

وہ روشنی جس سے تہذیب کی شمعیں جلیں یونانی اور رومی ثقافت کی ان چنگاریوں سے نہیں لی گئیں، جو یورپ کے کھنڈرات میں سلگ رہی تھیں یہ روشنی شمال کی طرف سے نہیں بلکہ جنوب کی طرف سے حملہ آوروں سے لی گئی یہ روشنی عرب سے اٹھی۔ (پرویز: ۵۷)

رسول عربی ﷺ جزیرۃ العرب میں کیوں مبعوث ہوئے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت کا فیصلہ تھا کہ انسانیت کی ہدایت و نجات کا یہ آفتاب جس سے ساری کائنات میں روشنی پھیلی جزیرۃ العرب کے افق سے طلوع ہوا جو دنیا کا سب سے تاریک خطہ تھا اور جس کو سب سے زیادہ تیز روشنی کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے عربوں کا انتخاب اس لئے کیا کہ ان کو ساری دنیا میں اس کی تبلیغ و اشاعت کا ذمہ دار بنایا کہ ان کے دلوں کی تختی صاف تھی۔ اس میں پہلے سے کچھ نقوش تحریر اور نقش و نگار موجود نہ تھے، جن کو مٹانا مشکل ہو۔ برخلاف رومیوں، ایرانیوں یا ہندوستانیوں کے جن کو اپنی ترقی، علوم و فنون اور اپنے تہذیب و تمدن اور فلسفہ پر بڑا ناز و غرور تھا، نئے حروف لکھنے کا کام ہمیشہ دشوار ہوتا ہے:

۲۔ دوسرا سبب جزیرۃ العرب اور مکہ میں کعبہ موجود تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور یہ جگہ ہمیشہ کے لئے توحید کی دعوت کا مرکز بنا رہے۔

۳۔ اس کے بعد جزیرۃ العرب کا مخصوص جغرافیائی محل وقوع تھا جس نے اس کو سب سے موزوں مرکز دعوت کی شکل دیدی، جہاں سے دعوت و پیغام ساری دنیا کو پہنچایا جا سکتا ہے اور ساری قوموں کو خطاب کیا جا سکتا ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے جزیرۃ العرب اور مکہ مکرمہ کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت، وحی آسمانی کے نزول

Marfat.com

اور دنیا میں اسلام کی اشاعت کے عالمگیر مرکز اور نقطۂ آغاز کے طور پر منتخب فرمایا۔ (ابوالحسن ندوی:۱۹۸۱، ۴۶، ۵۴، ۵۸)۔ اور پھر تاریخ شاہد ہے کہ اسی خطہ عرب سے نبی عربی کو صدیوں کے جہل و سرکشی، طغیان وتمرد پر فتح مندی عطا ہوئی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عاقبؐ ﷺ

آپ ﷺ کے اس صفاتی نام کا مطلب ہے پیچھے آنے والا، بعد میں آنے والا۔ کیونکہ آپ سب نبیوں سے بعد میں آئے اسی لئے آپ کا ایک لقب عاقب بھی ہے۔ محمد شریف قاضی۔ (۱۹۸۲)۔ ص:۱۸۴

لغوی طور پر عاقب اسے کہتے ہیں جو بھلائی کی تقسیم کے وقت سب سے بعد میں حصہ لے یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک جن جن انبیاء کرام نے انسانیت کی بھلائی اور فوز وفلاح میں حصہ لیا آپ ﷺ اس مقدس کام کی آخری کڑی ہیں۔ محمد طاہر مصطفیٰ، (۱۹۹۸) ص:۳۱

قرآن پاک میں بھی آپ ﷺ کی اس صفت یعنی خاتم النبین کے ہم معنی یہ بیان ہوا ہے۔

''لوگو محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین ہیں۔ (الاحزاب ۴۰)

خود نبی پاک ﷺ نے بھی فرمایا کہ ''میں ماحی ہوں کہ خدا میرے ذریعے کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں کہ خدا میرے پیچھے سب کو جمع کرے گا اور میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بعض جگہ آخری فقرہ میں یہی کہا گیا ہے کہ میں وہ عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ شبلی نعمانی: (۱۹۸۱): ص:۸۵۹

حضور ﷺ کے عاقب ہونے کا مطلب ہے سب سے پیچھے آنے والا یعنی آخر میں آنے والا نبی جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس کے بعد جو کوئی بھی دعویٰ کرے گا وہ کاذب اور ملعون ہوگا۔ آپ ﷺ نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے بارے میں نشان دہی کردی تھی اور ان کی تعداد بھی بتا دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔۔!

''میری امت میں تیس اشخاص کذاب ہوں گے ان میں سے ہر کذاب کو یہ گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ طاہر القادری: (۲۰۰۲)۔ ص:۵۲۲۔۵۲۴

نبی ﷺ نے فرمایا! میری اور میرے سے پہلے گزرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک خوبصورت عمارت بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاتے اور عمارت کی خوبصورتی بیان کرتے مگر خالی جگہ کے بارے میں استفسار کرتے کہ یہاں اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ

Marfat.com

اینٹ میں ہوں میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔اب کوئی جگہ باقی نہیں جسے پر کرنے کے لئے کوئی آئے۔آپ ﷺ نے فرمایا! خدا تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ (مگران کے زمانے میں وہ نہیں آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اب اس کو تمہارے اندر ہی سے نکلنا ہے۔محمد شریف قاضی۔ (۱۹۸۲)،ص ۱۸۴

نبی عاقب ﷺ نے ہمیشہ بنی نوع انسان کی بھلائی ہی چاہی اس لئے آپؐ نے ہمیشہ کفر و شرک، فسق و فجور سے لوگوں کو منع کیا تا کہ اللہ کی عقوبیت سے بچا جا سکے۔اسی لئے کفار کے کج رویوں، منکرانہ طریقوں، فتنہ سامانیوں کے باوجود نبی عاقب ﷺ ان لوگوں کے تعاقب میں رہتے تا کہ ان کو گمراہی اور غلط راہ سے بچایا جاسکے اور اپنے اعمال دنیاوی کے بدلے وہ لوگ دوزخ کا ایندھن نہ بن جائیں۔

نبی عاقب کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ وہ لوگوں کو اللہ کے شدید العقاب سے ڈرائے کہ یہ عقاب تباہی و بربادی ہے اور عقابی عذاب لوگوں کے برے اعمال کے نتیجے میں عمل مکافات کے باعث ہوتا ہے جس سے لوگوں کا بچنا مشکل ہوتا ہے اور یہ عذاب ان لوگوں کے لئے ہوگا جو نبی عاقب کے دیے ہوئے دین کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے باوجود اس کو مانتے نہیں ہیں۔انہیں سرکش لوگوں کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا۔

اے رسول ﷺ (ان امن پسند دشمنوں اور فتنہ سامانوں) کی گردنیں مارو۔ان کا پورا جسم پور پور کاٹ دو۔کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اللہ اسے سخت عذاب دیتا ہے۔(انفعال ۸:۱۳)

جس نبی ﷺ کی یہ لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ تو خود ان کے تعاقب میں ہے کہ یہ لوگ عذاب سے بچ جائیں اور اذیتیں برداشت نہ کریں نبی عاقب ﷺ ان بدبختوں کے لئے تڑپ رہا ہے اور انہیں سیدھی راہ دکھانا چاہتا ہے۔ان پر قانون خداوندی نافذ کرنا چاہتا ہے۔تا کہ وہ لوگ عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔عاقب رسول ﷺ تو ہر حال میں لوگوں کی بھلائی ہی چاہتا ہے۔محمد علی چراغ،۲۰۰۵،ص ۳۶۹

عاقب نبی ﷺ نے ہمیشہ لوگوں کو خدا کے قہر و عقوبت سے ڈرایا تا کہ انسان اس عارضی زندگی کی لہو لعب میں ڈوب کر اپنی ابدی زندگی کو برباد نہ کر لے۔پچھلی قومیں اسی لئے تباہ و برباد ہوئیں اور خدا کی عقوبت کا شکار ہوئیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتی تھیں۔پھر کسی کو زمین نگل گئی کوئی سمندر میں غرق ہو گیا کسی پر آسمان سے عذاب نازل ہوا اور کوئی جائے نجات نہ ملی اس لئے ہمیں عاقب نبی ﷺ کی پیروی کرنی چاہیے۔اور تمام منکرانہ رویوں اور برائیوں سے رک جانا چاہیے جسے ہمارے عاقب نبی ﷺ نے منع فرمایا تا کہ عذاب کی کٹھنائیوں سے نکل سکیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عالمؐ ﷺ

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے العلیم، العلام عالم الغیب والشہادۃ بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی تعریف بھی علم کے ساتھ فرمائی ہے اور آپ کو زیادہ علم خصوصیت کے ساتھ عطا فرمایا: عیاض مالکی، ۱۹۸۰، ص، ۳۶۷

ارشاد ربانی ہے ''اور آپ ﷺ کو ان چیزوں کا علم دیا جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے اور آپ ﷺ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ النساء: ۱۱۳

''اور وہ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے اور وہ باتیں بتلاتے ہیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔ البقرہ: ۱۵۱

اسماء الٰہی سے ایک نام ''الخبیر'' بھی ہے جس کے معنی عالم کی ہر شے کی حقیقت جاننے والا، ایک قول یہ بھی ہے کہ خبر دینے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ بڑی مہر والا ہے تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ الفرقان: ۵۹

اس آیت میں جن کو سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ آپ ﷺ کے سوا دوسرے ہیں اور جن سے سوال کیا جائے وہ آپ ﷺ ہیں جنہیں خبیر کہا گیا ہے دوسرے حضرات کا قول ہے کہ نبی ﷺ ہی یہاں سائل اور مسئول اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہے۔ پس نبی ﷺ بیان کی گئی دونوں وجہ سے خبیر قرار پاتے ہیں کہ آپ ﷺ عالم ہیں کیونکہ آپ عالم کی اس انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چھپے ہوئے بھید و اسرار اور علوم معرفت سے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا اور جن علوم کی اجازت رب نے دی اس کی خبر آپ ﷺ نے امت کو کر دی۔ الشفاء، ص، ۱۹۹

عالم سے مراد علم والا ہوتا ہے اور جاننے والا بھی عالم ہوتا۔ سوچ سمجھ، فہم رکھنے والے کو بھی عالم کہا جاتا ہے۔ نبی پاک ﷺ سے بڑھ کر کون عالم ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم کا وافر ذخیرہ قرآن کے ذریعے عطاء فرمایا۔ محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص، ۳۷۳

خود نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں''

علم کے معنی: علم کے لغوی معنی جاننے کے ہیں مگر ہر فن کے متعلق جاننے کی نوعیت اور حیثیت مختلف ہوتی ہے جب اس کا تعلق انبیاء کے لئے ہوگا تو اس سے مراد دین وشریعت کے احکام اور اخلاقی تعلیمات ہے۔ سید سلیمان ندوی: ۱۹۸۲، ص ۱۶۶

Marfat.com

رسول اللہ کو قرآن کے ذریعے ہر علم عطاء کیا گیا ایک علم وہ جس کا تعلق تبلیغ رسالت سے ہے۔ علوم معاد و آخرت اور عجائبات ملکوت وغیرہ کا تعلق اس قسم کی تبلیغ رسالت سے ہے کیونکہ اس کا تعلق اور نسبت وحی سے ہے اور شرائع و احکام، ضبط عبادات، ضبط ارتفاقات یعنی مدنی، عمرانی، اجتماعی منافع معاشرت کے علوم کا تعلق تبلیغ رسالت سے تعلق رکھتا ہے اس قسم کے علوم و امور میں سے بعض کا تعلق وحی سے ہوا کرتا ہے اور بعض کا آنحضرت ﷺ کے اجتہاد سے۔ آنحضرت ﷺ کا اجتہاد بھی بمنزلہ وحی سے ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی رائے خطا اور غلطی پر قائم نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ''مقاصد شریعت'' کی تعلیم دی اور شرائع احکام اور آشنائی کے طریقے اور امور شرعیہ کو مستحکم کرنے کا قانون آپ ﷺ کو بتلایا۔ اسی قانون کے مطابق آپ ﷺ ان مقاصد کی توضیع و تشریح فرمایا کرتے جو بذریعہ وحی آپ ﷺ کو حاصل ہوتے رہتے تھے۔ انہی امور تبلیغ رسالت میں سے ایک حصہ ان حکمتوں اور مصلحتوں کا ہے جو بلا قید اور بلا تقید رکھا گیا ہے جن کا نہ کوئی وقت متعین کیا گیا ہے اور نہ کوئی حد مقرر کی گئی ہے جیسے کہ صالح اور عمدہ، یا ناقص اخلاق کا بیان اس قسم کے امور کا غالب حصہ اجتہادی ہوا کرتا ہے اور اس معنی میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قوانین ارتفاقات قوانین تدابیر نافعۂ معاش کی تعلیم دیدی تھی۔ انہی قوانین سے آپ ﷺ کوئی حکمت اخذ کر لیتے اور اس سے کوئی کلیہ اور کوئی قانون بنا لیتے انہی امور تبلیغ رسالت میں سے ایک حصہ فضائل اعمال۔ اور اعمال کے کاربند ہونے والوں کے مناقب و فضائل اور اوصاف کا ہے اور جن میں سے بعض امور کا تعلق وحی سے ہے اور بعض کا اجتہاد سے۔ امام شاہ ولی اللہ، (۱۹۹۹)، ص، ۳۳۰، ۳۳۱۔

آپ ﷺ نے اللہ کے دیئے ہوئے علم کو بنی نوع انسان تک پہنچاتے رہے۔'' آپ ﷺ کائنات کے سب سے بڑے عالم تھے کیونکہ اس خدائے واحد نے قرآن کے ذریعے ایک ایسا علم آپ ﷺ کو عطا کیا۔ جو خالق کائنات کا دیا ہوا تھا۔ یہ حکمت یہ علم کوئی عام نہ تھا۔ اس علم کی سچائیاں، حقیقتیں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ یہ صرف اور صرف عالم نبی ﷺ کی ہی شان و اعزاز ہے کہ آپ ﷺ کو زمین و آسمان کی تمام حکمتوں کا علم بذریعہ وحی عطا کیا۔ محمد طاہر مصطفیٰ، ۱۹۹۸، ص، ۲۵۴

نبی عالم ﷺ لوگوں کو اللہ کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے رہے۔ اس کتاب کی تعلیم جو کہ سرچشمہ علم و ہدایت ہے اور ہر امر کی وضاحت کرتے رہے اور خود اس تعلیم کا عملی نمونہ بن کر بنی نوع انسان کو صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین کرتے رہے۔ آپ ﷺ کی مجالس میں، مجمع میں، بیٹھک میں اپنے خدا کے دیئے ہوئے علم کا درس دیا آپ خود عالم تھے اور علم کو پسند فرماتے تھے اسی لئے آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

''ایک عالم ہزار عابدوں سے بہتر ہے''

''جس نے علم حاصل کر لیا اس نے بڑی دولت حاصل کی اور جو شخص کسی راستہ پر تحصیل علم کے لئے

Marfat.com

قدم رکھتا ہے تو اللہ اس کے لئے جنت کے راستہ آسان کر دیتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے'' نذر محمد، ۲۰۱۰، ص، ۳۸

عالم انبیاء کے وارث اور جانشین ہیں انبیاء کا ورثہ دنیا کا مال و دولت نہیں بلکہ علم ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے بھی اہل علم کے درجات بلند رکھے ہیں اور فرمایا ہے۔

''کہ اے ایمان والو جب تمہیں مجلسوں میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھوں اور جب تمہیں اٹھنے کو کہا جائے تو اٹھ جاؤ اور خداوند کریم تم میں سے جو ایمان والے ہیں اور جنہیں علم کی نعمتیں نصیب ہوئی ہیں اللہ ان کے درجات بلند کرے گا۔ ۱۱:۵۸

''قرآن کریم اہل علم اور اہل دانش کے لئے نازل ہوا ہے'' ۶:۳۴

''اے رسول جن لوگوں کو علم عطا کیا گیا ہے وہ تنزیلات ربانی کو حق مانتے ہیں۔۶:۳۴

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم و حکمت عطا فرمایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علم میں اضافے کے لئے اللہ سے یہی دعا مانگا کرتے تھے۔''اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما: (۲۰،۱۱۴)۔ انسان اور حیوان کی تخفیص بھی اسی علم کی بدولت ہوتی ہے علم ہی سے انسان اپنے خدا کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس کے احکام سمجھ سکتا ہے اس کے فرمان جان سکتا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو علم دیا اسی کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرفت کی بلندیوں کو چھو لیا۔ معراج کی عظمتوں کو پالیا۔ نبوت کے عہدے پر فائز ہوئے راہ حق کی کٹھنائیوں کو برداشت کیا، حق کی تعلیم کو روشن کیا، خلوص و عمل کی راہیں استوار کیں۔ کیونکہ بغیر خلوص و عمل کے ہر چیز بیکار ہو جاتی ہے۔

بے لوث بندگی ہو تو عمل قبول
زاہد تمام سجدے تیرے رائیگاں ہوئے

ایک حدیث ہے کہ قیامت کے دن ایک عالم کو پیش جائے گا جو تمام زندگی دین کا علم پڑھتا رہا اور اس کی تعلیم دیتا رہا مگر پھر بھی اس کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا کیونکہ اس نے یہ سب اپنے علم و فضل کے چرچے کے لئے کیا اس لئے ہر عمل میں خلوص ضروری ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی، تحصیل علم اور ترسیل علم میں خلوص دل اور محبت خدا کو پیش نظر رکھا اور بنی نوع انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نور کی اور حق کی روشنیوں میں لا کھڑا کیا۔ اسی عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی کتاب کی تعلیم دی جس کا ایک ایک لفظ سچا، جس کا ایک ایک فرمان واضح ہے جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ زندگی کے ہر ہر گوشہ کی وضاحت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عادلؐ صلی اللہ علیہ وسلم

عادل کے معنی ہیں عدل کرنے والا۔ انصاف کرنے والا۔ عادل کا بنیادی مادہ (ع، د، ل) ہے جس کے معنی ہوتے ہیں دونوں اطراف کا برابر ہونا۔ یعنی ٹھیک ٹھیک توازن و تناسب۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۳۶۰)

عدل و انصاف کا حکم:

قرآن پاک میں فرمایا گیا!

''اے رسول! کہہ دیجئے میرے رب نے تمام امورِ حیات میں مجھے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔ (الاعراف: ۷۔۲۹)

اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (۲۔۵)

پھر قسم ہے تمہارے رب کی یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم نہ بنائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں گرانی نہ محسوس کریں اور ان کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔ (النساء: ۶۵)

پس اے رسول! برملا، اعلان کر دو کہ میں صدقِ دل سے تنزیلاتِ ربانی پر ایمان لایا ہوں جو اس کتاب میں ہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم میں انصاف کروں اللہ ہمارا پوردگار ہے اور تمہارا بھی۔ (۴۲: ۱۵)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں۔ (شوریٰ: ۵۱)

قرآن پاک کی متعدد آیات میں بار بار مگر تکرار کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے پوری امت کو یہ ہی پیغام دیا ہے کہ کسی موقع پر عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

''بے شک اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔'' (نحل: ۹۰)

''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو خواہ اس میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ کا نقصان کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے پس تم خواہشات نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا اگر تم نے کوئی لگی لپٹی بات کی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان لو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ (النساء: ۱۳۵)

Marfat.com

یتیموں کے حق میں انصاف یعنی عدل کو ملحوظ خاطر رکھنا۔(النساء:۱۲۷)

''اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف یعنی عدل کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو عدل کیا کرو یہی تقویٰ کے قریب ہے جو کچھ تم کرتے ہو شک نہیں اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔(المائدہ:۸)

اور اگر فیصلہ کرو تو ان میں ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔(المائدہ:۴۲)

اور جب لوگوں کے جھگڑے نمٹانے لگو تو عدل کے ساتھ فیصلے کرو۔(النساء:۵۸)

''تمہارے درمیان کوئی معاہدہ لکھنے والا جب کوئی تحریر لکھے تو عدل کے ساتھ لکھے۔(البقرہ:۲۸۲)

ہم اس کے تحمل سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور جب بولو عدل کا خیال رکھو، اگرچہ وہ شخص قرابت دار ہی کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا ہے۔اسے پورا کرو ان چیزوں کا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور انہیں یہ بھی کہہ دیجیے کہ میری سیدھی راہ ہے سو اسی پر چلو اور ان راہوں پر نہ چلو جو تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں۔ان سب باتوں کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے یہاں تک کہ تم متقی بن جاؤ۔(انعام:۱۵۱،۱۵۳)

بحیثیت عادل آپ ﷺ کے ارشادات:

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور مکرم وہ ہوگا جس نے عدل سے کام لیا اور سب سے زیادہ دشمن اور دوروہ حاکم ہوگا جس نے ظلم سے کام لیا ہوگا۔(ترمذی)

''قیامت کے دن خدا جن لوگوں کو اپنے سائے میں لے گا ان میں سے ایک شخص عادل حاکم ہوگا''(صحیح بخاری)

''نبی پاک ﷺ نے فرمایا! ''جس نے مسلمانوں کی امارت چاہی اور خدا نے اسے دیدی پھر اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب گیا تو اس کے لئے جنت ہے''(ابوداؤد)

رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب معاشرہ برائیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا قتل و غارت، ظلم و تشدد، جور و ستم، وحشت و بربریت، ناانصافی معاشرہ کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔طاقت اور دولت کے بل بوتے پر حقوق غصب اور پامال کئے جارہے تھے۔کمزوروں، ناداروں، مظلوموں کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔عورتوں پر ہر طرح کا ظلم روا رکھا جاتا تھا۔اس گرے ہوئے معاشرے میں نبی عادل نے حقیقی استحکام اور عدل و انصاف اور مساوات کا وہ احسن نظام رائج کیا کہ جس کی مثال کہیں نہیں ملتی آپ ﷺ نے معاشرہ میں بلا امتیاز رنگ و نسل، جاہ و منصب یا قرابت داری کا امتیاز رکھے بغیر عدل و انصاف کا ایک بے مثال نظام قائم کیا۔

Marfat.com

عادل پیغمبر:

یوں تو آقائے کائنات فخر دو جہاں ۔ رحمۃ اللعالمین حضور سرور عالم ﷺ خدا کے پیغمبر ہونے کے علاوہ ہمہ صفت انسان تھے علاوہ ان خوبیوں کے حضور ﷺ عدل وانصاف میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے ۔

آنحضور ﷺ اپنے عدل وانصاف اور منصف مزاجی کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے مقدمات کا فیصلہ فرماتے وقت ادنیٰ واعلیٰ کا امتیاز روانہ رکھتے بنی مخزوم قبیلہ کی ایک عورت فاطمہ کو چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا حضرت اسامہ بن زید جو آپ ﷺ کو بہت عزیز تھے اس کی سفارش پر بھی آپ ﷺ کا رنگ ایک دم متغیر ہوگیا اور آپ ﷺ نے فرمایا! ''اے لوگو! تم سے پہلے قومیں اسی لئے تباہ ہوگئیں کہ ان میں سے جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے جب کوئی کمزور انسان کرتا تو اسے سزا دیتے خدا کی قسم میری اپنی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اسکا ہاتھ کاٹ دیتا''

خود آپ ﷺ اپنے مقابلہ میں بھی انصاف کا دامن نہ چھوڑتے ایک بار مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ہجوم کی وجہ سے ایک شخص منہ کے بل آپ ﷺ پر گر گیا اس سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچی آپ ﷺ نے ایک پتلی چھڑی سے اس کو دور کیا تو اچانک اس کا ایک سرا اس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آگئی آپ ﷺ کو حد درجہ محسوس ہوا آپ ﷺ نے فرمایا! آؤ مجھ سے انتقام لو مگر اس نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا میں نے معاف کردیا۔ (زبیدہ قریشی: (۲۰۰۱)، ص: ۳۷۹، ۳۸۰)

محمد مصطفیٰ ﷺ نے جتنے بھی فیصلے کئے وہ سب حکم الٰہی کے مطابق قادر عدل وانصاف پر مبنی تھے اور وہ فیصلے آج تک ہمارے لئے مشعل راہ ہیں حضور ﷺ کے خاص فیصلے اور احکامات ۔

ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پتھر سے کچل ڈالا اور وہ قریب المرگ ہوگئی اور اسی حالت میں حضور ﷺ کے پاس لے جایا گیا حضور ﷺ کے سامنے اس نے دو دفعہ اقرار کیا کہ اسی یہودی نے اسے مارا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے یہودی کو بلا کر پوچھا اس نے اقرار جرم کرلیا تو اس کا سر بھی پتھر سے کچلوا دیا گیا۔

ایک دفعہ دو آدمی زمین کا قبضہ لے کر آئے دونوں نے گواہیاں بھی پیش کردیں حضور ﷺ نے دونوں آدمیوں میں زمین برابر تقسیم کردی ۔ (مونس زبیری: (۱۹۸۱)، ص: ۱۷۱، ۱۷۸، ۱۸۹)

ایک مقتول کو دیکھا گیا وہ دو بستوں کے درمیان پڑا تھا۔ حضور ﷺ کے حکم سے دونوں بستیوں کے فاصلہ کو ناپا گیا جس بستی کا فاصلہ مقتول سے نزدیک تر پایا گیا اسی بستی کے باشندوں کے ذمہ قتل کے الزام کی مدافعت لگائی گئی ۔ (عبداللہ القرطبی: (۱۹۸۲)، ص: ۳۸)

ایک دفعہ حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری میں کھیت کے پانی پر جھگڑا ہوگیا انصاری کہتا تھا کہ پہلے میں اپنے کھیت کو پانی دونگا اور زبیرؓ کہتے تھے پہلے میں دونگا دونوں نے اپنا مقدمہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے متنازعہ مقام کا نقشہ طلب کیا۔ نقشہ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس پانی کے قریب پہلے حضرت زبیرؓ کا کھیت ہے اور اسکے بعد انصاری کا کھیت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زبیرا اپنے کھیت کو پانی لگا لیں اور اس کے بعد انصاری، انصاری یہ سن کر غصے میں آ گیا اور حضور ﷺ سے کہنے لگا حضرت زبیرؓ آپکے رشتہ دار ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے''

آپ ﷺ کو انصاری کی یہ بات ناگوار معلوم ہوئی مگر حضور ﷺ نے بغیر طیش میں آئے بڑے تحمل سے فرمایا! خدا کی قسم! جس نے جانبداری سے کام لیا اور انصاف چھوڑ دیا وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا''

طائف کے محاصرہ کے موقع پر جس رئیس نے طائف کی حصار بندی کی تھی اس نے طائف والوں کو اتنا دبایا کہ وہ عاجز آ کر مصالحت پر اتر آئے۔ رئیس نے ان کی بہت سی اشیاء پر قبضہ کر لیا۔ جب امن و امان قائم ہو گیا تو مغیرہ نے اس رئیس کے خلاف حضور ﷺ کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ اس رئیس نے ہمارے حصے پر ناجائز قبضہ جما لیا ہے اور اس نے میری پھوپھی کو بھی بند کر رکھا ہے۔''

حضور ﷺ نے اس رئیس کو بلا کر جواب طلب کیا اور کوئی معقول وجہ نہ پا کر مغیرہ کی پھوپھی کو واپس کرا دیا اور وہ چشمہ جو حکومت کے لئے بے حد اہم، مفید اور ضروری تھا وہ بھی واپس کر دیا حالانکہ اس رئیس نے یہ دونوں اشیاء اس وقت قبضے میں کی تھیں جبکہ اہل طائف ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مگر حضور ﷺ کی عدالت سے ہر کسی کو یہ توقع تھی کہ ضرور انصاف ہو گا۔ (اخلاق رسول ﷺ (۱۹۹۵) ص: ۶۰۷، ۶۰۸)

''آپ ﷺ عدل کا مثالی نمونہ تھے۔ خیبر میں جب بٹائی کا زمانہ آیا تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک صحابی عبداللہ بن رواحہؓ کو وہاں بھیجا جو پیداوار کو آپ ﷺ کے حکم سے دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے یہود سے کہتے ان میں سے جو حصہ پسند ہے لے لو، یہود یہ انصاف دیکھ کر کہتے ہیں بلاشبہ زمین و آسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہے۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو عدل و انصاف اور ضبط قائم کرنے کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ نے لوگوں میں اور معاشرے میں عملی طور پر اس عدل و انصاف کو نافذ کیا اور اس کے قیام اور نفاذ کی خاطر نہ تو کبھی کسی کی سفارش کی نہ طرف داری کی، نہ حمایت، نہ کوئی معاوضہ طلب کیا بلکہ ہر فیصلہ کو عدل کے ساتھ کیا اور سب سے بڑے عادل کی حیثیت سے یہ ذمہ داری نبھائی۔

آپ ﷺ کے عادل ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا کہ آخری لمحات میں بھی آپ ﷺ نے جمع عام میں یہ اعلان کیا کہ اگر میرے ذمہ کسی کا قرض ہے میں نے کسی کی جان و مال عزت و آبرو کو نقصان پہنچایا ہو تو بدلے کے لئے میری جان و مال اور عزت و آبرو حاضر ہے۔ یہ آپ ﷺ کے قائم کردہ عدل ہی کی برکت تھیں کہ ماتحت قاضی برملا حلفیہ وقت کو عدالت میں طلب کر لیتے تھے اور ثبوت نہ ہونے پر بے جھجک ان کے خلاف فیصلے صادر کر دیا کرتے تھے۔ (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ (۱۹۹۸)، ص: ۲۴۷)

Marfat.com

عزیز ﷺ

نبی پاک ﷺ کے اسمائے پاک میں سے بعض ایسے نام مبارک بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بھی اسماء ہیں اور نبی پاک ﷺ کے بھی ایسے ہی پاک ناموں میں سے ''عزیز'' اللہ کا نام بھی ہے اور نبی پاک ﷺ کا بھی اس اسم پاک کا مطلب غالب، قوت والا اور عزت والے کے ہیں۔

''بے شک اللہ قوت والا اور غالب عزت والا ہے۔(الحج:۴۰)

لفظ عزیز کے بنیادی معنی عزت اور عظمت کے ہیں جس میں وقار و بزرگی بھی ہوتی ہے۔عزیز کا مطلب شان و شوکت، بزرگی، غالب اور رعب و دبدبہ والا۔ نبی پاک ﷺ بڑی شان، بزرگی، جاہ چشم والے تھے ۔(محمد طاہر مصطفیٰ:۱۹۹۸،ص:۸۰)

قرآن پاک میں ہے! ''دیکھو تمہاری طرف یہ رسول آیا ہے جو تم میں سے ہی ہے۔تمہارا نقصان میں پڑنا اسے شاق گزرتا ہے اور تمہاری فلاح کے لئے آرزومند رہتا ہے۔ اہل ایمان کے لئے نہایت شفیق اور رحیم ہے۔(توبہ:۱۲۸)

قرآن پاک میں اس اسم پاک کی فضیلت اللہ اور اس کے رسول دونوں کی طرف ارشاد ہے''ولله العزة ولرسوله''(المنافقون:۸)

بندوں میں عزیز اس شخص کو کہا جاتا ہے جس شخص کے اہم امور ہیں لوگ محتاج ہوں اور اہم امور سے مراد ہدایت وفلاح اور اخروی معاملات (امام غزالی)

ظاہر ہے کہ تمام کائنات اس دنیا کی فوز وفلاح اور اخروی دنیا کے معاملات میں نبی پاک ﷺ کا محتاج ہے اور نبی عزیز ﷺ کے نزدیک لوگوں کی فلاح و بہبود کے سوا کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی تھی عام زندگی کی کٹھنائیاں، پریشانیاں، لوگوں کی کج رویوں، جنگ وجدل میں انسانی ہلاکتوں، مصیبتوں، مشقتوں پر نبی عزیز ﷺ پریشان ہو جاتے اور حزن و ملال کی کیفیت سے دوچار رہتے۔ دل غم سے بھرا رہتا کہ لوگ مصائب سے نکل آئیں اور چاہتے کہ لوگ ایمان لے آئیں نیکی کی راہ اختیار کریں تا کہ عذاب الٰہی کے گھیراؤ سے بچ سکیں۔مومن تو مومن نبی عزیز کو تو کافروں کی تکلیف بھی گوارا نہ تھی۔

حضور ﷺ توحید کی تبلیغ کے لئے حضرت زید بن حارثؓ کے ہمراہ پاپیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو

Marfat.com

اسلام کی دعوت دی جس سے وہ سب غیض میں آگئے اور وہاں کے سرداروں نے اپنے علاقے کے لڑکوں کو سکھا دیا وہ لوگ وعظ کے وقت آپ ﷺ پر اتنے پتھر پھینکتے کہ آپ ﷺ لہو میں تر ہو جاتے خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کے لئے پاؤں سے جوتے نکالنا دشوار ہو جاتا۔ایک دفعہ ان اوباشوں نے آپ ﷺ کو اتنی گالیاں دیں، تالیاں بجائیں، چیخیں ماریں کہ آپ ﷺ ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔اسی مقام پر ایک دفعہ آپ ﷺ کو اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔حضرت زیدؓ نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور آبادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش میں آئے۔

مگر ان تکلیفوں اور ایذاؤں کے باوجود کبھی آپ ﷺ نے ان کے لئے بد دعا نہ کی، بلکہ یہی کہا!

''میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے دعا کیوں کروں، اگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور ایک اللہ پر ایمان لانے والی ہونگی۔(ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ،ص:۵۱،۵۲)

غزوہ بدر میں فتح اسلام کی ہوئی۔کفار قریش قیدی بھی ہوئے قیدیوں کو رسیوں سے جکڑا گیا ان میں عباس بھی رسیوں میں جکڑے آہ و بکا کر رہے تھے۔نبی پاک ﷺ بے تاب تھے۔ایک انصار نے عباس کی رسیوں کو ڈھیلا کر دیا تو ان کے کراہنے کی آواز بند ہوگئی۔آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو انصار نے وجہ بتائی آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ سب قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دو جب سب قیدیوں کو سکون مل گیا تو آپ ﷺ کا بھی اضطراب ختم ہو گیا۔آپ ﷺ کسی کو بھی مشکل اور اذیت میں نہ دیکھ سکتے تھے۔

ہجرت نبوی ﷺ کے بعد جب اہل مکہ پر قحط کے بادل چھائے اور لوگ بھوک سے بلبلانے لگے اور موت کے سائے اُمڈنے لگے اور لاتعداد بیماریوں نے ان کو گھیرا تو ابوسفیان خود نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس قحط سے نجات کی دعا کے لئے کہا اس پر نبی عزیز ﷺ ثمامہ بن اثال جو کہ مسلمان ہو چکا تھا حکم بھیجا کہ مکہ میں غلہ پہنچانے کا بندوبست کرو اس طرح مکہ معظمہ کے لوگوں کو غلہ میسر ہوا تو ان کے اوسان بحال ہوئے۔(محمد علی چراغ:۲۰۰۵،ص:۳۹۵)

عزیز کے معنی غلبہ و تسلط کے بھی ہیں۔نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محکم، تدبیر والے شان و بزرگی والے، رعب و دبدبہ والے اور مقابل پر ہمیشہ غالب رہنے والا بنا کر بھیجا۔خود آپ ﷺ نے فرمایا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں! ''نبی عزیز ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے، سخاوت، شجاعت، قوت اور مقابل پر غلبہ،(ڈاکٹر عبدالحیٔ،ص:۵۴)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی پاک ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے مدد مانگی۔ آپ ﷺ نے اس کو کچھ دیا اور کہا میں نے تمہارا کام کر دیا ہے۔تو اس اعرابی نے کہا کہ کوئی احسان نہیں کیا اس پر صحابہ مشتعل ہو گئے قریب تھا کہ اس اعرابی کی پٹائی کر دیتے مگر آپ ﷺ نے منع فرما دیا اور اٹھ کر چلے گئے اور اعرابی

Marfat.com

کو بلایا کہ تم نے جو مانگا میں نے دیا اس پر تم نے جو کہا سو کہا یہ اور بھی لے لو پھر پوچھا کہ اب میرا سلوک کیسا ہے تو اعرابی نے جواب دیا اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا! میرے صحابہ تمہاری طرف سے غضبناک ہیں اب ان کے سامنے جا کر تم نے جواب کہا ہے ان سے کہہ دو تا کہ ان کا غضب کم ہو جائے۔ اعرابی نے آ کر کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے مزید عطا کیا ہے خدا تعالیٰ آپ ﷺ کو جزا دے۔ آپ ﷺ اپنی تدبیر سے اپنی حکمت سے شان و شوکت سے، رعب و دبدبہ سے، حسن وقوت سے مقابل پر غالب آ جاتے تھے۔ محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۳۹۲)

قرآن پاک میں نبی پاک ﷺ کو ایک ہی وقت میں عزیز، حریص، رؤف، رحیم کے القاب سے نوازا گیا کیونکہ آپ ﷺ پر لوگوں کی تکلیفیں، پریشانیاں، مصیبتیں شاق گزرتی تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ لوگ پریشانیوں سے نکل آئیں اور جن گناہوں، خطاؤں کی وجہ سے ہلاکت و پریشانی لوگوں کا مقدر بن گئی ہے اس سے نکالنے کے لئے آپ ﷺ پریشان رہتے تھے۔ مضطرب و بے چین رہتے تھے اور فرماتے کہ اے لوگو! مومن بن جاؤ تا کہ فوز و فلاح تمہارا مقدر بن جائے اسی لئے آپ ﷺ بری باتوں سے ڈراتے، خدا کے عذاب کے قصے سناتے تا کہ لوگوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور وہ سیدھی راہ اختیار کر لیں خدا کے غضب سے بھی بچ جائیں اور آخرت کی بھلائی سے بھی نواز دیے جائیں اور آپ ﷺ کی بے چینی و اضطراب بھی ختم ہو جائے۔ کبھی دیکھا ایسا راہنما جو قوم کے غم میں پگھلتا ہی جائے کبھی دیکھا ایسا رحم دل جو لوگوں کی بھلائی کے لئے اپنے آپ کو مضطرب رکھے اور اتنا رکھے کہ رب کریم بھی فرما دیں! ''اے رسول لگتا ہے تم اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (۳:۲۶)

غرضیکہ آپ ﷺ بہت کریم، بہت عزیز، بہت عظیم، بہت فہیم، بہت رفیق اور بہت شان و دبدبہ اور رعب والے تھے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

غنیؐ صلی اللہ علیہ وسلم

عربی زبان میں غنی کے معنی ہیں بے نیاز، بے پروا، غیر محتاج فارسی میں غنی کے معنی دولت مند، مال دار کے ہوتے ہیں۔ یہ لفظ غناء سے صفت مشبہ واحد مذکر ہے۔ لفظ غنی کا مطلب ہے گویا کسی چیز کی طلب، ضرورت و حاجت نہ رہے قرآن پاک میں غنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں کوئی احتیاج نہیں وہ بے پرواہ و بے نیاز ہے اور غنائے مطلق ہے اور حقیقتاً وہی ایک واحد غنی ہے۔ اور ہر چیز سے بے نیازی ایک ایسا وصف ہے جو کہ صرف خدا تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اور ایسی بے نیازی میں کوئی اس کا شریک نہیں وہی واحد بے نیاز ہے اور ساری دنیا اس کی محتاج ہے۔

قرآن پاک میں ہے ''اور اللہ بے نیاز ہے اور تم اسی کے محتاج ہو: (محمد: ۳۸)

یہ اللہ ہی کی طاقت ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے غنی کر دے اور جسے چاہے حریص بنا دے بعض لوگ دولت کے باوجود حریص ہوتے ہیں اور ان کی نیت کبھی بھی نہیں بھرتی اور ہر جائز ناجائز طریقے سے دولت کو سمیٹنے میں لگے رہتے ہیں مگر کچھ لوگ زیادہ دولت مند نہیں ہوتے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں قناعت کی دولت سے نوازا ہوتا ہے۔ وہ باوجود مال کی کمی کے بے نیاز رہتا ہے۔ اسی لئے دولت کی کمی یا بیشی سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق روح اور قلب سے ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ دولت مندی مال واسباب کثرت کا نام نہیں بلکہ اصل دولت دل کی بے نیازی ہے۔ شیخ سعدی نے بھی کہا کہ تونگری دل است نہ بہ مال۔

ایک حدیث میں غنی کے اس نکتہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت سے بیان فرمایا! حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر! ''تمہارے خیال میں مال کی کثرت کا نام بے نیازی ہے'' میں نے کہا کہ جی ہاں، فرمایا! تو تمہارے خیال میں مال کی قلت کا نام محتاجی ہے؟ میں نے کہا ''جی ہاں'' فرمایا بے نیازی تو دل کی بے نیازی ہے اور محتاجی دل کی محتاجی ہے۔ اسی وجہ سے بے نیازی حقیقت میں رضا و تسلیم سے پیدا ہوتی ہے یعنی خدا کی رضا پہ راضی ہوتا جو اس نے عنایت کر دیا اسی پر شاکر، نہ دیا تو حرص و شکوہ نہیں ابو ہریرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تعلیم دی کہ قدرت کے دیئے پر راضی ہو جاؤ تو بے نیاز ہو جاؤ گے۔

ایک بار چند انصاریوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مال کا سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا کر دیا پھر سوال کیا پھر پورا کیا یہاں تک کہ مال ختم ہو گیا تو فرمایا! کہ میں مال بچا کر نہ رکھوں گا۔ کیونکہ مومن کا شرف رات کی نماز اور

Marfat.com

مومن کی عزت بے نیازی ہے۔علامہ سید سلیمان ندوی:۱۹۸۴،ص:۱۳، ۱۵، ۱۶

پس لفظ غنی کا مطلب بے نیاز، غیر محتاج، بے پرواہ اس کا ایک مطلب ہے کسی شخص کو کسی چیز کی ضرورت وحاجت نہ رہے جو کہ بے پرواہ ہو، بے نیاز ہو اللہ کی ذات غنی ہے اور ہر کوئی اسی کا محتاج ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہی غنی کرتا ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو حقیقی غنا بخشا کبھی کسی دنیاوی مال و دولت کی چاہت نہ کی۔ حالانکہ آپ ﷺ کے معاشی حالات کوئی اتنے اچھے نہ تھے۔ آپ ﷺ نے اوائل عمر میں بکریاں بھی چرائیں حضرت خدیجہ سے شادی کے بعد اگرچہ معاشی استحکام بھی حاصل ہوا مگر وہ سرمایا بھی معاشی تقویت کی بجائے نیک کاموں میں صرف ہوتا، آپ ﷺ فقیروں کی مدد کرتے، بیواؤں کے کام آتے، فقراء ومساکین، مسافر و مہمان، غریب و بےنوا، ضرورت مند ومقروض سب آپ ﷺ سے فیض حاصل کرتے، فائدہ اٹھاتے۔ آپ ﷺ نے کبھی مال و دولت کی خواہش نہ کی۔ بلکہ ہمہ وقت خدا کی یاد اور اس کے پیغام کو پھیلانے کی سعی وکوشش کرتے رہے۔ عسرت وتنگدستی بھی آپ ﷺ کو مال و دولت کی طرف راغب نہ کر سکی۔ آپ ﷺ نے ساری زندگی قناعت، زہد اور کفایت شعاری سے بسر کی مگر دوسروں کی مدد کے لئے ضرورت مندوں کی ضرورت کے لئے غریبوں اور فقیروں کو عطا کرنے کے لئے کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۲)

اللہ تعالیٰ نے اخلاق وعادات کی تمام خوبیاں اور تمام کمالات تمام صفات کاملہ آپ ﷺ میں جمع فرما دی تھیں۔ اور آپ ﷺ کو ایسے علوم عطا فرمائے گئے جو اللہ تعالیٰ نے اور کسی کو نہیں عطا کیے۔ آپ ﷺ کو کائنات کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں۔ مگر آپ ﷺ نے دنیاوی مال و دولت کی کبھی حرص نہ کی اور نہ ہی جمع کیا ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔ ڈاکٹر محمد عبدالحئی۔ (ص: ۴۷، ۴۸)

آپ ﷺ کئی کئی وقت بھوکے رہتے تھے کھانے کے لئے آپ ﷺ کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا کبھی کھجوریں کھا کر گزارہ کر لیا کبھی یہ بھی میسر نہ ہوتیں تو صرف پانی پر گزارہ کر لیا مگر پھر بھی کبھی مال کی حرص نہ کی دنیاوی عیش کی تمنا نہ کی۔ جو کچھ میسر ہوتا وہ بھی تقسیم فرما دیتے آپ ﷺ نے اپنے چالیس ساتھیوں میں چالیس اونٹ تقسیم فرمائے۔ کسی دیہاتی کو بکریوں کا ریوڑ ہی عنایت فرمایا مگر اپنے لئے کچھ رکھنے کی کبھی خواہش پیدا نہ ہوئی ایسا غنی کہ جہاد کا آغاز ہوا اور علاقے فتح ہوئے تو مال غنیمت آنا شروع ہوا تو تمام صحابہ میں بانٹ دیتے ہر لمحہ ہر وقت لوگوں کی آسودگی کا خیال رہتا۔ بھوکے ہیں پاس اگر دو کھجوریں ہیں اور اس میں کوئی سوالی آ گیا تو وہ اس کو دے دیں کیونکہ آپ ﷺ کو کبھی اس دنیا کی احتیاج نہ رہی ہمیشہ اپنے رب کی خوشنودی میں لگے رہتے۔ ابوامامہؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا! میرے رب نے مجھ سے کہا! اے نبی ﷺ اگر تم چاہو تو تمہارے لئے وادی مکہ سونے کی بنا دی جائے۔ میں نے عرض کی نہیں اے میرے رب، میں تو یہ پسند کرتا ہوں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور جھکوں اور تیری یاد میں مصروف رہوں

Marfat.com

اور جس دن پیٹ بھر کر کھاؤں دل و جان سے تیرا شکر ادا کروں۔ ایسے لمحات بھی آئے کہ بعض اوقات بھوک کی وجہ سے تمام رات بے چین رہتے مگر یہ بھوک اگلے دن آپؐ کو روزہ رکھنے سے نہ روک سکتی۔ (ڈاکٹر محمد عبدالحئی، ص ۷۰، ۷۱، ۷۲)

آپ ﷺ نے پوری زندگی میں دنیاوی عیش و عشرت کی کبھی تمنا نہ کی تین تین، چار چار دن گھر میں چولہا نہ جلتا، بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بندھ جاتے، کپڑوں کا ایک جوڑا ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بلالؓ آتے اور کہتے ہیں یا رسول اللہ نماز پڑھایئے آپ ﷺ فرماتے میرے کپڑے گیلے ہیں ابھی سوکھے نہیں سوکھ جائیں تو آکر نماز پڑھاتا ہوں۔ آپ ﷺ اگر چاہتے تو سونے کے گھر ہو سکتے براق کی سواری رکھ سکتے، صبح و شام جوڑے بدل سکتے تھے۔ مگر کبھی بھی دنیا کی عیش کی تمنا نہ کی دنیا کی آسائشوں سے پرے رہے۔ (مولانا محمد طارق جمیل: ۲۰۰۹، ص: ۱۶۰، ۱۶۱)

مال و دولت کے بارے میں نبی غنی نے کبھی حرص نہ کی نہ کبھی کوئی ذخیرہ فرمایا جو بھی ہوتا سوالیوں کو دیدیا جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے ہاں احد کے برابر بھی سونا ہوتا تو میری خوشی یہ ہوتی کہ تین دن کے بعد میرے پاس اس میں سے کچھ بھی نہ رہے صرف اتنا رہے کہ قرض ادا ہو جائے۔ (شیخین)

ضیاء القرآن کے حوالے سے محمد علی چراغ بیان کتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی غنی کو ہر طرح کا غناء بخش رکھا تھا کہ ایک دفعہ مسلسل فاقے سے آپ ﷺ کا شکم مبارک کمر کے ساتھ پیوست ہو گیا حضرت عائشہ سے برداشت نہ ہوا اور رو دیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنے اللہ سے اتنا تو مانگیں کہ فاقے کی نوبت نہ آئے۔ نبی غنی نے فرمایا! اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو یہ سارے پہاڑ سونے کے بن کر میرے سامنے حاضر ہو جائیں۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو قلب و نظر کا غنی بنایا۔ کبھی آپ ﷺ نے دولت و مال کی حرص نہ کی اور نہ ہی جمع کیا۔ ہمیشہ دوسروں کی ضرورت کو مقدم رکھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی ایک حدیث کا ترجمہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے پاس گھر میں کوئی سامان خوراک نہ تھا سوائے جو کی کچھ مقدار کے جو ایک چمڑے کے ظرف میں پڑے تھے۔ (بخاری، مسلم)

نبی غنی ﷺ نے وفات کے وقت نہ درہم چھوڑے نہ دینار، نہ غلام چھوڑا نہ کنیز سوائے سفید خچر جس پر آپ ﷺ سواری فرماتے تھے ایک ہتھیار کے اور ایک زمین کے جو مسافر مہمانوں کے لئے بطور صدقہ تھی۔ (بخاری)

Marfat.com

نبی غنی ﷺ کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی ذرہ یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی تھی یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ مال غنیمت بڑی مقدار میں آ رہا تھا اور نبی غنی ﷺ اپنے ہاتھ سے مسلمانوں میں تقسیم فرما رہے تھے جو حصہ نبی غنی ﷺ کو ملتا اسے جمع کرنے کی بجائے تقسیم فرما دیتے اپنی ذات کے لئے کبھی فکر نہ کی اور اللہ پر توکل رکھا۔ (صحیحین)

غرض کہ نبی غنی ﷺ نے پوری زندگی خدا کی رضا، اس کی عبادت وانکسار میں گزار دی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فصیح ﷺ

فصیح لفظ مادہ (ف ص ح) سے بنا ہے جس کا مطلب واضح کرنا، کھولنا، عیاں کرنا ہے جس کو زبان و بیان پر عبور ہو خوش بیاں ہوں وہ فصیح کہلاتا ہے فصیح اسم تفصیل ہے جس سے مراد فصاحت ہے فصاحت میں خوش بیانی اور خوش کلامی ہوتی ہے اور علم و معانی کے مطابق ہے کلام میں ایسے الفاظ کو استعمال کرنا جو اہل زبان کے روزمرہ اور محاورہ کے خلاف نہ ہو اور موقع محل کے مطابق ہوں فصیح کہلاتا ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ۴۱۹)

عربوں کی فصاحت:

عربوں کو فصاحت و بلاغت کی وجہ سے دوسری قوموں پر ہمیشہ سے فضیلت حاصل رہی ہے عرب کے لفظی معنی ہی ''اظہار و بیان'' کے ہیں اس لئے ان کی زبان تمام زبانوں کے مقابلے میں زیادہ واضح اور معانی کے اعتبار سے زیادہ تر امتیاز پیدا کر سکنے پر قادر ہیں۔

عرب میں اگرچہ ہر قبیلہ فصاحت و بلاغت کا مدعی تھا تاہم دو قبیلے قریش اور بنو ہوازن خطابت میں نمایاں وصف رکھتے تھے اور آپ ﷺ کا تعلق قریش کے قبیلے سے تھا اور بنو ہوازن کے قبیلے میں آپ ﷺ نے پرورش پائی تھی اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا۔

''میں تم میں فصیح ترین ہوں میں قریشی ہوں اور میری زبان سعد کی زبان ہے'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کرتے تھے ''انا افصح العرب'' میں عرب کا سب سے فصیح انسان ہوں (مولانا اسد: 1981، ص: ۲۱)

آپ عربی زبان کے مالک تھے آپ ﷺ کا ہر لفظ معنی کا مخزن ہر کلمہ حقائق سے بھرپور، ہر قول حکمت میں ڈوبا اور ہر جملہ فصاحت و لطافت کا مظہر تھا۔ ایسے دلکش انداز، تبلیغ اسلوب اور سشتہ زبان میں کلام فرماتے کہ سننے والا خواہ عدنان کا ہو یا قحطان کا یا جنوبی جزیرہ کا خواہ شمالی حجاز کا ہو یا تہامہ و نجد کا باشندہ ہو دم بخود رہ جاتا ہے۔

آپ ﷺ طبیعت کی روانی، لفظ کے نکھار، نقروں کی برجستگی، معانی کی صحت اور تلفظ کی روانی کے ساتھ ساتھ جوامع الکلم (جامع باتوں) سے بھی نوازے گئے تھے۔ آپ کو نادر حکمتوں اور عرب کی تمام زبانوں کا علم عطا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ ہر قبیلے سے اسی کی زبان اور محاروں میں گفتگو فرماتے تھے۔ آپ ﷺ میں بدویوں کا زور بیان اور قوت تخاطب اور شہریوں کی شستگی الفاظ اور شگفتگی اور شائستگی جمع تھی اور وحی پر مبنی تائید ربانی الگ۔ (صفی الرحمٰن: ص: ۷۶۷)

Marfat.com

موقع محل کی مناسبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ ﷺ اپنی بات کو موثر بنانے میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک مرتبہ عصر کے بعد صحابہ اکرامؓ کو دنیا کی بے ثباتی اور قرب قیامت کے بارے میں وعظ فرمایا۔ تقریر کرتے کرتے جب نگاہ نبوت نے ڈوبتے ہوئے سورج کا ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

دنیا کی گزشتہ عمر کے مقابلے میں اب اس عمر کا حصہ اتنا ہی باقی رہ گیا ہے۔ جتنا آج کے دن گزشتہ وقت کے مقابلے میں اب غروب آفتاب کے وقت میں یہ وقفہ رہ گیا ہے۔ (عابد احمد ص: ۹۸)

فصاحت رسول ﷺ:

اب ہم نبی کریم ﷺ کے وہ اقوال وکلمات جو مختلف مواقع پر استعمال کیے گئے، جن میں بے شمار معانی و حقائق پوشیدہ ہیں اور جس سے اندازہ ہوگا کہ آپ کی فصاحت و بلاغت کا سمندر کس قدر لامحدود اور ذخار تھا۔ صدیاں گزرنے پر بھی اس قسم کی جودت طبع طاقت لسانی اور معجز بیانی کا ثبوت کوئی شخص پیش نہیں کر سکا۔ (صادق حسین صدیقی: (۱۹۹۳)، ص: ۲۱۹)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پروردگار نے مجھے نو (۹) چیزوں کا حکم دیا ہے۔

۱۔ خفیہ وعلانیہ حالت میں اور خلوت وجلوت میں خدائے تعالیٰ سے ڈرنا۔

۲۔ غصہ اور خوشی کے وقت عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا۔

۳۔ فقر وغنا میں میانہ روی اختیار کرنا۔

۴۔ جو مجھ سے قطع تعلق کرے، میں اس سے صلہ رحمی کروں۔

۵۔ جو مجھے محروم رکھے، میں اس پر بخشش واحسان کروں۔

۶۔ جو مجھ پر ظلم وستم ڈھائے، میں اس سے درگزر کروں۔

۷۔ میرے ارادہ میں غور وفکر ہو۔

۸۔ میری زبان پر ذکر خدا ہو۔

۹۔ میری نظر سراپا عبرت ہو۔

لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی تلوار پر یہ کلمات لکھے ہوئے پائے۔

جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر دے، جو تجھ سے رشتہ توڑے، تو اس کو جوڑ دے، جو تجھ سے بدی کرے، تو اس پر اچھائی کا سلوک کر، ہمیشہ حق بات کہہ، خواہ اپنی ذات پر ہو۔ (محمد طفیل: ۱۹۸۳، ص: ۱۵۳، جلد چہارم)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں پس ان میں سے سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے کمتر راستہ سے اذیت رساں چیز ہٹا دینا اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

Marfat.com

بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کلمہ طیبہ کی فضیلت ایمان کا فروغ اور ایک اخلاقی درس نظر آتا ہے مگر اس میں معانی و مفاہیم کی ایک وسیع دنیا موجود ہے۔ زیادہ شعبوں کا ذکر کیا ہے یہ تمام ہمارے دل ہماری زبان اور ہمارے بدن کے اعمال ہیں۔

جن کے تحت ہمارے سب اعتقادات، ایمانیات، عبادات، حقوق العباد، اخلاقیات کا درس موجود ہے۔ جو ہماری مذہبی، معاشرتی اور تمدنی زندگی کی کامیابی کا دستور العمل ہے۔

ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ''سب لوگ باہم کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں''

اس میں بنی نوع انسان کی برابری اور باہم ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہونے کی طرف اشارہ ہے یعنی اگر کنگھی کے دانے درست ہوں گے تو وہ الجھے بالوں کو درست کر سکتی ہے اسی طرح جماعت کے تمام افراد ایک دوسرے کے معاون اور مددگار رہوں گے تو معاشرے کا بگاڑ درست ہو سکے گا۔ انسانی تاریخ میں چند لفظوں میں اتنا بڑا درس سمٹ کر آنا اپنی مثال آپ ہے۔ (شمس بریلوی: (۱۹۸۸)، ص: ۲۱۸)

کلام کو موثر بنانے کے لئے سوال و جواب کا طریقہ اپناتے۔ اسی سے لوگوں کی جودت فکر اور اصابت رائے کا اندارہ کرتے الفاظ اگر چہ سادہ بیان ہوتے مگر پرکار ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچدار تراکیب، شاندار الفاظ اور تشبیہ و استعارہ کی ضرورت پیش نہ آتی جو بھی بیان کرتے سادہ الفاظ واضح جملے اور مختصر ترکیبوں سے مطالب کو ذہن نشین کرواتے مدنیہ میں آکر سب سے پہلا جو فقرہ زبان مبارک سے نکلا یہ تھا۔

لوگو! اسلام پھیلاؤ کھانا کھلایا کرو، نماز پڑھا کرو جب لوگ سوتے ہیں جنت میں سلامتی کے ہاتھ داخل ہو جاؤ گے پانچ باتوں کو آپ نے کس طرح وضاحت سے بیان کیا ہے ہاں خدا سوتا نہیں اور نہ سونا اس کی ذات کے شایان شان ہے۔ رات کے اعمال اس کو دن سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور دن کے اعمال رات سے پہلے۔

الفاظ میں رقت انگیزی اور تاثیر اس قدر ہوا کرتی کہ پتھر سے پتھر دل بھی سن کر چند لمحوں کے لئے موم ہو جائے۔ سخت سے سخت اشتعال انگیز اوقات میں ایسے ہی چند فقرے معاملہ کو رفع دفع کر کے جوش و محبت کا دریا بہا دیتے تھے۔ اوس و خزرج کی سالہا سال کی عداوتیں رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت مبدل بہ محبت ہو گئیں غزوہ بدر سے پہلے ایک دفع سوار ہو کر نکلے اور منافقین یکجا بیٹھے ہوئے تھے، مسلمانوں نے تو ادب سے سلام کیا، لیکن منافقین نے ایک گستاخانہ فقرہ استعمال کیا، یہ چنگاری تھی، جس نے خرمن میں آگ لگا دی، قریب تھا کہ جنگ جدال ہو جائے لیکن آپ کے چند فقروں نے آگ پر پانی ڈال دیا۔ (سید سلمان ندوی: (۱۸۹۱): ص: ۲۷، ۲۳۷، ۲۴۲)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کی خوبیاں جو انہوں نے دعوت اسلام کے سلسلے میں مختلف سلاطین کو لکھے۔ جن میں نبوت کا ایک جلال بھی ہے اور رحمت کا جمال بھی تخویف و اندار کا انداز بھی اور اعجاز قرآن کا پرتو بھی۔

Marfat.com

عصر جاہلیت سے تا عصر نبوت تاریخ کے اوراق الٹ ڈالیے نگارشوں کا سلسلہ موجود ہی نہ تھا۔ آپ نے اس فن کی بنیاد ڈالی اور اس کو کمال کی حدوں تک پہنچا دیا اور اب تک کسی کو مکتوب نگاری کا یہ اسلوب نہ آسکا۔ جن میں زبان کی حلاوت، مکتوب و معانی کی وسعتیں اور ان کی اثر آفرین نزاکتیں و بیان کا کمال پنہاں، الفاظ کی نزاکت اور دعوت تبلیغ کا پر اثر انداز و آگاہی موجود ہے۔ نجاشی شاہ حبشہ کے نام سرور چاشنی کا نامہ گرامی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول کی جانب سے نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سلامت باشید! مابعد میں حمد و ثنا کرتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی حقیقی بادشاہ ہے، تمام عیوب سے پاک ہے امن دینے والا ہے اور سب کا نگہبان ہے میں گواہی دیتا ہوں عیسیٰؑ مریم کے بیٹے اللہ کی خاص روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے پاک، محصنہ، بتول مریم میں ڈالا جس سے وہ حاملہ ہوئیں پس اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو پاک روح سے اور نفخ سے پیدا فرمایا جس طرح حضرت آدم کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا تھا اور میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی محبت کی جانب سے اور اپنے اتباع کی طرف، اور اس بات کی طرف جو اللہ کی جانب میرے پاس آیا ہے (قرآن) اس پر ایمان لاؤ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، میں تم کو اور تمہارے لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اللہ کا پیغام میں پہنچا چکا اور نصیحت کر چکا پس میری نصیحت کو قبول کرو اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اس گرامی نامہ میں جزیات الفاظ، کلمات کا ایجاز اپنے کمال پر ہے "نظم الفاظ اور ان کا زبردست اسلوب بیان حد درجہ دلکش ہے، الفاظ کی سلاست و جزیات آپ اپنی جگہ ہے۔ (شمس بریلوی :(۱۹۸۱)، ص:۲۶۸،۲۶۹)

خدا نے آپ کے کلام میں اطاعت و محبت کی چاشنی پیدا کی تھی اور اس کو مقبولیت کا شرف عطا کیا تھا اس میں دلنشینی و دل آویزی بھی جمع تھی اور سننے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ کہلوانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی، آپ کے کلام میں وقار اور توازن برقرار رہتا اور کسی کلمے میں کوئی لغزش نہ ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت کا نہ کوئی دشمن مقابلہ کر سکا اور نہ کسی خطیب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت کی ہمسری کی ہمت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم طویل طویل خطبوں کو موزوں و مجمل کلام میں جس قدر راست بازی، انصاف پسندی، نفع رسائی اور ذہانت و وقار کا پہلو غالب تھا اتنا کسی اور کے کلام میں ناپید تھا۔ (عابد احمد: ص:۸۲)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات عام طور پر مختصر ہوتے تھے اور چند ہی الفاظ میں دریائے معانی موجزن ہوتا تھا البتہ بعض مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبات بھی ارشاد فرمائے جن میں خطابت کا کمال بے بہا موجود ہوتا خطبہ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کی عمدہ مثالیں ہیں جو اپنی ہمہ گیری اور جامعیت بصیرت آمیز کلمات اور حقائق بے بہا پر مشتمل ہے جو ایک عبرت اثر اور بصیرت افروز کتاب ہے اور ایک دستور عالم گیر کی حیثیت سے

Marfat.com

ہمیشہ زاندہ اور پائندہ رہے گا اس خطبے میں جو کمال فصاحت و بلاغت پنہاں ہے۔ اس کی خوبیوں پر کیا لکھا جائے۔ قلم شکستہ زبان ہیں، فقرے سرداماں ہے ناطقہ حیران ہے کہ کس طرح اس کی توضیح کرے۔ آپ ﷺ کے معاہدوں منشوروں کی طویل و بسیط مختصر یا بغور مطالعہ کریں تو یہ وصف خاص طور پر نظر آئے گا۔ کہ آپ ﷺ غریب و غیر مانوس الفاظ کے استعمال سے گریز فرماتے تھے بلکہ ایسے الفاظ جو تمام وسیع المعانی ہوں اور ذہن ان کے معانی کی طرف فوراً منتقل ہو جائے استعمال فرماتے تھے جن کے ادراک کے لئے غور و فکر اور تامل کی ضرورت نہ پڑے ان کی ترکیب و ترتیب میں ایسی ندرت اور ایک حسن تالیف ہوتا تھا جو اپنی حیثیت اور اپنے عمل کے اعتبار سے عین تدبر و کمال اور دانائی کا کام تھا حکیمانہ احکام اور لسان ارشاد بلیغانہ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی دعائیں بھی ندرت و بلندی میں اور خضوع و خشوع کے عالم میں جو کلمات ادا ہوتے ان میں نہ تو غور و فکر کی آپ ﷺ کو ضرورت ہوتی نہ تکلف اور اہتمام کی آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کی زبان اقدس سے یہ تمام جو آپ ﷺ بارگاہ نیاز میں دست دعا ارشادات احکامات توضیحات اور احکام خداوندی جو امور تشریحی کی حیثیت رکھتے ہیں ایک الہامی چیز تھی اس لئے آپ ﷺ کو اپنے کلام میں تزئین کی ضرورت نہیں پیش آئی جو کچھ ارشاد فرماتے وہ زبان و بیان کی خوبیوں کے تمام کمالات سے آراستہ ہوتا۔ (شمس بریلوی: (۱۹۸۱)، ص: ۲۹۵، ۳۰۰، ۳۱۱)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فتاحﷺ

فتاح کا مادہ ف، ت، ح سے بنا ہے جس کے معنی فاتح کے بھی ہیں اور اس کا مطلب کھولنے والا بھی ہے، آغاز کرنے والا، افتتاح کرنے والا اور فتح و امن کے دروازے کھولنے والا مومنوں کے لئے حق کی بصیرت وا کرنے والا فتوحات و کامرانیاں حاصل کرنے والا، فیصلہ کرنے والا۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵ء ص، ۶۱۱

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ سے ایک اسم الفتاح بھی ہے۔ جس کے معنی اپنے بندوں کے درمیان حاکم، اپنے بندوں کے متعلق امور یعنی رزق، رحمت کے دروازے کھولنے والا بندوں کے دلوں اور آنکھوں کو معرفت حق کے لئے کھولنے والا۔ الناصر کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ''اگر آپ فتح طلب کرتے ہو تو آپ کے پاس فتح آ گئی۔ انعفال، ۱۹

اگر تم مدد چاہتے ہو تو تمہارے پاس مدد آ گئی اس سے یہ بھی مراد ہے کہ فتح و نصرت کی ابتداء کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو بھی الفتاح کے نام سے موسوم فرمایا اور کہا کہ اے محبوب ہم نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد بھی ہے کہ ''میرے لئے میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح خاتم بنایا۔ یہاں فاتح بمعنی حاکم کے ہیں یعنی امت کے لئے رحمت کے دروازے کھولنے والا، حق کی مدد کرنے والا، ہدایت کیلئے ابتداء فرمانے والا۔ عیاض مالکی، ۱۹۸۰ء ص ۳۶۵، ۳۶۶

حدیث میں ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آؤں گا اور فاتح بن کر کہوں گا دروازہ کھولو، جنت کا خازن عرض کرے گا، آپ کون ہیں؟ میں کہونگا میں محمدؐ ہوں۔ خازن عرض کرے گا مجھے آپؐ کے لئے ہی کھولنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ سے پہلے کسی کیلئے نہ کھولوں گا۔ (صحیح مسلم)

اس سے واضح ہوا کہ فاتح کے معنی کھولنے والے کے بھی ہیں۔ آپ ﷺ پوری انسانیت کے لئے علم و آگہی، ہدایت و رشد، دین و دنیا کی فلاح، زندگی کے ہر ہر پہلو کی بہتری کے تمام بند دروازوں کو کھولنے والے ہیں اور راہ کی رکاوٹوں کو دور کرنے والے ہیں۔

فاتح سے مراد ملکوں کو فتح کرنے کی لی جائے۔ تب بھی آپ ﷺ نے کئی ملکوں کو فتح کیا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے اپنے حسن سلوک سے نہ صرف اپنوں بلکہ دشمنوں کے دلوں کو بھی فتح کیا۔ محمد طاہر مصطفیٰ، ۱۹۹۸ء ص، ۳۶

Marfat.com

فتاح نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر غالب بنا کر بھیجا اور ہر قدم پر فتح و کامرانی نے آپ ﷺ کے قدم چومے۔ صلح حدیبیہ کو لیجیے جس سے کہ اسلام کی اشاعت کے دروازے کھل گئے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ بیعت رضوان میں بھی نبی پاک ﷺ کی فتاحانہ بصیرت موجود تھی۔ نہ صرف جنگوں میں آپ ﷺ نے خدا کے کرم سے اپنی حکمت عملی دانش مندی، موقع کی مناسبت سے فیصلہ کرنے کی قوت، زیرک نگاہی سے فتح حاصل کی بلکہ معاملات زندگی میں بھی آپ ﷺ بہت بڑے حاکم فیصلہ تھے۔

حجر اسود کو دیوار کعبہ میں نصب کرنے کا جو دانش مندانہ فیصلہ آپ ﷺ نے کیا اس سے باہمی تنازعہ ختم ہوا گیا یوں ایک اور فتح سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہمکنار کیا۔

آپ ﷺ کو فتاح اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کیے اور نافذ کیے۔ اور ایسے منصفانہ اور عادلانہ قوانین مرتب کیے کہ سسکتی دم توڑتی انسانیت میں جان آ گئی اور باہمی ہمدردی، حسن سلوک، اخوت، مروت اور عدل و انصاف کا چرچا ہونے لگا گویا کفر کے مقابلے میں اسلام کی یہ فتح بھی فتاح نبی کی ہی مرہون منت ہے۔ محمد علی چراغ ۲۰۰۵، ص ۴۱۶، ۴۱۷

رشد و ہدایت کے دروازے کھولنے، دل کی صفائی کا اجالا بکھیرنے، انسانی فلاح و نجات کے راستے بنانے، صداقت و حقانیت کی شمعیں روشن کرنے، روحانی اور اخلاقی قدروں کو آراستہ و پیراستہ کرنے، اعتدال و توازن، حسن سلوک و رواداری برتنے والے صرف اور صرف فتاح نبی ﷺ تھے۔ عبدالمجید شاکر، ص ۴۱۱

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا ہے۔ میرا ذکر بلند کر دیا۔ مجھے شروع کرنے والا (فاتح، افتتاح) کرنے والا بنایا اور اسی طرح مجھے ختم کرنے والا خاتم بھی بنایا گیا۔

وحشت اور بربریت کے دور میں میدان جنگ میں بھی فتاح نبی ﷺ نے انسانی بنیادوں کو استوار کیا۔ سختی سے ہدایت کی کہ خیانت نہ کی جائے۔ دھوکہ نہ دیا جائے۔ وعدہ نہ توڑا جائے، اعضاء نہ کاٹے جائیں، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔ درخت نہ کاٹے جائیں، عبادت گاہوں پر حملہ نہ کیا جائے۔ فتح مکہ ہو تو آپ کو تمام اختیارات حاصل تھے۔ قوانین جنگ کے مطابق اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں پر کی جانے والی زیادتیوں کا آپ بدلہ لے سکتے تھے مگر فاتح نبی نے اعلان کر دیا۔ ''آج تمہارا کوئی مواخذہ نہیں، آج تم آزاد ہو''

عالمی برادری اور انسانی مساوات کے جو اصول آپ ﷺ نے پیش کیے۔ انہوں نے انسانیت کو معاشرتی طور پر سر بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تمام مذاہب نے اس نظریے کو پیش کیا مگر نبی فتاح نے حقیقی طور پر عمل کر کے اسلام کی راہیں کھول دیں۔ جبھی تو نبی فتاح کہلائے۔ محمد ایوب منیر ۲۰۰۴، ص ۸

غرضیکہ آپ ﷺ کی تعلیمات نے پوری انسانیت کے لئے اسلام کے دروازے کھول دیے۔

Marfat.com

فاتح ﷺ

فاتح فتح کرنے والا کامیابی حاصل کرنے والا۔ اس لفظ کا مادہ (ف ت ح) جس کے عربی زبان میں معنی کھولنے کے ہیں۔ چونکہ فتح اور کامیابی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے فاتح در کھولنے والا، کامیابی کی راہیں کھولنے والا ہوتا ہے۔ فاتح: کھولنے والا، شروع کرنے والا، اور فتح کرنے والا ہوتا ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۴۰۶)

سید کرپالوی انجیل کے حوالے سے فاتح رسول کے بارے میں بیان کیا ہے! ''میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا اور اس کا سوار کمان لئے ہوئے ہے اسے ایک تاج دیا گیا اور وہ فتح کرتا ہوا نکلا تا کہ اور بھی فتح کرے'' (طالب حسین کرپالوی: (۱۹۹۲)، ص: ۹۱)

قرآن پاک میں آپ ﷺ کے فاتح ہونے کا ارشاد فرمایا گیا ہے! ''بے شک ہم نے آپ کے لئے روشن فتح فرمادی'' (الفتح: ۴۸: ۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر تسلی نازل فرمائی اور فرمایا اور ایسے لشکر نازل کئے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا کی اور کافروں کی یہ ہی سزا ہے۔ (۲۴/۹)

''اور ایک فتح اور بھی ہے جو بھی تمہارے قابو میں نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ ان کو کوئی یار ملتا نہ مددگار اللہ تعالیٰ نے (کفار کے لئے) یہی دستور رکھا ہے، جو پہلے سے چلا آتا ہے اور تم اللہ کے دستور میں ردوبدل نہ پاؤ گے۔'' (۲۳ تا ۲۱، ۴۸)

''اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو خاص طور پر پسند کرتا ہے۔ جو اس کے راستے اس طرح مل کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک عمارت ہے جس میں چلایا گیا'' (۴۔۶۱)

''ایک اور ثمرہ ہے جن کو تم پسند کرتے ہو۔ کامیابی اللہ کی طرف سے ہے اور فتح بس قریب ہی ہے اور بشارت دے دو مومنین کو'' (۱۳۔۶۱)

فتح و نصرت کے لئے آپ ﷺ خدا سے دعا فرماتے ''تو ہی مالک و قادر ہے پس کامیابی عطا فرما کافروں پر'' (۳۸۶۔۲)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے! ان سے لڑو۔ اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا اور ان کو ذلیل وخوار کرے گا اور تمہیں ان پر غالب کرے گا اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے گا اور ان کے قلوب کے غیظ وغضب کو دور کرے گا اور جس پر منظور ہوگا اللہ توجہ فرمائے گا اور اللہ بڑی حکمت والا ہے۔ (۱۵-۱۴-۹)

متعدد حدیثوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے فتح ونصرت رعب ہیبت کے ذریعہ بخشی گئی ہے۔ یہاں تک کہ میری دھاک ایک مہینہ کی مسافت تک کام کرتی ہے آپ ﷺ کے اسم گرامی کو یہ شرف اس لئے عطا ہوا تھا کہ مزید خونریزی کے بغیر ملک میں امن واماں اور سکون واطمینان پیدا ہو جائے اور صدائے حق کے لئے راستہ صاف ہو جائے قرآن مجید میں اللہ نے اس وصف کے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا گیا تھا۔ عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دونگا۔ (انفعال)

چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا اور خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ (احزاب)

بڑے بڑے دل گردہ کے بہادر زہر میں تلواریں بجھا بجھا کر آئے مگر جب روئے روشن پر نظر پڑی کانپ کر رہ گئے، بڑے بڑے سرکش قبائل آپ کا نام سن کر دم بخود رہ جاتے تھے جن کو اپنی فوجی قوت اور جنگی سامان پر ناز تھا جب انہوں نے سرتابی کی بے لڑے بھڑے آپ ﷺ کے سامنے اطاعت کی گردن ڈال دی۔ خیبر کے قلعہ نشین یہود جو سب سے زیادہ مضبوط تھے۔ جب ایک صبح کو ان کے قلعوں کے سامنے دفعتہً اسلام کا لشکر طلوع ہوا تو ان کے منہ سے چیخ نکل گئی کہ محمد ﷺ کا لشکر ابوسفیان جو بارہا ایک فریق مقابل کی حیثیت سے میدان جنگ میں فوجوں کے پرے لگا تا رہا۔ فتح مکہ کے دن جب حضرت عباسؓ اس کو لے کر اسلام کے موجزن دریائے الٰہی کا نظارہ دکھا رہے تھے اور مختلف علم نگاہوں سے گزر رہے تھے تو وہ ہر دستہ اور ہر علم کو دیکھ کر کانپ جاتا تھا۔ (سید سلیمان ندوی: (۱۹۵۳)، ص: ۸۴۲، ۸۴۴) کفار کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر نبی کریم ﷺ کو فتح ونصرت عطا کی خواہ وہ سماجی مسئلہ ہو یا سیاسی جھگڑا یا حق وباطل کی معرکہ خیز لڑائیاں ہر موقع ہر محل کی مناسبت سے آپ ﷺ تدبر و حکمت کو بروئے کار لاتے اور بالآخر کامیابی آپ ﷺ کے قدم چومتی۔

نبی کی فتوحات:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مسلح کارروائیوں میں ہمیشہ فتح یاب کیا آپ ﷺ نے اپنی بے نظر فراست اور حکمت عملی سے تمام عمر انتہائی کامیابی سے جنگیں لڑیں ذیل میں آپ ﷺ کے غزوات پیش کئے جاتے ہیں جن میں فتح نصیب ہوئی۔

معرکہ بدر ۲ھ میں پیش آیا جو تاریخ اسلام میں حقائق حق اور ابطال باطل کی واضح شہادت بن گیا معرکہ بدر میں لشکر افراد کی کمی، اسلحہ کی کمی کے باوجود آپ ﷺ کو فتح نصیب ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ ایمان، وحدت نظم اور کردار کے لحاظ سے مسلمانان حق زیادہ اونچی قوتوں سے آراستہ ہے۔ دوسرا لشکر تعداد میں بڑا اور سامان کے لحاظ سے

Marfat.com

بوداّاور پھر قدرت دونوں کے درمیان فتح وشکست کا انتہائی بین فیصلہ کرتی ہے۔ کہ اندھوں میں دکھائی دینے لگتا ہے۔ کہ مٹنے والی قوت کون سی ہے اور پھلنے پھولنے والی قوت کون سی۔ (نعیم صدیقی: (۱۹۹۴)، ص: ۳۹۱)

دوسرا بڑا معرکہ احد کے مقام پر شوال ۳ ھ میں ہوا جس کا محرک بدر میں کافروں کی شکست فاش تھی آپ ﷺ نے مدینے سے آٹھ میل دور حمرالاسد میں قیام کیا اس دوران میں معبد بن ابی معبد خزاعی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں متعین کیا کہ ابوسفیان سے مل کر کفار کی حوصلہ شکنی کریں وہ ابوسفیان سے ملے ان کو اس کے قبول اسلام کا پتا نہ تھا اور مسلمانوں کے لشکر اور جوش جذبہ کا وہ نقشہ کھینچا کہ کفار کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ (صفی الرحمٰن: (۱۹۹۴)، ص: ۳۸۷)

آپ ﷺ نے اس جنگ میں مشاورت سے کام لیا اور ایک ہزار لشکر نے احد کی گھاٹی پر پڑاؤ ڈالا اور احد پہاڑ کو پشت پر رکھا ایک درے پر عبداللہ بن جبیر کی سرکردگی میں پچاس ہزار تیرانداز متعین کئے اور ہدایت کی کہ خواہ کچھ بھی ہو اپنی جگہ نہ چھوڑیں جنگ میں گھمسان کا رن پڑا اور کافر خوف زدہ ہو کر بھاگنے لگے فتح کی خوشی میں مسلمان مال غنیمت لوٹنے لگے۔ مشرکین نے موقع غنیمت جانا اور درے کے راستے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا کئی مسلمان شہید ہو گئے عارضی شکست کے بعد مسلمانوں نے قدم سنبھالے اور مشرکین کو پسپا کر کے دور تک ان کا پیچھا کیا اس طرح کے حق و باطن کی اس جنگ میں بھی آپ کو فتح ہوئی۔ (محمد بن اسحاق: (۱۹۹۴)، ص: ۱۰۴)

خندق کا غزوہ:

شوال ۵ ھ میں پیش آیا مسلمانوں نے شہر بند ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے مدینہ کی حفاظت ے لئے شہر کے گرد خندق کھدوائی تھی اور دفاعی تدبیر اختیار کی ابھی خندق کھودنے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ قریش دس ہزار کا لشکر لیکر آن پہنچے آپ ﷺ نے تین ہزار مسلمانوں کو لے کر خندق کی طرف روانہ ہوئے خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی کفار کی اجتماعی قوت زیادہ تھی اور مسلمانوں کو بڑی بے سروسامانی کا سامنا رہا۔ مخصوص حالات کی بنا پر خواتین اور بچوں کو قلعوں میں بھیج دیا گیا حضور ﷺ اپنی پوری جماعت کے ساتھ تنگی وعسرت کی حالت میں شریک رہے۔ سخت سردی اور آندھی نے مشکرین کو پریشان کر دیا۔ آخر ابوسفیان قریش کو واپس لے گیا اور اس واپسی کے ساتھ ہی غطفان بھی واپس چلے گئے یوں کفار شکست سے دوچار ہوا۔ حضور ﷺ کی دفاعی سکیم، دشمنوں کا حوصلہ پست کرنا اور ان میں پھوٹ ڈلوا کر اس جنگ کو فتح یاب کروایا اور مسلمانوں کو ہدایت دی کہ مسلمان اپنے اعلیٰ مقاصد اور نصب العین کو پورا کرنے کے لئے موت، بھوک، سردی اور دوسری مصیبتوں کا مقابلہ تحمل اور ثابت قدمی سے کریں تو مومنوں کو ہمیشہ فتح وکامرانی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے لئے ہمیشہ غلبے کی بشارت فرماتے ہیں۔ جس سے حوصلہ اور توکل بڑھتا ہے اور فتح ونصرت مقدر ہو جاتی ہے۔ (نعیم صدیقی: (۱۹۹۴)، ص: ۴۲۶)

Marfat.com

اس کے بعد صلح حدیبیہ کا اہم واقعہ پیش آیا۔ جو اسلام کے مصالحانہ خراج اور آنحضور ﷺ کی معادانہ سٹریٹجی کا شاہکار ہے۔ ۶ ھ کو آنحضور ﷺ مسلمانوں کے ایک قافلے کے ساتھ عمرے کی غرض سے مکے گئے لیکن قریش نے حلیف قبائل کو جمع کر کے مسلمانوں کا راستہ روکنے کا پروگرام بنایا بڑے اشتعال کی بات تھی۔ لیکن آپ ﷺ نے مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کو ترجیح دی۔ (تسنیم کوثر: (۲۰۰۰) ص: ۲۶۰)

اس صلح کے دوررس نتائج کئی دوسری فتوحات سے زیادہ کارگر ثابت ہوئے تھے۔ گویا مشرکوں کا مسلمانوں کے ساتھ میل جول ہوا اور مسلمانوں کی باتیں سننے کا موقع ملا۔ اسلامی زندگی کو قریب سے دیکھنے اور باہمی میل جول کے ذریعے سے اسلام نے دلوں میں جگہ کر لی اور تین سال کے عرصہ میں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اس اعتبار سے صلح حدیبیہ بہت بڑی فتح ہے۔

شوال کے مہینے میں قریش مکہ اور مسلمانوں مابین صلح حدیبیہ عمل میں آئی اور جو معاہدہ صلح ہوا اس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں: (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص: ۶۰۷)

1- رسول اللہ ﷺ اس سال مکے میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں اگلے سال آئیں گے اور تین دن مکہ میں قیام کریں گے ان کے ساتھ سوار کا ہتھیار ہوگا تلواریں میانوں میں ہوں گی اور ان سے کوئی تعرض نہ کرے گا۔

2- دس سال تک جنگ نہ ہوگی لوگ مامون رہیں گے کوئی کسی پر ہاتھ نہ اٹھائے گا۔

3- جو چاہے رسول اللہ ﷺ کے عہد و پیمان میں داخل ہو جائے اور جو قبیلہ جس فریق میں شامل ہوگا وہ اسی کا جز سمجھا جائے گا۔

4- قریش کا جو آدمی اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر بھاگ کر محمد ﷺ کے پاس جائے گا محمد ﷺ اسے واپس کر دینگے لیکن محمد ﷺ کے ساتھیوں میں جو شخص پناہ کی غرض سے بھاگ کر قریش کے پاس آئے گا قریش اسے واپس نہ کرینگے۔ (صفی الرحمٰن: (۱۹۹۴) ص: ۴۲۲)

صلح حدیبیہ سے پہلے تک مسلمانوں کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ وہ کفار قریش کے ساتھ مسلسل ایک کشمکش میں الجھے ہوئے تھے اور انہیں اپنی دعوت کا دائرہ وسیع کرنے کی مہلت نہ تھی اس رکاوٹ کو حدیبیہ کی ظاہری شکست اور حقیقی فتح نے دور کیا۔ ان سے نہ صرف اپنی ریاست کی حدود میں امن ہو گیا بلکہ گردوپیش کے علاقوں میں اسلام کی دعوت پھیلانے کی مہلت بھی گئی۔ (ابوالاعلیٰ مودودی: (۱۹۹۸) ص: ۴۳۶)

غزوہ خیبر:

محرم سن ۷ ہجری میں غزوہ خیبر میں قلعے سخت محاطرے کے بعد فتح ہوتے گئے حضور پاک ﷺ کو یہودیوں کے خلاف بڑی فتح حاصل ہوئی مگر آپ ﷺ نے وسیع ظرفی، اعلیٰ عدل و انصاف اور درگزر کا مظاہرہ فرمایا۔ یہود خیبر نے آنحضور ﷺ سے درخواست کی کہ خیبر کی زمین انہی کے قبضے میں رہنے دی جائے اور وہ پیداوار کا نصف حصہ

Marfat.com

مسلمانوں کوادا کر دیا کریں گے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ایک فاتح ہونے کے باوجود یہ درخواست قبول فرمائی۔ خیبر کے بعد وادی القریٰ پر بھی آپ ﷺ نے فتح حاصل کی یہاں کے یہودیوں نے بھی نصف پیداوار ادا کرنے پر صلح کر لی۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص:۶۰۹)

۷ ہجری میں سرایا اور چھوٹی فوجی مہمیں پیش آتی رہیں جن میں اکثر کی حیثیت طلایہ گردی کی تھی یا کہیں تادیبی کارروائی کے طور پر اقدام کیا گیا پھر غزوہ موتہ میں بھی آپ ﷺ نے ایک ایسی حکمت بالغہ کی ضرورت محسوس کی جس کے ذریعے سے ایک طرف عرب قبائل اور رومیوں کے درمیان تفرقہ پڑ جائے اور دوسری طرف خود مسلمانوں سے ان کی دوستی ہو جائے اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے حضرت عمر بن عاص کو منتخب کیا آخر کار جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

فتح مکہ:

صلح حدیبیہ کے بعد جب قریش نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ فتح مکہ کے واقعات در آئے جس کے مطابق رمضان ۸ھ میں حضور ﷺ دس ہزار فوجیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے قریش کی مسلمان فوج کے مقابلے کی تاب نہ تھی ان کی جانوں کے لالے پڑ گئے لیکن فاتح نبی ﷺ نے مکہ میں داخلہ کے وقت مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ جب تک کوئی ان پر خود حملہ نہ کرے وہ تلوار نہ اٹھائیں اور مکہ کے داخلہ کے بعد اعلان عام کر دیا گیا کہ جو شخص حرم میں چلا جائے گا یا دروازے بند کرے گا یا ابوسفیان کے گھر چلا جائے گا وہ مامون ہے صرف چند سرکشوں نے معمولی مذاحمت کی جن میں دو مسلمان شہید اور تیرہ کفار مقتول ہوئے اور فتح مکہ نے قریش کی اکڑی گردنوں کو جھکا دیا اور پورے جزیرۃ العرب پر مسلمانوں کا اقتدار قائم ہو گیا اور تمام قبائل اسلام کے شیدائی بن گئے اور اسلام کی ترویج پر مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (معین الدین: (۱۹۷۵) ص:۵۳)

نبی اکرم ﷺ کے غزاوت، سرایا اور فوجی مہمات پر نظر ڈالنے کے بعد یہ کہنے میں باک نہیں کہ اللہ کی مدد تسلی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ دنیا کے باکمال فوجی کمانڈر، عسکریت کے ماہر فوجی قیادت کے وصف سے متصف تھے۔ آپ ﷺ نے جو بھی معرکہ آرائی کی اس کے لئے ایسے حالات و جہات کا انتخاب فرمایا جو تدبیر و حکمت، بہادری و شجاعت کے عین مطابق تھے۔ کسی معرکے میں حکمت عملی لشکر کی تنظیم و تعین اور جنگی منصوبہ بندی میں کبھی نہ چوک ہوئی جس کے ساتھ شکست کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (انیس احمد: (۱۹۹۷) ص:۳۲)

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ذہنی اور روحانی فتوحات سے بھی فیضیات فرمایا اور جہالت کی عمیق گہرائیوں میں ڈوبی مخلوق کو خدا شناس بنایا خدا کی وحدانیت کا ڈنکا بجایا بت پرستوں کو خدا پرست بنایا۔ مسلمانوں کیلئے کعبہ کو قبلہ کے طور پر تعین کیا۔ اسلامی تعلیمات کا نفاذ کیا بلکہ عملی طور پر کر کے دکھایا اور امر و نہی سے متعارف کروایا عبادات و اعتقادات کا صحیح رخ بتایا اس اعتبار سے آپ ﷺ ہی فاتح ہیں۔

Marfat.com

کلیمؐ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کلیم بات کرنے والا، کلام کرنے والا، ہم کلام ہونے والا اس لفظ کا مادہ (ک ل م) ہے جس کے معنی بات چیت، کلمہ، کلام، کلمہ بات کو اور کلام بات کرنے کو کہتے ہیں۔ وحی کلام اللہ ہے اس کے تمام الفاظ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔

وحی اللہ کا کلام ہے اور اللہ کسی بھی بشر سے بالمشافہ کلام نہیں کرتا بلکہ کسی فرشتہ کے ذریعے وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے کلام کیا بذریعہ وحی۔ قرآن پاک میں ہے!

''اے رسول! وحی انبیاء اور مرسلین کا ایک منقطع سلسلہ ہے جس میں ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی'' اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے درجات بلند کیے۔ (البقرہ)

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج پر بلا کر براہ راست ہم کلام ہونے کا شرف بخشا۔

طاہر مصطفیٰ نے ابن کثیر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا!

''مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لیجایا گیا اور میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آیا تو اس کی روشنی نے مجھے ڈھانپ لیا میں سجدے میں گر گیا اور مجھے کہا گیا کہ میں نے جس دن سے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسی دن سے تجھ پر اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کر دیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نمازوں کے تخفیف کی گزارش کی تو پانچ نمازیں رہ گئیں۔

کیا شان ہے ہمارے نبی کی کہ خدا نے ہم کلامی کا شرف بخشا دوسرے یہ شرف حضرت موسیٰؑ کو بھی نصیب ہوا تھا کوہ طور پر حضرت موسیٰ نے براہ راست خدا تعالیٰ سے کلام کیا تھا۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ص ۱۴۲)

وحی کے معنی تیزی سے اشارہ کرنا اور کبھی یہ اشارہ رمز کے طور پر ہوتا ہے جیسے حضرت زکریا کے ذکر میں ہے کہ زکریا نے کہا اے میرے پروردگار کوئی نشانی یا اشارہ مرحمت کر دے۔ ارشاد ہوا تیرے لئے نشانی یہ کہ تو مسلسل تین راتوں تک لوگوں سے بات کر سکے گا۔ (۱۰:۱۹)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حارث ابن ہشام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ وحی آپ پر کیسے اترتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور جب فرشتے کی کہی ہوئی بات مجھے یاد ہو

Marfat.com

جاتی ہے تو یہ آواز موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی صورت میں میرے پاس آتا اور ہمکلام ہوتا تو میں اس کی کہی ہوئی بات کو یاد کر لیتا ہوں۔ (بخاری)

اور ایک طریقہ پردے کے پیچھے سے کلام کرنے کا ہے جو کہ معراج پر نبی پاک ﷺ اور موسیٰ کو بھی یہ فضیلت عطا ہوئی۔ (الشوریٰ: ۴۲۔۵۱)

آپ ﷺ فرشتہ کے ذریعے سے اللہ کے کلام کو سنتے اور اسی کو نافذ کرتے آپ ﷺ نے فرمایا! ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری لسان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی'' (ابوداؤد)

حقیقت کا جو مشاہدہ آپ ﷺ نے کیا آپ ﷺ کو اس پر دلی اطمینان اور یقین تھا۔ آپ ﷺ کو قطعاً یہ گمان نہ ہوا یہ دن کا خواب یا نظر کا دھوکہ یا کسی جن بھوت کا کرتب ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ کو اس کی اصل شکل میں دیکھا جن کے چھ سو پر تھے۔ (عبدالرحمٰن گیلانی: تیسر القرآن: ص: ۵۳۶)

اللہ تعالیٰ کے کلمات کا احاطہ کرنا مشکل ہے یہ بے حد و شمار ہیں جن میں اسرار، حکم، عجائبات، شامل ہیں نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے کلمات پر ایمان رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں جوامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہوں یعنی آسان و مختصر الفاظ جن میں کثیر معانی پائے جائیں۔

آپ ﷺ پر حق کی تبلیغ و دعوت کی ذمہ داری تھی اس لئے آپ ﷺ ایک اچھے کلام کرنے والے بھی تھے۔ آپ ﷺ کو ہر طرح کے کلام کرنے، بات چیت کرنے اور گفتگو کرنے کا ملکہ حاصل تھا۔ آپ ﷺ کی گفتگو مختصر اور جامع ہوتی تھی۔ ٹھہراؤ آپ ﷺ کی گفتگو کا خاصہ ہوتی تھی۔ حسن معانی، فصاحت، بلاغت، علم و حکمت، صداقت، متانت، نصیحت آپ ﷺ کے کلام کا خاصہ تھی۔ کلام کا یہ حسن خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھایا اور اسی کلام کو نبی پاک ﷺ لوگوں کو سناتے لوگ اس کلام کو سنتے اور نصیحت حاصل کرتے تھے اور نبی کلیم سے خدا کا کلام سن کر اطاعت اللہ اختیار کرتے۔

آپ ﷺ اپنی خوش کلامی سے وعظ و موعظیت فرماتے تھے۔ قرآن پڑھ کر سناتے اس کی حکمت بتاتے اس کے معانی سکھاتے، اور انسان کو انسان بناتے۔ (محمد علی چراغ: ۲۵۵: ص: ۴۷۶، ۴۷۸)

نہ صرف آپ ﷺ نے خدا کے کلام کو بنی نوع انسان تک پہنچایا بلکہ انسان کو خدا سے ہم کلام بھی کر دیا اور دعا کی دولت کیا عطا فرمائی کہ بندگی کی لذت اور عزت سے بھی نواز دیا۔ اور انسانیت کو اذن باریابی ملا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ غلط تصور رائج تھا کہ ہماری بات خدا تک نہیں پہنچ سکتی وہ ہمیں کہاں سن سکتا ہے؟ وہ تو ہم سے بہت دور اور بہت دور ہے۔ مگر نبی کلیم نے خدا کی طرف سے یہ مژدہ لوگوں کو سنا دیا کہ رب شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے وہ ہم ابھی سوچتے ہی ہیں بات کو اس کو خبر ہو جاتی ہے ارشاد قرآن ہے!

''اور جب آپ سے میرے بندے، میرے بارے سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والوں

Marfat.com

کی دعا قبول کرتا ہوں'' (البقرہ:۱۸۶)

نبی کلیم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ صرف خدا بندے کی دعا ہی نہیں سنتا اسکو دعا مطلوب ہے وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ دعا بندگی کا ایک موثر مظاہرہ ہے۔ بلکہ جو اللہ سے دعا نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

حدیث ہے کہ جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

بلکہ دعا کو مغز عبادت کہا گیا اور ''جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا، اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے، (مشکوٰۃ)

جس کی زندگی، جس کی عبادتیں، جن کی ریاضتیں دعاؤں سے خالی ہیں وہ اس کے نور سے خالی ہیں۔ اس کی عطا سے خالی ہیں خود نبی کلیم کی عبادتیں اس بات کی گواہ ہیں کہ وہ اپنے رب کے حضور دعائیں کرتے تھے، گڑگڑاتے تھے اور پھر رب کی رضا، رب کی عطا، رب کا کرم، رب کا فضل، رب کی محبت، رب کی عنایت کیا کیا نہ ملا۔ (عرفان بخاری: 1985ص: ۲۴۳، ۲۴۴)

کیا کہیے اس کلیم ﷺ کے کلمات کے بیان کا کہ جس نے اللہ کے کلام کو بنی نوع انسان تک پہنچایا اور حق کو پھیلایا، کفر کو مٹایا اور چار دانگ عالم میں اسلام کی شمعوں کو منور کر دیا، بجھی ہوئی، سہمی ہوئی، بہکی ہوئی، سسکتی ہوئی، گرتی ہوئی زندگیوں کو خدا کے کلام سے سہارا دیکر تھام لیا۔ یہ نبی کلیم ﷺ کا ہی اعجاز تھا کہ ڈوبتے کو زندگی کا آسرا ملا۔

آپ ﷺ نے انسانیت کے خزانے کو اور دنیا کے ادب کو دعاؤں کے ان جواہرات سے مالا مال کیا جس کی مثال ممکن نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے رب سے ایسے موثر و بلیغ انداز میں دعائیں کی ہم کلام ہوئے کہ جس کی نظیر نہیں۔ یہ دعائیں، معجزات اور دلائل نبوت ہیں، عہد کامل کا نیاز ہیں اور محبوب رب کا اعجاز ہیں۔ نبی ﷺ نے خود رب سے کلام کیا اور بندوں کو بھی رب سے ہمکلام کرنا سکھایا اسی نبی کلیم پہ لاکھوں درود اور لاکھوں سلام۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

لفظ کریم، کرم سے صفت مشبّہ واحد مذکر ہے۔ جس کا مطلب صاحب کرم اور عزت وشرف والا، بہت زیادہ کرم کرنے والا، بشری تقاضوں سے کریم کا مطلب ہے، شریف، بزرگ باہمت، عنایت کرنے والا، مہربان اور مشفق، اعلیٰ ظرف وعالی مرتبت۔ عربی زبان میں لفظ کریم کا مطلب عزت کی فراوانی اور ہر طرح کی فضلیت سے بھرپور لیکن اردو میں اس لفظ کے معنی عزت وشرف اور بزرگی کے ہیں۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵) ،ص۴۶۳) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام الکریم بھی ہے۔ اس کا معنی بہت بھلائی والا ہے۔ بعض نے کہا ہے احسان فرمانے والا بعض کہتے ہیں معاف فرمانے والا بعض اس کا معنی بلند فرماتے ہیں حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام اکرم بھی مروی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے کریم بتایا ہے۔ (عیاض مالکی ،(۱۹۸۰،ص،۶۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسم گرامی اسمائے الحسنیٰ سے بھی ہے۔ اسمائے نبوی سے بھی ہے اور اسمائے قرآن کریم سے بھی ہے اس لحاظ سے اس ذات کریم کا عکس اور پرتو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ ۱۹۹۸۔ص ۲۰۹)، اسم الٰہی کے طور پر ارشاد ہے "اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم کے بارے میں دھوکے میں ال رکھا ہے۔ (الانفطار۶) اسم قرآن کے بارے میں اشاد ہوا بے شک قرآن کریم عزت والا ہے، (الواقعہ ۷۷)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کریم ہونے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ عکرمہ سمندر راستے کشتی پر سوار تھے جو وہ طوفان میں پھنس گئے کشتی میں سوار لوگوں نے کہا کہ اللہ سے مخلص ہوکر دعا کرو کیونکہ اس جگہ تمہارے معبود باطلہ تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتے، خدا کی قسم اگر سمندر میں سوائے اخلاص کے نجات نہیں ملتی پھر خشکی میں بھی اخلاص کے سوا گزارہ نہیں۔ اے اللہ میں اقرار کرتا ہوں اگر تو نے مجھے اس مصیبت سے بچالیا جس میں کہ میں گرفتار ہوں تو میں پھر سیدھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوں گا اور اپنے ہاتھ کو ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ان کو ضرور معافی دینے والا اور کریم پاؤنگا۔ (تاریخ ابن کثیر)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیا والے اور کریم تھے

Marfat.com

(مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت ہند بنت حارث بن عبدالمطلب کے حضور ﷺ کی شان میں الفاظ درج ہیں کہ آپ ﷺ اونچے گھرانے والے تھے ننھیال اور ددھیال بھی کریم اور کسی عیب سے پاک تھے۔ (طبقات ابن سعد)

ابوسفیان جو قریش کے مشہور سرداروں میں سے تھا اور اسلام دشمنی میں آپ ﷺ کی ایذا دہی میں اس کو کمال حاصل تھا جب اسلامی لشکر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مکہ کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ ابوسفیان جاسوس بن کر باہر نکلتا ہے اور لشکر اسلام کا جائزہ لیتا ہے کہ اسلامی لشکر کے پہرہ داروں نے اسے دیکھ لیا اور فوراً پہچان لیا اسی وقت اس کو گرفتار کر کے خدمت اقدس میں پیش کیا گیا آپ نے ابوسفیان کو دیکھا اور عداوت کے تمام قصوں کو نظرانداز فرماتے ہوئے زیر تبسم اس کو معافی دی۔ ابوسفیان اخلاق کریمانہ کی اس بے نظیر مثال دیکھ کر تڑپ اٹھا اور بخوشی اسلام قبول کر لیا۔ (حفظ الرحمٰن، ص، ۱۳۱)

نبی کریم کا کرم:

نبی کریم جیسی دوسری ہستی کبھی نظر نہیں آئے گی جس شخص نے بھی آپ کو جانا پہچانا وہی آپ ﷺ کا مداح ہو گیا آپ ﷺ نے کیا دوست کیا دشمن کریمی کے حوالے سے کبھی ان میں تخصیص نہ رکھی آپ ﷺ کا کرم ہر قبیلے ہر نسل کے لئے تھا۔ ہر رنگ ہر عمر کے لئے تھا۔ آیئے ان کی کریمی کی مثالیں ملاحظہ کریں۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے قاضی ابوعلی صدفی نے حدیث بیان کی ''ان سے قاضی ابوالسید الباجی نے، ان سے ابوذر ہروی نے، ان سے ابوالہیثم الکشمینی نے اور ابومحمد السرخسی اسحاق بلخی نے، ان سے ابو عبداللہ قربری نے ان سے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نے ان سے محمد بن کثیر نے، ان سے سفیان نے، انہوں نے ابن المکندر سے سنا، انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ سے جس چیز کا سوال کیا گیا تو آپ نے کبھی اس کا نفی میں جواب نہیں دیا اور اس کے مثل حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے۔

کتنے ہی مواقع پر آپ نے سو سو اونٹ تک مرحمت فرما دیئے تھے۔ آپ نے صفوان بن سلیم کو سو اونٹ مرحمت فرمائے بلکہ اتنے ہی دوسری دفعہ اور اتنے ہی تیسری مرتبہ دیئے۔ آپ کی سخاوت کا یہی عالم اعلان نبوت سے پہلے بھی تھا۔ ورقہ بن نوفل کہا کرتے تھے کہ آپ بھاری کنبے والوں اور مجبور لوگوں کی کفالت فرماتے اور محتاجوں کے لئے مال کماتے ہیں۔ آپ نے قبیلہ ہوزن والوں کے چھ ہزار جنگی قیدی انہیں بغیر کسی معاوضے کے واپس کر دیئے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت عباسؓ کو اتنا سونا مرحمت فرمایا کہ وہ اسے اٹھا بھی نہ سکے۔

Marfat.com

نرم دل اور شفیق ورحیم، کریم نبی:

آپ ﷺ بہت نرم دل، رحیم، شفیق اور کریم تھے۔ بچوں سے بے پناہ محبت کرتے کسی کی تکلیف دیکھ نہ پاتے حتیٰ کہ مشرقین کے لئے بھی دعائے خیر کرتے، صدقے آپ کی کریمی وسخاوت وفیاضی کے۔

نبی کریم ﷺ

حضرت انس سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ کے بدن مبارک پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا۔ آپ ﷺ کو ایک ملا نے آپ کو چادرہ سے پکڑ کر بڑے زور سے کھینچا اور آپ ﷺ اس کے سینے کے قریب جا لگے۔ پھر کہا کہ محمد ﷺ میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف التفات فرمایا پھر ہنسے پھر اس کے لئے عطا فرمانے کا حکم دیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو، ہاں راہ خدا میں جہاد اس سے مستثنیٰ ہے۔ کبھی تکلیف پہنچانے والے سے انتقام نہ لیا۔ (مسلم)

ایک صحابی کا بیان ہے کہ بچپن میں انصار کے نخلستان میں چلا جاتا اور ڈھیلوں سے مار کر کھجوریں گراتا، لوگ مجھ کو خدمت اقدس میں لے گئے، آپ نے پوچھا ڈھیلے کیوں مارتے ہو، میں نے کہا، کھجوریں کھانے کے لئے، ارشاد فرمایا کہ کھجویں جو زمین پر ٹپکتی ہیں، ان کو اٹھا کر کھا لیا کرو، ڈھیلے نہ مارو، یہ کہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی،

ماں بچے کی محبت کے واقعات سے آپ پر سخت اثر ہوتا تھا، ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہ کے پاس آئی دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی ساتھ تھیں، اس وقت حضرت عائشہ کے پاس کچھ نہ تھا، ایک کھجور زمیں پر پڑی ہوئی تھی، وہی اٹھا کر دیدی، عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں میں برابر تقسیم کر دیا، آنحضرت ﷺ باہر سے تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے یہ واقعہ سنایا اور ارشاد فرمایا ''خدا جس کو اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق بجالائے وہ دوزخ سے محفوظ رہیگا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ دیر میں ختم کرونگا، دفعتہً صف سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے اور مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوتی

Marfat.com

ہوگی۔

یہ محبت اور شفقت مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی، بلکہ مشرکین کے بچوں پر بھی اسی طرح لطف فرماتے تھے، ایک دفعہ ایک غزوہ میں چند بچے جھپٹ میں آ کر مارے گئے، آپ کو خبر ہوئی تو نہایت آزردہ ہوئے۔ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ مشرکین کے بچے تھے، آپ نے فرمایا ''مشرکین کے بچے بھی تمہارے بچوں جیسے ہیں۔

خبردار بچوں کو قتل نہ کرو، ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے''

معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمت اقدس میں پیش کرتا تو حاضرین میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت فرماتے، بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے ایک دفعہ آپ اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدو آیا اس نے کہا ''تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو، میرے دس بچے ہیں مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا'' آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت کو چھین لے تو میں کیا کروں''۔

جابر بن سمرہؓ صحابی تھے، وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے گھر کی طرف چلے، میں بھی ساتھ ہو لیا کہ ادھر سے چند اور لڑکے نکل آئے، آپ ﷺ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

ہجرت کے موقع پر جب مدینہ میں آپ کا داخلہ ہو رہا تھا، انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی سے دروازوں سے نکل نکل کر گیت گا رہی تھیں، جب آپ کا ادھر گزر ہوا تو فرمایا ''اے لڑکیو! تم مجھے پیار کرتی؟'' سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا میں بھی تمہیں پیار کرتا ہوں۔''

حضرت عائشہ کمسنی میں بیاہ کر آئی تھیں، محلّہ کی لڑکیوں کے ساتھ وہ کھیلا کرتی تھیں آپ جب گھر میں تشریف لاتے تو لڑکیاں آپ کا لحاظ کر کے ادھر ادھر چھپ جاتیں، آپ انہیں تسکین دیتے اور کھیلنے کو کہتے۔

غلاموں پر کرم:

آنحضرت ﷺ غلاموں پر خصوصیت کے ساتھ شفقت فرماتے تھے۔

دوس کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا۔ طفیلؓ بن عمرو دوسی اس قبیلہ کے رئیس تھے، وہ قدیم الاسلام تھے، مدت تک وہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، لیکن وہ اپنے کفر پر اڑا رہا، ناچار وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور

Marfat.com

قبیلے کی حالت عرض کر کے گزارش کی کہ ان کے حق میں بد دعا فرمایئے، لوگوں نے یہ سنا تو کہا کہ اب وہ اس کی بربادی میں کوئی شک نہیں رہا، لیکن رحمتِ عالم ﷺ نے جن الفاظ میں دعا فرمائی وہ یہ تھے۔ ''خداوند دوس کو ہدایت کر''

حضرت ابو ہریرہؓ کی ماں مشرکہ تھیں، اپنی ماں کو وہ جس قدر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے وہ انکار کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اسلام کی دعوت دی تو ان کی ماں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کی حضرت ابو ہریرہؓ کو اسقدر صدمہ ہوا کہ وہ رونے لگے اور اسی حالت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور وہ واقعہ عرض کیا، آپ نے دعا کی الٰہی ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب کر، وہ خوش خوش گھر واپس آئے تو دیکھا کواڑ بند ہیں اور ماں نہا رہی ہیں، غسل سے فارغ ہو کر کواڑ کھولے اور کلمہ پڑھا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول وہ شخص تھا جو عمر بھر منافق رہا، اور کوئی موقع اس نے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشوں اور اعلانیہ استخفاف واہانت کا ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ کفار قریش کے ساتھ اس کی خفیہ خط و کتابت تھی، غزوۂ احد میں عین موقع پر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مسلمانوں کی فوج سے الگ ہو گیا، واقعہ افک میں حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے والوں میں وہ سب سے آگے تھا۔ لیکن اس کی فرد جرم کو رحمت عالم کا حکم وعفو ہمیشہ دھوتا رہا، وہ مرا تو آپ نے اس کی مغفرت کی نماز پڑھی اس پر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ اس نے یہ کیا اور یہ کیا'' یہ سنکر آپ متبسم ہوئے اور فرمایا ''ہٹو اے عمر'' جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا ''اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ اگر ستر دفعہ میں نماز پڑھوں تو اس کی بخشش ہو سکتی ہے تو میں اس سے بھی زیادہ پڑھتا۔ (صحیح بخاری)

بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھاتے راستہ میں بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے ایک دن خالد بن سعیدؓ خدمت اقدس میں آئے ان کی چھوٹی لڑکی بھی ساتھ تھی، اور سرخ رنگ کا کرتہ بدن میں تھا، آپ نے فرمایا سنہ سنہ، حبشی زبان میں حسنہ کو سنہ کہتے ہیں، چونکہ ان کی پیدائش حبش میں ہوئی تھی اس لئے آپ نے اس مناسبت سے حبشی تلفظ میں حسنہ کے بجائے سنہ کہا، آنحضرت ﷺ کے پشت پر جو مہر نبوت تھی ابھری ہوئی تھی، بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر معمولی چیز نظر آئے تو اس سے کھیلنے لگتے ہیں، وہ بھی مہر نبوت سے کھیلنے لگیں، خالد نے ڈانٹا، آنحضرت ﷺ نے روکا کہ کھیلنے دو۔

ایک دفعہ آپ کے پاس کہیں سے کپڑے آئے جن میں ایک سیاہ چادر بھی تھی، جس میں دونوں طرف آنچل تھے، آپ نے حاضرین سے کہا کہ یہ چادر کس کو دوں؟ لوگ چپ رہے، آپ نے فرمایا ''ام خالد کو لاؤ، وہ

Marfat.com

آئیں تو آپ نے ان کو پہنایا، اور دو دفعہ فرمایا پہننا اور پرانی کرنا۔

صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ایک دفعہ اسی آدمیوں کا ایک دستہ منہ اندھیرے جبل تنعیم سے اتر کر آیا اور چھپکر آنحضرت ﷺ کو قتل کرنا چاہا، اتفاق سے وہ لوگ گرفتار ہوگئے، لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ تعرض نہیں کیا، قرآن مجید کی یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

''اسی خدا نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے''

خیبر میں ایک یہودیہ نے آنحضرت ﷺ کو کھانے میں زہر دیا، آپ نے کھانا کھایا تو زہر کا اثر محسوس کیا، آپ نے یہودیوں کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا، لیکن آپ نے کسی سے کچھ تعرض نہیں فرمایا۔ لیکن اسی زہر کے اثر سے جب ایک صحابی نے انتقال کیا تو آپ نے صرف اس یہودیہ کو قصاص کی سزا دی۔

دشمنوں کے حق میں بددعا کرنا انسان کی فطری عادت ہے، لیکن پیغمبروں کا مرتبہ عام انسانی سطح سے بدرجہا بلند ہوتا ہے، جو لوگ ان کو گالیاں دیتے ہیں، وہ ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں، اور جو ان کے تشنہ خون ہوتے ہیں وہ ان کو پیار کرتے ہیں، ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمانوں پر اور خود آنحضرت ﷺ پر جو پیہم مظالم ہوئے تھے، اس داستان کے دہرانے کے لئے بھی سنگدلی درکار ہے، اسی زمانہ میں خباب بنؓ ارت ایک صحابی نے عرض کی کہ ''یارسول اللہ! دشمنوں کے حق میں بددعا فرمایئے، یہ سن کر چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، ایک دفعہ چند صاحبوں نے مل کر اسی قسم کی بات کہی تو فرمایا کہ میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

وہ قریش جنہوں نے تین برس تک آپ کو محصور رکھا، اور جو آپ کے پاس غلہ کے ایک دانہ کے پہنچنے کے روادار نہ تھے، ان کی شرارتوں کی پاداش میں دعائے نبوی کی استجابت نے ابر رحمت کا سایہ ان کے سر سے اٹھالیا، اور مکہ میں اس قدر قحط پڑا کہ لوگ ہڈی اور مردار کھانے لگے، ابوسفیان نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ ''محمد ﷺ! تمہاری قوم ہلاک ہورہی ہے، خدا سے دعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو۔ آپ نے بلا عذر فورا دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور خدا نے اس مصیبت سے ان کو نجات دی۔

جنگ احد میں دشمنوں نے آپ سے پتھر پھینکے، تیر برسائے، تلواریں چلائیں، دندان مبارک کو شہید کیا، جبین اقدس کو خون آلود کیا، لیکن ان حملوں کا وار آپ نے جس سپر پر روکا وہ صرف یہ دعا تھا۔ ''خدایا ان کو معاف کرنا کہ یہ نادان ہیں'' (شبلی نعمانی ۱۹۸۱۔ ۳۷۹)

کریم نبی ﷺ نے کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیا ہمیشہ عفو درگزر سے کام لیا۔ بڑے نرم دل، سخی، راست

Marfat.com

گو، حلیم تھے کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے کسی کی ہتک نہ کرتے، دل شکنی نہ کرتے گویا آپ ﷺ اخلاق کریمی اور عطاء کا بحرِ ذخار تھے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کاملؐ ﷺ

کامل کا مطلب ہوتا ہے پورے طور پر مکمل ہر طرح سے ہر اعتبار سے ہر حوالے سے مکمل، کل یہ لفظ کمال سے اسم فاعل سے اس لفظ کا مادہ (ک، م، ل) ہے دیگر معنوں میں پکا مضبوط، ماہر فن، ماہر علم، استاد، عارف، خدا رسیدہ اور ہر طرح کی کمی سے پاک اور ماوراا اور ہر طرح سے پورا اور بے عیب۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۴۵۵)

نبی کامل ﷺ:

رسول کریم ﷺ ہر صفت و وصف کے انتہائی درجہ پر تھے اور دین حق کو تکمیل تک پہنچانے والے ہیں۔ کسی بھی انسانی سیرت کا دوسروں کے لئے عملی نمونہ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی زندگی کا ہر پہلو ہر گوشہ روز روشن کی طرح واضح ہو اس معیار پر اگر شارعین ادیان اور بانیان مذاہب کے سوانح اور سیرتوں پر نظر ڈالیں تو حضور ﷺ کے سوا اور کوئی ہستی اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔

محمد مصطفیٰ ﷺ ایک کامل انسان تھے۔ آپ ﷺ کی ذات والا صفات میں وہ بشری و انسانی اوصات تھے جن کا تصور ذہن انسانی نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ حسن اخلاق عفو در گزر، جود و سخا، ذہانت و فطانت، عزیمت و استقامت، عزم و ثبات، صدق و صفا، صفائے باطن، پاکی قلب و نظر، رفتار و گردار، حسن گفتار و جمال، تکلم، فصاحت و بلاغت اور وقار و انکسار کا عدیم النظر مرقع تھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا! ''جب میں نے اس کے روئے تاباں پر نگاہ ڈالی تو اس کی شانِ درخشندگی ایسی تھی جیسے کہ کسی لکمہ ابر میں بجلی کوندرہی ہو۔

محمد ﷺ بشری و شخصی محاسن کے اعتبار سے درجہ کمال پر فائز ہیں مگر سیرت و کردار کے نقطۂ نظر سے آپ ﷺ کا لافانی و زندہ جاوید کارنامہ مذہبی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی انقلاب ہے جو آپ ﷺ نے سرزمین عرب میں برپا کیا۔ اس انقلاب سے بنی نوع انسان کی تاریخ کا نیا رخ متعین ہوا۔ انسانی جدو جہد اور سعی و عمل کے سامنے نئے نصب العین رکھنے اور افعال و کردار کے نئے معیار و اسالیب مقرر کئے انسانی صلاحیتیں جو جبر و تشدد، ویرانی و تخریب، قتل و غارت اور نسل کشی، ظلم استحصال، اور آدم کی پامالی کے لئے صرف ہو رہی تھی۔ ان کا رخ تعمیر و اصلاح، خیر و فلاح، ترقی و بہبود، حق و صداقت، انصاف و مساوات کی طرف موڑ دیا۔ محسن انسانیت نے صدیوں کے تاریخی جمود کو توڑ دیا اور جہالت کے عمیق پردوں کو چاک کر کے اسلام کی شمعوں کو چار دانگ عالم میں

Marfat.com

روشن کیا اس طرح روم و فارس کے سنگین و آہنی نظام ہائے زندگی کو کاروانِ انسانیت کو جادہ حق پر گامزن کر دیا۔ (بشیر احمد تمنا: ص، ۸۰، ۸۱، ۸۲)

نبی کامل محمد ﷺ کو جس معاشرے کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا گیا وہ گمراہ ترین تھا جس کے قبیلے الگ، خدا الگ جبر و استبداد کی حکمرانی تھی، ہر طرف جھگڑوں، نسلی فسادات اور مذہبی اختلافات کی گرم بازاری تھی۔ آپ ﷺ کی انقلابی تحریک نے محض جاہل بدوی عربوں کو تہس نہس بلکہ روئے ارض پر بسنے والی تمام اقوام و ملل کو متاثر کیا۔

بت پرستی کا خاتمہ کیا:

محمد مصطفیٰ ﷺ نے سرزمین عرب کے باشندوں کی صنم پرستی پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ صدیوں کے تراشے ہوئے سنگ و حجر کے معبود پاش پاش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے دلوں میں چھپے ہوئے رنگ و نسل اور نسب و ذات کے بت بھی توڑے اور نہ صرف جزیرہ عرب کے لات و منات کے ٹکڑے ٹکڑے کئے بلکہ شام و مصر، اندلس و عراق، ایران و ترکستان، افغانستان و بلوچستان اور شمالی افریقہ کی سرزمین سے بت پرستی کی نجاستوں کو پاک اور توحید کا نور پھیلایا۔

انقلابی معاشرت:

انسان کی غلامی سے نجات دلائی پہرہ جابر لوگ جو اختیارات کے بل بوتے سرزیردستوں پر مظالم ڈھاتے انہیں عدل و مساوات اور اخوت و مواخات کا راستہ دکھایا، غلاموں کو آزاد کرایا، طبقہ اناث کی مظلومیت کا خاتمہ کیا، عورتوں کے سماجی و معاشرتی حقوق متعین فرمائے، آقا و غلام کی تمیز کو مٹا ڈالا۔ انسانی روابط کی صحیح نوعیت واضح کی، اس طرح معاشرہ میں خود ساختہ انسانی ضابطوں کی بجائے ربانی اصولوں کو رائج کیا۔

اخلاقی انقلاب:

اہل عرب جو اخلاقی تنزل و انحطاط کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے محمد ﷺ ان اپنے اعلیٰ و ارفع اور قدسی و پاکیزہ کردار کی جودت سے پاکیزہ اور نیک معاشرے کو وجود بخشا رہزنی، ڈاکہ زنی، قتل و غارت جو بہادری کی علامت سمجھے جاتے تھے قابل تعزیر جرم ٹھہرے، شراب و مسکرات ام الخبائث قرار پائے۔ سنگ دلی اور شقاوت محبت و وارافیت میں تبدیل ہوگئی۔ قتل و غارت باہم موانست میں تبدیل ہوگئی۔ فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے معاشرے کی مکمل تطہیر ہوگئی۔

قوم کی تعمیر نو:

عرب جو قبائلی نظام کی وجہ سے پارہ پارہ تھے ان میں وحدت و ہم آہنگی اتفاق و اتحاد، مرکزیت و اجتماعیت پیدا ہوئی۔ ان میں سیاہی و سپیدگی، عربیت و عجمیت کا فرق مٹ گیا۔ ان میں اس قدر آفاقی و عالمگیر اقدار حیات پیدا ہوا کہ روم و ایران کی عظیم سلطنتیں ریزہ ریزہ ہوگئیں محمد ﷺ نے ملت کا ایک ایسا نیا لائحہ عمل ترتیب دیا کہ

Marfat.com

بددیانہ قوم جہان باں و جہان آرا ہوئی اسلامی ریاست میں محمد ﷺ کو بطور معلم و مربی شارح کتاب اللہ، شارع اور قاضی مقننن کے مانا گیا ہے اس لئے محمد ﷺ کی اہمیت و اطاعت بشر کے لئے لازم ہے۔(بشیر احمد تمنا، ۸۲،۸۳،۸۴) تاریخ گواہ ہے کہ کسی انسان میں اس قدر اوصات یکجا کر کے نہیں دکھائے۔

سربراہ ایسا کہ پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو اور بے بس ایسا کہ خود کو بھی اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو۔ دولت مند ایسا کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے آرہے ہیں اور محتاج ایسا کہ مہینوں اس کے گھر میں چولہا نہ جلتا ہو، سپہ سالار ایسا کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لیکر ہزاروں فولاد میں غرق فوجوں سے کامیاب لڑائی لڑا ہو، صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پرجوش جانثاروں کی ہمراہی کے باوجود صلح کے کاغذ پر کسی عذر کے بغیر دستخط کر دیتا، شجاع ایسا کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تن تنہا کھڑا ہو اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے انسانی خون کا قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو۔ تعلق ایسا کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی اس کو خبر ہو اور بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے سوا اور کسی کی یاد اس کو نہ ہو۔ (عابد احمد :ص ۶۲،)

ہر طرح کے تاریخی سماجی، تمدنی، ثقافتی، عصری سیاسی شواہد اور ثبوت جو مادی اور انسانی ہیں بڑی صراحت کے ساتھ وضاحت کے ساتھ موجود ہیں کہ جن میں ہمیں انسان کامل حضرت محمد ﷺ کا اسوۂ حسنہ دکھائی دیتا ہے قرآن پاک جو صحیفہ رحمانی ہے اور جس میں کسی قسم کا کوئی شک وابہام کی ذرہ بھر گنجائش نہیں میں ارشاد خدا ہے۔

''اے لوگو! رسول اللہ میں تمہارے لئے (انسانیت کاملہ کے اخلاق عالیہ) کا بہترین مکمل ترین نمونہ ہے۔(۳۳۔۲۱)

مغربی مفکرین نے بھی آپ ﷺ کو ایک عظیم شخصیت گردانا ایک بے مثل انسان کہا مبلغ قانون ساز شجاع و بہادر کہا۔ مقصودالحسن نے ان مفکرین کی آراء کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ آپ کی سیرت کی ایک جھلک کا کوندا سا لپک جاتا ہے۔ اور روح تک سرشاز ہو جاتی ہے۔

(۱) محمد ﷺ کی فضیلت کا مقام دیکھئے کہ خدا کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام آیا اور آپ پر ایمان لانا جزو ایمان ٹھہرا۔

(۲) ایک ایسا صاحب کمال آیا جس نے جلوہ حق دکھایا اور جس کسی نے اسے پریم کی آنکھوں سے دیکھا اس کی زندگی کی تمنا پوری ہوئی جس کی نگاہ شوق اس پر پڑی اسے منہ مانگی مراد مل گئی جس بشر کو اس من موہن نے اپنا دیدار کرایا اس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا۔

(۳) اے عرب کے تاجدار ﷺ سنتے ہی تیری چھب عجب من موہنی تھی، تیرا روپ انوپ تھا تیری پریت کی جوت جو من میں جگی وہ بجھائے نہ بجھی جس آنکھ پر تیری نگاہ پڑی، وہ پھر تیری ہو رہی۔

(۴) وحشی جنگجو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پرونے اور ایک زبردست قوم بنا دینے کے لئے ایک عظیم انسان کا ظہور ہوا۔ اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی۔

Marfat.com

وہ لعل انسانی کون تھا محمد ﷺ۔

(۵) محمد ﷺ کا مذہب دنیا کا واحد مذہب ہے جو ہر دور کے بدلتے تقاضوں کے لئے کشش رکھتا ہے۔

(۶) محمد ﷺ ایک حقیقی اور بے مثل انسان تھے آپ ﷺ کی ذات کی خوبیوں اور روشنی سے نہ صرف آپ ﷺ کے صحابہ ہی مستفیض ہوئے بلکہ آپ ﷺ کی تقلید کرنے والا ہر دور میں اعلیٰ انسانی اقدار اپنا سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت کی روشنی دوسروں کے اندر سرایت کر جاتی اور بدی کے تمام اندھیرے چاٹ لیتی۔

(۷) محمد ﷺ نے اس اوہام کا خاتمہ کیا جو انسان اور اس کے خالق کے مابین حائل تھا اور اس مشن کو اپنایا جس سے جہالت کا خاتمہ ہو اور عقلیت اور علم کی سرخروئی ہو۔

(۸) محمد ﷺ کی پوری ذات خداوند ذوالجلال کی تجلیوں سے منور تھی آپ ﷺ فلسفی، خطیب مبلغ، قانون ساز، شجاع، بہادر، خیالات وافکار کے فاتح تھے اور ایک ایسی عظیم الشان روحانی سلطنت کے بانی تھے جو ابدالاباد تک قائم رہے گی۔

(۹) محمد ﷺ نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں۔

(۱۰) محمد ﷺ اس اعتبار سے بھی بے مثل ہیں کہ آپ نے کبھی کسی فعل پر معذرت کی ضرورت محسوس نہ کی اور نہ ہی کبھی بڑ ہانکی۔

(۱۱) محمد ﷺ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو جو ایک حیران کن متاثر کرنے والا تضاد ہے کہ عظیم فتوحات کے باوجود محمد ﷺ کی انسانیت اور انسان نوازی میں کمی نہ آئی بلکہ اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

(۱۲) اسلام توازن کا مذہب ہے محمد ﷺ کی سیرت وحیات توازن کا بہترین نمونہ تھی۔

(۱۳) محمد ﷺ کی کسی دور میں کوئی باندی یا کنیز نہ تھی یہ ایک چونکا دینے والی حقیقت ہے جو محمد ﷺ کی پاک دامنی اور پاکیزہ زندگی کا مظہر تھی۔

(۱۴) محمد ﷺ عظیم الشان مصلحین میں ہیں جنہوں نے قوموں کے اتحاد کی بہت بڑی خدمت کی قرآن پاک محمد ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور اسلام کی صداقت کا بڑا ثبوت ہے اور جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

(۱۵) محمد ﷺ کا جلوہ آج بھی ہر جگہ دیکھا جا سکتا ہے جب دنیا کے ہر خطے میں مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھیں تو تسلیم کریں لیں محمد ﷺ کا دین سچا اور زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ (محمد مقصود الحسن مرزا: ۶۷ تا ۸۱)

مندرجہ بالا غیر مسلموں کے چند اقوال محمد ﷺ کی عظمت وسیرت کے اعتراف اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے آقا محمد ﷺ کی عظمت کو سب نے تسلیم کیا آپ ﷺ عظیم انسان، عظیم رسول، عظیم مصلح، عظیم انقلابی، عظیم معمار، عظیم شخصیت، عظیم سپہ سالار تھے۔ عظمت میں سب سے اعلیٰ سیرت میں سب سے ارفع اور رحمت میں سب سے رحیم تھے۔

Marfat.com

نبی کامل ﷺ اور تکمیل دین:

اللہ نے نبی کامل کے ذریعے امن اسلام کو پوری انسانیت کے لئے پوری طرح مکمل نافذ فرما دیا اور آپ ﷺ کو اس تکمیل کی نوید سنائی۔

''اے رسول! آج میں نے تمہارے نظام دینی کی کماحقہ تکمیل کر دی ہے اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا ہے۔(المائدہ:۵،۳)

گویا ایک کامل نبی پر اپنے دین کی تکمیل کر دی اس دین کی جو ایک مکمل ضابطہ حیات رکھتا ہے۔عزم و استقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکل، رضا تقدیر، مصیبتوں کی برداشت، قربانی، قناعت بے نیازی، ایثار، سخاوت، تواضع، انکسار، خاکساری، عاجزی، نشیب وفراز، بلند و پست تمام اخلاقی پہلوؤں کے لئے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں یا جس کی ہم کو عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے مگر وہ کہاں مل سکتی ہے؟ صرف محمد ﷺ کے پاس۔

اگر آپ ﷺ دولتمند ہیں تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزانوں کے مالک کی تقلید کریں اگر غریب ہیں تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنئے۔اگر سربراہ ہیں تو سلطان عرب کا حال پڑھیں اگر رعایا ہیں تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھیں اگر فاتح ہیں تو جنگ بدر حنین کے سپہ سالار پر نگاہ ڈالیں اگر استاد ہیں تو صفہ کی درس گاہ کے معلم قدس دیکھیں۔اگر شاگرد ہیں تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جمائیں اگر ناصح ہیں مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنیں اگر تنہا ہیں تو بے کسی کے عالم میں حق کا اعلان کرنے والے مگر بے یارو مددگار نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ آپ کے سامنے ہے۔اگر آپ حق کی نصرت کے بعد دشمن کو کمزور اور مخالفوں کو بے بس کر چکے ہیں تو فاتح مکہ ﷺ پر نظر کریں، اگر یتیم ہیں تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نظر میں رکھیں، اگر آپ جوان ہیں تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھیں، اگر عدالت میں قاضی اور پنچایت کے ثالث ہیں تو کعبہ میں آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے منصف کو دیکھیں۔غرض آپ جو بھی ہیں جس حال میں بھی ہیں آپ ﷺ کی زندگی آپ کے لئے نمونہ، آپ کے کردار کی درستی و اصلاح، آپ کی تاریک راہوں کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد ﷺ کی ہمہ گیر ذات اقدس کے ہاں ہر وقت مل سکتا ہے۔نبی کامل ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ ولادت سے وفات تک لوگوں کے سامنے اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ رہا ہے اور ہر شعبہ حیات کا ہر پہلو دنیا کی کھلی نگاہوں کے سامنے ہے۔آپ ﷺ کی کامل زندگی کے ہر حصے، شعبے کی چھوٹی سے چھوٹی بات بلکہ خفیف ولطیف باتوں کو بھی محفوظ رکھا ہوا ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کی قدیم یا جدید کسی بھی بڑی ہستی کے بارے میں اس قدر جامع حقائق اور صداقتیں اور شواہد موجود نہیں یہ معیار تو صرف رسول کامل ﷺ کو میسر آیا ہے۔(میاں عابد احمد:ص،۱۶۳،۱۶۴)

Marfat.com

قریبُ صلی اللہ علیہ وسلم

''قریب'' بعد کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے جس کا مادہ ق۔ر۔ب) ہے اور جس کے معنی ہیں نزدیک کے ہیں یہ نزدیکی کبھی زمانہ اور لحاظ سے اور کبھی جگہ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔قریب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم مبارک ہے جس کے معنی نزدیک کے ہیں۔(محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ۴۴۱)

ویسے تو اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہی ہر شخص کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر طرف موجود ہے اور ہر شخص خدائے قدوس کے قریب ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس واحد ایسی ہستی ہیں جن کو معراج کے دوران جسمانی اور روحانی طور پر اللہ کے قریب ہونے کا موقع ملا آج بھی حبیب اپنے حبیب کے قریب تر ہے اور قیامت کے دن بھی رفیق اپنے رفیق کے قریب تر ہوگا۔

قرآن پاک میں وحی کے حوالے سے ارشاد ہے! ''پھر نزدیک ہوا اور معلق ہو گیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا'' (نجم: ۹۸)

اس آیت میں حضرت جبرائیلؑ کا وحی پہنچانے کے سلسلے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہو جانا اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ وحی جو انہوں نے پہنچائی ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔(محمد طاہر مصطفیٰ ۱۹۹۸، ص ۲۳۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعمال اور عمل کی بنا پر خدائے پاک کے قریب تر تو تھے ہی اور ہیں بھی مگر جسمانی لحاظ سے بھی معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنے رب قدوس کے قریب تر ہونے کا موقع ملا اور

بڑے شوق نال بلا کے کول اپنے

گلاں منیاں سب دلداردیاں

یہ قرب، یہ رتبہ، یہ اعزاز، یہ نزدیکیاں صرف اور صرف نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نصیب ہوا۔محب اور محبوب کے درمیان راز و نیاز اس قرب کمال کا نتیجہ ہے جو پہلے کبھی دیکھا گیا اور نہ سنا گیا۔

عبد بن حمیدؒ کی روایت کے الفاظ ہیں کہ معراج کے دوران اللہ کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو قوسوں کے مقدار کی دوری رہ گئی۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے

Marfat.com

اتنے نزدیک ہو گئے جتنی دونوں کمانوں کی ڈوری ہو بلکہ اس سے بھی نزدیک اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کیا تم نے دونوں کمانوں کے درمیان تندی کو نہیں دیکھا اس سے مراد نبی پاک ﷺ کا اپنے رب کے نزدیک ہونا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات حضور اکرم ﷺ کے لئے زخرف لٹکی آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ کو اٹھایا گیا اور آپ ﷺ اپنے رب کے نزدیک ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل مجھ سے جدا ہو گئے اور دنیا کی آوازیں بھی ختم ہو گئیں یہ اسم مبارک آپ ﷺ کا اس لئے بھی رکھا گیا کہ آپ ﷺ کا مرتبہ اللہ کے قریب تر ہونے کی وجہ سے تمام انبیاء سے زیادہ ہے اور شب معراج میں اپنے اللہ کے اور قریب ہو گئے۔ (محمد برکت علی: ۷۷، ۱۹۷، صفحہ: ۴۶۷، ۵۶۳، ۶۶۶)

نبی کریم ﷺ سیرت وعلم کی انتہائی بلندیوں پر پہنچے ہوئے تھے، پاکیزگی وزہد آپ کی رگ رگ میں بسا ہوا تھا خدا کے احکام کی پابندی اور اس کی تعلیمات کو اپنا مقصود بنا کر خدا کی رضا اور قرب حاصل کیا اور خدا کے رفیق خاص کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ ایمان کی پختگی ہی ہے کہ خدا کی قربت حاصل ہوئی اور اتنی نزدیکی حاصل ہوئی جس کی مثال نہ ملے۔ ایمان وعمل نے نبی کریم ﷺ کو رب قدوس کے قریب تر ہونے کا موقع دیا اس قرب الٰہی کے مستحق تو صرف نبی قریب ﷺ ہے اور کسی کو یہ رتبہ نہ حاصل تھا نہ حاصل ہوگا۔

انسان خود اپنی ذات کے اتنا قریب نہیں جیتنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ ہمارے ذہن، ہمارے دل، ہماری روح، حتیٰ کہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب سے خدا کی ذات۔

پھر جب انسان مشکلات پر صبر کرتا ہے۔ حق کی راہ میں تکالیف اٹھا کر ڈٹا رہتا ہے۔ تو خدا بھی اس کے قریب ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے، اس کا ذہن ہو جاتا ہے جس سے وہ سوچتا ہے اور اللہ کی رحمت تو اس کے محسنین کے قریب ہوتی ہے اور سب سے بڑے محسن انسانیت تو آپ ﷺ ہیں اس لئے اللہ کے قریب ہیں۔

آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی خدا کے احکام کے مطابق گزاری، شب وروز عبادت میں گزارے، الاق وکمالات کے درجۂ کمال تک پہنچ کر خدا کے قریب ہوئے اور محبوب خدا کہلائے۔ حضور ﷺ کا خدائے بزرگ و برتر سے اس قدر قرب شدید تھا کہ بیان بھی ششدر رہ جائے۔

نبی پاک ﷺ سیرت علم کی انتہائی بلندیوں پر تھے۔ پاکیزگی کے عروج پر تھے، قوانین کی ہم آہنگی پر تھے۔ ضراط مستقیم پر تھے، خدا کے حکم کے مطابق تھے، عبادت گزار تھے، محبت خدا میں چور تھے، خدا شناس تھے۔ اسی لئے آپ ﷺ خدا کے رفیق بن گئے اور یہ رفاقت اس طرح سے ہے کہ جس طرح تم دو کمانوں کو ملا کر ایک ہی قاب تیر چلاتے ہو۔ یہ رسول ﷺ کے عہد رفاقت اور قرب وتقرب کی مثال ہے۔ اسی قرب الٰہی نے آپ ﷺ کو قریب کا مقام بخشا اور یہ قرب اور تقرب بے مثال ہے۔

Marfat.com

قائمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

قائم سے مراد ہے قیام کرنے والا، کھڑا ہونے والا، نماز کے لئے قیام کرنے والا، اس لفظ کا مادہ (ق،م) ہے اسی سے قام اور قیاماً بنے ہیں۔ جس کے معنی ہیں کھڑا ہونا، کسی معاملہ میں توازن واعتدال پر ہونا اسی لفظ سے اقامت صلوٰۃ بھی ہے یعنی صلوٰۃ کو استوار کرنا۔ محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)ص، ۴۳۵

نبی قیم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی عبادت وریاضت میں گزری اقامت صلوٰۃ کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے تمام فرائض وواجبات مستحبات پر دوام والتزام کا اہتمام رکھا۔ اصل نماز ہے ہی عاجزی اور سرافگندگی کا اظہار، اپنے رب کو چپکے چپکے پکارنے کا نام، یہ ہاتھ باندھنا، آنکھیں جھکائیں ادب سے کھڑے ہونا، کمر کا خم کرنا، زمین پر اپنی پیشانی کا ڈال دینا، زبان پر اللہ کی حمد کے، تسبیح کے، تکبیر کے، توحید کے کلمات کا جاری رہنا اور دل کا اللہ کی خشیت وعظمت اور محبت سے معمور رہنا ہی نماز کی ہیئت ہے۔ مولانا صدرالدین اصلاحی، ۱۹۹۰، ص، ۸۲،

اس ہیئت کو نبی قائم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امور کو پورے التزام کے ساتھ ملحوظ رکھا اور عملی طور پر مداومت کر کے دکھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی حضرت عائشہ سے زیادہ اور کوئی نہیں جانتا تھا ان سے مروی ہے کہ جب سورۃ مزمل کی ابتدائی آئتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر نمازیں پڑھیں کہ پاؤں پر ورم آ گیا۔ شب کو آٹھ رکعت متصل پڑھتے جن میں صرف آٹھویں رکعت میں قعدہ کرتے پھر ایک اور رکعت پڑھتے اور اس میں بھی جلسہ کرتے، پھر دو رکعت اور ادا کرتے اس طرح ۱۱ رکعتیں ہو جاتیں۔

حضرت عبداللہؓ بن سائب سے مروی ہے کہ ایک بار نبی قائم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نماز فجر میں سورۃ مومنین پڑھی کبھی واللیل اذا عسعس اور کبھی سورۃ ق پڑھتے صحابہ کا اندازہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز 40 سے لیکر سو آیتیں تک پڑھتے تھے۔ ظہر اور عصر میں اگر چہ بہ نسبت فجر کے تخفیف فرماتے تھے تاہم ابتدا کی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ اتنی بڑی سورۃ پڑھتے کہ آدمی بقیع تک جاتا تھا اور وہاں اپنا کام کرتا تھا، پھر پلٹ کر گھر آتا تھا اور وضو کرتا تھا اور پہلی رکعت میں جا کر شامل ہو جاتا تھا۔

صحابہ نے اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ ظہر کی اول دو رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر قیام فرماتے جس میں الم

Marfat.com

تنزیل السجدہ کے برابر سورۃ پڑھی جاسکتی ہو اخیر کی دو رکعتوں میں پہلی رکعتوں کی نصف مقدار رہ جاتی۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کے برابر اور دوسری رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر پڑھا کرتے تھے۔اسی طرح تہجد کی نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے مثلاً سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ نساء پڑھا کرتے تھے۔مولانا سید سلمان ندوی، (۱۹۷۹) ص ۳۱۴۔۳۱۶

نبی قائم ﷺ کی عبادت واطاعت مجموعہ تھی کئی جذبوں کی والہانہ شیفتگی، عاجزی وفروتنی، فدویانہ گرویدگی، بے عذر بندگی، مخلصانہ حاضر باشی اور وفادارانہ جان نثاری کی۔محمد طفیل، (۱۹۸۲) ص ۳۶۱

آپ کی عبادتیں، آپ کی ریاضتیں، نمازیں سب اللہ کے لئے ہی تھیں۔سورۃ الاعراف میں ہے۔

''آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز میری ساری عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت پروردگار عالم کیلئے ہے۔ (الاعراف، ۲۴)

آپ ﷺ کے پروردگار کو اس کا علم ہے کہ آپ رات کی دوتہائی رات کے قریب اور آدھی آدھی رات اور تہائی رات کھڑے رہتے ہیں۔(المزمل، ۲۱)

وہ نظام عبادت جس نبی کریم ﷺ کو قیام پر مامور فرمایا گیا زندگی کا ایک مکمل نظام حیات ہے جس میں انسان کی روحانی، جسمانی، ذہنی، دینی نشوونما ہونے کے ساتھ ساتھ معاشی، مادی، سماجی زندگی میں بھی کامیابی ہے۔

اگر صلوٰۃ کا حکم ہے تو ایک طرف وہ انسان کی باطنی، جسمانی، روحانی پاکیزگی کا سبب بنتی ہے اور دنیاوی طور پر پابندی وقت، مساوات، ہمدردی، سلوک کی تربیت ملتی ہے اس طرح صلوٰۃ کے احکام کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم بھی نبی قائم پر اتارا گیا اس لئے فرمایا گیا کہ ''اے نبی تم اور سب کے سب نظام عبادات وصلوٰۃ وزکوٰۃ قائم کرو اور اطاعت رسول کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو امید ہے تم پر نگاہ رحمت اللہ ہوگی۔(۲۴، ۵۶)

زکوٰۃ دینے سے نا صرف مال کی پاکیزگی ہوتی ہے بلکہ غریب لوگوں تشنگیوں اور ان کی ضروریات کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔تشنگیوں اور خود نیکی کے اس عمل سے روح بھی پرسکون ہو جاتی ہے۔نبی قائم ﷺ خود ان عبادات کو قائم کیا اور مثالی نمونہ پیش کیا۔نبی قائم کے اس نظام سے ایک طرف تو بندہ عبادت کا خوگر ہو جاتا ہے اور چپکے چپکے اپنے اللہ سے مخاطب ہو کر اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اور جب خدا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے تو بندہ خدائے واحد کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور اسی کے حکم کے مطابق اس کی بنائی ہوئی مخلوق کی خدمت کا جذبہ وشوق پیدا ہوتا ہے۔

نبی قائم نے اپنی عبادات کو ہر جہت سے اور ہر حیثیت سے درست رکھا اور عملی طور پر ان کو کر کے دکھایا تاکہ ان کی امت میں اتحاد اور اجتماعیت پیدا ہو اور ملت واحد کا تصور ان پر واضح ہو جائے ہمیں چاہیے کہ نبی قائم ﷺ کی عبادات کی پیروی کریں اور اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی میں فلاح پائیں۔محمد علی چراغ، (۲۰۰۵) ص ۴۳۸، ۴۳۹

Marfat.com

قریشی ﷺ

نبی پاک ﷺ کا ایک اسم گرامی قریشیؐ بھی ہے یہ اسم گرامی آپ ﷺ کے نسب اور خاندان سے متعلق ہے۔ آپ ﷺ چونکہ قریش خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لئے آپ ﷺ کا اسم مبارک قریشی بھی ہے۔

بنو قریش حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہے حضرت اسماعیل کی نسل میں سے جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے موسوم کیا وہ نضر بن کنانہ تھے۔

بعض محققین کے مطابق سب سے پہلے قریش کا لقب فہر کو ملا اور انہی کی اولاد قریشی کہلائی۔

قریش تقرش سے لیا گیا ہے جس کے معنی تجارت کے ہیں یہ بھی ایک قول ہے کہ قریش قرش کی تصفیر ہے اور قرش وہ مچھلی ہے جو سمندر کے جانوروں کو کھا جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عمرو بن عاصؓ نے قریش کے نام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی فرمایا قرش ایک جانور کا نام ہے جو اپنی طاقت سے تمام جانوروں کو کھا جاتا ہے۔

امام مطرزی کے مطابق وہ جانور سمندر کے تمام جانوروں سے زیادہ طاقت مند ہے اسی طرح قریش بھی تمام لوگوں کے سردار ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے آل جرہم کی ایک خاتون سے شادی کی اور خدا تعالیٰ نے ان کو بارہ بیٹوں سے نوازا جن میں سے ایک کا نام قیدار تھا اس قیدار کی اولاد میں سے عدنان ہوئے جن کی وجہ سے اولاد اسماعیل کی ایک شاخ بنو عدنان کہلاتی ہے اسی عدنان کے بیٹے معد کی اولاد سے فہر بن مالک تھے جس کے نام کی وجہ سے خاندان قریش منسوب ہے۔

بنو قریش کے آگے کئی خاندان تھے جن میں بنو ہاشم، بنو تیم، بنو عدی، بنو مخزوم، بنو زھرہ، بنو اسد، بنو امیہ شامل تھے۔ ان میں سے بنو ہاشم کے خاندان سے نبی پاک ﷺ جلوہ افروز ہوئے اسی نسبت سے آپ ﷺ ہاشمی اور قریشی ہیں۔ (محمد طاہر مصطفیٰ، ۱۹۹۸، ص:۱۳۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ایک حصہ عرب ایک عجم اللہ تعالیٰ کی پسند عربوں میں تھی پھر عربیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک مضر اور دوسری قریش۔ اللہ تعالیٰ کی پسند قریش کی ہوئی پھر

Marfat.com

مجھے بہتر میں سے نکالا جس سے میں ہوں یعنی قریش سے۔(محمد برکت علی: ۱۹۷۷، ص:۴۰۹)

حضرت اشعث بن قیسؓ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم کی خدمت میں کندہ کے وفد کے ساتھ آیا وہ مجھے اپنا سردار مانتے تھے میں نے عرض کیا! کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ ہم میں سے نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا! ہم نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہیں۔(سنن ابن ماجہ)

محمد علی چراغ نے اپنی کتاب اسماء النبی میں قریش کی خصلتیں بیان کی ہیں قریش کو تمام عرب میں افضل سمجھا جاتا تھا۔امام سیوطی کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ عدنان، معد، ربیعہ، مضر اور خزیمہ ابراہیمی طریقے پر تھے ان کا ذکر سوائے نیکی کے نہ کرو۔رسول اللہ ﷺ نے مضر کے بارے میں بھی فرمایا کہ اسے برا نہ کہو وہ مسلمان تھا۔ قیس کے بارے میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بھی برا مت کہو کیونکہ وہ بھی مسلمان ہے قیس نضر کا دوسرا نام ہے۔کعب بن لوئی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قریش جمعہ کے دن ان کے پاس جمع ہوتے اور آپ ﷺ ان کو خطبہ سناتے اور نبی پاک ﷺ کی بعثت کا ذکر بھی کرتے۔(محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص:۴۴۹)

نبی پاک ﷺ کے اسم گرامی قریشیؐ کو جاننے کے لئے آپ ﷺ کے سلسلہ نسب کو جاننا ضروری ہے۔

سلسلہ نسب کچھ یوں ہے! محمد ﷺ بن عبداللہ، بن عبدالمطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، بن قصی، بن کلاب، بن مرہ، بن کعب لوئے بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (صحیح بخاری)

امام بخاری نے عدنان سے حضرت ابراہیم تک نام گنوائے ہیں یعنی عدنان بن عدو بن المقوم بن تارح بن یشجب بن یعرب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی بڑھی پھولی انہی کی اولاد میں عدنان ہیں اور نبی پاک ﷺ انہی کے خاندان میں سے ہیں۔آنحضرت ﷺ کا خاندان شروع ہی سے معزز اور ممتاز چلا آتا تھا مگر قریش کے لقب سے آشنا کروانے والا شخص نضر بن کنانہ تھے۔نضر کے بعد فہر اور فہر کے بعد قصی بن کلاب نے بہت عزت واحترام پایا۔اس زمانہ میں حرم کے متولی خلیل خزاعی تھے۔قصی نے ان کی صاحبزادی سے شادی کی۔خلیل نے مرتے وقت حرم کی حرمت قصی کے سپرد کی اس طرح قصی کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوگیا۔قصی نے ایک دارالمشورہ قائم کیا جب کوئی جلسہ یا جنگ کی تیاری کرتے تو یہیں سے تیاری کی جاتی اس کے علاوہ قصی نے اور بھی گراں ہائے کار سرانجام دیئے مثلاً حاجیوں کیلئے آب زم زم پلانا اور ان کے کھانے کا اہتمام کرنا۔

تمام قریش کو جمع کر کے کہا کہ لوگ حرم کی زیارت کو آتے ہیں ان کی میزبانی قریش کا فرض ہے۔قریش نے ایک سالانہ رقم مقرر کردی جس سے حاجیوں کو کھانا تقسیم کیا جاتا، حوض بنوائے گئے حج کے دنوں میں ان میں پانی

Marfat.com

بھر دیا جاتا یہی نہیں بلکہ اپنے خاندان والوں کو جمع کر کے کعبہ کے آس پاس بسایا اسی لئے ان کو قریش کہتے ہیں۔ کیونکہ تقریش کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔قصی کی چھ اولاد تھیں۔عبدالدار،عبد مناف،عبدالعزیٰ،عبد بن قصی،تخمر، برہ،قصی نے مرتے وقت حرم کے تمام مناصب عبدالدار کو دیئے مگر قصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی اور انہی کا خاندان محمد ﷺ کا خاندان ہے۔عبدالدار سے حاجیوں کو کھانے پینے کی ذمہ داری لیکر ہاشم کو دیدی گئی۔جس نے نہ صرف اپنے اس فرض کو خوب نبھایا بلکہ تجارت کو بھی ترقی دی ہاشم کے نام کی نسبت سے ایک دفعہ قحط کے دوران ہاشم نے شوربہ میں روٹیاں چور کر کے لوگوں کو کھلائیں اس وقت سے ان کا ہاشم پڑ گیا کیونکہ عربی زبان میں چورہ کرنے کو ہشم کہتے ہیں اور جس کا اسم فاعل ہاشم ہے۔

ہاشم کے بعد ان کے بیٹے عبدالمطلب نے بھی قریش کے وقار کو قائم رکھا آب زم زم کا کنواں جو ایک مدت سے بند پڑا تھا اس کو کھدوا کر نئے سرے سے درست کروایا۔عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ والد کے لاڈلے تھے اور حضرت عبداللہ ہی کے ہاں وہ نور حق پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ تھا۔اسی نسبت سے آپ ﷺ قریشی کہلائے۔ (شبلی نعمانی،طبع چہارم:ص:۱۶۰۔۱۶۸)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

قاسمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک قاسم بھی ہے جس کے معنی ہیں بانٹنے والا، تقسیم کرنے والا۔ قسم سے اسم فاعل واحد مذکر ہے قاسم دولت و مال تقسیم کرنے والا بھی ہوتا ہے۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵ء ص، ۴۲۷

قاسم کے معنی ہیں تقسیم کرنے والا، بانٹنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے نام پر بچوں کے نام رکھو مگر میری کنیت نہ رکھو'' کیونکہ قاسم میں ہوں تم سے جو غنیمت کا یا زکوۃ کا مال ملتا ہے اس کو تقسیم کرنے والا ہوں۔ محمد ایوب سپرا، ۲۰۰۴ء ص ۵۳

پروفیسر طاہر مصطفیٰ نے صحیح بخاری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں کچھ دیتا ہوں اور نہ ہی تم سے کچھ روکتا ہوں میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں جہاں مجھے حکم ہوتا ہے وہاں صرف کرتا ہوں۔ حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کا فہم دیتا ہے۔ اللہ دینے والا اور میں تقسیم کرنے والا یعنی قاسم ہوں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے بعض لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا اس کو آپ نے نوازا۔ یہاں تک کہ خزانہ ختم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جو خیر ہوگی میں اسے تم سے بچا کر ذخیرہ نہ کرونگا۔

حضرت ابوسعید حذریؓ سے ہی روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے نبی پاک کے پاس کچھ سونا بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں پر تقسیم کر دیا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت قریش میں تقسیم کر دیا۔

مسنن ابی داؤد میں حضرت مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ خیبر کی غنیمت کا مال حدیبیہ والوں میں تقسیم کیا گیا اور اس کے اٹھارہ حصے کئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاسم میراث علم وفضل تھے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بازار گئے تو دیکھا خرید و فروخت کرنے والوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے لوگ دھڑا دھڑ دنیاوی کاروبار میں مصروف ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے کہا کہ تم ادھر کاروبار میں مصروف ہو۔ مسجد نبوی میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے لوگ دوڑ کر مسجد نبوی میں آئے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن، ذکر اور علم

Marfat.com

میں مصروف پایا یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ ابو ہریرہ کہاں ہے میراث جو بٹ رہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا یہ نبی پاک ﷺ کی وراثت ہی تو ہے جو کہ ان کے وارثوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ، ۱۹۹۸، ص ۲۹، ۳۰

حضرت عائشہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ بحیثیت قاسم تقسیم میں انصاف فرماتے اور کہتے اے اللہ میری تقسیم اس معاملے میں ہے جس کا میں مالک ہوں مجھے اس چیز میں ملامت نہ کرنا جس کا میں مالک نہیں۔ (جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ہر مخلوق کا رزق بہم پہنچانے کا ذریعہ مہیا کیا ہوا ہے۔ کیا چرند، کیا پرند، کیا کیڑے، کیا مکوڑے، کیا انسان، کیا حیوان، سب کے رزق کی ذمہ داری اس خدائے واحد نے لی ہوئی ہے۔ ہر ایک کے لئے اسباب و سرچشمے مہیا کیے ہوئے ہیں۔ مگر طاقت ور لوگوں کی ہوس رزق کمزوروں پر غالب آ جاتی ہے اس طرح غریبوں اور کمزوروں تک خدا کا رزق مشکل پہنچتا ہے۔ اسی تفاوت کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک قانون نافذ کیا کہ مال دار اپنے رزق میں سے نادار اور مفلسوں کا حصہ نکالیں کیونکہ ضرورت مندوں اور طلبگاروں کو بھی جینے کا یکساں حق ہے۔ اسی لئے زکوٰۃ، صدقہ، مال غنیمت، فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔

نبی پاک ﷺ رزق الٰہی کے ایسے قاسم تھے۔ جنہوں نے محمدی طریقے سے اس رزق کو تقسیم کیا جس کا قاعدہ اور طریقہ خود قرآن نے بتایا۔ یعنی اپنی ضرورت سے زائد مال اسباب میں سے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دینا۔ آپ ﷺ نے اس قاعدہ و اصول کا عملی نمونہ پیش کیا۔ حضرت ابو سعید کی ایک روایت ہے کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ایک شخص ادھر اُدھر دیکھنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس ضرورت سے زیادہ سواری ہو اس کو دیدے اور جس کے پاس زادراہ زیادہ ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس زادراہ نہ ہو۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوا کہ کسی کو ضرورت سے زیادہ چیز اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں۔ اور اسی قاسم نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے شخص کا نگران بنا دے اور وہ اس کی ضروریات سے پہلو تہی کرے تو اللہ بھی اس کی ضروریات کم کر دیتا ہے۔ اسلامی قانون بھی یہی ہے کہ مال غنیمت افراد کی ملکیت نہیں بلکہ اسلامی مملکت میں جمع ہوگا اور اسے ضرورت کے مطابق لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ نبی پاک ﷺ نے بھی بطور قاسم ہر شخص کو اس کی ضروریات کے مطابق حصہ دیا۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۴۲۷، ۴۲۹

نبی قاسم ﷺ

جو بھی غنائم لڑائی کے بعد قاسم نبی ﷺ کے پاس آتے آپ ﷺ فرماتے یہ تمہارے ہی لئے ہیں میری اپنی ذات کا ان میں کوئی حصہ نہیں بلکہ یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔ پروفیسر محمد لطیف، ۲۰۰۰، ص ۱۴۵

Marfat.com

ایک دفعہ بحرین سے خزانہ خراج کے طور پر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مسجد کے صحن میں ڈال دیا جائے۔ صبح آپ ﷺ نماز کے لئے آئے تو آپ ﷺ نے خزانے کی طرف آنکھ مبارک تک نہ اٹھائی نماز کے بعد سارا خزانہ تقسیم کر دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک وفد فدک سے چار اونٹوں پر غلہ لاد کر لایا کچھ قرض تھا وہ ادا کیا۔ اور کچھ لوگوں کو دے دیا۔ حضرت بلال سے پوچھا کہ کچھ بچا تو نہیں عرض کی کہ اب کوئی لینے والا نہیں اس لئے بچ گیا۔ فرمایا جب تک یہ مال تقسیم نہیں ہو جاتا گھر نہیں جا سکتا چنانچہ وہ رات آپ ﷺ نے مسجد ہی میں گزاری صبح جب سب تقسیم ہو گیا تو آپ ﷺ نے شکر ادا کیا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کے گھر سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا پڑا ہوا رہ گیا۔ آپ اضطراری حالت میں کبھی گھر جاتے اور کبھی باہر آتے لوگوں نے وجہ دریافت کی تو بتایا کہ ایسا نہ ہو رات آ جائے اور سونے کا ٹکڑا محمد ﷺ کے گھر میں پڑا رہے۔ ضرورت کے تحت نبی قاسم ﷺ لوگوں میں صدقات بھی تقسیم کیا کرتے تھے اور وہ تقسیم حق و انصاف پر مبنی ہوتی اور جن کا مقصد لوگوں کو مالدار بنانا نہ تھا بلکہ اللہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور اسلامی معاشی نظام کو آگے بڑھانا تھا۔

نبی قاسم ﷺ کے پاس زکوٰۃ، صدقات، عشر کا مال آتا تو آپ ﷺ قوانین خداوندی کے تحت اسے تقسیم فرماتے۔ خیبر میں جب بٹائی کا وقت آیا تو آپ ﷺ پیداوار کو دو برابر حصوں میں تقسیم فرماتے اور یہود سے کہتے جو حصہ پسند ہے لے لو۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵ء، ص، ۴۳۱، ۴۳۳

نبی قاسم ﷺ کی حکمت سے ایسی فضا قائم ہوئی کہ دشمن دوست بن گئے امیر و غریب کی تفریق مٹ گئی، حاکم و محکوم ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے اور نور اسلام کی کرنیں چار دانگ عالم میں پھیل گئیں۔

عرب کے فاقہ کش سونے کی ڈلیاں ہاتھوں میں لئے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو ڈھونڈنے چل نکلے، حکمرانی چھوڑ کر جہاد کی راہ لی اور قیصر و کسریٰ سر جھکا کر کھڑے نظر آئے۔ اسی قاسم نبی ﷺ کا کمال یہ ہے کہ جب لٹانے پر آتے تو اپنے تو اپنے دشمن بھی خوش ہو جاتے۔ سب متاع حیات تقسیم کرنے والے کے خود اپنے گھر میں دو دو ماہ چولہا نہ جلتا تھا۔ مگر زر ہوس نے کبھی پائے استقلال میں کمی نہ آنے دی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں امن و امان ہو، عدل و انصاف ہو، آخرت کی کامیابیاں درکار ہوں تو اسی ابوالقاسم کی سنت پر عمل کرنا ہوگا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عطاء کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ (صحیح بخاری)

جب القاسم کی فیاضی اور برکات کے چشمے پھوٹے تو آپ ﷺ کی نورانی تجلیات سے انسان بصیرت افروز ہوئے۔ دکھوں اور انسانیت سے لرزیدہ انسانیت نے جینے کا بھرم سیکھ لیا اور القاسم کی لاتعداد مہربانیوں اور عنایتوں کے ذریعے ضرورتمندوں، فقیروں محتاجوں، یتیموں، لاوارثوں، مسکینوں نے جینا سیکھ لیا اور لڑکھڑاتی زندگی کو بجھتی مایوسیوں سے نکال کھڑا کر دیا۔ آپ ﷺ کی تقسیم کے پیمانوں نے خالی جھولیوں کو بھر دیا اور انہیں مطمئن کر دیا۔ جو بھی در پہ آیا جھولی بھر کر گیا۔ اسماء الرسول ﷺ، ص، ۵۵، ۵۶

Marfat.com

مبلغ ﷺ

تبلیغ کے لغوی معنی انتہا اور انجام تک پہنچانا ہے۔ اصطلاح دین میں اس سے مراد دین کے احکام مؤثر، دلنشیں اور وضاحت کے ساتھ بندوں تک پہنچانا ہے۔ قرآن مجید میں اسے بلاغ مبین کہا گیا ہے قرآن میں تبلیغ کے مفہوم ہی میں دعوت، نیکی اور بھلائی کی طرف بلانا ہے نیز قرآن کی اصطلاح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی تبلیغ کے مفہوم میں استعمال ہوئی ہے۔ اس طرح تبلیغ بڑی جامع اصطلاح ہے اور مبلغ اور داعی کا دائرہ کار بڑا وسیع ہے۔ نبی اکرم ﷺ مبلغ اسلام بھی تھے اور داعی الی الحق بھی۔ آپ ﷺ نے مخلوق خدا کو خدا کا پیغام بڑی ضاحت اور کامیابی سے پہنچایا اور انہیں اس پیغام حق کو قبول کرنے کی دعوت بڑے مبلغ انداز میں دی۔ (مغیث الدین: (۱۹۹۲)،ص:۲۹۷)

بلاغ (اسم ابلاغ اور تبلیغ کا) پہنچا دینا ہے۔ یہ پیغام بھی ہوتا ہے اسی سے بلاغت ہوتی ہے اور بلاغت کا مطلب خوش گفتاری شیریں کلامی کم از کم الفاظ میں موقع محل کے مطابق زیادہ سے زیادہ مطلب بیان کرنا ہوتا ہے۔ یہ فصاحت اور شائستگی بھی ہوتی ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)،ص:۴۹۴)

اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے فرمایا اے رسول! تمہارا کام تو پیغام الٰہی لوگوں تک پہنچا دینا ہے اور اس کا حساب لینا ہمارا کام ہے۔ (الرعد:۱۳۔۴۰ جزو)

تبلیغ ابلاغ اور بلاغ سب کے معنی ایک ہیں یعنی پہنچانا پہنچانے کا مفہوم خود لفظ ''رسول'' کے اندر بھی موجود ہے۔ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا اور پیغام لے جانے والا۔ کوئی پیغام دے کر کسی کو بھیجا جائے تو اس کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے پہنچا دے۔ رسالت کے معنی ہی پیغام کے ہیں اور رسول وہی ہوتا جو پیغام لائے اور اس کا اصلی فریضہ یہ ہے کہ وہ اس پیغام کو پہنچا دے۔ اس پہنچا دینے کا نام ہے تبلیغ یا ابلاغ ہے۔ رسول تو پیغام لانے والا ہے اور وہ پیغام قرآن مجید ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے ذمہ دو قسم کی تبلیغیں تھیں ایک اہل کفر کو اسلام کی تبلیغ اور دوسرے اسلام لانے والوں کو سنبھالے رہنے کے لئے ہر ممکن تبلیغ۔ حضور ﷺ کی پوری زندگی ہی تبلیغ تھی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ اور اس کی ایک ایک ادا ہمہ تن تبلیغ تھی۔

تبلیغی کامیابی کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ مبلغ کو اپنے مشن سے ایسی لگن اور ایسا عشق ہو کہ وہ اسے جان سے زیادہ عزیز رکھے اور اس کے لئے ہر متاع عزیز کی قربانی کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھے۔ یہ دھن یہ

Marfat.com

ایمان یہ اذعان وایقان نہ ہو تو مبلغ کے لئے تبلیغی کامیابی تو الگ وہ اس راہ میں قدم ہی نہ رکھے گا۔

دوسری شرط استقامت یعنی ارادہ عزم میں کسی وقت بھی جھول نہ آئے تیسری شرط بے لوث و بے غرض ہونا ہے یعنی

خودغرض کے پیچھے کوئی نہیں چلتا۔

چوتھی شرط یعنی اپنا پیغام اتنی خوبصورتی اور صفائی سے پیش کرے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے گفتگو نہ مختصر نہ طویل، انداز مناسب اور موثر، دلائل ناقابل تردید اور مخاطب کی ذہنی سطح کے مطابق ہو۔

پانچویں شرط خود مبلغ کا سراپا نمونہ عمل بنا اس کے بغیر تبلیغ کامیاب پیش نہیں ہوسکتی۔

چھٹی شرط مبلغ کا اخلاقی کردار اتنا بلند ہو کہ بڑے بڑے مخالف اور دشمن کو کسی جہت سے بھی اس نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے یہی تبلیغی کردار کے اعلیٰ نمونے تھے جو سرکار دو عالم ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھے جس کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ کامیاب مبلغ بنے۔ (محمد جعفر شاہ پھلواری: نقوش، (۱۹۸۳) ص:۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶)

تبلیغ کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے متعدد جگہ پر قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا!

''اے نبی! آپ لوگوں کو حکمت عمدہ نصیحت سے اپنے رب کی طرف دعوت دیں اور بہترین انداز میں ان سے مجادلہ ومباحثہ کریں۔ (النحل: ۱۲۵)

اے رسول اس پیغام کو (لوگوں تک) پہنچا دے جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس پیغام کو نہیں پہنچایا۔ (المائدہ: ۶۸)

پس تجھے جو حکم دیا جاتا ہے ظاہر کر اور مشرکوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔ (الحجر: ۹۴)

اور اپنے پروردگار کی طرف بلا اور مشرکوں میں مت ہو۔ (القصص: ۸۷)

پس تو اس کے لئے بلا (اس پر) قائم رہ جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چل۔ (الشوریٰ: ۱۵)

آپ کہیے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم لوگ روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول ﷺ کے ذمہ وہی (تبلیغ) جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہی جس کا تم پر بار رکھا گیا ہے اگر تم نے اطاعت کرلی تو راہ پر جالگو گے اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ (۵۴۔۶۴)

اے اہل کتاب: تمہارے پاس یہ رسول آئے ہیں (اپنی کتابوں میں سے) جن امور کو تم چھپاتے ہو ان میں سے بہت سے امور کو نظر انداز کر دیتے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے اور ایک واضح کتاب کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہ بتاتا ہے۔ ان کو اپنی توفیق

Marfat.com

سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔اوران کو راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔(۱۷۔۱۶۔۵)

ان رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بے شک ہم تمہارے پاس ہی بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمہ کچھ نہیں سوائے صاف صاف پہنچا دینا۔(۱۷۔۱۶۔۳۶)

آپ آنکھ اٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ دیکھیے جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کے لئے دے رکھی ہیں اور ان چیزوں کے لئے غم نہ کیجئے اور مسلمانوں پر شفقت رکھیے اور کہہ دیجیے میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔(۸۹۔۸۸۔۱۵)

اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کردے اور میرا کام (تبلیغ) آسان کردے اور میری زبان پر سے گرہ ہٹادے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔(۲۸۔۲۵۔۲۰)

آپ ﷺ کا اولین فریضہ عمل دعوت اسلام تھا اور پیغام حق تھا جس کے لئے کسی تیر کسی فوج کسی اسلحہ کی ضرورت نہ تھی بلکہ تبلیغ وارشاد کی ضرورت تھی۔اسلام اور تبلیغ لازم ملزوم ہیں آغاز اسلام کے ساتھ ہی تبلیغ کا کام شروع ہوگیا۔یوں تو پہلی وحی کے ساتھ سورۃ (العلق:۹۶:۱۔۵) کے ساتھ میں آپ ﷺ کو یہ بصیرت حاصل ہوگئی تھی کہ تبلیغ رسالت آپ ﷺ کا منصب ہے سورۃ (مدثر:۷۵:۱۔۷) کی پہلی آیت ہی میں ''اٹھ اور لوگوں کو خبردار کردے کے ذریعے تو واضح طور پر تبلیغ کا حکم دیدیا گیا جس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے اعلان کو نصب العین اور اس نصب العین کے حصول کے لئے اعلیٰ اخلاق، مسلسل جدوجہد اور صبر کی تلقین کی گئی۔(منور ابن صادق:(۱۹۹۱)ص:۶،۷)

خفیہ تبلیغ:

پہلے پہل اسلام کی تعلیم عبادت اور تبلیغ میں اخفا سے کام لیا گیا اگرچہ آپ ﷺ عبادت اور تبلیغ کھل کر کرتے لیکن تعلیم وتربیت کے سلسلے میں اجتماعات کو خفیہ رکھتے تھے۔سن ۵ نبوی سے آپ ﷺ نے اس غرض سے اپنا مرکز دار ارقم بنایا اور جو کوہ صفا پر کفار کی نظر سے اوجھل تھا۔(صفی الرحمٰن:(۱۹۹۶)ص:۱۳۱)

آپ ﷺ نے دعوت اسلام سب سے پہلے اپنے گھر اور جان پہچان کے کے لوگوں سے شروع کی سب سے پہلے آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور زید بن حارث تھے۔دعوت اسلام جب لوگوں کو ملی تو اس کے نتیجے میں حضرت عثمانؓ، عبدالرحمٰنؓ، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن عوام اور طلحہؓ بن عبداللہ نے اسلام قبول کرلیا۔اس کے بعد ابوعبیدہ بن جراحؓ، عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب، سعید بن زید اور عبداللہ اور ارقم مشرف بہ اسلام ہوئے یہ سب قریش میں سے تھے غیر قریش میں سے صہیب، رومی، عمار بن یاسر، ابوذر غفاری، عبداللہ بن مسعود تھے۔

Marfat.com

علانیہ تبلیغ:

علانیہ تبلیغ کے حکم کے بعد حضور ﷺ کو وہ صفا پر تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمایا اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو عنقریب تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے سب نے یک زبان ہو کر کہا ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ ہی بولتے پایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا خدا کو ایک مانو اس پر ایمان لے آؤ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر سخت عذاب ہو گا لوگ اپنے عقیدے کے خلاف کلمات سن کر بگڑ گئے اور آپ ﷺ کو طعن و تشنیع کرتے ہوئے گھروں کو چلے گئے چند دنوں کے بعد آپ ﷺ نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور عبد المطلب کی اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں ایک ایسی چیز لایا ہوں جو دین اور دنیا دونوں کے لئے کفیل ہے۔ اس بارگراں کو اٹھانے کے لئے کون میرا ساتھ دے گا۔ حضرت علیؓ نے اس موقع پر کمسن ہونے کے باوجود ساتھ دینے کا اقرار کیا۔ (معین الدین: (۱۹۷۵)، ص: ۲۴۔۲۵)

اعلانیہ تبلیغ کے آغاز کے بعد تبلیغ رسالت میں ایک تسلسل ہے۔ وہی الٰہی کا نزول بھی مسلسل تھا اور اس کے مطابق تبلیغ و اشاعت جاری تھی۔ حضور ﷺ کی قوم اس پر سخت نالاں تھی مگر آنحضور ﷺ نے تبلیغ جاری رکھی۔ (صفی الرحمٰن: (۱۹۹۶)، ص: ۱۶۶)

تبلیغ اور دعوت اسلامی کے ردعمل کے طور پر حضور ﷺ کے خلاف مختلف پروپیگنڈے کئے گئے۔ صابی کہا گیا، مرتد قرار دیا، جادوگر سمجھا گیا، پھبتیاں کسی گئیں، مذاق اڑایا گیا۔ (نعیم صدیقی: (۱۹۹۴)، ص: ۱۳۹، ۱۵۲)

اس طرح حضور ﷺ کی اپنی قوم سے محاذ آرائی شروع ہو گئی اور قوم کی اذیت رسانی حد سے گزرتی جا رہی تھی مگر حضور ﷺ کے پائے استقامت میں ذرا بھر لغزش نہ آئی اور آپ ﷺ دعوت و تبلیغ کے ساتھ تعلیم و تزکیہ کے عمل میں بھی مصروف رہے۔ (صفی الرحمٰن: (۱۹۹۶)، ص: ۱۲۸۔۱۳۱)

جوں جوں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی قریش کی مخالفت اور ایذا رسانی بھی بڑھتی گئی تا کہ وہ اپنے نئے مذہب کو چھوڑ دیں مگر قریش کی ایذا رسانی سے لوگوں میں جوش ایمانی کی آگ اور تیز ہوتی گئی چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ نے جرأت سے کام لیکر حرم کعبہ کے اندر قرآن کی چند آیات کی قرأت کی قریش کے جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے ان پر حملہ کیا ان کے منہ پر طمانچے مارے بڑی مشکل سے ان کو روکا۔ اس طرح حضرت بلال کو نہایت بے دردی سے ہر روز چلچلاتی دھوپ میں پشت کے بل لٹا دیا جاتا ان کے پیٹ پر ایک بھاری پتھر رکھ کر کہا جاتا کہ تم اسی طرح یہاں پڑے رہو گے۔ یہاں تک کہ مر جاؤ یا محمد ﷺ کا دین چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرو مگر حضرت بلالؓ نعرہ لگاتے ''احد، احد'' دو اور مسلمان اس قسم کی تکلیف کی تاب نہ لا سکے اور جاں بحق ہو گئے۔

ہجرت حبشہ:

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو دشمنوں کی ایذا رسانی سے بچانے کے لئے حبشہ ہجرت کے لئے کہا چنانچہ عہد

Marfat.com

رسالت کے پانچویں سال ۶۱۵ء میں گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی قریش نے مہاجرین کا تعاقب حبشہ تک کیا اور وہاں کے بادشاہ کو ایک سفارت بھیجی کہ مہاجرین کو ملک سے نکال دیا جائے لیکن جب بادشاہ نے خود مہاجرین کی زبان سے ان کا حال سنا تو اس نے ان کو اپنی حفاظت اور حمایت سے محروم کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی اثناء میں قریش نے پھر کوشش کی کہ رسول خدا ﷺ کو دولت اور اقتدار کا لالچ دیکر اس بات کی ترغیب دیں کہ وہ اسلام کی تلقین و تبلیغ چھوڑ دیں مگر یہ کوشش بھی بار آور نہ ہو سکی اور لوگ حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ (شیخ عنایت اللہ ڈاکٹر: (۱۹۷۲) ص: ۱۹، ۲۰، ۲۱)

ہجرت حبشہ کے نتیجے میں مکے کے آسمانوں کے ۱۰۳ ستارے ۸۳ مرد، ۲۰ عورتیں ٹوٹ ٹوٹ کر سرزمین حبشہ میں جا گرے تو مکہ کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا کسی کا بیٹا گیا تو کسی کا داماد کسی کی بیٹی گئی تو کسی کا بھائی اور کسی کی بہن اور کسی کا بھانجہ۔ جو گھرانے سب سے زیادہ اسلام دشمن تھے وہی سب سے زیادہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے محروم ہو گئے۔ ابوجہل کے گھرانے سے پچیس لڑکے لڑکیاں بنی سہم سے ۱۳ مصعب بن عمیر کے گھرانے سے ۱۸ امیہ جو اسلام دشمنی میں ابوجہل ابولہب سے کم نہ تھے سے ۱۲ نبی عامر سے ۱۰ حارث سے ۸ بنی عدی سے ۶ اس طرح قریش کے ہر مشہور خاندان سے دو دو چار چار نوجوان گئے۔ (نعیم صدیقی: (۱۹۹۴) ص: ۱۸۱)

بنو ہاشم کا مقاطعہ:

اس مساعی میں بنو ہاشم کا مقاطعہ تین سال تک جاری رہا محصورین کو بڑے سنگین حالات سے وابستہ رہا مگر ایام حج میں حضور ﷺ اور صحابہ اکرامؓ باہر نکل کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اس سلسلے میں ابولہب مخالفانہ پروپیگنڈے میں مصروف رہتا تھا۔ (صفی الرحمٰن: (۱۹۹۶) ص: ۱۵۸)

رسول خدا ﷺ اور ان کے خاندان والوں نے جو تکلیفیں تبلیغ اسلام کے لئے اٹھائیں ان کی وجہ سے قریش کے بعض لوگوں کو آخر کار ان سے ہمدردی ہو گئی اور انہوں نے بنو ہاشم کا مقاطعہ منسوخ کر دیا اسی سال حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا کچھ عرصے بعد آنحضرت ﷺ کے چچا ابو طالب بھی وفات پا گئے اور آپ ﷺ پر غم واندوہ کے بادل چھا گئے پھر آپ ﷺ کو مشرکین مکہ کی بدسلوکی اور تحقیر کا دوبارہ سامنا کرنا پڑا۔

طائف کا سفر:

دس سال تک جب مسلسل کفار مکہ نے آپ ﷺ کا استہزاء اور انکار کیا تو آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ کسی ایسی سرزمین کا رخ کیا جائے جہاں آپ ﷺ اپنی بات سنا سکیں لہٰذا شہر طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے تقریباً ستر میل کے فاصلے پر واقع ہے اہل طائف کے ایک مجمع کے سامنے آپ ﷺ نے عقیدہ توحید باری تعالیٰ کی وضاحت کی اور دین اسلام کو لوگوں تک پہنچانے کا جو کام آپ ﷺ کے سپرد تھا اس کا ذکر فرمایا مگر اہل طائف نے آپ ﷺ کی بات نہ سنی آپ ﷺ پر حقارت سے ہنستے اور بعض اوباشوں نے تو بے دردی سے آپ ﷺ پر پتھر بھی پھینکے اور

Marfat.com

آپ ﷺ کو شہر سے نکلوا دیا جب آپ طائف سے واپس آئے تو آپ ﷺ کو اپنے مشن کی کامیابی کی پہلے سے بھی کم توقع نظر آئی۔ کہ جس سے گزرتے ہوئے محسن انسانیت نے درد وکرب کے اس سے آخری کامیابی نقطے کو چھولیا جس تک پہنچنے کے بعد مشیت ربانی کامیابی کے دروازے کھول دیا کرتی ہے۔ خدا نے دکھا دیا کہ جنوں نے آ کر قرآن سنا اور واضح کر دیا کہ اگر تمام انسان دعوت حق کو رد کر دیں تو بھی ہماری مخلوقات ایسی ہیں جو آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ (نعیم صدیقی: (۱۹۹۴) ص:۱۹۶، ۱۹۷)

یثرب:

یثرب میں ایک مدت سے اوس وخزرج کے درمیان خانہ جنگی چلی آتی تھی اس سے شہر میں فتنہ وفساد برپا رہتا تھا اور لوگ عجیب پریشانی میں مبتلا رہتے تھے اہل یثرب نے حضرت محمد ﷺ کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا اہل شہر نے قبول اسلام سے اس بات کی توقع رکھتے تھے کہ وہ ان کی زندگی کو ضبط میں لائے گا اور بے لگام انسانی جذبات کو ایسے احکام خداوندی کا پابند بنادے گا جو افراد کی تلون مزاجی سے بالاتر ہو۔

یوں رسول خدا ﷺ ہجرت کے آٹھ سال بعد دس ہزار کی جمعیت میں شہر مکہ میں داخل ہو گئے۔ جہاں انہوں نے دس برس تک تبلیغ اسلام کے لئے کام کیا تھا۔ حضور ﷺ نے عقبہ کی ملاقات میں قبلہ خزرج کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ ان کے ساتھ بذات خود یثرب تشریف لے جائیں مگر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے اس ارادہ سے اس وقت تک باز رکھا جب تک کہ اوس کے ساتھ ان کی مصالحت نہ ہو جائے۔ اہل خزرج نے رسول ﷺ سے کہا کہ ہمیں اس سال اپنی قوم میں واپس جانے دیں اگر خدا نے ہم میں امن امان پیدا کر دیا تو آپ ﷺ کے پاس دوبارہ آئیں گے۔ آپ ﷺ آئندہ موسم حج میں ملاقات رکھیں۔ یہ کہہ کر خزرج واپس گھروں کو چلے گئے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔ یہاں تک کہ یثرب میں مشکل سے کوئی گھر ہوگا جس میں حضور ﷺ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ (عنایت اللہ ڈاکٹر: (۱۹۷۲) ص: ۲۵، ۲۶)

پہلی بیعت عقبہ:

جب اگلے سال موسم حج آیا تو بارہ آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں دو آدمی قبیلہ اوس سے تھے باقی سب قبیلہ خزرج سے تھے ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے منی میں عقبہ کے پاس ملاقات کی اور آپ ﷺ سے چند باتوں پر بیعت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! آؤ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے سوا کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنے سے گھڑ کر کوئی بہتان نہ لگاؤ گے، میری نافرمانی نہ کرو گے جو یہ ساری باتیں پوری کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھے گا پھر اسے تباہی میں اس کی سزا دی جائیگی۔ (صحیح بخاری ۱/ ۷)

Marfat.com

بیعت عقبہ ثانی:

قریش کی بدگمانی اور دشمنی سے بچنے کے لئے عقبہ کے مقام پر ایک خفیہ اجتماع ہوا۔ یہ وہی مقام تھا جہاں مدینے کے نومسلم گزشتہ سال بھی رسول خدا سے ملاقات کر چکے تھے۔ رسول ﷺ خدا کے ساتھ ان کے چچا حضرت عباس بھی تھے۔ اگرچہ حضرت عباسؓ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے مگر رسول خدا ﷺ نے انہیں اس راز میں شریک کرلیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس خفیہ جلسے میں آغاز سخن اس طرح کیا کہ پہلے تو اپنے برادر زادہ کی نسبت کہا کہ وہ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ شریف اور معزز خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اس خاندان نے ان کو ہمیشہ دشمنوں سے بچایا ہے، اگرچہ انکی تعلیم کو قبول نہ کیا۔ لیکن اب جبکہ وہ یثرب میں پناہ لینا چاہتے ہیں تو اہل یثرب کو چاہیے کہ اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے پہلے اس پر اچھی طرح سے غور وفکر کرلیں اور اس بات کا مصمم ارادہ کرلیں کہ وہ اپنے عہد و پیمان سے ہرگز نہیں ہٹیں گے۔ اس پر براء ابن معرور نے جو بنی خزرج سے تھے، کہا کہ ہم نے رسول خدا ﷺ کی حفاظت وحمایت کا جو ذمہ اٹھایا ہے، اس میں ثابت قدم رہیں گے۔ پھر رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ جو کچھ آپ ہم سے چاہتے ہیں مفصل بیان فرمائیں۔

رسول اکرم ﷺ نے پہلے قرآن مجید کی چند آیات پڑھیں اور پھر ان کو تاکید فرمائی کہ انہوں نے خدائے واحد اور اس کے پیغمبر کا جو اقرار کیا ہے اس پر قائم رہیں۔ پھر ان سے فرمایا کہ وہ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی حفاظت دشمنوں کے مقابلے میں اسی طرح کریں جیسے کہ اپنے اہل عیال کی کرتے ہیں۔ براء بن معرور نے رسول خدا ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور جس نے آپ کے واسطے ہم پر دین حق ظاہر کیا ہے ہم آپ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جیسی کہ ہم اپنی جان کی کرتے ہیں۔ پس ہم سے (بیعت) لیجئے ہم مرد میدان ہیں اور لڑائی کا تجربہ رکھتے ہیں اور شجاعت والے ہیں، جو ہم نے اپنے بزرگوں سے ورثے میں پائی ہے"۔ پس اسی طرح سب نے باری باری رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی۔ (ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ: (۱۹۷۲)، ص: ۲۹، ۳۰)

تبلیغ اسلام صرف اہل عرب کے لئے نہ تھی بلکہ تمام دنیا کے لئے تھی۔ جس طرح خدا ایک ہے اسی طرح دین بھی ایک ہونا چاہیے۔ اسلام عالمگیر ہے اور تمام لوگوں اور قوموں پر حاوی ہے اس کی عملی مثال نبی مبلغ کے ان مراسلات میں ملتی ہے۔ جو رسول اکرم نے ۶ ھ بمطابق ۶۸۸ء میں اپنے زمانے کے حکمرانوں کو بھیجے تھے آپ ﷺ نے سلاطین عالم کے نام دعوت نامے ارسال کئے گئے جس میں مکتوب بنام ہرقل شاہ روم

مکتوب بنام شہنشاہ خسرو پرویز

مکتوم بنام نجاشی شاہ حبش

مکتوب بنام روسائے یمامہ

Marfat.com

مکتوب بنام عزیز مصر

مکتوب بنام رئیس حدود شام حارث غسانی بادشاہ

(عبدالحمید دہلوی: ص: ۳۳/۷)

نبی مبلغ دین کی تبلیغ کے لئے کفار سے نبرد آزما رہے اور پیہم معرکہ آرائی میں بیس برس سے او پر گزار دیئے اور اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایک معاملہ دوسرے سے غافل نہ کر سکا اور دعوت اسلام اتنے بڑے پیمانے پر کامیاب ہوئی کہ عقلیں حیران رہ گئیں اور ایمان جدید سے حیات پائے ہوئے صحرا کا شبستان وجود اذانوں سے لرزنے لگا اور اس کی پہنائیوں کو اللہ اکبر کی صدائیں چیرنے لگیں۔ انسان بندوں کی بندگی سے نکل کر اللہ کی بندگی میں داخل ہو گیا۔ نوع انسانی کو دنیاوی مسائل اور اخروی معاملات میں سعادت کی راہ گئی۔ روئے زمین متغیر ہو گیا، تاریخ کا دھارا مڑ گیا اور سوچ کے انداز بدل گئے اس دعوت تبلیغ نے انسانی زندگی پر اثر دکھایا تو انسانی روح کو وہم وخرافات، بندگی وغلامی، تعفن وگندگی سے نجات دلائی اور معاشرہ کو نفسیاتی، ظلم وطغیان پراگندگی و بربادی، طبقاتی امتیازات، حکام کے استبداد اور کاہنوں کے رسوا کن تسلط سے چھٹکارا دلایا اور دنیا کو عفت ونظامت، آزادی وتجدید، معرفت ویقین وثوق وایمان، عدالت وکرامت اور عمل کی بنیادوں پر زندگی کی بالیدگی حیات کی ترقی اور حق دار کی حق رسائی کے لئے تعمیر کیا۔

(صفی الرحمٰن: (۱۹۹۶) ص: ۶۱۲، ۶۱۳)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مکی صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ کا لفظ ''تمملکت المخ من العظم تمکا'' جس کے معنی ہڈی میں سے مخ نکالنے کے ہیں کیونکہ مکہ فاجر انسان کو اپنے ہاں سے نکال باہر کرتا اس لئے بھی پڑا کہ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کو دھکیلتے ہیں بعض کے نزدیک یہ تباک سے ہے جس کے معنی ازدحام کے ہیں کیونکہ لوگ طواف کیلئے اس میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)،ص:۶۳۰)

مکہ مکرمہ کے کئی نام ہیں بکہ، ام، امم، ام القریٰ، القاسہ، البیت، العتلیق، الحاطمہ۔ (ابو علامہ ابو سعید، (۱۹۸۴)،ص:۳۷۷)

مکہ شہر امن:

''جو اس شہر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے'' (آل عمران:۹۶،۹۷)

اس سرزمین میں حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد بساتے ہوئے اس کیلئے امن کی دعا مانگی تھی یہ سرزمین اور یہ گھر اس دعا کی مقبولیت کا مظہر ہے، حرم مکہ میں داخل ہونے والا انسان بلکہ جانور تک محفوظ ہے، حرم وہ تمام علاقہ ہے جو مکے کو تمام اطراف سے گھیرے ہوئے ہے، اس کی حد مدینے کے راستے پر تنعم سے ورے بنی نفار کے گھروں کے پاس تین میل کے فاصلے تک چلی گئی ہے، عراق کے راستے پر عرفہ پر اور بطن ثمرہ سے سات میل اور جدہ کے واستے پر منقطع العشائر تک چلی گئی ہے جو دس میل کے فاصلے پر ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)،۶۳۲،۶۳۴)

یہ علاقے اس کی حدود جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا حرم قرار دیا ہے۔

مکہ کی تعظیم کرنے کا حکم حدیث سے واضح ہے حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ امت بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک وہ مکہ کی حرمت کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ کرنی چاہیے اور جب یہ عظمت نہ کریں گے۔ ہلاک ہو جائیں گے۔ (عالم فقری: (۱۹۸۸)،ص:۳۵۸)

مکہ کی فضیلت:

قرآن مجید میں بلد امین کی قسم کھائی گئی ہے اور وہ بلد امین مکہ ہے اسی طرح تورات میں بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طور کے ذریعے تجلی دی، ساعیر میں سے چمکا اور فاران کے پہاڑوں سے ظاہر ہوا۔ یعنی قرآن کا

Marfat.com

نزول مکہ کے پہاڑوں جنہیں فاران کہا گیا ہے۔ مکہ کی فضیلت اس لئے بھی ہے کہ یہاں اللہ کا گھر کعبۃ اللہ ہے۔
ایک اور جگہ آیا ہے اس شہر (مکہ) کی قسم اور تم اس شہر میں تو رہتے ہو۔ (بلد، ا۔۲)

حضور ﷺ نے فرمایا! ''اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو مکہ کے قدموں سے بچھایا ہے سب سے پہلے فرشتوں نے مکہ کی سرزمین کا طواف کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا!'' جو نبی بھی اپنی قوم کے ظلم وستم سے بھاگ کر آیا اسے مکہ کی سرزمین میں پناہ ملی اور وہ اللہ کی عبادت کرتا رہا''۔ (امام علامہ ابو سعید: ص: ۳۵)

حضور ﷺ نے فرمایا میری نگاہ میں روئے زمین پر ایسا کوئی شہر نہیں جہاں ایک نیکی کی جائے تو اس کے بدلے دس لاکھ نیکیوں کا ثواب ملے۔ ہاں یہ صرف مکہ مکرمہ ہے اس شہر میں ایک درہم صدقہ دینے والے کو ایک لاکھ درہم کا ثواب ملے گا۔ دنیا میں ایسا کوئی شہر نہیں جہاں اخیار کا دریا بہہ رہا ہو اور مقبول نمازیں ادا کی جاتی ہوں وہ صرف مکہ مکرمہ ہے۔

آنحضور ﷺ کی مکہ سے وابستگی:

آپ ﷺ ولادت سے نبوت تک تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں رہے۔ آپ اس سرزمین کے چپے چپے سے واقف تھے۔ آنحضرت ﷺ کو یہاں کے ذرے ذرے سے بہت پیار تھا۔ یہ مبارک اور مقدس شہر جو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اباؤ اجداد کا آبائی شہر تھا آپ ﷺ کو اس سے والہانہ محبت تھی یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کے جبر و استبداد کی وجہ سے جب اپنا گھر چھوڑا تو فرمایا!'' اے مکہ! مجھے معلوم ہے کہ تم دنیا کے بہترین شہروں میں سے ہو۔ جسے اللہ محبوب رکھتا ہے اور اے سرزمین مکہ تم دنیا کی بہترین زمین ہو جو اللہ کو پسندیدہ ہے۔ اگر مشرکین مکہ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا۔ (امام ابو سعید: (۱۹۸۴)، ص: ۳۵، ۳۴۹)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو آپ کی نگاہ دیواروں پر پڑتی تو آپ ﷺ مکہ کی محبت کی وجہ سے اونٹ کو دوڑانے لگتے اور اگر گھوڑے پر سوار ہوتے تو اسے بھگاتے۔ (عالم فقری: (۱۹۸۸)، ص: ۳۵۸)

ترمذی میں یوں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ''اے مکہ! اللہ کی قسم تو اللہ کی سرزمین کا بہترین حصہ ہے اور اسے زمین کے سب حصوں سے سب سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے زبردستی نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔ آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے وقت جمرہ عقبہ پر کھڑے ہو کر فرمایا! ''اللہ کی قسم تو بہترین زمین ہے اور تو مجھے سب زمینوں سے پیاری ہے اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔

رسول اکرم ﷺ مکہ میں تیرہ سال قیام پذیر رہے یہ ان کی عالمی دعوت کا مشکل ترین دور تھا۔ ابتدائی تین سال آپ ﷺ نے اسلامی دعوت کے کام کو رازدارانہ کیا۔ ۴ھ نبوی میں آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے اعزہ

Marfat.com

اور خاندان کے لوگوں کو دعوت دیجئے اور اسلام کی دعوت اور اللہ کا پیغام صاف صاف لوگوں تک پہنچایئے۔

آپ ﷺ کی اعلانیہ دعوت سے قریش مکہ اپنی جاہلی حمیت و غیرت کے سبب مشتعل ہو گئے اور مسلمانوں کی مخالفت شروع کر دی۔ ابو طالب آپ ﷺ کے چچا نے جب یہ دیکھا تو کھل کر حضور ﷺ کی حمایت کر دی اور مسلمانوں کی زندگی قریش کی ایذا رسانی، قید و بند اور مختلف قسم کی تعذیب و تکلیف سے دوبھر ہو گئی۔

۵ ھ نبوی میں حضور ﷺ نے جب دیکھا کہ مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا دین پر قائم رہنا ناممکن ہو گیا ہے تو مجبوراً مسلمانوں کو مخفی طور پر حبشہ ہجرت کرنے کا مشورہ دیا، تقریباً ۸۳ آدمی عزیز وطن کو خیر باد کر چلے گئے۔

۶ ھ نبوی میں قریش کی شدت و تعذیب کے باوجود حضور ﷺ کی اعلانیہ دعوت سے لوگ متاثر ہوتے رہے اور مسلمان بڑھتے رہے۔ ۶ ھ نبوی کے آخر میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ محمد ﷺ اور ان کے پورے خاندان کو شہر بدر کر دیا جائے اور مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے اور محاصرہ ڈال کر فاقہ کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے چنانچہ بائیکاٹ کا عہد نامہ لکھ کر خانہ کعبہ پر آویزاں کر دیا گیا۔

یکم محرم ۶ ء نبوی کی شب ابو طالب تمام خاندان سوائے ابولہب کے شعیب ابی طالب میں جا کر محصور ہو گئے۔ یہ محاصرہ تین سال تک رہا، ۱۰ ھ نبوی کے آخر شوال میں آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے تاکہ بااثر لوگوں کی پناہ حاصل کر کے عالمی مشن کی آزادانہ دعوت و تبلیغ کی راہ نکالی جائے مگر وہاں کے سرداروں کے ہاتھوں آپ ﷺ کو شدید تکلیف پہنچی اور کہا کہ ہمارے شہر سے چلے جائیں اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ آپ ﷺ پر پتھر برسائے۔ آپ ﷺ زخموں کی تاب نہ لا کر بیٹھ جاتے تو بازو تھام کر اٹھا دیتے۔ طائف سے قرن تعالب تک بے ہوشی کے عالم میں آئے طائف سے ناکامی کے بعد آپ قبیلہ کے سرداروں کے پاس عالمی مشن کی دعوت لے کر جاتے کہ شائد وہ آپ کی حمایت و پناہ کی ذمہ داری لے مگر کسی نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ ۱۱ ھ نبوی میں ان ہی مایوسیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں امید کی کرن جاگی اور بیعت عقبہ اولیٰ میں انصار کے بارہ اشخاص نے آپ ﷺ کی بیعت کی۔

۱۲ ھ نبوی میں انصار کے ۷۳ اشخاص حج کے موقع پر اپنی قوم کے پانچ سو بت پرست ساتھیوں کے ساتھ آئے تو اس بات پر بھی بیعت کی کہ ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ انصار مدنیہ جب واپس جا چکے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو اجازت دی کہ مدنیہ ہجرت کر جائیں۔ جب صحابہ مدینہ ہجرت کر گئے تو قریش نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ آپ ﷺ اپنے گھر میں حضرت علیؓ کو بٹھا کر جبل ثور کی غار میں جا کر پوشیدہ ہو گئے۔ اس طرح آپ کا پسندیدہ شہر مکہ آپ سے چھٹ گیا۔ (عبدالصمد رحمانی: (۱۹۸۷)، ص: ۷۴، ۸۰)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مذکر ﷺ

مذکر کے معنی ہیں نصیحت کرنے والا، یاد دلانے والا، بار بار یاد کروانے والا، یاد دہانی کروانے والا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا اور یاد کروانے والا بنا کر بھیجا کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو نصیحت فرمائیں جو دنیا کو ہی اپنا منتہائے مقصود سمجھتے ہیں اور آخرت بھولے ہوئے ہیں۔ دنیاوی عیش و عشرت نے انہیں جکڑ رکھا ہے اور وہ اس کی دلچسپیوں میں گم ہو کر رہ گیا ہے وہ بھول گیا ہے کہ دنیا ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں ایک روز یہ چھوڑ کر رب کریم کے آگے جواب دہ ہونا ہے۔ نبی مذکر کو اسی غفلت کو چاک کرنے اور لوگوں کو یاد دہانی کروانے کے لئے بھیجا گیا کہ عارضی اور وقتی سکون و طرب کو چھوڑ کر ابدی اطمینان کی طرف توجہ دو۔ نبی پاک ﷺ ہر ہر قدم پر لوگوں کو نصیحت کرتے رہے اور قرآن کی تعلیمات اور قوانین کو بتاتے رہے اور اللہ کے پیغام کو لوگوں کو تک پہنچاتے رہے۔ آپ ﷺ اللہ کے پیغام کو واضح طور پر لوگوں کو بتاتے رہے مگر کبھی جبر نہ کیا کیونکہ آپ ﷺ تو صرف نصیحت کرنے والے بنا کر بھیجے گئے تھے۔ مختلف موقعوں پر آپ ﷺ لوگوں کو حوالوں سے برائی اور اچھائی میں فرق بتاتے رہے کہ برائی کا انجام برا ہے اور اچھائی تو بھلائی کی طرف لے جاتی ہے اور جو لوگ نصیحت کو پکڑ لیتے ہیں وہ دنیا کے لہو لعب میں غرق نہیں ہو جاتے انہیں خدا کی رضا درکار ہوتی ہے اور وہ قدم قدم خدا سے ڈرتے ہیں اور بھلائی کا کام کرتے ہیں اور یہ بھلائی دراصل ان ہی کے فائدے کے لئے ہے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص ۵۵۰، ۵۵۱)

قرآن پاک میں آپ ﷺ کو نصیحت کرنے والا کہا گیا ہے۔

''کہ آپ ﷺ نصیحت کیجئے کیونکہ آپ نصیحت ہی کرنے والے ہیں۔ (الغاشیہ: ۲۱)

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے ''آپ ان لوگوں کو نصیحت کریں جو میرے عذاب سے ڈرتے ہیں'' (ق: ۴۵)

یعنی نصیحت اگرچہ تمام لوگوں کے لئے ہوگی مگر اس کا اثر وہی قبول کریں گے جو خدا کے عذاب وعید سے ڈرتا ہے اور ایمان افروز ہیں۔

''اور آپ ﷺ نصیحت کرتے رہیے کیونکہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دے گی۔'' (الذاریات: ۵۵)

''پس آپ نصیحت کرتے رہیے کیونکہ کہ آپ اپنے رب کے فضل و کرم سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ ہی دیوانے'' (الطور: ۲۹)

کیونکہ لوگ آپ ﷺ کو کاہن و مجنوں ہی نہیں سمجھتے تھے بلکہ شاعر بھی کہتے تھے۔ خدا نے نبی مذکر سے فرمایا

Marfat.com

انتظار کرو۔ زمانے کی گردش ان کو سب کچھ سکھا دے گی اور یہ جان جائیں گے کہ آپ کی ہر بات میں نصیحت و ہدایت چھپی ہے اور اس وقت انہیں اپنے بدانجام کا پتہ نہیں اور نہ ہی یہ نصیحت پکڑنے والے ہیں اور عنقریب یہ اپنے بدترین انجام کو پہنچ جائیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی مقصد ہی انجام بد سے ڈرانا اور خدا کے پیغام کو پھیلانا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ہر موقع پر یاددہانی کرواتے رہے اور عبرت و یاددہانی تو بصیرت والے لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کرنے کے لئے بھیجا تھا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین کرتے رہے تاکہ شیطان کے ورغلانے میں لوگ آکر اپنی عاقبت خراب نہ کرلیں۔

نبی مذکر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ لوگوں کو بھلائی کی نصیحت کی اور ہمیشہ انسانوں کے دلوں کی سیہ کاریوں اور اوہام کے طلسم کو توڑا اور غلط رسم و رواج کی بندشوں کو کھولا اور انسانوں کو غلامی سے آزاد کروا کر صرف خدا کی غلامی کا پرچار کیا۔ ''وہ ان کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور اچھائیوں کو ان کے لئے حلال اور خبیث چیزوں کو حرام ٹھہراتا ہے (اعراف:۹)

نبی مذکر نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے والے، نیک کام کے بدلے جنت کی خوشخبری سنانے والے، آیات الٰہی کی تشریح کرنے والے، نجاستوں سے پاک صاف کروانے والے تھے تاکہ لوگ ہدایت کی راہ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی مذکر صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت و نصیحت کے لئے ہی منتخب کیا تاکہ بنی نوع انسان گمراہی کے راستوں میں ڈوب کر اندھیروں میں نہ بھٹک جائیں اور اپنا مقصد حیات ہی کھو دیں۔

قرآن پاک میں ہے! ''آپ کھڑے ہو جایئے اور ڈرایئے'' (المدثر: ع ۱)

''آپ کہہ دیجئے میں کھلم کھلا ایک ڈرانے والا ہوں'' (الحجر: ع ۴)

''اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں خبردار کروں اور جس کسی کو یہ پہنچے اس کو بھی'' (الانعام: ع ۲)

''یہ قرآن نصیحت یہ سارے عالم کے لئے۔'' (الانعام: ع ۱۰)

''آپ کے ذمہ تو بس پہنچا دینا ہے'' (آل عمران: ع ۲)

قرآن پاک میں ہے کہ اللہ نے نبی کے ذریعے اپنے احکامات پہنچا دیئے اب جو مانے گا وہ فلاح پائے گا اور جو نہ مانے گا عذاب میں گرفتار ہوگا۔

اے رسول پہنچا دیجئے جو کچھ آپ پر اتارا گیا۔ (المائدہ: ع:۱۰)

نبی مذکر کے ذمہ پیغام پہنچانا تھا منوانا نہیں۔ جنہوں نے مانا خدا راضی، نہ مانا خدا خود دیکھنے والا ہے۔ فرمایا گیا! ''کتاب والوں اور ان پڑھوں سے کہیے کیا تم نے اسلام قبول کیا اگر کیا تو ہدایت پائی اور اگر منہ پھیرا تو

Marfat.com

(تجھ پر اے رسول) صرف پیغام پہنچا تا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ (آل عمران:۲)

اسلام کی ہدایت قبول کرنے میں کوئی زبردستی نہیں اگر قبول کیا تو حق کی راہ پائی اگر انکار کیا خدا اور اس کے بندے کے درمیان معاملات ہیں۔

''تیرا فرض صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور ہمارا فرض ان سے حساب لینا ہے۔ (رعد:٦)

نبی مذکر نصیحت کرنے والے تھے۔ خدا کا پیغام پہنچانے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

''تو (اے پیغمبر) نصیحت کر، تو تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ ان پر داروغہ نہیں۔ لیکن جس نے منہ پھیرا اور انکار کیا تو خدا اسے بڑی سزا دے گا، بے شک پھر ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہمیں پر ان کا حساب ہے۔ (غاشیہ: ا)

ایک اور جگہ نبی مذکر کو فرمایا گیا!

''اور اگر وہ انکار کریں تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا تیرا کام صرف پہنچا دینا ہے یہ سب خدائے مکافات عمل کے تحت ہوگا۔ انکار پر پکڑ، اقرار پر فضل (شوریٰ:۵)

نبی مذکر نے خدا کا پیغام ہر ہر قدم پر ہر ہر موقع پر پہنچایا۔ ہدایت کے راستے بتائے، نصیحت کے دروازے کھولے، یاددہانی کے سبق دہرائے، تبشیر و مواعظت کے پنڈال سجائے مگر عبرت و یاددہانی ارباب بصیرت ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ نبی مذکر ﷺ نے ساری زندگی خدا کے احکامات پر خود بھی عمل کیا اور بنی نوع انسان کو بھی تلقین کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ ہر انسان کو نبی مذکر ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

Marfat.com

محمود ﷺ

محمد اور محمود، حمد سے مفعل کے وزن پر اس ہستی کو کہا جاتا ہے جس میں نیکیاں اور خوبیاں اس قدر زیادہ ہوں کہ اس کی بے تحاشہ تعریف کی جائے اور اسے سراہا جائے۔ خیر کی تمام خصلتیں، علم وعرفان کی تمام بلندیاں، معارف اخلاق اور افعال جن پر حمد کا اطلاق ہوتا ہے وہی اس کا مستحق ہوتا اور ایسی ہی ذات اقدس کو محمود کہتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ محمود بھی ہیں، محمود الصفات بھی اور محمود المقام بھی۔ آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، کائنات کے تمام انسانوں میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ سراہا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرشتے اور اہل ایمان سب آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کو اپنے رب کی طرف سے ایک ایسا بلند پایہ مقام ملا ہے کہ کوئی نبی یا فرشتہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ (طاہر مصطفیٰ ۱۹۹۸، ص ۲۷، ۲۸)

نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مقام محمود پر فائز کیا اور ان کے مقدس ہاتھوں سے ایک ایسا انقلاب آفریں نظام عطا کیا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور محمود ہیں وہ نبی جنہوں نے عملاً اس نظام کو نافذ کر کے دکھایا۔ نبی ﷺ اپنی صفات کاملہ کی وجہ سے اللہ اس کے فرشتوں اور اس کی مخلوق کے نزدیک محمود ہیں۔

منیر افضل پیر کرم شاہ الازھری کے حوالے بیان کرتے ہیں:۔

''اہل ارض آفت زدہ تھے، جہالت و بربریت کی چیرہ دستوں سے معاشرہ خون کے آنسو رو رہا تھا، یاس و قنوت کی ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگھور گھٹا اٹھی، جس کا ہر قطرہ پیار آفریں تھا اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا، یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی، تو ہمات وعقائد باطلہ کے قفس کی تیلیاں ایک ایک کر کے بکھرنے لگیں اور ہمائے بشریت کو عرش کی مقدس مطہر رفعتوں سے پھر دعوت پرواز آنے لگی۔ دنیا والوں نے اس شوخ وشنگ اور خیرات و برکات سے بھرپور گھٹا کو محمد ﷺ کے دلنواز نام سے پکارا، عالم بالا کے مکینوں نے اسے احمد کہا لیکن حقیقت کی دلفریبیوں سے نقاب اس وقت اٹھا، جب اس کے خالق و مالک نے اسے محمود کہا''
(محمد منیر افضل، ۲۰۰۰، ص ۳۶)

لوگ بت پرست، آتش پرست، صلیب پرست تھے۔ وہ کسی معبود کو نہ جانتے تھے ایک دوسرے کا جانی دشمن تھا۔ ان کی سماجی اور معاشرے کی حالت دگرگوں تھی۔ جس کو جو اچھا لگتا اسی کو اپنا لیتا۔ نہ کوئی قانون تھا نہ اصول، تہذیب تمدن سسک رہی تھی، اعلیٰ انسانی اور اخلاقی اقدار پر قحط کا موسم طاری تھا۔ وحشت و بربریت کا ایسا دور کبھی

Marfat.com

تاریخ نے نہ دیکھا تھا۔

قتل و غارت، وحشت و سفا کی پر فخر و مباہات کا اظہار کیا جاتا، انسانیت، حیوانیت کی منزل میں تھی، کمزوروں سے ایسا انسانیت سوز سلوک روا رکھا جاتا تھا جس کے تصور سے ہڈیاں چٹخنے لگتیں اور دل بیٹھنے لگتا۔ غرض عالم انسانیت پر ظلم و جبر خوف و دہشت، بے بسی اور غلامی کی مہیب اور دہشت ناک رات مسلط تھی، اس وحشت ناک معاشرہ کو ذلالت کی گمراہی سے نکالا۔ جہالت سے نکال کر علم سکھایا۔ قلت کے بعد کثرت اور ذلت کے بعد عزت دی، تنگی کے بعد فراغی عطا فرمائی۔ کور بصیرتوں کی آنکھوں کو کھول دیا۔ بہروں کو کان دیئے۔ دلوں کے پردے اٹھا دیے۔ لوگوں نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ یہ سب فیض یہ سب اعجاز اسی نبی محمود ﷺ کا ہی ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت مومن بندوں میں ڈال دی۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵) ص:۵۳۰)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اس مرتبت کا تذکرہ یوں فرمایا ہے، ''امید ہے، آپ کا رب آپ کو مقام محمود بھی عطا کریگا'' (بنی اسرائیل:۷۹)

قیامت کے روز سارے انسان و ملائک آپ ﷺ کے منصب جلیلہ اور قیام رفیعہ کو جان کر آپ ﷺ کی شایان شان تعریف کریں گے، آپ ﷺ اس مقام پر صفت حمد کے ساتھ مشہور ہونگے اور مقام محمود پر کھڑے کئے جائیں گے، جس کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے، اس وقت سب اولین و آخرین آپ ﷺ کی تعریف و توصیف کریں گے، نیز آپ لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے'' (قاضی عیاض مالکی (۱۹۸۰)، ص:۳۴۹)

مقام محمود:

ڈاکٹر طاہر القادری نے رگ وید کے حوالے سے شائن دھرم کی وہ باتیں نقل کی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ نہیں مگر انداز سے نبی محمود ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔

''جس اگنی (اول خلق اور اول عبد) کا تمام وسیم ولا متناہی روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر جسم والی روح کہتے ہیں۔ (یہ مقام حقیقت محمدیہ ﷺ کا ہے) جب وہ پیکر جسمانی میں ہوتے ہیں تو تب آسر (سب سے بعد میں آنیوالا۔ نبی آخر الزمان ﷺ) اور نراشنس (محمد ﷺ) کہلاتے ہیں۔ (یہ بشری حیات کا ذکر ہے جس کے بعد اخروی حیات رہ جاتی ہے) اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ''ماتریشوا'' ہوتے ہیں اس وقت وہ ہوا کی طرح (روحانی ہوتے ہیں)'' (ڈاکٹر طاہر القادری (۲۰۰۱)، ص،۵۸۱)

مقام محمود سے مراد سراہا ہوا مقام جو عرش الٰہی کی داہنی جانب ایک مخصوص مقام ہوگا، جہاں قیامت کے روز آپ ﷺ جلوہ افروز ہونگے۔ خود اس مرتبہ کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنخضرت نے فرمایا، ''سب سے پہلے زمین مجھ پر شق ہوگی اور مجھے بہشت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا، پھر میں عرش کے داہنی دانب کھڑا ہونگا۔ مخلوقات میں کوئی فرد بھی میرے سوا اس مقام پر کھڑا نہ ہوگا'' (ترمذی)

Marfat.com

محمد علی چراغ نے مقام محمود کی وضاحت یوں کی ہے کہ قیامت کے روز تمام لوگ پریشان ہو جائیں گے اور گرمی و تشنگی کی شدت سے حواس باختہ ہو جائیں گے، تو سب مل کر انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے درخواست کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمارا حساب کتاب شروع کر کے فیصلہ کر دیا جائے تا کہ انتظار کی شدت ختم ہو، تمام بزرگ اس سے پہلو تہی کریں گے۔ آخر کار نبی پاک ﷺ اللہ کے حکم سے شفاعت فرمائیں گے اور اللہ کے دربار میں حساب کتاب شروع ہو جائیگا۔ یہ مقام محمود ہے، شفاعت گری کا جس سے مخلوق آپ ﷺ کی تعریف و توصیف کرے گی۔ بعض لوگوں کے نزدیک نماز تہجد صرف حضور پر ہی فرض تھی اس نماز کی وجہ سے امتوں کے گناہ دور ہو جائیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''ہمارے حکم کی بجا آوری کی وجہ سے ہم تمہیں اس جگہ کھڑا کریں گے، جہاں کھڑے ہونے پر تمام مخلوق آپ کی تعریفیں کرے گی۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص ۵۳۳، ۵۴۳)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت میں سب سے پہلے اٹھنے والا میں ہوں اور میں ان کا خطیب ہوں، جبکہ لوگ وفد بن کر جائیں اور میں خوشخبری سنانے والا ہوں، جبکہ وہ مایوس ہونگے، اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھوں میں ہوگا اور اپنے پروردگار کے نزدیک بنی آدم کی اولاد میں سب سے بڑھ کر معزز مکرم میں ہوں'' (ترمذی)

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں اور تمام بنی آدم اس روز میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس پر سے زمین شق ہوگی اور کوئی فخر نہیں'' (ترمذی)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن مقام محمود پر پہنچایا جاؤ نگا میں اپنی امت سمیت ایک ٹیلے پر کھڑا ہونگا، مجھے سبز رنگ کا صلہ پہنچایا جائیگا، پھر مجھے اجازت دی جائیگی کی میں جو چاہوں کہوں گا، یہی مقام محمود ہے، پھر میں عرش تلے آ کر اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ نگا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد وثناء کے وہ الفاظ کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی اور پر نہیں کھلے تھے'' (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص ۵۳۳)

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اولین و آخرین پر فضیلت دی ہے اور جتنی بھی آپ ﷺ کی ذات کی تعریف کی جائے کم ہے۔

اللھم صلی علیٰ محمدٍ و علی الہ واصحابہ و بارك و سلم

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

مکرم کے معنی ہیں صاحب تکریم ،عزت وشرف والا ، بڑی عزت والا ،اعلیٰ اقدار والا ،مکرم یعنی عزت دیا گیااور تکریم بخشا گیا بھی ہوتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ رب العزت میں بڑی قدر وعزت اور مقام ومنزلت تھی اپنے اخلاق واطوار جمیلہ کے باعث وہ لوگوں میں سب سے محترم ومقدم تھے اوران کی بڑی فضیلت اور مقام تھااور انہیں بڑی عزت واحترام سے دیکھا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جو بزرگی وعظمت ،امتیازات ،اعزازات ،شان نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی کسی کونصیب نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازات واعزازات کواللہ تعالیٰ نے جا بجا قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے اسماء الحسنٰی کا ذکر فرمایا ہےاسی طرح متعدد مقامات پرحضور نبی اکرمؐ کے اسمائے گرامی اور القابات احسن سے بھی پوری طرح انسانیت کومتعارف کروایا ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ لاتعداد اور بے حساب ہیں اسی طرح حضور نبی پاکؐ کے اسمائے گرامی بھی ان گنت ہیں۔

''جب نبی مکرم کی تحسین وتبریک خود پروردگار نے فرمائی ہوتو اس کی عظمت ، بزرگی ،اعزاز وامتیاز وتقدیس اور احترام ،واکرام ، بزرگی وبرتری کا کیا مقام ومرتبہ ہوسکتا ہے'' (محمد علی چراغ ،(۲۰۰۵) ص،۶۲۱، ۶۲۴)

قرآن کریم میں نبی مکرم کے بارے میں فرمایا گیا ہے،''اے رسول ہم ان سے پہلے قوم فرعون کوآزما چکے ہیں،انکے پاس رسول کریم آئے'' (الدخان:۴۴، ۱۷)

ایک اور مقام پرفرمایا کہ''(یہ قرآن)یقیناً معزز رسول پراترا ہے'' (التکویر:۸۱، ۱۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحسین وتبریک پرارشاد ہوتا ہے،'' خدااور ملائکہ رسول اللہ کے کارناموں پرتحسین آفرین کہتے ہیں،تم بھی اللہ کے رسول کے اس مشن میں تائید کیا کرواوراس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ اس کی پوری اطاعت کیا کرو'' (۳۳، ۵۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر،اے ایمان والو!تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردرود بھیجا کرواور بڑے ادب سے سلام عرض کیا کرو'' (الاحزاب:۵۶)

رسول مکرم کی اطاعت:

اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم کی اطاعت کا حکم دیا ہےاور فرمایا جولوگ نبی کا اتباع کرتے ہیں ان کے لیے فلا

Marfat.com

ح وکامیابیاں ہیں اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی، نبی پاک، نبی مکرم کو خدا نے عظمت بخشی، رفعت بخشی، افضل مقام بخشا اسی لئے رسول کی اطاعت ہی خدا کی اطاعت ہے، اس تکریم کو اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے، ''اے رسول کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کا دم بھرتے ہو تو میرے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کرو۔ میری اتباع کرو تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے'': (۱۲۳:۳)

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی بزرگی اور عظمت کے بارے میں ایک جگہ اور فرماتے ہیں۔

''انہیں کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' (۱۳۲:۳)

''اے رسول! ہم نے تمہیں عالم انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، اور اس صداقت کبریٰ پر اللہ تعالیٰ کی شہادت بہت کافی ہے'' (۷۹:۴)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محاسن جمیلہ و اخلاق حمیدہ، کرامت و الیت دین اور بے شمار فضائل سے آپ ﷺ کو خصوصیت بخشی نیز ظاہر معجزات واضح براہین اور نمایاں بزرگی کے ساتھ آپ ﷺ کی تائید فرمائی، جن کا آپ ﷺ کے معاصرین نے مشاہدہ کیا۔ جنہیں دیکھنے والوں نے دیکھا اور بعد میں آنے والوں تک جن کا یقینی علم پہنچا، یہاں تک کہ اس کی حقیقت کا علم ہم تک پہنچا اور امن کے انوار کا ابر کرم ہم پر بھی برسا۔

قاضی عیاض مالکی نے مختلف روایات سے آپ ﷺ کے مکرم ہونے کی وضاحت کی ہے۔

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہےں کہ معراج کی رات نبی کریم ﷺ کے حضور براق پیش کیا گیا، جو لگام اور زین سے مزین تھا۔ سواری کے وقت براق اچھلنے لگا جو اظہار مسرت کے طور پر تھا، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس سے فریاما، اے براق! تو محمد ﷺ کے حضور ایسی حرکت کر رہا ہے۔ حالانکہ تیری پیٹھ پر کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو اللہ کے نزدیک ان سے معظم و مکرم ہو، اتنا سنتے ہی براق پسینہ پسینہ ہو گیا''

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں حضرت آدم علیہ اسلام کی ساری اولاد سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم و معظم ہوں اور یہ مخر کے طور پر نہیں کہتا، یعنی تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں جملہ اولین و آخرین سے زیادہ بزرگ ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہتا''

ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باری تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ، ''اے حبیب جو چاہو مجھ سے مانگو، میں عرض گزار ہوا، اے رب! مانگوں تو کیا مانگوں؟ جبکہ تو نے حضرت ابرہیم علیہ اسلام کو خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا، حضرت نوح علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسی حکومت عطا کی جو کسی اور کو مراحمت نہیں فرمائی جائیگی ارشاد باری ہوا اے حبیب میں نے جو تمہیں مراحمت فرمایا ہے وہ سب سے بہتر ہے میں نے تمہیں کوثر عطا کیا،

Marfat.com

تمہارے نام کو اپنے نام سے ملایا، جس کے منادی فضاؤں میں سنی جاتی ہے اور زمین کو تمہارت لئے اور تمہاری امت کے لیے پاک قرار دیا اور تمہاری خاطر تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے اور تمہیں بخشوانے والا بنایا، قبل ازیں میں نے کسی کے ساتھ ایسا نہیں کیا اور تمہاری امت کے دلوں کو صحیفے بنایا اور حق شفاعت کو تمہارت لئے اٹھا کر رکھا تھا جبکہ یہ حق کسی دوسرے نبی کے لیے نہیں رکھا گیا'' (قاضی عیاض مالکی، (۱۹۸۰)، ص، ۳۷، ۲۵۳، ۲۵۸، ۲۵۹)

رسول کریم ﷺ کے مکرم ہونے کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہوسکتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، ''اے موسیٰ یاد رکھو۔ توریت کا دیباچہ میرے حبیب کے اوصاف سے پر ہے۔ توریت کا خاتمہ میرے حبیب کی فضلیت سے پر ہے''

انجیل کا ابتدائیہ حبیب خدا سے مزین ہوگا۔ انجیل کا خاتمہ حبیب خدا کے ذکر سے مزین ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام مخلوقات سے مکرم ہیں جن پر آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے، وہ صاحب مصاب ہوگا، وہ پیغمبر رحمت ہوگا، وہ سال کی بہار ہوگا۔ وہ معدن خیر ہوگا، وہ سالار انبیاء ہوگا، وہ پیشوائے نیکاں ہوگا، وہ میرا بندوں کا نور ہوگا۔ وہ معدن حکمت ہوگا اور جان لو اے موسیٰ ''محمد ﷺ میرا برگزیدہ بندہ ہے، نہ وہ درشت خو ہے، نہ سخت گو، نہ بازاروں میں آوازیں بلند کرے گا، نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیگا بلکہ معافی دے گا، انہیں امت پر اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں'' (علامہ ابوسعید، (۱۹۸۴)، ص، ۱۱۹، ۱۲۰)

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے امتیازات واعزازت کا خود ذکر فرمایا تو اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کیونکہ نہ آپ صلی اللہ علیہ سولم کو سراہے اور مکرم جانے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مبینؐ ﷺ

نبی پاک ﷺ کا ایک اسم مبارک مبین بھی ہے اس کا مادہ (ب ی ن) ہے۔ جس کا مطلب ہے واضح ہونا چھپے ہوئے اسرار و بھید کا سامنے آ جانا، اسی لئے مبین کا مطلب روشن کرنے والا، وضاحت سے حقائق کو بیان کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ کے وہ احکام جو وحی کے ذریعے آپ ﷺ تک پہنچے وہ پیغام نبی مبین نے لوگوں کو وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کئے اسی لئے آپ ﷺ کو نبی مبین بھی کہا جاتا ہے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص ۴، ۵)

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے قرآن کو آپ ﷺ پر اتارا جو آپ ﷺ نے وضاحت کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا۔ آپ ﷺ معلم قرآن بھی ہیں داعی قرآن بھی، مبین قرآن بھی اور نمونہ قرآن بھی۔ آپ ﷺ نے وحی الٰہی کے پیغامات کو لفظ لفظ پڑھ کر سنایا بھی اور ایک ایک آیت کھول کھول کر وضاحت سے بندوں تک پہنچائی اور پھر قرآنی اصطلاحات کا مفہوم بھی اپنے عمل سے متعین کیا اور قرآنی اصول و احکام کو عملی مسائل پر منطبق کر کے ارشادات الٰہی کو ایک واضح شکل دی اور نت نئے ابھرنے والے سوالات کی توضیح بھی کی۔ (محمد اقبال رانا: ص ۱۳۰)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس خمسہ عطا کئے یعنی قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت ذائقہ، قوت، شامہ، یہ وہ پانچ ذرائع ہیں جس کی بدولت انسان اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتا ہے مگر یہ حواس صرف ظاہری دنیا کی حقیقتوں کے علم تک محدود ہیں اور ان کا دائرہ کار محدود ہے جس کی رسائی مادی اور طبعی دنیا تک مبنی ہے اور غیر مادی اشیاء کا ادراک حواس ظاہری کے ذریعے ناممکن تھا اور اس صورت میں انسان بے بس تھا۔ وہ پوشیدہ اسرار و حقائق، بھید جہاں انسانی عقل و فراست دم توڑ گئی اور وجدان بے بس ہو کر رہ گیا تو وحی کی صورت میں وہ سرچشمہ علم پیکر نبوت و رسالت کی صورت میں مبعوث فرما دیا گیا اور آپ ﷺ نے وحی کے ذریعے تمام علوم کھول کھول کر بیان کر دیئے۔ نبی مبین کو اللہ تعالیٰ نے علم کا وہ سرچشمہ عطا فرمایا جو انس کی تخلیق کا مقصد اس کے خالق کی ذات کی نشاندہی اور اس کی صفات و افعال کی معرفت عطا کرتا ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی کے حقائق بھی کھل جاتے ہیں۔ غرض کہ وہ تمام مخفی علوم جو چشم عالم سے پوشیدہ تھے نبی مبین کے ذریعے آشکار ہو گئے۔ نبی مبین نے تمام جزیات کو تفصیل سے بیان فرمایا، انسان کو خداشناس کرایا، حقائق ایمانی سے بہرہ ور کیا خود آشنائی کا ہنر سکھایا، معرفت و عرفان کے بھید کھولے۔ (ڈاکٹر طاہر القادری: ۲۰۰۲، ص ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۵۳)

Marfat.com

قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے!

''کہہ دیجئے اے لوگو! میں تو تمہاری طرف واضح خبردار کرنے والا ہوں'' (الحج:۴۹)

''کہہ دیجئے میں تو صاف صاف اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں'' (الحجر:۸۹)

''حالانکہ ان کے پاس کھلم کھلا رسول آیا'' (الدخان:۱۳)

''تمہارا یہ رفیق مجنونوں جیسی باتیں نہیں کرتا بلکہ یہ جو کچھ کہتا ہے گویا آنکھوں دیکھا کہتا ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو علم کے افق مبین یعنی بلندترین اور وسیع مقام پر پایا ہے'' (تکویر:۳۲،۳۳)

آپ ﷺ احکام خداوندی کو واضح انداز میں بیان کرنے والے تھے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے ایک دن آپ ﷺ سے کئی سوال کئے آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آج جو پوچھو گے میں اس کا واضح جواب دونگا۔ (صحیح بخاری)

مکی زندگی میں جب کہ شرک اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا لوگ دنیاوی و مادی آسائش کی چکا چوند میں گم تھے بنی اسرائیل بھی اپنے بزرگوں کی تعلیم کو بھول چکے تھے، حضرت ابراہیم کی تعلیم پس پشت جا چکی تھی اس وقت خدائے بزرگ و برتر نے ایک ایسا رسول جو احکام الٰہی کو صاف صاف سنانے والا تھا، شرک کو مٹانے والا تھا لوگوں کو ان کی بداعمالیوں پر واضح الفاظ میں اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا تھا مگر باوجود راہ کی ناسازگاری کے نبی مبین استقامت و ثابت قدمی کے ساتھ تواتر و تسلسل کے ساتھ حقائق خدا کو واضح کرتے رہے کھلے انداز میں لوگوں کو ڈراتے رہے کہ برے اعمال کے نتیجے میں خدا کا غضب گھیر لے گا۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۵۰۳،۵۰۶)

قرآن پاک میں بھی نبی مبین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے کہلوایا!

''اے رسول! کہہ دیجئے ان کو کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں نہ ہی رسالت میں نے شروع کی ہے نہ ہی کوئی میں نرالی بات کر رہا ہوں رسالت کا سلسلہ تو شروع ہی سے چلا آ رہا ہے ہر قوم میں نبی آئے میں بھی ان جیسا ہی ایک رسول ہوں اور ایسا ہی پیغام لایا ہوں جو پہلے انبیاء لاتے رہے ہیں اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ جو پیغام حق اور سچائی میں پیش کر رہا ہوں یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ حق باطل پر غالب ہوگا لیکن اس حق و باطل کی لڑائی میں کہاں پر ہونگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا اس سے مجھے کوئی غرض نہیں میرا تو کام بس یہ ہے کہ میں وحی الٰہی کا اتباع کروں جو مجھ پر نازل ہوئی اور تمہیں غلط کاریوں سے روکوں اور اس کے انجام سے ڈراؤں۔ (الاحقاف:۴۹،۹)

نبی مبین ﷺ نے بڑی وضاحت سے کھلم کھلا دین کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور آنے والی مشکلات اور خدا کے عذاب سے ڈراتے رہے حالانکہ لوگ آپ ﷺ سے کہتے کہ جس عذاب کا ذکر آپ ﷺ کرتے ہیں وہ کیوں

Marfat.com

نہیں آجاتا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے وعدہ پورے ہونے کا وقت کے بارے میں میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ میں تمہاری بداعمالیوں پر تمہیں صاف صاف ڈرنے والا ہوں۔(۶۷،۲۶)

مکہ کے لوگ اور کفار جاہلیت وشرک کی خوفناک بیماری میں مبتلا تھے، باہمی منافقت اور جبر وتشدد کے لوگ عادی تھے۔آپ ﷺ کی روشنی اور واضح تعلیمات بھی ان پر کارگر نہ ہورہی تھی اور نہ ہی ہدایت کا راستہ لے رہے تھے بلکہ طرح طرح کی باتیں کرتے تھے یہ ان لوگوں کی بدقسمتی تھی کہ اتنی واضح ہدایت کو ٹھکراتے رہے حالانکہ ان کے سامنے آپ ﷺ کے عمل کا نمونہ بھی موجود تھا۔خدا کے حکم کے مطابق ہر مسئلہ کا حل بتایا حلال وحرام سکھایا، دین کے تمام اصول وطریقے بتائے، زندگی گزارنے کے، لین دین کے، معاملات کے، عبادات کے، حقوق کے، مسائل کے، امور کے، غرض کہ ہر نقطہ کو وضاحت سے اور کھول کھول کر بیان فرمایا تاکہ انسانیت ہدایت کی راہ لے۔

نبی مبین احکام خداوندی کو واضح اور کھول کر بیان کرنے والے تھے اور قرآن حکیم نے آپ ﷺ کے اس فرض نبوت کے بارے میں فرمایا! ''اے رسول ﷺ تمہاری ذمہ داری صرف اسی قدر ہے کہ تمام خدا کے احکام وضاحت کے ساتھ پہنچادو اور آپ ﷺ نے اپنے اس فرض کو بڑے احسن طریقے سے پورا کیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

منیرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

منیر سے مراد 'روشن' چمکنے والا، روشنی دینے والا، نور بکھیرنے والا، دلوں کو منور کرنے والا، قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیر کہہ کر پکارا گیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن چراغ اور ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حق کی روشنی کسی ایک جگہ کسی ایک مقام کسی ایک خطے کے لئے نہ تھی بلکہ پوری کائنات کے لئے تھے۔(محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص، ۶۴۳)

خداوند قدوس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور حق اور کتاب حق لیکر آئے تا کہ انسان کو انسانیت آ جائے، وحشیوں کو تہذیب مل جائے، مظلوموں کو نجات مل جائے، کفر مٹ جائے، شرک دفن ہو جائے، گمراہی چھٹک جائے، تاریکی مر جائے اور نور پھیل جائے۔ حق پھیلے، صداقت و امانت کا چرچا ہو، اسلام کی روشنی سے عالم منور ہو، امن و آشتی کا راج ہو، وحدانیت کے چرچے ہوں، اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اس سراجاً منیر صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر کائنات کی کایا پلٹ دی۔'' کفر و طغیان کے اندھیروں سے انسان کو نکال کر ایمان کے اجالوں میں انسانیت جگمگانے لگی۔

اس منیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے کہ حق کے مخالفین خدا کی صداقت و نور و ہدایت کو بجھا دینا چاہتے ہیں مگر یہ کبھی بھی ممکن نہیں ہو سکے گا۔

''یہ کفار چاہتے ہیں کہ نور کی شمع کو گل کر دیں اور ہدایت کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا کر رکھ دیں مگر اللہ کی مشیت یہ ہے کہ کافروں کے مکروہ ارادے کی نسبت اور نور لم یزل درجہ کمال تک پہنچے اگر چہ یہ کافروں کو کتنا ہی پسند کیوں نہ ہو۔(۹:۳۲)

ایک اور جگہ فرمایا! ''کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات اتارتی ہے تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کفر سے نکال کر نور کی روشنی میں لے آئیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بے حد شفیق اور رحم کرنے والا ہے۔''
(۵۷،۹)

پس تم ایمان لاؤ اللہ پر بعد اس کے رسول پر اور اس پر جو ہم نے نازل کیا قرآن کی صورت میں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔(تغابن:۸۲)

''قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ہماری تعلیمات اور قوانین سابقہ انبیاء پر بھی نازل ہوتے

Marfat.com

رہے اور اب یہی تعلیم اور قانون قرآن کریم کے ذریعے نبی منیر پر ودیعت کیا گیا اور جو اللہ کا نظام پھیلانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہدایت پر چلیں گے جن کی علامات کو یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں۔

نبی منیر صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جو وحی کے ذریعے اتاری گئیں اور ان امور سے روکتے ہیں جو اللہ کو ناپسندیدہ ہیں اور اسی وحی کے ذریعے تمام پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیا گیا اور ناخوشگوار چیزوں کو حرام قرار دیا گیا۔ لہٰذا جو لوگ اس قرآن کی ہدایت اور امور پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت کریں اور اس روشنی کی پیروی کریں جو قرآن میں نازل کی گئی تو وہی فلاح پانے والے ہیں اور وہی لوگ دین و دنیا کی معراج پائیں گے اور کامیاب و کامران ٹھہریں گے۔ (الاعراف: ۱۵۷)

''بے شک تمہاری طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (المائدہ: ۱۵)

''بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس نے خدائے لم یزل کے حق کو روشن فرما دیا اور اسلام کی شمعیں فروزاں کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی وجہ سے شرک مٹ گیا اور توحید کی روشنی پھیل گئی۔ (تفسیر ابن جریر)

''تمہارے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم روشن کتاب لیکر آئے۔'' (تفسیر ثنائی)

''تمہیں اللہ کی طرف سے ایک روشنی ملی جو کفر کی تاریکی کو دور کرتی ہے اور اپنی کتاب شریعت عطا کی جو قرآن ہے۔'' (تفسیر اموضح القرآن)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج اور منیر فرمایا ہے۔ دیکھا جائے تو سراج سورج کے لئے ہے اور منیر قمر کے لئے ہے کیونکہ سورج کی روشنی صرف دن کو ہوتی ہے اور منیر کا نور رات کو اللہ پاک نے اپنے محبوب کو دونوں روشنیوں سے بازیاب کیا نہ اکیلا سراج فرمایا نہ اکیلا منیر فرمایا بلکہ سراجاً منیر فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی ضوفشانیوں کو ہر وقت کے لئے مخصوص کر دیا نہ دن کی تخصیص رہی نہ رات کی۔ منیر اس لئے بھی فرمایا کہ اور چراغوں کے نیچے اندھیرا رہتا ہے مگر اس منیر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر طرف حق کی روشنی پھیلی ہے اور چراغ تو صرف ظاہر کو روشن کرتے ہیں مگر نبی منیر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر و باطن دونوں روشن ہو جاتے ہیں۔ دوسرے چراغ تو ہوا سے بجھ جاتے ہیں مگر چراغ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بجھانا چاہے وہ خود بجھ جاتا ہے۔ اور چراغ تو دن کو بجھ جاتے ہیں مگر چراغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ چمکنے والا ہے۔

اسی سراج منیر نے کفر و شرک کے اندھیروں میں ڈوبی ضلالت و گمراہی میں رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا اور باطل کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے انسان کو حق و صداقت کی روشنی دکھائی اور منیراً ایک ایسا چراغ ہے جو آندھیوں اور طوفانوں سے بھی نہ بجھ سکے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے نبی منیر کوفرمایا! اے میرے محبوب میں نے تیرے لئے نورحق کے چراغ کواس لئے روشن کیا ہے کہ کفر کی آندھیوں سے کبھی نہ بجھ پائے اور نہ ہی وہ قیامت تک ایسا کرسکیں گے۔ قیامت تک حق کی روشنی پھیلی رہے گی۔ جس طرح کائنات پر جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو چاند کی روشنی اس اندھیرے کو پاٹ دیتی ہے اسی طرح جب کفر کا اندھیرا چھا گیا، شرک و بت پرستی، ظلمت اور ضلالت حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس منیر کی نبوت کو روشن کردیا تا کہ لوگ رشد وہدایت پاسکیں اور گم گشتہ راہی راہ کا تعین کرسکیں۔

سورج، چاند اور ستارے نکلتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں لیکن نبی ﷺ ایسا چاند روشن ہوا کہ نہ کبھی کسی سے بجھا اور نہ ہی قیامت تک بجھے گا۔ کفار مکہ نے کیا کیا حیلے، حربے استعمال نہ کیے، اسلام کی روشنی کو بجھانے کے لئے لیکن یہ روشنی چاردانگ عالم میں پھیلی اور تا قیامت پھیلتی رہے گی کیونکہ اس چراغ کی روشنی خدا کا پیغام ہے اس کی تعلیمات ہیں اور جس کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔ (طالب حسین کرپالوی، جلد پنجم: ص، ۱۰۹، ۱۲۲)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مبشراً ﷺ

لفظ مبشر کا مادہ (ب ۔ش ۔ ر) ہے۔ جس سے لفظ بشارت بنا ہے۔ مبشر کے عام معنوں میں خوش خبری یا بشارت دینے والا۔ اچھی خبر سنانے والا یہ تبشیر سے اسم فاعل واحد مذکر ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس لفظ مبشر کا اصل ماخذ بشرۃ ہے۔ جس کے معنی ہیں کمال کی بالائی کے اسی سے بشارۃ اور بشریٰ بمعنی مژدہ کے ہیں۔ جس کا مطلب ہے خوشخبری حضور اکرم ﷺ کو مبشر اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو نیک اعمال کی بہتر اور خوش کن بشارت سنایا کرتے تھے۔ یعنی اچھے اعمال پر جنت، باغات اور رنگا رنگ نعمتوں کی خوش خبری سنانے والے تھے۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص: ۴۸۸ ۔ ۴۸۹)۔

آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی قرآن پاک میں کئی جگہ مذکور ہے۔ اس اسم پاک کا تلفظ دو طرح سے ہے۔ اگر تو مبشر یعنی ش پر زیر ہو تو اس کے معنی ہیں بشارت دیے گئے۔ اور اگر مبشر یعنی ش پر زبر ہو تو اس کے معنی ہیں بشارت دینے والے۔ نبی پاک ؐ پر یہ دونوں معنی صادق آتے ہیں۔ (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ (۱۹۹۸)۔ ص ۱۸۷

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ''اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہونگے'' اور آپ ﷺ مومنین کو بشارت دینے والے ہیں۔ اور کفار کے ڈرانے والے ہیں۔

''سو ہم نے اس قرآن کو آپ ؐ کی عربی زبان میں اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ اس سے متقی لوگوں کو بشارت دیں نیز ان سے جھگڑا کرنے والوں کو خوف دلائیں۔ (الاحزاب: ۴۵)

رسول بنا کر بھیجے گئے بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے تا کہ ان کے بعد لوگوں کے پاس خدا کے سامنے کوئی دلیل نہ رہ سکے۔ (النساء (۱۶۵)

اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر صرف مبشر اور نذیر بنا کر۔ (کہف: ۵۶)

بے شک یہ قرآن اس راستے کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بنی اسرائیل (۹۔۱۰)

شکر کا حقدار ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اس نے کوئی کج پیچ نہیں رکھا بالکل ہموار اور استوار، تا کہ وہ اپنی جانب سے جھٹلانے والوں کو ایک سخت عذاب سے آگاہ کر دے اور ایمان

Marfat.com

لانے والوں کو جو نیک اعمال کر رہے ہیں اس بات کی خوشخبری سنا دے کہ ان کے لئے بہت اچھا اجر ہے۔ (کہف: ۱۔۲)

پس ہم نے اس کتاب کو تمہاری زبان میں اس لئے سہل و سازگار بنایا تا کہ تم اس کے ذریعے خدا ترسوں کو بشارت پہنچا دو اور جھگڑالو قوم کو آ گاہی سنا دو۔ (مریم: ۹۷)

کیا لوگوں کو اس بات پر حیرت ہے کہ ہم نے انہیں میں سے ایک آدمی پر وحی بھیج دی کہ لوگوں کو ڈرائے بھی (ہمارے عذاب سے) اور مومنوں کو خوشخبری بھی پہنچائے۔ (یونس۔ ع۔۱)

''تمہارا معبود حقیقی تو بس ایک ہی اللہ ہے تو ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو اے محمد ﷺ آپ احکام الٰہیہ کے سامنے گردن جھکا دینے والوں کو جنت کی بشارت دیجئے'' (الحج: ۳۴)

''آپ مومنوں کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے'' (الاحزاب: ۴۷)

''تم ہدایت ربانی پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اے محمد ﷺ آپ ایسے محسنین کو بشارت سنا دیجئے۔'' (الحج: ۳۷)

اے محمد ﷺ آپ ایمان والوں کو بشارت سنایئے کہ ان کے رب کے پاس پہنچ کر ان کو پورا مرتبہ ملے گا (یونس۔۲)

اور مومنین کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔ (احزاب ۴۷)

''اللہ کی طرف سے مدد اور فتح قریب ہے۔ اے محمد ﷺ آپ مومنین کو خوش خبری سنا دیجئے۔'' (صف: ۱۳)

پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ مختلف تفاسیر و روایات کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

''آخری نبی جو نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں جن کی بابت تمام نبیوں نے بشارت دی ہے اور آسمانی کتابوں اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں نے بھی بشارت دی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جاروت بن عبداللہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا پھر اس نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا میں نے آپ کی تعریف انجیل میں پائی ہے اور بے شک آپ کی بشارت عیسیٰ ابن مریم نے بھی دی ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مجھے اللہ کے نبی نے بیان فرمایا کہ قیامت کے دن میں اپنی امت کا کھڑا ہو کر انتظار کرونگا کہ وہ پل صراط کو عبور کر لے۔ اچانک وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور کہیں گے یہ تمام انبیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں آپ سے سوال کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں لوگوں کو شفاعت اور رحمت کی اس وقت بشارت دونگا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب میرے امتی اللہ کے ہاں جائینگے تو میں ان کا قائد ہونگا جب وہ خاموش ہونگے تو میں ان کی طرف سے خطیب ہونگا اور جب وہ رد کے جائینگے تو میں ان کی سفارش کرونگا اور جب وہ ناامید ہونگے تو میں ان کو بشارت دونگا۔ (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ ۱۹۹۸) ص: ۱۸۸، ۱۸۹۔

قرآن پاک میں نبی ﷺ کے حوالے سے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ مومنوں کی زندگی اس دنیا میں بھی درخشندہ و

Marfat.com

تابناک ہوگی۔انہیں نیک اعمال کے بدلے نہایت باعزت مقام ملے گا اور ان کے اعمال کے خوشگوار نتائج سامنے آئیں گے۔اللہ کا رسول لوگوں کو نیک اعمال کے صلے میں نجات وفلاح کی خوشخبری دیتا ہے۔جو اس کے احکام بجالاتے ہیں انہیں بشارتیں سناتا ہے۔لیکن جو لوگ انکار کرنے والے ہیں ان کی تنذیر کرتا ہے۔

قرآن پاک میں جابجا نبی پاک ﷺ نے نیک کاری کے بدلے اچھے صلے اور اجر عظیم کی بشارت دی ہے۔جن لوگوں نے خوب کاری اختیار کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی اچھا صلہ ہے اور آخرت کا گھر اس سے کہیں بہتر ہے اور کیا ہی اچھا ہے۔متقین کا گھر (نحل:۳۰)

بے شک یہ قرآن اس رستہ کی طرف رہنمائی کر رہا ہے جو بالکل سیدھا اور ان مومنین کو جو نیک عمل کر رہے ہیں ایک اجر عظیم کی بشارت دے رہا ہے۔(بنی اسرائیل:۹)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا۔جس طرح ان لوگوں کو خلافت عطا فرمائی جو ان سے پہلے گزرے اور ان کے اس دین کو مستحکم کرے گا جس کو ان کے لئے پسند فرمایا اور ان کی اس خوف کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔(نور:۵۵)

جو سچائی لے کر آوے گا۔اس کے لئے اس سے بہتر بھلائی ہے اور جو برائی لے کر آویگا۔تو برائیاں کرنے والوں کو ویسا ہی بدلہ ملے گا۔جیسا وہ عمل کرتے تھے۔(القصص:۹)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔تو ہم نیکوکار لوگوں کا اجر ضایع نہیں کرتے۔(کہف:۴)

جو کوئی نیکی لے کر آیا۔اس کے لئے اس سے بہتر (نیکی) ہے۔اس دن ایسوں کو گھبراہٹ سے امن ہوگا اور جو برائی لے کر آیا۔اس کو اوندھے منہ آگ میں ڈالا جائے گا۔وہی بدلہ پاؤ جو تم کرتے تھے۔(انحل:۷)

جو لوگ برائیاں کرتے ہیں۔کیا وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ وہ ہم پر سبقت لے جائینگے۔برا ہے وہ جو فیصلہ کرتے ہیں۔اور جو لوگ ایمان لائے اور نیکیاں کرتے رہے۔ان سے انکی برائیاں ہم دور کر دینگے اور ان کے بہترین اعمال کا بدلہ ان کو دینگے۔(العنکبوت:۱)

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا۔تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جاوے اور ان پر ظلم ہرگز نہ کیا جاوے گا۔ہر امت کو ان کے نامہ اعمال کی طرف بلایا جاوے گا اور کہا جائے گا کہ آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔(الجاثیہ: ۴۳)

آسمانوں اور زمین کی چیزوں کا مالک اللہ ہی ہے تاکہ وہ برائی کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور بھلائی کرنے والوں کو اچھی جزا دے گا۔جو لوگ کبیرہ گناہوں اور فحش کاموں سے بچے رہتے ہیں سوائے چھوٹے گناہ کے تو بے شک تیرا رب وسیع بخشش والا ہے اور ہر شخص کی سعی دیکھی جاوے گی۔پھر اس کا پورا بدلہ اس کو دیا جائے گا۔(النجم:۳)

اے کافرو! آج عذر مت کرو۔تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جاوے گا جیسا تم عمل کرتے تھے۔(التحریم: ۱)

Marfat.com

وہ جس نے موت اور زندگی کو بنایا تا کہ تم کو آگاہ کرے کہ کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔(الملک:۱)

جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی۔ وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔(الزلزال:۱)

بے شک جو تقویٰ اختیار کرینگے اور ثابت قدم رہیں گے تو اللہ ایسے خوب کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔(یوسف: ۹۰)

اور جو لوگ اپنے رب کی رضا جوئی میں جمے رہے اور نماز کا اہتمام کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق بخشا اس میں سے چھپے اور کھلے خرچ کیا اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے رہے وہی لوگ ہیں جن کے لئے دار آخرت کی کامیابی ہے۔ (رعد: ۲۲)

اللہ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں قول محکم کی بدولت ثبات قدم بخشے گا ور ظالموں کو نامراد کردے گا۔ (ابراہیم: ۲۷)

اور اے پیغمبرؐ خوشخبری سنا دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اان کے لئے باغ ہیں جن کے باغ تلے نہریں بہہ رہی ہیں (البقرۃ: ۳)

قرآن مجید میں نبی ﷺ کے بارے میں سورت بنی اسرائیل میں فرمایا گیا ہے!

''کہ ہم نے (اے رسولؐ) تمہیں اچھے عملوں پر بشارت دینے والا اور برے عملوں پر عذاب الٰہی سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔(۱۷:۱۰۵) یعنی یہ کہ خدا کے اس حکم کو لوگوں تک پہنچا دینا رسول کا فرض ہے اور لوگوں کو بشارت دیں کہ جو اس دنیا میں نیک عمل کرینگے صراط مستقیم پر چلیں گے۔ اسے اخروی زندگی میں اس کے بدلے میں فلاح ملے گی چونکہ نبی پاک ﷺ نے مومنین کو نیکی کے صلے میں اللہ کی طرف رجوع کرنے کے صلے میں جنت اور باغات کی خوشخبری دی ہے۔ اور بداعمالوں کو عواقب سے خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اسی حوالے سے آپ ﷺ کو مبشر کہا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ماحِ ﷺ

ماحِ کا مطلب ہے۔ختم کرنے والا۔ مٹانے والا۔ چھٹکارا دلانے والا۔ نجات دلانے والا۔ نبی پاک ﷺ کو ماحِ اس لئے کہا گیا کہ آپؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کفروشرک کا ملیامیٹ، کیا محو کیا، یہاں محو سے مراد ختم کردینا، دور کردینا اور صاف کردینا، کسی نقش کو کھرچ کر مٹا دینا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کافرانہ نظام کو کھرچ کھرچ کر محبت وکوشش سے جدوجہد سے مسلسل مشقت سے نہ صرف ختم کیا بلکہ اسے مٹا کر رکھ دیا۔کفر یا شرک محض ایک مجرد عمل نہ تھا۔ بلکہ ایک پورا نظام تھا۔ایک نظریۂ حیات تھا۔جس کے تحت اس نظام زندگی کے تمام کام سرانجام دیے جاتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس کفری نظام کو نبی ﷺ کے ذریعے ختم کردیا۔اسی لئے آپ ﷺ کو ماحِ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔محمد علی چراغ۔ (۲۰۰۵)ص:۴۸۰،۴۸۱

ماحی آپ ﷺ کا صفاتی نام ہے۔جس کے معنی مٹادینے والا اس لئے مراد ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت سے باطل مٹ گیا اور حق غالب آ گیا۔محمد شریف قاضی،(۱۹۸۲)ص:۸۳۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے ’’اور یہ کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک، باطل مٹ ہی جانیوالا ہے۔(بنی اسرائیل:۸۱)

نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں ماحی ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کفر کو میرے ہاتھوں سے مٹائے گا۔رہا کفر کا مٹنا تو اس سے مراد مکہ معظمہ سے کفر کا مٹنا ہے یا سارے جزیرۂ عرب سے یا جتنی زمین آپ کے لئے سمیٹ دی گئی یا جن سے آپ کا وعدہ فرمایا گیا کہ امت محمدی وہاں تک غالب ہوگی۔عیاض مالکی،(۱۹۸۰)ص:۳۵۱

قرآن پاک میں ذکر ربانی ہے۔تاکہ اسے (اسلام کو) تمام ادیان پر غالب کردے۔(التوبہ:۳۳)

جہاں اہل عرب آسمانی مذہب کی دوسری حقیقتوں سے بے خبر تھے۔وہیں عبادات کے مفہوم سے بھی نا آشنا تھے۔ان میں اخلاقی اور مذہبی بدعملیاں تھیں، روحانی، خلوص وایثار اور خدا پرستی نام کو نہ تھی۔ وہاں یہود میں بے حکمی، نافرمانی، اکل حرام اور طاغوت کی پرستش عام تھی، توہمات، ٹوٹکا، عملیات اور توہمات میں مبتلا تھے۔اور عیسائی شہیدوں کی تصویروں مجسموں، یادگاروں اور مقبروں کو پوجتے تھے۔انہوں نے راہبانہ عبادت کے لئے نئے اور جسم کو آزار اور تکلیف دینے والے نت نئے طریقے اختیار کر رکھے تھے جن کا نام انہوں نے دینداری رکھا ہوا

Marfat.com

تھا۔ آنحضرت ﷺ کے مرض الموت میں ازواجِ مطہرات نے آپؐ سے اس کا تذکرہ کیا ان تصویروں اور مجسموں کے حسن وخوبی کو بیان کیا۔ نبی ﷺ ماحی نے فرمایا۔ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ تم ایسا نہ کرنا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں، احمدؐ ہوں، اور نبی الماحی ہوں۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو محو کرے گا۔ نبی پاک ﷺ جو کفر محو کیا وہ یہ ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ نے شرک و بت پرستی کا قلع قمع کر کے لوگوں کو خدائے واحد کی پرستش کی طرف مائل کیا۔

۲۔ آپ ﷺ نے تمام دنیا کے کبائر گناہ کو مٹایا۔ ظالموں اور فاسقوں کو صراطِ مستقیم کی طرف راغب کیا۔

۳۔ آپ ﷺ نے صغیرہ گناہوں کو مٹا کر باطنی صفائی کی۔ اس تزکیہ نفس سے آپ ﷺ کے امتی بہترین انسان اور بے مثال مسلمان بن گئے۔

۴۔ وہ جو بدقسمت لوگ جو اپنے پرانے مذہب سے چمٹے رہے وہ بھی اسلام کے پاک و صاف ماحول کی وجہ سے گناہوں کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

۵۔ دنیا سے جادوگری، فال، ٹونہ اور کہانت کو ختم کیا۔

۶۔ قتل وغارت کی ممانعت فرمائی۔

قرآن کے ذریعے آپ ﷺ نے لوگوں کو قتل کے انجام سے ڈرایا اسلام سے پہلے لوگ اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے احکام کے ذریعے بتایا کہ ''اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل مت کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی'' بنی اسرائیل۔۳۱

یہود و نصاریٰ تو کیا اہل عرب اللہ کی ایک ہستی سے واقف ضرور تھے۔ مگر اس کی عبادت و پرستش کے مفہوم کو نہ جانتے تھے۔ اپنے اپنے قبیلے کے جن بتوں کو حاجت روا سمجھتے اور پرستش کے قابل سمجھتے تھے ان پر جانور قربان کرتے اور اپنی اولادوں کی بھینٹ چڑھاتے تھے۔ سال کے مختلف اوقات میں بت خانوں کے میلوں میں شریک ہوئے تھے۔ پتھروں کے ڈھیروں کے سامنے مشرکانہ رسوم ادا کرتے یہ رسول ماحی ﷺ کی تعلیم ہی تھی کہ اہل عرب کو عبادت کے صحیح طریقوں سے آشنا کیا۔ عرب سے باہر بھی کہیں خدائے واحد کی پرستش نہ تھی۔ اپنے بادشاہوں اور رہبروں کے مجسمے اور ستاروں کے ہیکل پوجتے تھے۔ زردشت کی مملکت میں آگ کی پرستش جاری تھی۔ ہندوستان سے کابل، ترکستان، چین اور اجزائر الہند تک بودھ کی مورتیوں، سمادھیوں اور اس جلی ہوئی ہڈیوں کی راکھ کی پوجا ہو رہی تھی۔ عراق کے صابئی سبع سیارہ کی پرستش کی تاریکی میں مبتلا تھے۔ باقی تمام دنیا، پتھروں، درختوں، جانوروں، جنوں، بھوتوں اور دیوتاؤں کی پرستش کر رہی تھی۔ مذہب کی تکمیل اور اصلاح کے سلسلہ میں نبی ماحی ﷺ نے اس دنیا کے تمام معبدوں باطل معبودوں کو باہر نکال دیا۔ باطل معبودوں کی عبادت اور پرستش یک قلم

Marfat.com

محو کر دی۔ اور صرف اور صرف ایک واحد خدا کے سامنے مخلوقات کی گردنیں جھکا دیں اور فرمایا! خدا کے سوا نہ تو آسمان میں نہ زمین میں کوئی چیز انسان کے سجدہ اور رکوع و قیام کی مستحق نہیں۔ ہر عبادت اور ہر پرستش صرف اور صرف خدائے واحد کے لئے ہے۔ سید سلیمان ندوی، (۱۹۸۳)، ص: ۱۵۔۲۱، جلد پنجم

نبی ماحی سے پہلے نہ صرف عبادات کا واضح تصور تھا بلکہ معاملات کے بارے میں بھی کورے تھے۔ حرام و حلال کی تمیز ختم تھی۔ شراب خوری سے بڑھ کر اہل عرف کو کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ سود خوری ان کے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی تھی، اشیاء کا باہم گھٹ بڑھ کے مبادلہ ان کا معمول تھا۔ نبی پاک ﷺ نے ان سب سے منع فرمایا۔ بلکہ قلع قمع ہی کر دیا۔ علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ (۱۹۷۹)، ص: ۱۴۰۔۱۴۸

نبی ماحی ﷺ نے اس دنیا میں سے منافقت، خود غرضی، ناانصافی، قتل و غارت کفر، جود و جفا، اور سماجی و معاشرتی ناہمواریوں کا وجود ختم کرنے کے لئے آپ ﷺ نے دن رات محنت کی اور ایک عملی نمونہ بن کر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ماحی کے ذریعے کفر کے تمام باطل افکار و نظریات کو تہس نہس کر دیا۔ جھوٹ و کذب کو پھیلانے والی تمام قوتوں کو نیست و نابود کر دیا اور حق کی شمعیں چاردانگ عالم میں روشن کر دیں۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص: ۴۸۶)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مقتصدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی مقتصد بھی ہے۔ جس کا مطلب ہے درمیانی راہ پر چلنے والا نہ بخیل نہ اسراف۔ اعتدال کی راہ پر چلنے والا۔ درمیانی راستہ اختیار کرنے والا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملات زندگی میں ہمیشہ درمیانی راہ اختیار کرتے تھے۔ مقتصد قصید کے معنی سے ہیں جس کا مطلب راہ کی استقامت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے سب سے بڑے مقتصد تھے۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵،ص:۶۱۳)

میانہ روی اسلامی اخلاق کا وہ باب ہے جو ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کا راستہ اکثر مسکلوں میں افراط وتفریط کے بیچ سے نکلا ہے۔ قرآن پاک نے مسلمان کو امت وسط کا خطاب اپنی وجہ سے دیا ہے کہ ان کا مذہب افراط وتفریط کے درمیان ہے۔ اسی لئے اس کے اکثر معاملات میں اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ یہاں تک کہ عبادات میں بھی اسی اصول کو مدنظر رکھنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ دعا یا نماز میں بھی اور اتنا چلا کر نہ پڑھے کہ دوسرے سن کر برا بھلا کہیں اور نہ بالکل چپکے سے پڑھے کہ ساتھ والے بھی نہ سکیں بلکہ دونوں کے بیچ کی راہ اختیار کی جائے قرآن پاک میں ہے۔

''اور تو نہ پکار اپنی دعا یا نماز میں اور نہ چپکے چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ کی راہ'' (بنی اسرائیل)

سورۃ لقمان میں لقمان کے نصائح میں ہے۔ ''اور چل بیچ کی چال'' (لقمان،۱۹)

یعنی چال اتنی تیز نہ ہو نہ متانت اور وقار نہ رہے اور اتنی آہستہ ہو کہ نمائشی چال بن جائے۔

میانی اور سخاوت کے بارے میں بھی درمیانی راہ اختیار کرنے کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ نہ زیادہ کنانے اور نہ کنجوسی کرنے کو کہا گیا ہے۔ بلکہ بے اعتدالی سے پرہیز کرنے کو کہا گیا ہے اور یہ پسند نہیں کیا گیا کہ دوسروں پر لٹا کر خود آپ محتاج بن کر بیٹھ جاؤ قرآن پاک میں ہے۔۔!

''الفرقان میں مسلمان کی اخلاقی قامت کے بارے میں کہا گیا''

''اور جو خرچ کریں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں اور رہو اس کے درمیان اعتدال سے۔(الفرقان: ۶۷)

نبی مقتصد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنے کو کہا جو بھی عبادات ہوں یا لوگوں کے معاملات یا معیشت کا کوئی بھی پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امارت ہو محتاجی ہو، عبادت ہو، معاملات ہو ہر پہلو میں

Marfat.com

اعتدال ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دین ایک آسان چیز ہے اور دین میں جو شخص سختی کرتا ہے دین اس پر غالب آ جاتا ہے۔ اس لئے میانہ روی اختیار کرو۔ قوت کے موافق عمل کرو خوش رہو اور صبح و شام اور کچھ رات کے حصے میں خدا سے مدد طلب کرو۔ (بخاری)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا وظیفہ پورا کئے بغیر سو رہا یا کچھ وظیفہ پڑھنے سے رہ گیا اور اسے نیند آ گئی اور پھر اسے نماز فجر اور نماز ظہر کی درمیان پڑھ لیا تو وہ اسی حساب میں شمار کیا جاتا ہے گویا اس نے رات ہی کو پڑھا ہے۔ (مسلم)

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ اگر کھڑا ہونے کی قوت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ اور اگر بیٹھنے کی قوت بھی نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر پڑھ۔ (بخاری)

فرمایا کہ رات بھر نماز نہ پڑھو۔ نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی، نفلی روزہ بھی رکھو اور بے روزہ بھی رہو کیونکہ تمہارے اوپر تمہارے جسم کا حق ہے، تمہاری آنکھ کا حق ہے، تمہارے مہمانوں کا حق ہے، تمہاری بیوی کا حق ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کھاؤ اور پیو اور خیرات کرو اور پہنو جب تک کہ اس میں اسرف اور تکبر نہ ہو۔ (احمد۔ نسائی، ابن ماجہ)

میانہ روی سنت انبیاء: حضرت عبداللہ بن سرجسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک روش، تاخیر (یعنی جلد بازی سے اجتناب) اور میانہ روی نبوت کے چوبیس اجزاء میں سے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک عادت و طریقہ، نیک روش اور میانہ روی نبوت کے پچیس حصوں میں سے ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز میں حرص و نشاط ہے۔ (یعنی زیادتی و انہماک) اور زیادتی میں سستی ہے (یعنی ہر اس فعل میں جو زیادتی کے ساتھ کیا جائے سستی پیدا ہو جاتی ہے) پس اگر عمل کرنے والے نے میانہ روی سے کام لیا اور میانہ روی کے قریب رہا (یعنی افراد و تفریط سے بچا رہا) تو اس کی نجات پا جانے کی امید ہے اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا گیا (یعنی نیک و صالح آدمیوں سے) نصف عقل ہے اور حصول علم میں خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے۔ (بیہقی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مہینے کے اکثر دنوں میں روزہ نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم یہ خیال قائم کر لیتے کہ آپ ﷺ اس مہینے میں روزہ نہ رکھیں گے اور آپ ﷺ اکثر ایام میں روزے رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ ﷺ اب روزہ نہ چھوڑیں گے۔ اگر کوئی چاہے کہ رات کے وقت آپ ﷺ کو نماز پڑھتا نہ دیکھے

Marfat.com

تو آپ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھے گا اور اگر کوئی چاہے کہ آپ ﷺ کو سوتا ہوا نہ دیکھے تو آپ ﷺ کو سوتا ہوا پائے گا۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک اعمال میں سے بہترین وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے گو وہ تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اعمال میں سے جتنا کر سکو وہی اختیار کرو۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ ثواب دینے میں اس وقت تک ملول نہیں ہوتا جب تک تم ملول نہ ہو جاؤ۔ (یعنی تنگ آ کر عمل نہ چھوڑ دو)۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم جب تک خوشی اور اطمینان سے نماز پڑھ سکو پڑھو اور جب سست ہو تو جاؤ بیٹھ جاؤ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز میں اونگھنے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ سو رہے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے۔ اس لئے کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھنے کی حالت میں وہ یہ نہیں جان سکتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ مغفرت کا طالب ہو اور اس کی زبان سے بد دعا نکل جائے۔ (بخاری، مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی گزران میں میانہ روی کرنا انسان کی سمجھداری کی دلیل ہے۔ (احمد)

جو افراط و تفریط سے بچتا ہے وہ کبھی فقیر و محتاج نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ امیری میں فقیری میں عبادت میں میانہ روی بڑی ہی بہتر اور احسن چیز ہے۔ (بزاز)

عیال کا کم ہونا بھی تو انگریوں میں سے ایک ہے اور کنبہ کا کثیر ہونا دو مفلسیوں میں سے ایک ہے۔ (جیلانی)

(آمد و حرف میں) میانہ روی معاشی زندگی میں خوشگواری کا نصف حصہ ہے۔ اچھی سیرت اور اچھا طریقہ اور اعتدال نبوت کے پچیس حصے میں سے ایک حصہ ہے۔ (ابوداؤد)

دولت مندی میں درمیانگی کتنی اچھی ہے محتاجی میں بھی درمیانگی کتنی اچھی ہے۔ (کنز العمال)

بروایت کنز العمال جلد ثانی ص: ۷)، محمد فاروق کمال، (۱۹۹۷) ص: ۱۰۵

نبی مقصد

آنحضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں نہ بخل سے کام لیا نہ اسراف سے زندگی کے ہر شعبے میں عملی طور پر نمونہ بن کر اسی امت کو راہ وسط کی تلقین کی آپ ﷺ نے عبادات معاملات، معاشیات بول چال، لباس، غذا، میں عملی طور پر میانہ روی اور اعتدال کو اختیار کیا۔ آپ ﷺ کی عادات و اوصاف میں ایک خاص پیغمبرانہ حسن و توازن اور

Marfat.com

اعتدال پیدا فرما رکھا تھا اور اپنی امت کو صحیح معنوں امت و وسط بنانے کے لئے شب و روز کوشاں رہے۔

نبی کریم ﷺ ہر اعتبار سے میانہ روی، اعتدال اور توازن کا ایک عملی مجسمہ تھے اور ہر طرح کی افراط و تفریط سے پرہیز کیا اور درمیانی راہ اختیار کر کے دنیا کو اعتدال کا سبق دیا آپ نے دنیا کے معاملات میں الجھ کر دین کے ساتھ ساتھ دنیا کے معاشرتی امور سرانجام بھی دینے کی تلقین کی۔ زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ سخاوت ہو یا عبادت، شجاعت ہو قناعت، راہ اعتدال کو اختیار کرنے کا درس دیا۔ خود آپ ﷺ نے پوری زندگی توازن و اعتدال سے گزاری اور اپنی سیرت و سوانح و ادب و اخلاص اور ایمان کی بے پناہ دولت سے سجائے رکھا اور اعمال میں میانہ روی کا پیغام بھی دیا۔

نبی مقتصد نے خدا کے حکم اور منشاء کے مطابق امت محمدی کو صحیح معنوں میں امت وسط بنانے کے لئے عملی نمونہ بن کر شب و روز مساعی کی اور فرمایا کہ اے اہل ایمان راہ کفر نہ اختیار کرو خدا نے تمہارے لئے آیات الٰہی پڑھ پڑھ کر سنانے والا اور راہ ہدایت دکھانے والا اللہ کا رسول بھیجا ہے۔ اس لئے تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا راستہ ہی تمہاری دنیاوی اور اخروی زندگی کی فلاح ہے۔ یہی وہ راہ وسط ہے۔ جس پر نبی مقتصد نے ملت کو کاربند رکھا۔ کہ اقامت صلوٰۃ ابنائے زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر راہ ہی تمہارے لئے فوز و فلاح ہے۔ نہ صرف معاملات بلکہ عبادات میں بھی نبی پاک ﷺ نے میانہ روی کا حکم فرمایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صاحب پوری رات تہجد نوافل پڑھنے اور دوسرے نے ہمیشہ روزہ رکھنے اور تیسرے نے زندگی بھر مجرد رہنے کا عہد کرلیا۔ اس پر نبی مقتصد نے فرمایا تم لوگوں نے یہ عہد کئے ہیں؟ مگر میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہس مگر میں روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ نماز شب بھی ادا کرتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں اور نکاح بھی کرتاوں جس نے میری سنت کو ترک کیا وہ میری امت میں سے نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''دین میں آسانی پیدا کرو جو اس میں سختی پیدا کرے گا اس پر وہ سختی مسلط رہے گی۔ اسی طرح سہولت پیدا کرو کسی پر دشواری پیدا نہ کرو۔ خوشخبری سناؤ نفرت نہ دلاؤ۔ (ص، ۶۱۹)

حضرت عثمان بن مظفون نے بھی ان تینوں کاموں کا وعدہ کرلیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی طلب کیا اور فرمایا تم میری سنت کیوں چھوڑ ررہے ہو؟ میں تو رات کو سوتا بھی ہوں قیام بھی کرتا ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں ناغہ بھی کرتا ہوں۔ نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان اللہ سے ڈرو تم پر تمہارے اہل خانہ کا اپنی ذات کا مہمانوں بھی کچھ حق ہے۔ لہٰذا روزہ رکھو اور ناغہ بھی کرو قیام کرو مگر آرام بھی کرو۔ تھوڑے عمل میں مداوت کرنی چاہیے اور اعمال میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ محمد علی چراغ (۲۰۰۵) ص، ۶۱۹

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مطیع ﷺ

مطیع کے معنی ہیں اطاعت کرنے والا، مطیع کا مادہ (ط و ع) ہے جس کے معنی جس کا مطلب ہے کسی کام کو پوری رضامندی اور پسندیدگی سے کرنا اس میں جبر کا کوئی پہلو نہیں۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص:۵۹۹

اسلام نے جو تعلیمات دیں ان میں رب قدوس کی بندگی و اطاعت کا بھی حکم ہے اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو پاکیزہ اور سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔ خدا کی اطاعت و عبادت صرف مسجد ہی میں نہیں بلکہ پوری زمین میں خدا کی حاکمیت کا نظام قائم کر کے پوری زمین کو عبادت گاہ بنا دیا جائے۔ محمد شریف قاضی، (۱۹۸۲)، ص:۱۸۲

دین اسلام میں ہر طرح کی اطاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قوانین کی ہے اور جو اطاعت کرانے والا ہوتا ہے وہ خود بھی ان پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ احکام اور قوانین وحی کے ذریعے نبی پاک ﷺ پر نازل فرمائے آپ ﷺ نے پہلے خود ان پر عمل کیا پھر لوگوں سے ان کی اطاعت کروائی۔ اسی کا نام اطاعت اللہ اور اطاعت رسول ہے۔

اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔

''اے نبی ﷺ کہہ دے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ (آل عمران:۳۱)

''اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (آل عمران:۱۳۱)

''مسلمانو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے حاکم ہیں ان کی بھی پھر اگر تم (اور احکام) کسی بات پر جھگڑ پڑو تو اس فیصلے) کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ (تمہارے حق میں بہتر ہے) انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے (النساء ۵۹)

''اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ڈرو پھر اگر تم منہ موڑو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور بس۔ (المائدہ:۹۳)

۱۔ کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ (آل عمران ۳: ۳۱)

۲۔ جو بھی اللہ کی اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔ النور ۲۴۔۲۵

۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد

Marfat.com

نہ کرو۔ محمد، ۴۷:۳۳

حضور ﷺ کو اطاعت واتباع کا حکم:

اسلام میں نہ صرف لوگوں کی انفرادی بلکہ اجتماعی زندگی اور نظام کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور اس نظام میں مرکزی مقام نبی پاک ﷺ کا ہے جنہوں نے پہلے خود اللہ کی اطاعت کی۔

ارشاد ربانی ہے:

''اے رسول تم اتباع کرو (ان احکام) کا جو تم پر ہم نے وحی کیے ہیں۔(۱۰:۱۰۹)

''اے رسول پیروی کرو ان احکام کی جو پروردگار کی جانب سے تمہیں وحی کیے جاتے ہیں۔(الاحزاب:۳۳:۲)

اللہ تعالیٰ جس رسول پر وحی فرماتا ہے وہ نبی سب سے پہلے خود اس پر ایمان لاتا ہے۔ نبی مطیع ﷺ نے فرمایا کہ میں احکام خدا کا سب سے پہلا اطاعت شعار ہوں۔

اسی اطاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ سے کہلوایا کہ اے نبی کہہ دیں کہ ''اے بنی نوع انسان اگر میرے دین کے بارے میں تمہیں کوئی شبہ وشک ہے تو یہ جان لو کہ میں تمہارے ان بنائے ہوئے بتوں کی عبادت نہیں کرتا ہوں میں تو اس صاحب اختیار خدا کی عبادت واطاعت کرتا ہوں جو موت و حیات کا اختیار رکھتا ہے اور جس کا حکم ہے کہ میں اپنے دین پر قائم رہوں اور مشرکین سے کوئی تعلق واسطہ نہ رکھوں اور سب سے بڑھ کر سب سے اعلیٰ مرتبت مسلمان بنوں۔ سو نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے جس نے سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین کی اطاعت کی، اپنے پروردگار پر تقویٰ کیا اس فرمانبرداری اور حکم سے کبھی روگردانی نہ کی اور ہمیشہ اطاعت شعاری میں سب سے آگے رہے اور اطاعت حق کا پورا پورا حق ادا کیا اور سراپا اطاعت گزار بن کر دنیائے عالم کے لئے اسوہ حسنہ قرار پائے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف خود بلکہ لوگوں کو بھی اطاعت الٰہی کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو رسول اللہ کی اطاعت واتباع کا حکم فرمایا کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے مطیع کامل تھے اس لئے آپ ﷺ کو مطاع بھی بنایا اور امین بھی۔ مطاع ایسا کہ اس کی بات مانی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو خود اللہ کے مطیع تھے اور مطاع کا یہی حق ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے کیونکہ اصل حق اطاعت تو خدا تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص ۶۰۰، ۶۰۲

نبی پاک ﷺ کو اطاعت حق کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ اے انسان میرے دین کے بارے میں اگر تمہیں کوئی شک ہے تو جان لو کہ میں تمہارے ان بتوں کو نہیں پوجتا جو تمہارے خود کے بنائے ہوئے ہیں میں تو صرف اسی واحد خدا کی پرستش کرتا ہوں جو قادر مطلق ہے۔ جو موت وحیات کی قدرت رکھتا ہے۔ جو تم پر موت طاری کردے اور مجھے حکم ہے کہ میں مومنوں میں سے ہوں (۱۰:۱۰۵)

Marfat.com

آپ کی زندگی اور زندگی کی سیرت بالاصل نہ ملوکیت تھی نہ ریاست نہ غلبہ وقہر تھی نہ تسلط واستیلاء، نہ تعیش تھی نہ تزئین، نہ آرائش وزیبائش تھی نہ راحت طلبی وآسائش بلکہ بندگی سرافگندگی، نیاز کشی، عبودیت اور اطاعت وعبادت تھی، جس میں خوئے ذکر اور بوئے فکر سمائی ہوئی تھی اور جو کچھ بھی نقل وحرکت تھی وہ اسی فکر دائمی اور ذکر دوامی کے رنگ میں تھی۔(محمد طفیل، (۱۹۸۲) نقوش رسول نمبر، ص۔۴۲۔

الغرض آپ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ رب تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے تھے اسی اطاعت کے باعث آپ کو اللہ تعالیٰ نے مطاع بھی بنایا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لقب مصطفیٰ بھی ہے جس کا مطلب ہے چنا ہوا، پسند کیا ہوا، منتخب شدہ، انتخاب کیا ہوا، برگزیدہ، یہ لفظ اصطفاً سے اسم مفعول مذکر واحد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اصطفاً سے بلند ترین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا رحمت تھے جس سے ساری دنیا کو امان مل گئی۔ سورۃ آل عمران میں بیان کیا گیا ہے کہ ''انہیں نعمت نبوت کے لئے سارے جہان سے چن لیا۔ کیونکہ چنا اسے ہی جاتا ہے جو ہر طرح سے اجلا اور پاک ہو، طہارت و پاکیزگی، نفاست و نظافت میں بے نظیر ہو، منزہ و مزکی ہو یہ سب اوصاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود تھے اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا ہوا، منتخب کیا ہوا کہا گیا ہے۔

لفظ مصطفیٰ محبوب خدا کے معنی میں بھی آتا ہے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور اس محبوبیت میں ایک الگ مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق میں سے سب سے پسندیدہ اور چنے ہوئے ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی مصطفیٰ بھی ہے۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۴

امام ابن کثیرؒ ایک آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شریعت کو اپنے رسول تک پہنچانے کے لئے جس فرشتے کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور اس طرح لوگوں میں سے بھی پیغمبر کی خلعت سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

ارشاد باری ہے۔ اور بے شک یہ سب ہمارے نزدیک چنے ہوئے اور بہترین لوگ تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو اسماعیل کی اولاد میں سے چن لیا اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو چن لیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔ (صحیح مسلم)

حضرت آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام وہ برگزیدہ بندے ہیں جن پر فعل اصطفاء کا اطلاق ہوتا ہے اور وحی ربانی کی وجہ سے ہوا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وجہ امتیاز بدرجہ اتم موجود ہے۔ المصطفیٰ پر بائیس سال تک قرآن پاک تسلسل سے اترتا رہا، اسی لئے آپ کو المصطفیٰ کہتے ہیں۔ اس المصطفیٰ کی خبر حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تسلسل سے آتی رہی۔

یہی المصطفیٰ ہیں جنہیں خاتم الرسل ہونے کے لئے چنا گیا۔ رحمۃ العالمین ہونے کے لئے چنا گیا، محب المساکین ہونے کے لئے چنا گیا، محبت و شفقت کے لئے چنا گیا۔ انذار و تبشیر کے لئے چنا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منتخب شہر چنا گیا، منتخب دار الحجرات چنا گیا، منتخب خاندان چنا گیا، منتخب دوستوں سے نوازا گیا، ہاں اسی مصطفیٰ کو معراج

Marfat.com

کرائی گئی، فتح مبین عطاء فرمائی گئی، اس چنے ہوئے نبی ﷺ کو قرآن پاک جیسی بے مثال کتاب کا امین بنایا گیا۔ محمد ایوب سپرا: ۲۰۰۳ء، ص ۵۹، ۶۰، ۶۱

اس چنے ہوئے نبی ﷺ نے عرب کی روحانی کایا ہی پلٹ دی۔ وہ عرب جو خدائے واحد کی عبادت کی لذت سے نا آشنا تھا، وہ زبان جو خدا کے ذکر اذکار کے ذائقہ سے واقف نہ تھا، وہ آنکھیں جنہوں نے شب بیداری کا لطیف منظر نہ دیکھا تھا، وہ روح جو سرور وسجود کے کیف سے محروم تھی اس چنے ہوئے نبی کی تعلیمات سے عبادت الٰہی کی خوگر ہوگئی۔ جبیں سجدے کی لذت سے آشنا ہوگئی۔ زبان ذکر الٰہی سے رواں ہوگئی، روح سرور کی لذت میں کھوگئی اور حق کی شمعیں چار دانگ عالم میں روشن ہوگئیں۔ سید سلیمان ندوی، ۱۹۸۳ء، ص ۱۶۲

پسندیدہ اور چنے ہوئے نبی ﷺ کو ایسی چیزیں دی گئیں جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ خود آپ ﷺ نے فرمایا مجھے رعب اور دھاک کے ذریعے فتح ونصرت دی گئی۔ میرے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا گیا۔ غنیمت کا مال آپ ﷺ سے پہلے کسی پیغمبر کے لئے حلال نہ کیا گیا۔ شفاعت کا مرتبہ بھی چنے ہوئے نبی کو ہی عطاء ہوا۔ پہلے نبی صرف اپنی قوموں کیلئے رشد وہدایت کا پیغام لائے مگر نبی مصطفیٰ ﷺ کا پیغام وتعلیم تمام بنی نوع انسان کیلئے ہے اور نبی کا مقام بھی مصطفیٰ ﷺ کو نصیب ہوا۔ آپ ﷺ کا معجزہ وحی بھی قیامت تک کے لئے ہے۔ نبی مصطفیٰ ﷺ کے پیروکار بھی سب نبیوں سے زیادہ ہیں۔ نبی مصطفیٰ ﷺ کی پیغمبری کی سچائی کا اعتراف بھی کیا گیا اور جوامع الکلم بھی عنایت ہوئے یہ سب صفات میرے نبی مصطفیٰ ﷺ کی شان ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مطاہرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام میں طہارت کو ایک خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ طہارت کے معنی ہیں کہ جسم اور لباس کو ظاہری طور اور معنوی قسم کی نجاستوں سے پاک رکھا جائے۔ مطاہر کا مطلب ہے طاہر کرنے والا، پاک بنانے والا، پاکیزہ اور طہارت بخشنے والا یہ صفت فاعلی ہے اس کا مادہ (ط ھ ر) ہے جس کے معنی آلودگی و نجاست دور کرنے کے ہوتے ہیں۔ لفظ طاہر ہر طرح کی جسمانی اور قلب و نظر کی غلاظت دور کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اس میں سیرت و کردار، عمل و عقیدہ کی پاکیزگی بھی شامل ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاہر، پاکیزہ اور پاک باز رہیں اور لباس کو بھی پاک و صاف رکھیں۔ اور اپنے کپڑوں کو بھی پاک صاف رکھئے اور میل کچیل (جسمانی و روحانی) دور کیجئے۔ (۴۷،۴،۵)

''اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام کر دے (المائدہ:۶)

اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلودگی کو دور رکھے اور تم کو ہر طرح سے ظاہراً اور باطناً پاک صاف رکھے۔ (الاحزاب:۳۳)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے دعا فرماتے تھے کہ خدا انہیں ہمیشہ پاک و صاف رکھے۔ حضرت ابن ابی اوفی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے ''اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا ہے۔ (نسائی)

یہاں تک کہ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک و صاف جنا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی رذیل سے پاک رکھا۔ پیدائش سے لیکر وفات تک پاک و صاف ماحول میں رہے اور ناپاکی کی ایک چھینٹ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ آسکی۔ المطہر کے اوپر زبر ہو تو اس کا مطلب پاک کئے گئے اور اگر مطہر کے نیچے زیر ہو تو اس کے معنی پاک کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جن سے آپ ان کے گناہوں کو پاک صاف کر دیں گے۔ (توبہ:۱۰۳)

پس مطہر کا مطلب، پاک کرنے والا، طہارت کی نعمت سے فیض یاب کرنے والا۔ نجاست و آلودگی سے پاک و صاف کرنے والا، سیرت و کردار کی پاکیزگی بھی مراد ہے۔

Marfat.com

نبی پاک ﷺ خود بھی مطہر تھے اور دوسروں کو بھی مطہر بناتے اور انہیں تزکیہ کی راہ میں ڈالتے مشرکین طرح طرح کی نجاستوں، ناپاکیوں، برائیوں میں گھرے ہوئے تھے اور اپنے رزیل نظریات میں جکڑے ہوئے تھے انہیں ان بے راہ رویوں اور خباثوں اور ناپاکیوں سے نکالنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ضروری تھا کہ کوئی ایسی پاکیزہ ہستی کوئی ایسی مطہر ہستی، بھیجی جائے جو ہر لحاظ سے پاک باز ہو اور کوئی ایسی واضح ہدایت اس کے پاس ہو جس کے نور سے وہ صدیوں کی میل کچیل کو صاف کر سکے۔

تو خدائے بزرگ و برتر نے نبی مطہر کو قرآن کی ہدایت دے کر بھیجا نبی مطہر لوگوں کو قرآن کی تعلیمات دیتے رہے اور زندگی کا صحیح راستہ اختیار کرنے کا رنگ ڈھنگ بتاتے رہے۔ آلودگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی انسانیت کو پاکیزگی وطہارت کی راہ پر گامزن کرتے رہے، اور بتاتے رہے کہ اللہ تعالیٰ مطہرین کو ہی پسند کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے خود بھی یہ ثابت کر دیا کہ دنیا میں آپ ﷺ سے زیادہ کوئی مطہر نہیں، ظاہری و باطنی پاکیزگی میں آپ ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت و کردار طہارت و پاکیزگی کی عملی تفسیر تھے۔ نبی مطہر نے لوگوں کے دلوں کو پاک کیا۔ روحوں سے نجاستیں اور میل دور کی کفر و شرک کی راہوں کو نور کی روشنی سے منور کیا اور مال و دولت کو زکوٰۃ سے پاکیزہ بنایا۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۵۹۳)

نبی مطہر نے خدا کے احکامات کے ذریعے بنی نوع انسان کو پاکیزہ و مطہر کرنے کی ہر طرح کی کوشش کی، نماز کی تلقین کر کے کفر کو شرک سے پاک کر دیا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال کا تزکیہ کیا، روزہ کا حکم سنا کر تقویٰ کے ذریعے پاک وصاف کیا، حج کا پیغام سنا کر گناہوں سے پاک ہونے کا مژدہ سنایا اور جنت کا راستہ بنایا۔ روح کی پاکیزگی کے لئے اخلاق کو معیار بنا کر سمجھایا کہ اخلاق اچھے ہیں تو روح پاکیزہ کیونکہ باطن جس طرح کا ہوگا اخلاق بھی ویسے ہی ہوتے ہیں۔ خود نبی مطہر کے اخلاق کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

آپ ﷺ نے فرمایا! ''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ حسن اخلاق کی تکمیل کروں'' (مسلم)

عائلی نظام کی وضاحت سے انسانی زندگی کے تمدنی ڈھانچے کو صاف ستھرا کر دیا اور معاشرہ میں شرافت و پاکیزگی کا سبق دیا۔

معاشرتی نظام کے قوانین بتا کر بھلائی و خیر سے معاشرہ کو برائیوں سے دور کیا۔

معاشی نظام کی تدبیروں سے حلال راستوں کے تعین سے پاکیزگی کا تصور دیا۔ سیاسی نظام میں صرف خدا کو ہی حاکم حقیقی ماننے سے نظریہ کو پاک وصاف کیا۔

قانونی نظام کے چار سرچشمے قرآن، سنت، قیاس، اجماع کا بتا کر انصاف کا صاف و شفاف راستہ دکھایا۔ عبادات کی حیثیت سمجھا کر خدا کی عبادت کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کو شرک سے پاک رہنے کی تلقین کی۔

دین اسلام کی پیروی کرنے پر زور دیکر بتایا کہ اگر پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ گے تو

Marfat.com

پھر گناہوں سے پاک ہو کر جنت میں جاؤ گے اور دین اسلام ہی شرط نجات ہے۔ اور دین اسلام کی پیروی کے لئے ایمانیات کو جز بنا کر سمجھا دیا کہ ایمانیت کے بغیر نیکی اور حسن عمل کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ ایمانیات یعنی اللہ پر ایمان آخرت پر ایمان، انبیاء پر ایمان، اللہ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان، فرشتوں پر ایمان لا کر ہی انسان کفر سے پاک ہو کر مسلم بنتا ہے۔ (صدرالدین اصلاحی: ۱۹۶۶ء، ص، ۲۷، ۳۱۱)

آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنی دعوت کو غلط عناصر اور آلودہ خیالات سے پاک صاف رکھا اور اس طرح خدا کے احکام کی تبلیغ کی تاکہ لوگوں کی تعلیم و تربیت اور قلب و دماغ کی تطہیر ہوتی رہے اور شخصیت میں اسلام کی روح پیدا ہو اور بنی نوع انسان اخلاقی ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔

تاریخ شاہد ہے کہ نبی مطہر نے انسانوں کو شرک کی غلاظت، ظلم کی ہلاکت، غلامی کی نجاست انسانوں کی خباثت اور دین کی بدعات سے پاک کیا۔

غرضیکہ نبی پاک ﷺ خود بھی مطہر تھے اور انسانیت کو بھی مطہر بنانے کے لئے کوشاں رہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مومنٌ ﷺ

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کو المومن اور المھیمن کہا گیا ہے۔ دونوں کا ایک ہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں مومن کا معنی یہ ہے کہ اپنے بندوں سے جو وعدہ فرمایا اس کا پورا کرنے والا، اپنی حق بات کو سچی کر دکھانے والا، بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ بھی بتایا ہے اپنے بندوں کو دنیا میں ظلم سے امن دینے والا اور آخرت میں اپنے عذاب سے مامون رکھنے والا۔ نبی پاک ﷺ بھی امین، مومن مھیمن ہیں، عیاض مالکی، ۱۹۸۰، ص ۲۷۳

نبی پاک ﷺ کے اس اسم گرامی میں مومن کا مادہ (ام ن) ہے اور امن کے معنی میں خوف سے محفوظ رہنا، امن میں آنا ہے۔ اسی طرح ایمان لانے والا اور امن دینے والا بھی مومن ہے۔ مومن ایمان سے اسم فاعل واحد مذکر ہے۔ جو پوری سچائی کے ساتھ ذہن و دل کے اطمینان کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور پھر خدائے واحد کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص، ۶۴۸

مومن ایسا شخص کہلاتا ہے جو کہ فہم و ادراک، علم و بطیرت سے ان صداقتوں پر ایمان لائے۔ جن کا تعلق اس کی مادی دنیا سے ہوتا ہے اور بعض ایسی سچائیاں ہیں جن کا تعلق مادی دنیا سے نہیں ہے لیکن وہ برحق ہوتے ہیں اسے پھر اپنی سوچ فہم سے احاطۂ ادراک میں لایا جا سکتا ہے۔ اسی کا نام ایمان ہے۔ ایمانیت کا دین کی بنیاد ہونا ایک واضح حقیقت ہے۔ ایمانیت علم ہے اور باقی سب عمل ہے اور علم پر عمل سبقت لے جاتا ہے۔ علم ایک بیج ہے اور عمل ایک درخت۔ جس طرح بیج کے بغیر درخت نشو و نما نہیں پاتا اسی طرح علم کے بغیر عمل معرض وجود میں نہیں آ سکتا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے جب تک ایمان و ایقان وجود میں نہ آ جائیں اس وقت تک اسلام وجود میں نہیں آتا۔ صدر الدین اصلاحی، ۱۹۶۲، ص ۲۷

قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

”نیکی صرف اس شخص کی ہے جو ایمان رکھتا ہو، اللہ پر، آخری دین پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور نبیوں پر۔ بقرہ، ۱۷۷

آپ ﷺ سے ایمان کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ ﷺ نے وقت اور موقع کے لحاظ سے مختلف جواب دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لڑوں جب تک لوگ یہ گواہی نہ دیں کہ خدا ایک ہے، محمد خدا کا پیغمبر ہے، نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کے مجمع میں تشریف فرما تھے کہ

Marfat.com

کسی شخص نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ایمان یہ ہے کہ خدا پر، فرشتوں پر، خدا کی ملاقات پر، اس کے پیغمبروں پر اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر یقین ہو۔ شبلی نعمانی، ۱۹۷۹، ص ۱۰۵

قرآن پاک میں ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو'' ایمان لاؤ خدا پر، اس کے رسول پر، اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری اور جو شخص خدا کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور روز آخرت کا انکار کرے گا وہ شخص گمراہ ہوگا'' النساء۴:۱۳۶

ایک قادر مطلق اور ہمہ صفت موصوف ہستی جس کا کوئی ثانی نہیں اس کو ایک ماننا ایمان کی پہلی کڑی ہے دوسرے مرحلہ پر فرشتوں کا اقرار، تیسرے مقام پر اس کے رسولوں کا اقرار، چوتھے اس کی کتابوں پر ایقان، پانچویں مقام پر آخرت کا ایمان، پھر جا کر ایک مومن بنتا ہے۔ سلیمان ندوی، ۱۹۸۲، ص ۲۱۶

ایمان صرف یہی نہیں کہ زبان سے اقرار کر لیا اور دل سے مان لیا جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے مومن کے زمرے میں انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ اہل ایمان کے اوصاف محمد ﷺ نے خدا کے حکم سے یوں بیان فرمائے ہیں۔ ''وہ اپنے خدا پر کامل یقین رکھتے ہیں کبیرہ گناہوں سے باز رہتے ہیں فحش کاموں سے بچے رہتے ہیں۔ غصہ میں بھی درگزر سے کام لیتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں۔ کوئی بھی کام آپس میں مشورہ سے کرتے ہیں اور جو ہم نے دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں دیتے ہیں'' الشوریٰ:۳۶

''جنت ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، غصہ کو پی جاتے ہیں، لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور خدا عمل صالح کرنے والوں کو پیار کرتا ہے، آل عمران:۱۳۳، ۱۳۴

''ایسے لوگوں کو دہرا ثواب ملے گا اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا اور برائی کو بھلائی سے دور کرتے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور کوئی بری بات سنتے ہیں تو کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل۔ القصص:۵۴۔۵۵

''اور کھانے کی خود ضرورت ہوتے ہوئے بھی مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ الدھر:۸

یہی وہ عمل صالح تھے جس کی تعلیم مومن نبی ﷺ لے کر آئے اور بتایا کہ انسان کی نجات دو چیزوں پر موقوف ہے ایک ایمان دوسرے عمل ایمان کا درجہ پہلا ہے عمل کا دوسرا اس کے بغیر مومن اور جنت کا استحقاق صرف انہی لوگوں کو ہے جو ایمان لائے اور پھر ایمان کے مطابق عمل کیا۔ سید سلیمان ندوی:۱۹۸۳، ص ۶

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کی مہمانی کے لئے باغ فردوس ہیں۔ الکھف:۱۰۷

نبی مومن ﷺ نے سب سے پہلے اپنا سر اللہ کے حضور جھکایا۔ اس کو واحد مانا اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی اور وحی الٰہی کی پیروی کی اور فرمایا کہ میرا مرنا میرا جینا میری عبادت واطاعت سب اللہ تعالیٰ کیلئے

Marfat.com

ہے۔ نبی مومن ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کے درجات بلند ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی احکام خداوندی کے تحت گزاری اور بنی نوع انسان کو بھی اس کی تلقین کی۔ آپ ﷺ ایک صاحب ایمان مسلمان تھے اور اسی کوشش میں رہتے کہ مسلمانیت کے اعلیٰ درجہ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے ایک مومن کی ساری خصوصیات آپ ﷺ میں موجود تھیں۔ آپ ﷺ حیادار تھے اور حیا ایمان کا حصہ ہے آپ ﷺ عبادت گزار تھے کہ عبادت مطلوب مومن ہے۔ آپ ﷺ تنگ دستی میں دوسروں کی اعانت کرتے، تمام عالم کے لئے سلامتی کی تڑپ رکھتے، جو اپنے لئے پسند کرتے وہی دوسروں کے لئے پسند کرتے۔ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ سے کسی کو کبھی دکھ نہ پہنچا، ہمیشہ دوسرے لوگوں کے امن سکون کے لئے کوشاں رہے۔ بے حد رحیم، حلیم، کریم، عظیم تھے۔ کبھی کسی کی دل آزاری نہ کرتے، شائستگی اور تہذیب آپ ﷺ کا خاص وصف تھا۔ جہاں تک ہوتا لوگوں کے کام آتے ہمدردی وایثار کی وجہ سے دشمن بھی گرویدہ ہوجاتا۔ محمد علی چراغ، ۲۰۰۵، ص ۶۵۱، ۶۵۴

حسن ایسا کہ ویسا جمال نہ ملے، اکمل ایسا کہ ویسا کمال نہ ملے خطیب ایسا کہ ویسا کلام نہ ملے، حکمت ایسی کہ ویسا حکیم نہ ملے، اخلاق ایسا کہ ویسی مثال نہ ملے، عبید ایسا کہ ویسا عابد نہ ملے، ہمدرد ایسا کہ ویسا دردمند نہ ملے، رحم ایسا کہ ویسا رحیم نہ ملے، کرم ایسا کہ ویسا کریم نہ ملے، اطاعت ایسی کہ ویسا مطیع نہ ملے، شفقت ایسی کہ ویسا شفیق نہ ملے، صداقت ایسی کہ ویسا صدیق نہ ملے، شرم ایسی کہ ویسی حیاء نہ ملے، عفو ایسا کہ جس کی ادا نہ ملے، ایمان ایسا کہ کہ ویسا ایماندار نہ ملے اور مومن ایسا کہ ویسا مومن نہ ملے، غرضیکہ آپ ﷺ میں وہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں جو کہ ایک مومن میں ہونی چاہئیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مجتبیٰ ﷺ

آپ ﷺ کا ایک نام نامی مجتبیٰ بھی ہے۔ جس کا مطلب ہے منتخب کیا گیا۔ چنا گیا۔ برگزیدہ پسندیدہ، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے چن لیا۔ محمد ایوب سپرا،۲۰۰۳،ص،۱۸۴

قرآن کریم میں نبی مجتبیٰ کے بارے میں فرمایا گیا ''اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہیں رہنے دے گا جس میں تم اس وقت پائے جاتے ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا مگر اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم کو غیب کی خبریں دے۔ غیب کی خبریں اور باتیں بتانے کے لئے تو وہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ آل عمران:۱۷۹

''اللہ جسے چاہتا ہے اپنے لئے منتخب کر لیتا ہے اور رجوع کرنے والے کو اپنی طرف راہ ہدایت دکھا دیتا ہے۔ الشوریٰ:۱۳

صحیح راستے اور نیکی اور ہدایت کے دو ہی طریقے ہیں یہ کہ اللہ خود دین حق اور سیدھے راستے کے لئے کسی کو منتخب کر لے دوسرا یہ کہ جو اللہ کی راہ پر چلے اور ہمہ وقت خدا کی رضا اور نیکی کی تلاش وجستجو میں رہے تو رب کریم اس کو ہدایت کے راستے پر چلا دیتا ہے اور اس راہ پر چلانے کے لئے انبیاء کو بھیجتا ہے جو کہ ایمان والوں، نیک لوگوں، صراط مستقیم کی راہ دکھاتے ہیں۔ حق کی تلقین کرتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں۔ نیکی پر چلنے کی ترغیب دیتے ہیں اور اس اجر عظیم کی بشارت دیتے ہیں جو کہ خدا نے اپنے نیک اور صالح بندے کے لئے تیار رکھا ہے۔ تو نبی مجتبیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فلاح کے لئے، ہدایت کے لئے، اس کی ابدی زندگی کی بہتری کی اصلاح کے لئے چنا تا کہ انسان خسارے میں نہ رہے اور رجوع اللہ کر کے ہدایت پالے۔ پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ،۱۹۹۸،ص،۹۴

ہر انسان وحی کے قابل نہیں ہوتا، کہ جسکو غیب کی باتیں بتائی جاسکیں، یا اچھائی یا برائی کے راستوں کی وضاحت کی جاسکے اس کے لئے کسی برگزیدہ، پاک وصاف انسان کا ہونا ضروری ہے اور ان میں سے بھی جس کو خدا چاہے اور منتخب کرے نبی پاک ﷺ کی عظمت کا اندازہ کیجئے کہ خدائے قدوس نے انسانیت کی فوز وفلاح کے لئے، حق کی اشاعت کے لئے، دلوں میں توحید کا نشہ چھا جانے کیلئے، سینوں میں حق پرستی کا ولولہ موجیں مارنے کے لئے اخلاق واعمال پر آئینہ قدس کا عکس جھلملانے کے لئے، تقویٰ وطہارت زندگی کا مقصد بن جانے کے

Marfat.com

لئے ،گناہ و برائی مٹ جانے کے لئے ،فلاح ونجات کی راہ مل جانے کے لئے ، ہر روحانی اور اخلاقی دنیا کا ایوان آراستہ و پیراستہ ہو جانے کے لئے ،ایک ایسی برگزیدہ ہستی کی ضرورت تھی جو سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی بھی ہو اور اتنی کامل و جامع بھی ہو کہ کوئی اس کا قابل تقلید نمونہ نہ ہو یہ سب صفات ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھیں اسی لئے رب کریم نے اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو دین کی اشاعت کے لئے اور تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا دیا۔عبدالمجید شاکر،۱۹۸۲،ص،۴۱۰،۴۱۱

آپ ﷺ مصطفیٰ بھی ہیں اور مجتبیٰ بھی ہیں۔مجتبیٰ وہ جس کو جملہ موجودات میں سے چن لیا جائے اور مصطفیٰ وہ ہے کہ جب کوئی بھی موجود نہ ہو تو اسے اس وقت چن لیا جائے۔اللہ کی مشیت ہی یہ فیصلہ کرتی ہے اور جسے چاہے اسے چن لیا جاتا ہے۔

اور آپ ﷺ چونکہ رب کریم کے پسندیدہ ہیں اسی لئے آپ کو منتخب کیا گیا۔محمد علی چراغ،۲۰۰۵،ص، ۵۱۲،۵۱۳

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو پھیلانے کے لئے نبی مجتبیٰ کو چنا جن کی گواہی کو اللہ تعالیٰ نے کلمہ شہادت کا جز بنا دیا۔رشد و ہدایت کا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی مجتبیٰ کو منتخب کیا اور اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔محمد ایوب سپرا،۲۰۰۳،ص،۱۸۴،۱۸۵

پس تمام کرہ ارض کی روشنی کے لئے یہی مجتبیٰ نبی ایک آفتاب ہدایت ہے جس کی عالم تسخیر کرنوں کے اندر دنیا اپنی تمام تر تاریکیوں کے لئے نور بشارت پا سکتی ہے اور تمام ضلالتوں اور گمراہیوں سے نجات پا سکتی ہے۔راحت و تسکین پا سکتی ہے۔فوز و فلاح پا سکتی ہے، غلاظتوں اور گناہوں سے بچ سکتی ہے۔علم و حکمت کی رفعتوں سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ابوالکلام آزاد،۱۹۸۰،ص ۲۴۷

نبی مجتبیٰ ﷺ نے خدا کا پیغام بنی نوع انسان تک بعینہٖ پہنچا دیا اب ہمیں چاہیے کہ ہم نبی مجتبیٰ ﷺ کی پیروی کریں اور اس کے اسوہ کو اپنی زندگی کا حاصل بنائیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مُحلّل ﷺ

محلل کا مطلب ہے حلال کرنیوالا، حلال قرار دینے والا، جائز دینے والا گویا اس لفظ کے معنی حلال اور جائز قرار دینے والے ہیں۔ محلل، اصل میں حلال سے ہی بنا ہے، حلال حل کی اصل گرہ کھولنے سے ہے۔ قرآن مجید میں حضور ﷺ کے بارے میں ارشاد ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے پاک چیزیں حلال کریں گے اور ناپاک و گندی چیزیں حرام کریں گے اسی لیے آپ کا اسم گرامی محلل بھی ہے۔ (محمد علی چراغ (۲۰۰۵)، ص، ۵۲۱، ۵۲۲)

حلال کا لفظ ''ح۔ل۔ل'' کے مادے سے ہے اس کے اصلی معنی کھولنے ہے ہیں۔ یہ لفظ دراصل ''حل الاعمال'' سے موخوذ ہے یعنی سامان کی رسیوں کی گرہیں کھول کر اونٹ پر سے اتارنا، حالہ سے مراد کسی کے ساتھ اترنے اور قیام کرنے کے آتے ہیں، اسی سے ''حلیل'' خاوند کے لیے اور ''حلیلہ بیوی کے لیے بولا جاتا ہے کیونکہ وہ دو نوں ایک دوسرے کے لیے حلال ہیں اور ایک جگہ پر رہتے ہیں ''الحلال'' سے مراد ہے جس پر رکاوٹ کی گرہ نہ لگی ہو اور یہ حرام کی ضد ہے اور محل سے مراد وہ جو حرام کی ہوئی چیز کو حلال سمجھے حلال کے ساتھ استعمال ہونے والا لفظ جو اس کی صفت کے طور پر آتا ہے طیب ہے اس کا مادہ ط، ی، ب، ہے اور طیب سے مراد جس سے انسان کے حواس اور نفس دونوں لذت محسوس کریں یعنی وہ چیز دیکھنے، سننے، سونگھنے اور کھانے میں پسندیدہ ہو۔ (محمد لطیف، (۲۰۰۰) ص، ۲۸)

عرب میں کھانے پینے میں کسی چیز کا پرہیز نہ تھا اور نہ کوئی شے حلال یا حرام سمجھی جاتی تھی مردار اور حشرات الارض تک کھائے جاتے تھے اور جن جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا ان کو ذبح کرنا گناہ سمجھا جاتا تھا پر ستانہ رسومات تھیں۔ بعض جانوروں میں یہ نذر مانتے تھے کہ مرد کھا سکتے ہیں اور عورتیں نہیں۔ (سلیمان ندوی، ۱۹۵۳)، ص، ۱۳۹، ۱۴۰)

زمانۂ جاہلیت میں لوگ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر بیٹھے، مشرکین اور اہل کتاب دونوں کا طرز عمل ایک تھا۔ دونوں گمراہی کی انتہا پر تھے۔ ایک انتہا وہ جس پر ہندوستانی برہمنیت مسیحی رہبانیت اور وہ مذہبیت تھی جس کے نزدیک جسم کو اذیت دینا روا تھا۔ جس نے اچھے رزق اور زیب زینت کو حرام کر دیا تھا، دوسری انتہا پر فارس کا مزدک مذہب تھا جس نے مکمل اباحیت کا نعرہ بلند کیا تھا اس مذہب میں ہر چیز جائز تھی، یہاں تک کہ عزت و حرمت بھی جس کو انسان فطرتاً مقدس مانتا ہے۔ عربوں نے حلت و حرمت کا غلط معیار قائم کر رکھا تھا ان کے نزدیک شراب نوشی، سود خوری، عورتوں سے بدسلوکی اور قتل اولاد جیسی چیزیں جائز تھیں جن کی وجوہ خود سے گھڑ لیں تھیں، کیونکہ انہیں لڑکی

Marfat.com

کا پیدا ہونا باعث عار تھا اور فقر و فاقہ کا خوف۔ تھا، پھر معبودوں کا تقرب اولاد سے زیادہ تھا، کھیت اور چوپائے جیسی بہت سی پاکیزہ چیزیں اپنے اوپر حرام کر لی تھیں اور اسے اللہ کی طرف منسوب کر کے دینی حیثیت دی تھی۔ (علامہ یوسف القرضاوی (۱۹۸۱)، ص،۲۹)

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ان غلط عقائد کو باطل قرار دیا اور قرآن میں فرمایا گیا ''وہ کہتے ہیں یہ جو چوپائے اور کھیت ممنوع ہیں ان کو صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جنہیں ہم کھلانا چاہیں اپنے زعم کے مطابق اور کچھ چوپائیوں پر وہ اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ عنقریب ان سے اس افتراء پردازی کا بدلہ دے گا۔ (الانعام:۱۳۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کو حلال ٹھہرایا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام ٹھہرایا ہے وہ حرام ہے۔ اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس فیاضی کو قبول کرو کیونکہ اللہ سے بھول چوک نہیں ہوتی۔'' (مریم:۶۴)

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر کوئی پابندی ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ خون سے اور سؤر کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو'' (البقرہ:۱۷۳)

اور جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرا ہو یا جسے درندے نے پھاڑا ہو'' (المائدہ:۳)

''اے میرے رسولو! تم پاکیزہ اور حلال چیزوں کو کھایا کرو اور نیک اعمال کرتے رہو، بیشک میں تمہارے بارے میں پورا باخبر ہوں اور تمہارے تمام احوال جانتا ہوں اور تحقیق یہ کہ تمہاری ملت اصول کے اعتبار سے ایک ہی ملت ہے اور تمہارے سب کا رب یعنی پروردگار ہوں'' (مومنون:۵۲)

''ان پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں اور اس کھانے میں حد شرعی سے تجاوز مت کرو ورنہ تمہارے اوپر ہمارا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ بلندی سے پستی میں گرا ہے یعنی ہلاک و برباد ہوا۔'' (طٰہٰ:۸۱)

''اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاکیزہ ہے ان کو کھاؤ اور اس بارے میں شیطان کے قدموں پر مت چلا کرو اور وہ تمہارے واسطے کھلا دشمن ہے وہ تمہیں ہمیشہ برائیوں کا حکم دے گا اور بے حیائی کا اور جھوٹ لگائے گا، اللہ پر ایسی باتوں کا جن کو تم جانتے بھی نہیں۔'' (البقرہ:۱۶۹)

''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تشریعی اختیارات عطا کئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی اور تحلیل و تحریم صرف وہی نہیں جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں بلکہ جو کچھ نبی ﷺ نے حرام و حلال قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے۔ یا جس چیز سے منع کیا ہے وہ بھی اللہ کے دیئے گئے اختیارات ہیں چنانچہ قرآن پاک میں

Marfat.com

آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا۔ ''وہ ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ان پر سے بوجھ اور بندھن اتارتا ہے جو ان پر چڑھے ہوئے ہیں۔'' (الاعراف: ۱۵۷)

اللہ تعالیٰ نے نبی محلل ﷺ کے منصب کا یوں تعین فرمایا ہے اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے بعض ان چیزوں کو حلال کر دوں تم پر حرام کر دی گئیں ہیں۔ یعنی تم اپنے توہمات اور غیر مسلموں کے تسلط کی بدولت اصل شریعت الہٰی جن پر حق قیود کا اضافہ کیا ہے میں ان کو منسوخ کرونگا اور تمہارے لئے وہی چیز حلال اور وہی حرام قرار دونگا جس کو اللہ نے حلال قرار دیا ہے۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ نبی ﷺ اللہ کے نمائندہ کی حیثیت سے تھے اور اللہ کی منشاء کیمطابق تھے۔

نبی محلل ﷺ نے اللہ کے فرمان کے مطابق ہر اس چیز سے منع فرمایا جس کو اللہ نے حرام قرار دیا اور رو وہ ہر چیز کرنے کو کہا جس کو اللہ نے حلال قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ بعض صحابہؓ نے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے راتوں کو بستر پر نہ سوئیں گے گوشت اور چکنائی استعمال نہ کریں گے، عورتوں سے واسطہ نہ رکھیں گے اس پر آپ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا ''کہ مجھے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا گیا، تمہارے نفس کے بھی تم پر حقوق ہیں، روزہ بھی رکھو، کھاؤ پیئو بھی، راتوں کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی۔ مجھے دیکھو میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا، گوشت بھی کھاتا ہوں اور گھی بھی، پس جو میرے طریقے کو پسند نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں'' پھر فرمایا، ''یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو اور اچھے کھانے کو اور خوشبو اور نیند اور دنیا کی لذتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے؟ میں نے تو تمہیں یہ تعلیم نہیں ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔ میرے دین میں نہ عورتوں اور گوشت سے اجتناب ہے نہ گوشہ گیری اور عزلت نشینی ہے۔ ضبط نفس کیلئے میرے پاس روزہ ہے۔ رہبانیت کے سارے فائدے یہاں جہاد سے حاصل ہوتے ہیں، اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، حج اور عمرہ کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو۔ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے انہوں نے اپنے اوپر سختی کی پھر اللہ نے ان پر سختی کی'' (محمد لطیف پروفیسر، ۲۰۰۰، ص: ۳۰، ۳۱)

حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اچھی چیزوں کا استعمال ہرگز منع نہیں ہے نہ ہی اچھی چیزوں کو چاہے وہ روحانی ہوں یا جسمانی اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا۔ اللہ کی حلال کی ہوئی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا چاہیے قرآنی ضوابط کو پیش نظر رکھ کر۔ نبی کریم ﷺ لوگوں کو حرام و حلال کے بارے میں بتاتے تھے اس دور میں لوگوں کی چونکہ فرسودہ روایاتِ بحوالہ حرام و حلال ٹوٹ رہی تھیں، اور کئی پہلے سے حرام قرار دی گئی چیزوں کو حلال قرار دے رہے تھے اس لئے لوگوں کی طلب و جستجو بڑھ چکی تھی کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا؟

تو قرآن پاک نے وضاحت سے فرمایا، ''اے رسول! تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا چیزیں

Marfat.com

حلال ہیں اور کیا حرام ہیں؟ انہیں بتلا دیجئے کہ ان کیلئے سب پاکیزہ چیزیں حلال ہیں، سدھائے ہوئے شکاری جانور جسے تم نے سکھایا اس میں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے کہ شکار کردہ جانور جو اس نے تمہارے لئے رکھ چھوڑا ہے اس پر اللہ کا نام لو، آج تم پر سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اہل کتاب کا کھانا (ذبیحہ اہل کتاب) تمہیں حلال ہے اور تمہارا کھانا کھانے کی انہیں اجازت ہے۔ تمہیں مومن پاک دامن عورتیں حلال ہیں اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی۔" (۵:۴،۵)

دریا کا شکار پکڑنا اور کھانا حلال ہے ارشاد ربانی ہے،"تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا": (المائدہ:۹۴)

"اسی نے دریا کو مسخر کیا تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ" (النحل:۱۴)

لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک اور طیب چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے "جو کچھ حلال وطیب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ" لوگو زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ" اللہ کے نام پر ذبح چیزیں حلال کر دی گئی۔ (البقرہ:۱۶۸)

"اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اسے کھاؤ (الانعام:۱۱۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس جانور کا خون بہایا گیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھاؤ" (البخاری)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ" کچھ لوگوں نے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں، نہیں معلوم انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا یا نہیں، ایسی صورت میں ہم اسے کھائیں یا نہیں، رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور کھاؤ" (صحیح بخاری)

نبی کریم ﷺ نے بدن، لباس، گھر، راستوں کی صفائی کی ترغیب دی اہل عرب صفائی اور زیبائش کے معاملہ میں بے اعتنائی برتتے تھے آپ ﷺ نے ان کے اندر نظافت کا احساس پیدا کیا نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس کے سر اور داڑھی پراگندہ تھے آپ ﷺ نے اس بال درست کروانے کا حکم دیا اس نے بال درست کئے اور پھر حاضر خدمت ہوا آپ ﷺ نے فرمایا بہتر ہے یا تمہارا اس حال میں آنا شیطان کی طرح بال پراگندہ ہوں" (امام مالک)

اسی طرح ایک مرتبہ ایک خراب کپڑوں میں ملبوس شخص آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا،" تمہارے پاس مال ہے؟ اس نے کہا، جی ہاں! فرمایا کس قسم کا مال ہے؟ اس نے کہا کہ ہر قسم کا مال ہے، جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ فرمایا جب اللہ نے تمہیں مال سے نوازا ہے تو وہ تم پر اپنی نعمت اور فضل کا اثر بھی دیکھنا چاہتا

Marfat.com

ہے۔''(النسائی)

متعدد قرآنی آیات واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے سے زندگی کے لیے پاک اور اچھی چیزوں کو حلال قرار دلوایا اور آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے اس اسوۂ حسنہ میں عملی طور پر نافذ کر کے دکھایا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مہد ﷺ

مہد کے معنی ہیں ہدایت یافتہ، رہنما، پیشوا، یہ لفظ مادہ (ھ۔د۔ی) سے بنا ہے۔ جس کے معنی نمایاں اور روشن کے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے ہدایت یافتہ بنا کر بھیجا تا کہ یہ فریضہ ہدایت لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم پر ایک ہادی بنا کر بھیجا ہے تا کہ وہ رہبری کا فریضہ ادا کرے اور یہ ایک حقیقت ہے اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ ہدایت و رہبری کرنے والا خود بھی ہدات یافتہ ہوتا ہے۔ جبھی وہ دوسرے لوگوں کو ہدایت دے سکتا ہے۔ اسی طرح نبی پاک ﷺ کو رب کریم نے سب انسانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ بنا کر بھیجا محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص: ۶۵۷

نبی پاک ﷺ جب مبعوث ہوئے تو تمام انسانوں کے لئے ایک ہادی اور رہنما اللہ کی طرف سے آ گئے اور ان پر کتاب اللہ اتاری گئی تا کہ یہ ہدایت نامہ رسول ﷺ کی زندگی میں اور رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی قیامت تک انسانوں کے لئے دستاویز ہدایت بنی رہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس رسول ﷺ اور اس کتاب پر ایمان لا کر اس کتاب کی ہدایت اور اس رسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی گزاریں اور مسلمان ہونے کے بعد فرائض ادا کر کے آخرت کی بہتر زندگی حاصل کریں۔ محمد طفیل (۱۹۸۴)۔ نقوش رسول نمبر۔ ص: ۳۵۷

آپ ﷺ تقدس و عظمت کے اعتبار سے دنیا کے سب سے بڑے انسان اور صفاتی اعتبار سے سب سے زیادہ ہدایت یافتہ، صاحب تقویٰ اور صاحب ایمان تھے آپ ﷺ نے ہدایت یافتہ ہونے کے ناطے سے دین حق کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸) ص: ۵۳

قرآن پاک میں جس کی گواہی یوں دی گئی ہے۔

"وہی ہے اللہ کی ذات جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ وہ اس دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دے۔ (صف: ۹)

"یہ جو ہم نے لوگوں کے لئے بیان کیا ہے یہ ہدایت اور نصیحت ہے متقین کے لئے" (آل عمران: ۱۳۸)

نبی پاک ﷺ کے مہد ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو جو ہدایت ملی اسکا اصل ماخذ خالق کائنات کی نازل کردہ وحی ہے۔ نہ صرف وحی بلکہ قرب الٰہی کا بالمشافہ شرف بھی آپ ﷺ کو حاصل ہے۔

Marfat.com

ابتدائے قرآن ہی میں فرمایا گیا۔

''یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں اور ہدایت ہے متقین کے لئے:

ایک اور جگہ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔۔!

''یہ قرآن کوئی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ جو پہلے سے نزول شدہ آسمانی کتابیں ہیں'' یہ ان کی تصدیق کرتا ہے۔ ایمان والوں کے لئے ہر چیز کے بارے میں تفصیلی بیان، ہدایت اور رحمت ہے۔'' (یوسف:١١١)

یہ قرآن لوگوں کے لئے عقل و دانش کی باتوں کا مجموعہ ہے۔ اور جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ (الجاثیہ: ٢٠)

اے پیغمبر ہمارے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو جو ہمارے کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں اور انکی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے نیک ہدایت دی اور یہ عقل سلیم رکھتے ہیں۔ (الزمر: ١٧، ١٨)

قرآن پاک کی یہ آیات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کر رہی ہیں کہ کلام پاک خود ہدایت اور رحمت کا سامان ہے۔ اگر قرآن خود ہدایت کا سرچشمہ ہے تو پھر نبی پاک ﷺ تو خود حامل قرآن اور شارح قرآن تھے آپ ﷺ پر ہدایت نازل ہوئی تو مھد بن گئے۔ جب اپنے عمل سے اس ہدایت کا پرچار کیا تو ہادی و رہنما بن گئے۔ پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ (١٩٩٨) ص۔ ٥٥

اس لئے ہمیں ہدایت یافتہ نبی جو کہ مھد ہے اس کے پیچھے چلنا چاہیے کیونکہ وہ نبی اللہ تبارک تعالیٰ کے قوانین اور احکام کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے اور یہی ایک ضابطہ حیات ہے۔ جو ہمیں کامرانی کی منزل تک لے جائے گا اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ ہم اس کی اتباع اور پیروی کریں اس میں شک نہیں جو لوگ راہ راست اختیار کرتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ ان کے لئے اپنی ہدایت کے راستے کھول دیتا ہے۔ اور جو نبی مھد کے راستے پر چلے گا یقیناً وہ نقصان سے بچ جائے گا۔ محمد علی چراغ، ٢٠٠٥، ص ٦٦٢۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مُحَرِّم ﷺ

حرم حلال کی ضد ہے شرعی اور فقہی اعتبار سے حرام سے مراد شرعاً ناجائز اور یہ فرض کے ترک کر دینے کا نام ہے۔(محمد لطیف پروفیسر:(۲۰۰۰)،ص:۲۸)

حرام کا مادہ (ح رم) سے بنتا ہے اور محرم کا مطلب حرام کرنے والا کسی شے سے منع کرنے والا، روک دینے والا۔ رسول اکرم ﷺ نے حرام چیزوں سے منع فرمایا، روکا اس لئے آپ کا ایک نام نامی مُحَرِّم بھی ہے۔(محمد علی چراغ:(۲۰۰۵)،ص:۵۱۶)

اسلام نے حلال وحرام کے معاملہ میں جو گمراہی تھی اس کی اصلاح کی تشریع کے اصول مقرر کئے ان کو حلت وحرمت کا اساس بنایا سب سے پہلا اصول یہ مقرر کیا کہ اللہ کی پیدا کردہ تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح میں حرام صرف وہی چیزیں ہیں جن کی حرمت کے بارے میں صحیح اور صریح نص وارد ہوئی لہٰذا اگر صحیح نص موجود نہ ہو بلکہ ضعیف ہو یا حرمت پر صریح طور پر دلالت نہ کرتی ہو تو اصل اباحت برقرار رہے گی۔(علامہ یوسف القرضاوی: (۱۹۸۱)،ص:۳۰)

حرام کیا چیزیں ہیں:

حرام۔ناجائز۔ممنوع، خلاف شرع، ناروا، ناشائستہ، ناپاک، نجس، پلید وغیرہ، حرام باتیں وہی ہوتی ہیں جو خود بری ہوتی ہیں یا پھر ان کے نتائج برے ہوتے ہیں ان میں فواحش، بے حیائی، زنا، اور ہر وہ کام برا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو قرآن مجید نے فواحش، اختراً اللہ حرام اشیاء وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضور اکرم ﷺ کے ذریعے نافذ کروایا۔

"کہو میرے رب نے جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے وہ یہ ہیں بے حیائی کے کام خواہ کھلے ہو یا چھپے، گناہ، ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کی سند اللہ نے نہیں نازل کی نیز یہ کہ اللہ کی طرف منسوب کر کے کوئی ایسی بات کہو جس کا تمہیں علم نہیں۔(الاعراف:۳۳)

رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر اور چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال ٹھہرایا ہے اور حرام وہ ہے جسے اس نے اپنی کتاب میں حرام ٹھہرایا۔ مگر وہ چیزیں جن کے بارے میں سکوت ہے تو وہ معاف ہیں۔(الترمذی ابن ماجہ)

رسول پاک ﷺ نے ایسا قاعدہ بیان فرمایا جس سے حلال وحرام میں تمیز کی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا! ''اللہ نے فرائض کو لازمی قرار دیا ہے انہیں ضائع نہ کریں اور حدود مقرر کر دی ہیں لہٰذا ان سے تجاوز نہ کرو جسے حرام ٹھہرایا ہے ان کی بے حرمتی نہ کرو اور جن چیزوں کے بارے میں اس نے دانستہ سکوت اختیار فرمایا ہے یہ سکوت تمہارے لئے رحمت کا باعث ہے۔ایسی چیزوں کے بارے میں بحث مین نہ پڑو'' (الدار قطنی)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کی وضاحت نبی ﷺ کے ذریعے فرمادی ہے ''اس نے وہ چیزیں تفصیل سے بیان کر دی ہیں جو تم پر حرام ٹھہرائی ہیں'' (الانعام:۱۱۹)

وہ تم سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں کہو ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کر ہیں۔(البقرہ:۲۱۹)

حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے ''تین باتوں سے بچوں جو موجب لعنت ہیں پانی پینے کی جگہوں، وسط راہ اور سایہ دار جگہ میں پاخانہ کرنا'' (ابوداؤد، ابن ماجہ، الحاکم والبیہقی)

اسلام میں مقصد کا اعلیٰ ہونا اور اس کے حصول کے ذرائع کا پاکیزہ ہونا دونوں ہی مطلوب ہیں اور اسلام ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ مقصد ہر قسم کے ذریعہ کو جائز کر دے بلکہ صحیح مقصد کے لئے صحیح طریقے اختیار کیے جائیں مقاصد اور نیتیں حرام پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔آپ ﷺ نے فرمایا! ''اللہ پاک ہے اور پاک چیزوں کو ہی قبول فرماتا ہے اہل ایمان کو اس نے اس بات کا حکم دیا یہ جس کا حکم کہ اس نے اپنے رسولوں کو دیا ہے۔چنانچہ قرآن میں فرمایا! اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔تم جو کچھ کرتے ہو۔اس کا مجھے اچھی طرح علم ہے۔ (المومنون:۵۱)

پھر فرمایا! اے ایمان والو ''جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں انہیں کھاؤ'' (البقرہ:۱۷۲)

اللہ تعالیٰ نے عائلی اور معاشرتی زندگی میں حرام چیزوں کی وضاحت کا اعلان رسول پاک ﷺ سے کروایا یعنی مردار خون اور لحم خنزیر کو ظاہری گندگی کے سبب حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اسلام نے صرف پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے اور غیر اللہ کے ذبیحہ کی حرمت باطنی گندگی کے سبب ہے اور شرک سب سے بڑی عقلی اور باطنی نجاست ہے لہٰذا ان سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے۔

''تم کھلے گناہوں سے بھی بچو اور چھپے گناہوں سے بھی'' (انعام:۱۲۰)

خون کی وضاحت میں بھی بتایا گیا ہے کہ ''یعنی بہایا ہوا خون جو کسی جانور کو زخمی کر کے یا ذبح کر کے نکالا گیا ہو۔(انعام:۱۴۵)

قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ پر غور کرنے سے حرام اشیاء کی اس طرح نشان دہی ہوتی ہے آنحضور ﷺ نے خنزیر کی ہر چیز کو حرام قرار دیا ہے اور تمام کچلیاں رکھنے والے درندوں اور پنجے رکھنے والے پرندوں

Marfat.com

سے منع فرمایا، ''احرام کی حالت میں شکار حرام ہے'' جب احرام کی حالت ختم ہو جائے تو شکار کر سکتے ہیں۔

پھر عورتوں کے بارے میں فرمایا اگر اس کو تیسری بار طلاق دیدی تو وہ عورت پھر اس کے لئے حلال نہ ہوگی الا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہو اور وہ اسے طلاق دے۔ (البقرہ: ۲۳۰)

مہر، زیور اور کپڑے اپنی بیوی سے مانگنا، بھی حلال نہیں اپنی بیوی کو دی ہوئی اشیاء واپس لینے کے عمل کو رسول اللہ ﷺ نے کتے کے اس عمل سے تشبیہہ دی ہے جس میں وہ قے کر کے خود ہی چاٹ لیتا ہے۔ (محمد لطیف: (۲۰۰۰)، ص: ۳۹)

اور تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو۔ (البقرہ: ۲۲۹) اور کسی کے لئے حلال نہیں کہ عورت کا جبراً مالک بن جائے۔

''اے ایمان والو! تم کو یہ بات حلال نہیں۔ کہ تم عورتوں کے (مال و جان کے) جبراً مالک بن جاؤ'' (النساء: ۱۹)

پھر نکاح کے لئے فرمایا اے مسلمانوں! تم پر نکاح کیلئے مائیں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، رضائی مائیں، رضائی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں حرام کر دی گئی ہیں۔

تمہارے صلبی بیٹوں کی عورتیں اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی حرام ہے الا جو ہو چکا سو ہو چکا ہر آئینہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا ہے۔ (۲۳،۴)

حرام طریقے سے رزق حاصل کرنا یا اللہ کا دیا ہوا رزق کھا کر معصیت کرنے والے پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑتا ہے۔ ''کھاؤ ہمارا دیا ہوا رزق اور اسے کھا کر سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر میرا غضب ٹوٹ پڑے گا اور جس پر میرا غضب ٹوٹا تو پھر گر کر ہی رہا۔ (طٰہٰ: ۸۱)

لین دین کے سلسلہ میں فرمایا کہ باہمی تجارت حلال ہے اور سود حرام ہے۔

اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔ (البقرہ: ۲۷۰)

سوسائٹی کی اصلاح اور معاشرہ کی بھلائی اور انسان کی فلاح و مفاد سماج کی مادی اخلاقی اور روحانی گراوٹوں کو دور کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ان تمام اشیاء سے منع فرمایا جو انسان کے ذہن عقل و جسم پر مضر اثرات ڈالے اس ضمن میں شراب جوا، پانسے کو شیطانی کام قرار دیا۔

اے ایمان والو! شراب، جوا، استحصان اور پانسے کے تیر نجس شیطانی کام ہیں ان سے بچو تا کہ تم فلاح پا جاؤ، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے پھر کیا تم ان چیزوں سے باز آ جاؤ گے۔ (المائدہ: ۹۰، ۹۱)

رسول اکرم نے ہر نشہ والی چیز کو حرام قرار دیا چاہے وہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو۔

Marfat.com

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ شہد، مکئی اور جو سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا! ''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے''(مسلم)

آپ ﷺ نے نہ صرف شراب کو حرام ٹھہرایا بلکہ اس سے متعلق دس افراد پر لعنت فرمائی ہے۔

شراب نچوڑنے والا، نچڑوانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، وہ جس کے لئے اٹھا کر لے جائی جائے، پلانے والا، فروخت کرنے والا، اس کی قیمت کھا جانے والا، خریدنے والا، اور جس کے لئے خریدی جائے ان سب پر آپ ﷺ نے لعنت فرمای ہے۔(الترمذی ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے مردوں کے لئے سونے اور ریشم کو حرام فرمایا حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ریشم کو اپنے دائیں اور سونے کو اپنے بائیں ہاتھ میں رکھ کر فرمایا''یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں'' (النسائی: ابن ماجہ)

اسلام نے عورت کو ایسے کپڑے پہننے حرام کر دیا جس کے اندر سے اس کا بدن نظر آئے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا! ''دو گروہ دوزخی ہیں جنہیں میں نے دیکھا نہیں ہے ایک وہ جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہونگے جن کو وہ لوگوں پر برسائیں گے (یعنی ظالم حکمران) اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی برہنہ رہیں گی اور وہ اپنی طرف مردوں کو مائل کریں گی اور خود مردوں کو مائل کریں گی۔ان کے سر اونٹ کے جھکتے ہوئے کوہان کی طرح ہونگے۔وہ جنت میں داخل نہیں ہونگی اور نہ اس کی خوشبو کو پاسکیں گی حالانکہ ان کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوگی۔(مسلم)

آپ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے سے منع فرمایا''جو شخص سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔(مسلم)

اسلام میں مجسموں کو حرام قرار دیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''جس گھر میں مجسمے ہونگے اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔(متفق علیہ)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کام کرنیکی ہمت رکھتا ہے اس کا بیٹھے رہنا حرام ہے فرمایا! ''جو شخص بلاضرورت مانگتا ہے گویا وہ اپنے ہاتھ میں انگارے چنتا ہے۔(البیہقی وابن خزیمہ)

آپ ﷺ نے رشوت کو حرام قرار دیا اور فرمایا! ''اللہ کی لعنت ہے حکومت کے معاملات میں رشوت لینے اور دینے والے پر بھی۔(ترمذی)

الغرض نبی پاک ﷺ چونکہ اللہ کے پورے نظام کو عملی طور پر نافذ کر کے دکھانے کی خاطر مبعوث ہوئے تھے اس لئے انہوں نے ہر قدم پر لوگوں کو ان کا نفع ونقصان سوجھاتے اور واضح طور پر بتا دیا کہ حرام دوزخ کی راہ ہے اس سے بچو۔

Marfat.com

معلمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ کا ایک لقب معلم بھی ہے۔ معلم لفظ کا مادہ (ع ل م) ہے، اس کا مطلب جاننا، آگاہی، واقفیت، گن، ہنر آشنائی حاصل کرنا ہے۔ اس علم ہی سے لفظ معلم بنا ہے۔ معلم کا مطلب ہے سکھایا ہوا۔ حضور پاک ﷺ بطور معلم ایک استاد ایک مدرس اور ایک تعلیم دینے والے تھے، اللہ نے امّی ہونے کے باوجود آپ کو وافر علم عطا کیا۔ دین کا علم اور پیغمبرانہ بصیرت بخشی، علم وعقل، دلیل، برہان، فہم وبصیرت اور تدبر وتفکر کی بے شمار نعمتوں سے فیض یاب فرمایا اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کو وحی کا علم بخشا۔ (محمد علی چراغ ۲۰۰۵، (۲۰۵، ۲۰۶)

تعلیم کا اسلامی تصور:

اسلامی تعلیم وہ ہے جو انسان کو ہدایت الٰہی کی روشنی میں ذہنی، جسمانی اور طبعی قوتوں کے ذریعے مادی کائنات میں اس طرح تصرف کے قابل بنائے کہ روحانی اور اخلاقی اقدار کا فروغ رضائے الٰہی کے اصول کا وسیلہ بنے اور بالآخر اخروی فوز وفلاح حاصل ہو۔ (شفیع مرزا، ص ۳۰)

گویا اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہو یعنی اس کی مادی اور روحانی ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرے۔ بالتخصیص زمان ومکان اور جنس وعمر اسلامی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ ہر دور کا انسان اپنے خالق حقیقی کو پہچانے، اس کی نعمتوں کا شکر گزار ہو اور صالح انسان بن کر ایک مہذب معاشرے کی تشکیل کرے۔ (غلام عابد خان، ص:۲۶)

اسلام کے سوا دنیا کا کوئی مذہب یا تمدن ایسا نہیں جس نے تمام انسانوں کے لئے تعلیم کو بنیادی قرار دیا ہو۔ یونان اور چین نے غیر معمولی ترقی کی لیکن وہ بھی تمام انسانوں کی تعلیم کے قائل نہ تھے۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے تعلیم کو تمام انسانوں پر فرض قرار دیا اور اس کی ترقی کو معاشرے کی ذمہ داری قرار دیا۔ اسلام نے تعلیم کو جو تصور دیا ہے اس میں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم، کتاب وحکمت اور تزکیہ نفس دونوں کو ساتھ ساتھ انجام دینے کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مخصوص نظام میں تعلیم اور سیرت سازی ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔

پروفیسر شفیع مرزا تعلیم کا تصور اس طرح پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

''نظام تعلیم درحقیقت نظام حیات کا ایک شعبہ ہے۔ نظام حیات تصور خالق، تصور کائنات، تصور انسان اور تصور آخرت جیسے بنیادی امور سے متعلق افکار ونظریات کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ یہ نظریات مثبت ہوں یا منفی، فلسفیانہ ہوں یا بچگانہ، یہ افکار ونظریات نظام حیات کیلئے اٹل بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ یہ بدیہی امر ہے کہ جیسا نظام تصور ہوگا، ویسا ہی نظام حیات تشکیل پائے گا اور جیسا نظام حیات ہوگا ویسا ہی نظام تعلیم پروان چڑھے گا۔'' (مرزا شفیع۔ص:۳۰)

انسان اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی خاص مخلوق ہے اور اس کا بندہ ہے۔ اس کا درجہ حیوانات سے بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اندھیروں میں بھٹکنے کیلئے پیدا نہیں کیا اس نے تخلیق کے ساتھ رہنمائی کا بھی انتظام کیا ہے۔ اس نے بنی نوع آدم کی صحیح رہنمائی کیلئے ہر قوم اور ہر دور میں انبیاء اور رسول بھیجے ہیں ان کے پاس وحی الٰہی جیسا عقل سے بالاتر ذریعہ موجود تھا۔

پروفیسر خورشید احمد کے مطابق اسلام کا تصور درج ذیل ہے:

''اسلام نے جو تصور علم دیا ہے اس میں سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ علم کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ علم الاشیاء اسی کا دیا ہوا ہے اور انسان کی ہدایت کا علم بھی اسی کی طرف سے ہے۔ حواس اور عقل و تجربہ بڑے اہم ذرائع علم ہیں لیکن وحی سب سے اعلیٰ ذریعہ علم ہے۔ نیز یہ کہ علم کا تعلق محض لوازمات حیات ہی سے نہیں بلکہ مقاصد حیات سے بھی ہے اور اول الذکر کو ثانی الذکر کے تابع ہونا چاہیے۔ یہ وہ تصور ہے جس سے ہمارے پورے نظام تعلیم کا مزاج بنتا ہے۔ (خورشید احمد۔ص:۸)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے لہٰذا اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم ایسی ہونی چاہیے، جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر حاضر ہو، یعنی اس کی مادی اور روحانی ہر قسم کو پورا کرے۔ تعلیم کا بنیادی مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ اپنی ذات اور دوسرے ان پڑھوں سے جہالت کا ازالہ اور احیائے دین، تعلیم کا مقصد ہونا چاہیے۔ دنیاوی جاہ و منصب اور شہرت وعظمت کی خاطر تحصیل علم نازیبا ہے۔ باالفاظ دیگر تعلیم کا مقصد ومدعا خاص اور روحانی ہونا چاہیے۔ سیرت کے بعد اشرف اور افضل علم کی تعلیم لوگوں کے نفس کو نیک عادتوں سے مالا مال کرنا، بری خصلتوں سے بچانا اور عمدہ اخلاق اور سعادت کی راہ بتلانا ہے اور تعلیم سے مراد بھی یہی ہے۔ تعلیم کا مقصد غور وفکر کو کام میں لا کر انسان کو حقائق سے روشناس کرانا ہے۔ گویا علم کا بڑا مقصد ان کے نزدیک علم معرفت یا علم حقیقت کا حاصل کرنا ہے۔ (شفیع مرزا۔ص:۳۱)

تعلیم کی اہمیت قرآن کی رشنی میں:

قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کو مربی کہا گیا ہے، ''اللہ نے ایمان لانے والوں پر احسان فرمایا جب ان کے اندر خود ہی انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا، جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور

Marfat.com

انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے'' (ال عمران:۱۶۴)

ایک اور جگہ فرمایا گیا، ''وہی ہے جس نے امیوں کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے'' (الجمعہ:۲)

میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے جو چیزیں بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں، جو بادشاہ ہے عیبوں سے پاک ہے، زبردست ہے، حکمت والا ہے، وہی ہے جس نے عرب کے ناخواندہ لوگوں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں کتاب الٰہی اور دانش مندی سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے یہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ فضل جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (الجمعہ:۱تا۴)

علم احادیث کی روشنی میں:

۱: حضرت عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی فقہ (یعنی سمجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے۔

۲: ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں نبی کریمؐ نے فرمایا جو حصول علم کی تلاش میں کوئی رستہ چلا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دیتا ہے۔

۳: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا جو علم کی طلب میں نکا وہ واپس ہونے تک اللہ کیلئے جہاد میں ہے۔ (امام ابو عیسیٰ۔ص:۱۰۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں ہے حسد مگر دو شخصوں پر ایک تو وہ جسے اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو اور وہ اس کو راہ حق میں لٹا رہا ہو، اور ایک وہ جسے اللہ نے علم دیا ہو اور وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہو۔ (عالم فقری۔ص:۴۳۴)

علما انبیاء کے وارث ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد۱:ص:۶۲)

جو شخص طلب علم کیلئے سفر کرے وہ راہ خدا میں ہے جب تک کہ وہ واپس نہ آجائے۔ (سنن ابی ماجہ۔جلد:۱۔ص:۸۱)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی خاطر کوئی راستہ طے کرے اللہ اسے جنت کے راستہ پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشی کیلئے اس کے سامنے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کیلئے آسمان وزمین کی تمام چیزیں اور مچھلیاں سمندر کے بیچ میں بخشش طلب کرتی ہیں اور عالم کا مرتبہ عبادت گزار پر ایسا ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے ستاروں پر اور بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء مال ودولت کا وارث نہیں بناتے۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا علم تین ہیں۔ محکم آیت قرآنی، سنت ثابتہ اور اجتہاد۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے غیر ضروری ہے۔

ایک ایسی رات (قدرت وفضیلت کی رات) جب ایک قدسی سکوت موجودات پر طاری تھا اور ساری کائنات اپنے مالک کی طرف رجوع کئے ہوئے تھی۔ آدھی رات گزر چکی تھی اللہ کی کتاب حضرت محمد ﷺ کی تشنہ روح پر نازل ہوئی۔ آپ مراقبہ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ایک زبردست آواز نے جس میں سمندروں کی لہروں کی سی گھن گرج تھی آپ کو حکم دیا، ''بول'' دو مرتبہ آواز آئی اور دونوں مرتبہ آپ ﷺ اس کے حکم کی تعمیل سے قاصر رہے، لیکن اس کے بعد ایک زبردست قوت نے آپ ﷺ کو بھینچ لیا اور بولنے پر مجبور کیا۔ آواز نے تیسری بار کہا ''بول'' آپ ﷺ نے پوچھا میں کیا بولوں؟ جواب ملا' بول اپنے رب کے نام سے'' (سید امیر علی۔ ص: ۹۲، ۹۳)

آپ ﷺ کو خواندگی سے اس قدر لگاؤ تھا کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد ہی، جنگ بدر کے گرفتار شدگان جب مدینہ لائے گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کا جو مالدار نہ تھے ان کی رہائی کیلئے یہ فدیہ مقرر کیا تھا کہ مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھائیں۔ حضرت عبادہ ابن الصامتؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے صفہ میں اس غرض سے مامور کیا تھا کہ لوگوں کو لکھنے کی اور قرآن مجید کی تعلیم دوں۔

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسجد کی بنیاد ڈالی اور ساتھ ہی اسکے شمالی گوشہ میں ایک چبوترہ بنایا یہی ''صفہ'' کہلایا۔ یہاں لوگ دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اپنی زندگیاں اسلامی علوم سیکھنے میں وقف کر دی تھی، یہ لوگ اصحاب صفہ تھے۔

صفہ اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ باہر سے جو لوگ علم حاصل کرنے کیلئے آئیں، انہیں اس میں ٹھہرایا جائے اور تعلیم دی جائے۔ اسلام کی اس پہلی درسگاہ میں ستر، اسی، طلباء تعلیم پاتے تھے، آنحضرت ﷺ خود ان لوگوں کے کھانے پینے کے مسئلہ کی نگرانی فرماتے تھے۔ صرف صفہ ہی نہیں بلکہ پوری مسجد نبوی تعلیم گاہ تھی۔ جہاں دینی اور دنیاوی تعلیم دی جاتی تھی اصحاب صفہ کی تعلیم حضرت ابو ہریرہؓ کے ذمہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، ابن ابی کعب اور حضرت زید بن ثاقب انہیں درس فرمایا کرتے تھے۔ اس جامعہ میں اصحاب ذوق طلب علم میں دور دراز سے آیا کرتے تھے۔

رسول ﷺ خود بھی تعلیم دیا کرتے تھے اور درس کے مقامات کا اکثر معائنہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو دیکھا وہاں دو قسم کے لوگ موجود ہیں۔ کچھ نوافل اور دعا میں مشغول تھے اور کچھ لوگ فقہ کی تعلیم و تعلم میں منہمک تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں ہی اچھے کام رہے ہیں مگر جہالت کو دور کرنا افضل ہے یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اس حلقے میں جگہ بنائی جہاں درس ہو رہا تھا اور کہا کہ ''میں بھی معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں'' قرآن و سنت کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ نشانہ بازی، پیراکی،

Marfat.com

ریاضی، مبادی طب، علم ہیئت، علم الانساب اور علم تجوید القرآن کی تعلیم دی جایا کرے۔ (میاں عابد احمد۔ ص:۱۵۹، ۱۶۰)

دور نبوی ﷺ میں تعلیمی نظم وضبط کو بڑا کمال حاصل تھا۔ حضور ﷺ کی تعلیمی تحریک بے قاعدہ نہ تھی بلکہ ہر مرحلہ میں نہایت درجہ کی حکیمانہ منصوبہ بندی اور اعلیٰ درجہ کا نظم وضبط کارفرما تھا۔ جن سلیم الفطرت لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا تھا آپ ﷺ نے تنظیم اور تربیت کے مراحل سے گزر کر اپنے ساتھ میدان کشمکش میں لا کھڑا کیا تھا۔ یہ تیار ہونے والی جماعت اپنے سربراہ پر جان نچھاور کرنے کو سعادت سمجھتی تھی۔

اس نظم کی روح اطاعت خدا اور اطاعت رسول اور اطاعت اولاالامر پر تھی جس کا سب سے پہلا دائرہ گھر سے شروع ہوتا تھا۔ اسلام نے گھر کا نظم وضبط برقرار رکھنے کے لئے مرد کو گھر کا نگران مقرر کیا۔ بیوی کو حکم دیا کہ وہ جائز حدود میں شوہر کی اطاعت میں رہے گھر کی تدبیر اس کی منشاء کے مطابق کرے۔ اولاد کو حکم دیا کہ وہ ماں باپ کے سامنے اف تک نہ کریں بلا چون وچراں سر تسلیم خم کر دیں۔ ان سب اطاعتوں کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے تابع کر دیا گیا۔

بڑوں کو چھوٹوں پر محبت اور شفقت کا رویہ رکھنے کا حکم دیا، بڑوں کی تعظیم کا حکم دیا۔ ''ارشاد نبوی ﷺ ہے جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' پورے نظام کی بنیاد جذبہ خیر خواہی، اخوت، محبت اور ہمدردی پر رکھی گئی۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کی محبت اور پیار کے رشتوں سے جوڑا جاتا تھا۔

حضور ﷺ نے اہل عرب کو قریب لانے کیلئے اور اپنی دعوت ان تک پہنچانے کے لئے ہمیشہ نرمی، محبت اور الفت سے کام لیا، قدم قدم پر معاف کیا۔ حسن اخلاق کا مظاہرہ کر کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا، ایک دوسرے سے بیزار اور نفرت کرنے والوں کو محبت کو پیغام دیا۔ تسبیح کے دانوں کی طرح ان بکھرے ہوئے موتیوں کو اخوت کے رشتے میں منسلک کر کے یکجا کر دیا اور فرمایا! ''مومن سب بھائی بھائی ہیں''۔

شفقت اور محبت ہمدردی کی یہ روح تھی کہ طلباء اور اساتذہ مدرسہ میں دلچسپی لیتے تھے تعلیم کو اپنے لئے مفید سمجھتے تھے، مدرسہ صالح استاد تیار کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ صالح انسان وہ ہے جو اچھا مسلمان ہو اور نظم وضبط پر قدرت رکھتا ہو، اپنی نفسیاتی خواہشات پر قابو رکھتا ہو، نماز روزہ کی مدد سے نظم وضبط کا رویہ پیدا کیا جاتا ہے۔ نماز کی پابندی ایک امام کی اقتداء اور اتباع سکھائی جاتی ہے، ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کا درس دیا جاتا ہے۔ دوسروں سے تعاون اور بھائی چارے کے ساتھ رہنا سکھایا جاتا ہے، ہر کام کو سلیقہ سے ادا کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

عہد نبوی ﷺ کے کلاس روم کی خوبی یہ تھی کہ آپ ﷺ نے کلاس میں نظم وضبط برقرار رکھنے کیلئے باہم شیر وشکر اور دوستی کا ماحول پیدا کر دیا تھا، تعلقات کو استوار کر کے ماحول کو بہتر اور خوشگوار بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ سے اس دلی تعلقات کی بنیاد پر ہی مسلمان ''صحابی'' کے لقب سے موسوم تھے۔

Marfat.com

استاد اور شاگرد انسان ہیں مشین نہیں کہ ان کے ساتھ مشینوں کا سا سلوک کیا جائے، ان کے لئے خوشگوار ماحول ضروری ہے یہی چیز نظم وضبط کی ضامن ہے۔ ''مسلمان دوسرے مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملے یہ بھی صدقہ ہے''

حضور ﷺ امت کیلئے رہبر و رہنما بن کر آئے تھے، ان کو داروغہ کی حیثیت سے نہیں بھیجا گیا۔ انہوں نے کبھی تحکمانہ لہجہ میں اپنے طلبہ کو خوف اور دہشت دلا کر نظم وضبط برقرار رکھنے کی تگ ودو نہ کی۔ انہوں نے ہمیشہ طلباء کی رہنمائی کی اور قربت کے ذریعے انسانی تعلقات کو استوار کرنے کیلئے بہتر بنایا۔

دور نبوی ﷺ میں اساتذہ اپنے مخالفین کی ذہنی سطح اور افتاد طبع کا بھی خیال کرتے تھے، جس سے نظم وضبط برقرار رکھنے میں مدد ملتی تھی، مبلغین، معلمین کو حضور ﷺ کی ہدایت تھی لوگوں کے مزاج اور ذہنی سطح کو ملحوظ رکھ کر ان کی تعلیم دیں لوگوں سے بات ان کے فہم کے مطابق کریں۔

معلمین طلباء کی انفرادی، ذہنی استعداد، دلچسپیوں، رجحانات، صلاحیتوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔

حضور ﷺ کا یہ فرمان تھا کہ معلم طلباء سے شفقت سے پیش آئیں انکا احترام کریں۔ فرشتے طلباء کی بخشش کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جو حصول کیلئے گھر سے نکلے، تو طلباء استاد کیلئے بھی قابل احترام ہونگے۔

یہ بھی ہدایت تھی کہ تحکم کی صورت میں بھی جذبہ رحمت کو پیش نظر رکھے۔

طلباء کے والدین سے بھی اور معاشرے کے دوسرے افراد سے بھی خیر خواہی اور اخوت کی بنیاد پر تعلقات استوار کئے جائیں۔ تو تمام اطراف مجموعی خیر وحسنات سے بھر جائیگی بالآخر اس کے اثرات طلباء کی تعلیم و تربیت پر بڑے گہرے ہونگے۔ (علی احمد چوہدری۔ ص: ۴۸، ۴۹)

ترسیل علم اور تحصیل علم کو لازم وملزوم قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ کا واضح ارشاد تھا کہ پڑوسی اپنے ان پڑوسیوں کو تعلیم دیں، علم سکھائیں جو دین کا فہم اور اس کی سمجھ رکھتے۔ ان کو برے کاموں سے روکیں اور نیکی کا حکم دیں اور وہ لوگ جو علم ودین کا فہم وشعور اور سمجھ بوجھ نہیں رکھتے، اپنے ان پڑوسیوں سے سیکھیں جو اس کا فہم وادراک رکھتے ہیں ورنہ میں ان کو سخت سزا دونگا۔

اس طرح یہ بھی حکم دیا گیا کہ تم میں سے کوئی شخص اگر ایک آیت بھی جانتا ہے تو وہ دوسرے کو سکھائے اور فرمایا۔ تعلمو والعلم و علمو الناس علم سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ۔ (شبلی احمد ڈاکٹر۔ ص: ۱۵)

گویا علم کا حصول جہاں لازمی فریضہ تھا وہاں اس کی تدریس، ترسیل بھی لازمی قرار دیدی گئی تھی۔ انفرادی ذمہ داری کے علاوہ معاشرے اور ریاست کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا کہ اپنے شہریوں کو رضائے الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے کیلئے تعلیم جیسی بنیادی ضرورت کیلئے سہولتیں فراہم کرے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

''اگر ہم ان کو روئے زمین پر اقتدار بخشیں تو ان کا کام ہے کہ نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں اور معروفات کا

Marfat.com

حکم دیں اور منکرات سے روکیں‘‘

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ عوام اور شہریوں کیلئے خیر و شر کی تمیز کیلئے تعلیم کا اہتمام کرے۔ بصورت دیگر معروف اور منکر کی شناخت ختم ہو جائیگی اور حکومت اپنے فریضہ سے عہدہ براہ نہ ہو سکے گی۔

حصول علم کو عبادت کا درجہ دیدیا گیا تھا جس طرح عبادت کرنے پر معاوضہ کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا، اسی طرح رضا کارانہ طور پر حصول رضائے الٰہی کیلئے علمی سرگرمیوں پر کسی معاوضہ کا مطالبہ نہ تھا۔ صحابہ علم کو عبادت سمجھ کر ہی اس کو حاصل کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے تو تحصیل علم کو عبادت سے بھی افضل قرار دیا تھا۔ علم کو عابد پر اس طرح برتری حاصل ہے جیسے مجھے تمہارے عام آدمی پر۔

اور پھر فرمایا کہ شیطان پر ایک عالم ہزار عابدوں سے زیادہ سخت گزرتا ہے۔ تعلیم کو عام کرنے کا اس سے زیادہ جامع اور کم خرچ طریقہ کوئی نہیں ہوسکتا۔ آنحضور ﷺ نے علم کو عبادت سے مربوط کر کے ریاست کے ہر شہری کو اشاعت علم کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں مصروف کر دیا۔

آپ ﷺ کی تعلیمی پالیسی کا ایک نقطہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے علم کا حصول بلا تمیز جنس ہر مرد و عورت پر لازمی قرار دیدیا۔ جس طرح انسان کے جسم کو تندرست و توانا اور صحت مند رکھنا ضروری ہے اسی طرح انسانی روح کو زندہ رکھنے کیلئے، اس کی نشو و نما کیلئے حصول علم ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے ہوا، پانی، روشنی، خوراک کے حصول کی طرح علم کو لازمی قرار دیا تھا۔

حصول علم ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ (خطیب تبریزی۔ ص: ۳۵)

ابتدائی دور میں تعلیم قرآنی احکامات اور آپ کے ارشادات پر مبنی تھی۔ ہر مسلمان کے لئے مذہبی اعتبار سے یہ لازمی تھا کہ وہ اپنے دین کے بارے میں جو کچھ جانتا ہے دوسروں کو بھی بتائے۔ اس ضمن میں جنس کی قید، داخلہ کی شرط اور عمر کی قید کو یکسر ختم کر دیا گیا۔ گو کہ رسمی تعلیم میں اسلامی ریاست عمر کی قید یا حد مقرر کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ تا کہ لوگ سہولت پسند ہو کر تعلیمی اداروں کے اندر ہی اپنی زندگیاں بسر نہ کر دیں بلکہ تحصیل علم کے بعد دوسروں کو اس سے مستفید کریں اور بعد میں آنیوالوں کو مواقع فراہم کریں۔ لیکن جب تک خواندگی عام نہیں ہو جاتی کسی قسم کی قدغن نہ لگانا ہی درست ہوگا اور پھر یہ کہ آپ ﷺ نے تحصیل علم کو ایک مسلسل عمل قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم گود سے گور تک علم حاصل کرو۔

عہد نبوت کی تعلیمی پالیسی کا ایک اہم نقطہ یہ تھا کہ اس کا حصول ہوا اور پانی کی طرح مفت قرار دیا گیا۔ طالب علم اور والدین پر کسی قسم کا مالیتی بوجھ نہ تھا۔ کوئی ٹیکس نہ تھا، کوئی فیس نہ تھی، کوئی داخلہ چارجز نہ تھے بلکہ کتمان علم سے کام لینے والوں کو، علم پر سانپ بن کر بیٹھنے اور بخل سے کام لینے والوں کو سخت وعید سنائی گئی کہ جو شخص کوئی بات

Marfat.com

جانتا ہو اور وہ نہ بتائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام پہنچائی جائیگی۔

یہ وہ بنیادی نکات تھے جن کی وجہ سے سیکھنا اور سکھانا تحصیل اور ترسیل علم کا یہ عمل اس حد تک وسعت اختیار کر گیا کہ لوگوں نے ریگستانوں اور چراگاہوں میں یہ کام جاری رکھا۔

لوگ اونٹ بھیڑیں اور بکریاں چراتے رہتے اور دوسرے سے معلومات کرتے رہتے، دوران سفر بھی علمی گفتگو، مساجد کے اندر علمی حلقے اور کھیتی باڑی کے کام کے وقت بھی حضور ﷺ کی تعلیمات سے آگاہی کا سلسلہ چلتا رہتا۔

اس صحرائے عرب میں جو علمی تحریک برپا کر دی گئی اس کو اس حد تک وسعت دیدی گئی کہ لوگ اپنے مختلف کاموں کے دوران علم حاصل کرتے رہتے۔ بلاشبہ اسی کے باعث اس دور کے صحراؤں اور ریگستانوں اور چراگاہوں نے اوپن یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ ایک معزز صحابی براء بن عازب کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی سے تمام حدیثیں نہیں سنیں، بلکہ ہمارے دوست احباب انہیں ہم سے بیان کرتے اور ہم اونٹ چرانے میں مشغول انہیں سنتے جاتے تھے۔ (محمد سلیم۔ص:۵۴)

حصول علم کا یہ شوق ان کی جہانبانی کا باعث بنا، اس حقیقت کے باوجود کہ ابتداء میں تعلیمی ادارے عام نہ تھے، نہ تعلیمی سہولتیں موجود تھیں۔ انتہائی غربت اور تنگدستی کے عالم میں زندگی بسر کرنے والوں نے حصول علم کو ہر چیز پر فوقیت دی۔ تعلیمی وسائل سے محروم یہی قوم چند برسوں میں اتنا مقام حاصل کر گئی کہ جہاں ان کے قدم پہنچے وہاں اعلیٰ مراکز قائم ہوتے چلے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ رہا کہ آنحضور ﷺ کے بعد بے شمار ایسی مسندیں قائم ہوئیں جن کو تعلیمی اعتبار سے مرکز فضیلت سمجھا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مدثر ﷺ

یہ لفظ دثار سے مشتق ہے جو ان زائد کپڑوں کو کہا جاتا ہے جو آدمی لباس کے اوپر کسی سردی وغیرہ کے دور کرنے کے لئے استعمال کیا کرتا ہے (معارف) مدثر کی اصل مُدْ تَ ثِرٌ ہے مجانست کی وجہ سے ایک کو دوسری میں مدغم کیا گیا ہے یعنی صرف تاء کو دال بنا کر دال کو دال میں مدغم کیا گیا ہے۔ (عبدالرشید مولانا: (۱۴۴۹)، ص: ۲۰)

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لئے اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔ (المدثر: ا۔ ۷)

آپ ﷺ کو مدثر کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے چونکہ حضور ﷺ ایک جبرائیل علیہ السلام کو آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گئے تھے اور اسی حالت میں گھر جا کر اپنے اہل خانہ سے فرمایا! مجھے اوڑھاؤ، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس لطیف خطاب سے نوازا کہ اے میرے پیارے بندے تم اوڑھ لپیٹ کر کہاں گئے تھے۔ تم پر تو ایک کارِ عظیم کا بار ڈالا گیا ہے، جسے پورا کرنے کے لئے تو بس پورے عزم کے ساتھ اٹھ کھڑا ہونا ہے۔ جس معاشرے اور شہر میں آپ کو اٹھ کھڑا ہونے کا حکم ملا وہ شرک کا گڑھ تھا اور وہاں تن تنہا اٹھنا اور شرک کے مقابلے میں توحید کا علم بلند کرنا جان جوکھوں کا کام تھا اسی لئے اٹھو اور خبردار کرو کے فوراً بعد یہ فرمانا کہ اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو، جس کا مطلب یہ تھا کہ بڑی بڑی طاقتیں اس کام میں، جو مزاحم نظر آتی ہیں۔ ان کی پرواہ نہ کرو اور صاف صاف کہہ دو کہ میرا رب ان سب سے زیادہ بڑا ہے جو میری اس دعوت کا راستہ روکنے کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں۔

رسول پاک ﷺ کو جس معاشرے میں اسلام کی دعوت کیلئے اٹھنے کا حکم ملا وہ نہ صرف عقائد اور اخلاق کی خرابیوں میں مبتلا تھا بلکہ طہارت ولطافت کے ابتدائی تصور سے بھی نابلد تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو ہر لحاظ سے پاکیزگی کا سبق سکھایا تھا اس لئے آپ کو ہدایت فرمائی گئی کہ آپ ﷺ اپنی زندگی میں طہارت کا اعلیٰ معیار قائم کریں۔

اور اگرچہ نبوت اپنی جگہ بڑا احسان ہے مگر اس کا احسان لوگوں پر نہ جتاؤ اور اپنی نگاہ میں اپنے عمل کو کبھی بڑا عمل نہ سمجھو۔

تمہاری قوم تمہاری دشمن ہو جائیگی مگر مصائب سے نہ گھبرانا اپنے رب کی خاطر صبر کرنا۔ (ابواعلیٰ مودودی (۱۹۸۱)، ص: ۱۴۶۔۱۴۵)

Marfat.com

سورۃ مدثر، المزمل کوعمود ہے دونوں کے توام میں کوئی خاص فرق نہیں، دونوں میں آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آپ ﷺ کمربستہ ہوکرلوگوں کوانداز کریں۔مخالفتوں کے علی الرغم اپنے مؤقف حق پر ڈٹے رہیں۔ دشمنوں کے معاملہ کواللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں اوراس امر کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ آپ ﷺ کا فریضہ اس قرآن کے ذریعے لوگوں کوصرف یاددہانی کردیتا ہے۔

مدثر اور مزمل دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ''مدثر، دثار'' سے ہے جواس چادر کیلئے آتا ہے جوسونے والا اپنے اوپر لیا کرتا ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو بہت پیار سے مزمل اور مدثر سے خطاب فرمایا تاکہ خطاب ہی سے آپ ﷺ کوتسلی مل جائے کہ رب کریم آپ کے حال سے اچھی طرح واقف ہے اور وہ آپ کی پریشانی بھی دور فرمائے گا۔(امین احسن اصلاحی:(۱۹۸۰)ص:۳۴۔۳۷)

غارحرا میں پہلی وحی کے بعد کچھ دنوں تک آپ ﷺ پرکوئی وحی نہیں آئی اس کے بعد سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

''اے کملی والے، اٹھ اورلوگوں کوگمراہی کے انجام سے ڈرااوراپنے رب کی بڑائی اور بزرگی بیان کراور لباس کو پاک کراور بتوں سے الگ رہ اور زیادہ حاصل کرنے کی نیت سے کسی کے ساتھ احسان مت کراور اپنے رب کی خاطر اذیت اورمصیبت پرصبر اختیار کر''(المدثر:۱۔۷)

''یاایھا المدثر'' کے پیار بھرے خطاب کے بعد پہلاحکم دیا گیا کہ پکے عزم اور پوری سنجیدگی سے اٹھیے کہ آپ ﷺ کی مخلوق غفلت میں نہیں ڈوبی پڑی ہے۔انہیں خبردار کریں اور جگائیں اورڈرائیں کہ اگراپنی ڈگر نہ بدلی تو عذاب الٰہی میں گھر جاؤ گے اگرفلاح وخیر چاہتے ہوتو اس عذاب سے بچنے کا راستہ دکھاتا ہوں اس پر گامزن ہو جاؤ۔(محمد علی چراغ:(۲۰۰۵)ص:۵۳۹)

اہل مکہ میں آپ ﷺ نے جب اعلانیہ دعوت فرمائی تو کوہ صفا پر بلند آواز سے صدالگائی یا صباحاہ (ہائے صبح کی آفت) یہ صداسن کرقریش کے تمام خاندانوں کے لوگ آپ ﷺ کی طرف دوڑے جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے فرمایا۔

اے اولاد عبدالشمس، اے کعب بن لوی کی اولاد، اے مرۃ بن کعب، اے عبدمناف کے خاندان والو! اے بنو ہاشم، اے عبدالمطلب کے خاندان والو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالو۔اے میری پیاری بچی فاطمہ! تم بھی اپنے آپ کودوزخ سے بچالوکیونکہ میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مختار نہیں ہوں۔اے گروہ قریش اپنی جانیں اللہ سے خریدلو میں اللہ سے کسی چیز میں تمہیں آسودہ حال نہیں کرسکتا میں تو ایک سخت عذاب سے پہلے تمہیں ڈرانے والا ہوں۔(میاں عابداحمد:ص:۲۶۶، ۲۶۷)

مدثر کے خطاب سے نوازنے کا مقصد ہی اللہ رب کریم کا یہ تھا کہ اٹھوا پنے چادر کو لپیٹنے والے پورے عظیم

Marfat.com

اور پکے ارادے سے اٹھواور دیکھو کہ ارد گرد کی مخلوق غفلت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی پڑی ہے اسے جگاؤ ان کو جھنجھوڑ واور بتاؤ کہ اپنی جاہلیت کی ڈگر چھوڑ دوایک خدائے یکتا کی عبادت کرو اگر چاہتے ہو کہ دین و دنیا سنور جائے تو یک دم اپنی روش ترک کردو ورنہ خدا کا قہر گھیر لے گا۔

اور المدثر ہی کی آیات میں یہ بھی کہا گیا کہ اٹھواور خدا کے نظام آفریں کو رائج کر و حق کو باطل پر غالب کرو اور چار دانگ عالم میں خدا کی کبریائی اور ربوبیت کے نور کو پھیلا دو۔(محمد علی چراغ:۲۰۰۵ص:۵۳۹)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مدنی ﷺ

لفظ مدینہ کے معنی شہر کے ہیں۔ مدینہ کا نام پہلے یثرب تھا۔ آپ کے مدینہ آنے سے ان کا نام مدینہ الرسول ہوگیا۔ جسے اب اختصار سے مدینہ کہتے ہیں۔ محمد جعفر پھلواروی (۱۹۸۴،ص:۴۴۱) مدینہ کو صدیوں قبل یثرب بن مہلائیلبن ارم بن عبیل بن عوض بن ارم بن سام بن نوح نے شروع میں آباد کیا تھا۔ گویا جس شخص نے اسے بسایا اس کا نام یثرب تھا۔ یاقوت نے معجم البلدان میں مدینہ منورہ کے انتیس نام بتائے ہیں۔ امجد شیرازی لغوی نے اس کے تیس نام لکھے ہیں۔ جبکہ سمہودی نے وفاء الوفا میں چورانوے یا پچانوے نام بتائے ہیں۔ جو ان میں سے زیادہ مشہور وہ ہیں، الحبیبہ ،حرم رسول اللہ، قبۃ الاسلام، الشافیہ، طابہ، طیبہ، العاصمہ، الغراء، المبارکہ، المحبہ ،الجیبہ ،المجوبہ اور المدینہ۔

یثرب شہر مکہ سے دوسواسی میل شمال میں ہے۔ یہ وادی پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع مستطیل میدان کی صورت میں تھی اس کے جنوب میں جبل عیر ہے جو خاصا بلند ہے۔ اس کا نام جبل ثور ہے۔ شمال کی جانب چھوٹے بڑے کئی ٹیلے اور کئی وادیاں بھی ہیں ان میں وادی مہزور اور وادی بطحان، وادی عقیق، وادی قنات وغیرہ مشہور ہیں۔

یثرب کے قدیم باشندے یہودی تھے یہ بنونظیر، بنو قریظہ، بنو قنقاع قبائل پر مشتمل تھے۔ جب سد مآب ٹوٹا تو تاریخ کا مشہور سیلاب آیا۔ بنو قحطان جو سبا بن سام بن نوح کی اولاد تھے وہاں سے دوسرے ملکوں میں آباد ہوگئے کچھ لوگ یثرب میں رہ گئے ان کی اولاد اوس وخزرج کے نام سے جانی گئی بعد میں یہود مدینہ اور اوس وخزرج میں آپس میں چلتی رہی۔ یہودی تورات میں محمد ﷺ کی بعثت کا حال پڑھتے تھے وہ اوس و خزرج کو دھمکیاں دیتے کہ آخری نبی کا ظہور قریب ہے ہم ان کے ساتھ ہوکر تم کو فنا کردیں گے مگر جب حضور ﷺ کا ظہور ہوا تو اوس وخزرج نے حضور ﷺ کی غلامی کا عہد باندھا اور انصار کے لقب سے مشہور ہوئے اور یہودی انکار کی وجہ سے جزیرۃ العرب سے جلاوطن کردیئے گئے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)،ص:۵۴۲، ۵۴۳)

مدینہ منورہ ایک زرخیز اور سرسبز وشاداب نخلستان میں واقع ہے۔ بطہان کے شمال مغرب میں جبل جنوب میں جبل ثور اور وادی عقیق، شمال میں جبل احد اور وادی سباہ واقع ہیں۔ وسط شہر میں وادی بطحان اور وادی رانونا واقع ہیں مشرق میں یہ ایک نشیبی پہاڑی علاقہ الحرۃ الشرقیہ اور مغرب کی جانب الحرۃ الغربیہ سے متصل

Marfat.com

ہے۔جبل نور اور مسجد نبوی سے 8 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔بعض روایات کی رو سے مدینہ منورہ کا رقبہ ۱۴ کلومیٹر ہے اور مدینہ منورہ جدید شاہراہوں کے ذریعے مکہ مکرمہ، جدہ اور ینبوع سے تور ہو جاتا ہے۔شہر مدینہ منورہ سطح سمندر سے 597 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔جس کا طول البلد ۳۹ درجہ اور عرض البلد ۲۴ درجہ ہے۔آب و ہوا گرمیوں میں شدید گرم خزاں اور موسم بہار معتدل اور سردیوں میں خاصا سرد (علی حافظ) ص:۱۱

مدنی دور کا آغاز حضور ﷺ کے ورود مدینہ سے ہوتا ہے لیکن خود ہجرت مدنیہ اور مدینہ میں داخلے کے مناظر بھی بڑے روح پرور ہیں۔

ہجرت مدینہ:

جب قریش کو معلوم ہوا کہ اہل یثرب کے ایک گروہ نے اسلام قبول کر لیا اور مکہ والوں نے مومنین پر ظلم و تشدد کی حد کر دی تو حضور نے حکم دیا کہ مدینہ کی جانب ہجرت کر جائیں۔ابو موسیٰ اشعری نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔پہلے میرا خیال یمامہ کی طرف اور ہجر کی طرف گیا پھر معلوم ہوا کہ وہ مقام مدینہ تھا جس کو یثرب بھی کہتے ہیں۔(ابو عبید اللہ محمد بن اسماعیل: (۱۹۸۵) ص:۱۵۶)

یثرب سے ہجرت مخفی رکھی گئی ماسوائے حضرت عمر کے جب قریش کو یقین ہو گیا کہ مدینہ میں مسلمان مہاجرین حفاظت سے ہیں۔تو انہوں نے حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ہجرت کی رات آنحضور ﷺ کے دروازے پر اکٹھے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ آپ ﷺ باہر نکلیں تو قتل کر دیا جائے آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا امانتوں کو واپس کرنے کا حکم دیکر چپکے سے تشریف لے گئے اور کفار لاعلم رہے۔حضور ﷺ ترپن برس کی عمر میں حضرت ابوبکر کی معیت میں یکم ربیع الاول کو نکل کھڑے ہوئے آپ ﷺ کی ہجرت کی خبر ماسوائے حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر کی اولاد کے کسی کو نہ تھی۔ نبی ﷺ اور ابوبکر نے اپنے رفقاء کی معیت میں یمن کے راستے کا رخ کیا اور غار ثور پہنچ گئے اور تین رات تک وہاں چھپے رہے۔اللہ کے حکم سے مکڑی نے جالا تن دیا۔ادھر قریش پر حضور ﷺ کے بچ نکلنے پر قیامت برپا ہو گئی اور وہ آپ ﷺ کی تلاش میں غار ثور تو آن پہنچے مگر مکڑی کے جالے نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور قریش نے آپ ﷺ کی تلاش کیلئے انعام کی پیشکش کر دی۔اور سراقہ کو تیار کیا۔رسول ﷺ اور آپ کے ساتھی غار ثور سے نکلے انہوں نے بحر احمر کا ساحلی علاقہ اختیار کیا تھوڑی دیر بعد سراقہ آپ سے جا ملا اس نے آنحضور ﷺ کے قریب جانے کی کوشش کی تو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور چلنے کی سکت نہ رہی تو سراقہ کو آپ ﷺ کے امام اور رسول ہونے پر یقین ہو گیا سراقہ نے آپ ﷺ کی مدد کی یقین دہانی کرائی آنحضور ﷺ نے اسے خوشخبری دی کہ اسے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔سراقہ مکہ لوٹ آیا اور کسی کو حضور ﷺ کے بارے میں اطلاع نہ دی اور آپ ﷺ بغیر کسی مزاحمت کے اپنا سفر طے کر گئے حضرت عمر کے دور میں فتح ایران کے بعد مال

Marfat.com

غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی شامل تھے۔ جو سراقہ کو پہنائے گئے تھے یوں آپ ﷺ کی پیشن گوئی پوری ہوگئی۔(محمد طفیل: (۱۹۸۵) ص: ۳۹۹، ۴۰۲)

مدنیہ میں آپ ﷺ کا اصحاب بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے ذوق وشوق کا عجیب عالم تھا۔ تقریباً ۵۰۰ انصاریوں نے اس مبارک قافلے کا استقبال کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے مدینہ آپ ﷺ کی آمد پر مسکرا اور فخر و مسرت سے اٹھلا رہا ہو۔(سید ابوالحسن ندوی: (۱۹۸۱) ۱۹۲، ۱۹۳)

حضور ﷺ کا یہ داخلہ عجیب کیف آور اور روح پرور تھا اس فقرانہ استقبال کو ہزاروں شاہانہ استقبال ہمیشہ رشک کی نگاہوں سے دیکھتے رہیں گے۔ جس میں شیفتگی وعقیدت، عظمت، محبت قدریت کا جو وجد آفرین نظارہ تھا اسے چشم کائنات نے نہ کبھی اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں۔(محمد جعفر پھلواروی: (۱۹۸۴) ص: ۱۶۶)

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے مدینہ والوں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو خوشی سے سرشاد ہوگئے اور ایسا شاندار استقبال کیا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی جب آپ ﷺ قبا پہنچے جو مدینے کے راستے میں جانب جنوب دو میل کے فاصلے پر ہے، وہاں چار روز تک قیام فرمایا اور سب سے پہلے مسجد قبا کی بنیاد رکھی پھر آپ ﷺ نے مدینہ کا رخ کیا جہاں آپ ﷺ کی اونٹنی جا کر رکی اس جگہ کو مسجد کی تعمیر کیلئے انتخاب کیا جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی جسے آپ ﷺ نے سونے کے دس دینار کے عوض خریدا یہ وہ مسجد تھی جسے اسلامی نظام تمدن و ریاست کا مرکز بننا تھا جسے وہ حکومت کا شوریٰ کا ایوان جمہوری دارالعلوم اور قومی لیکچر ہال کی حیثیت سے حاصل ہوئی۔(محمد بن اسحاق (۱۹۹۴) ص: ۳۳۲)

۲ ہجری میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ پانچ نمازیں معراج میں فرض ہو چکی تھیں عالم میں اذان کا حکم ہوا ۲ ہجری میں زکوٰۃ فرض ہوئی شراب حرام ہوئی غزوہ احد ہوا اس میں پردہ کا حکم ہوا حج فرض ہوا خندق کی لڑائی ہوئی اس میں قریش کے ساتھ حدیبیہ کا معاہدہ ہوا۔ ۶ ہجری میں سلاطین ۸ ہجری کو خطوط کے ذریعے دعوت اسلام دی ۹ ہجری میں مکہ فتح ہوا غزوہ حنین وطائف پیش آیا ۷ ہجری میں تبوک کے لئے روانہ ہوئے ۹ ہجری میں ایک لاکھ چوبیس ہزار فرزندان اسلام کے ساتھ حجۃ الوداع ادا فرمایا۔(انیس احمد: (۱۹۹۷) ص: ۸۲۹)

مدینہ میں ورود کے ساتھ حضور ﷺ کے پیش نظر اس نئے معاشرے کو ریاست کی شکل دینے کے لئے ان مختلف طبقات میں تعاون اور یکجہتی کی فضا پیدا کرنے کا مسئلہ تھا مسلمانوں، یہودیوں اور مشرکین تینوں کے درمیان ایک دستوری معاہدہ طے کیا یہ تینوں گروہ مل کر ۹ ہجری کے مقابلے میں ایک گروہ ہوں گے اس گروہ میں واضح طور پر مسلمانوں کو بالادست فریق تسلیم کیا گیا اور طے پایا کہ کوئی مسلمان تنہا عدل وانصاف کو چھوڑ کر اور مسلمانوں کے برخلاف کفار سے صلح نہ کرے گا۔

Marfat.com

جو لشکر ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوگا وہ نوبت بہ نوبت جنگ میں شریک ہوگا اور اسے انتقام لینے کے واسطے ایک دورے کی مدد کریں گے۔

کوئی مشرک قریش میں سے کسی کے جان و مال کو پناہ نہیں دے گا اور نہ مسلمانوں کے مقابلے میں اس کی حمایت کرے گا۔(محمد بن اسحاق: (۱۹۹۴)، ص:۳۴۷،۳۴۸)

اس معاہدے سے باضابطہ طور پر اسلامی ریاست اور نظام حیات کی تاسیس ہوگئی چنانچہ مدینہ میں منظم ہونے والے معاشرہ میں خدا کی حاکمیت اور اس قانون کی اساسی اہمیت حاصل ہوگئی سیاسی، قانونی، عداتی لحاظ سے آخری اختیار محمد ﷺ کے ہاتھ آگیا دفاعی لحاظ سے مدینہ اور اس کے نواح کی پوری آبادی ایک متحدہ طاقت بن گئی۔(نعیم صدیقی: (۱۹۹۴)، ص:۲۲۶)

جنہیں ملی ہو سعادت، انہیں ذرا پوچھو
مدنیہ دہر میں دارالقرار ہے کہ نہیں
(رشید محمود: ص،۹۵)

حضور ﷺ کی مدنی زندگی میں ایک مملکت وجود میں آگئی تھی آپ قریباً دس لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی سلطنت کے سربراہ تھے یہ وہ زمانہ تھا جب تمام عرب حدود شام سے لیکر عدن تک فتح ہو چکا تھا اور مدینہ کی سرزمین میں زروسیم کا سیلاب آچکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے جس انداز کی زندگی بسر کی اس کے متعلق کتب تاریخ سیر میں ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا کوئی کپڑا طے کر کے نہیں رکھا گیا صرف ایک جوڑا ہوتا تھا دوسرا نہیں ہوتا تھا جو طے کر کے رکھا جاتا جن کپڑوں میں آپ ﷺ نے وفات پائی ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے گھر میں اکثر فاقہ رہتا رات کو اکثر آپ ﷺ اور سارا گھر بھوکا رہتا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مدینہ کے قیام سے وفات تک آپ ﷺ نے کبھی سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی۔

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں بہت مصروف زندگی بسر کی اور یہیں پر اسلام کو صحیح معنوں میں عملی صورت میں ادا کر کے دکھایا مدینہ میں حضور ﷺ نے ۲۰ ستمبر ۶۲۲ سے لیکر وصال تک یعنی ۷ جون ۶۳۲ تک وقت گزارا اور اسی شہر میں آپ ﷺ کا مزار شریف بنا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مصدق ﷺ

مصدق، تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ لفظ مادہ (ص دق) سے لیا ہے جو کذب کے مقابل ہوتا ہے۔ مصدق سچ کر کے دکھانے والا ہوتا ہے۔ مصدق، سچ بتانے والا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ اور قرآن کریم دونوں کو مصدق قرار دیا ہے۔ اس طرح نبی پاک ﷺ اور آپ پر نازل کردہ کتاب قرآن دونوں سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۵۷۴)

حضور اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لئے رکھا گیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کی جو وحی دی تھی آپ ﷺ اس کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸)، ص: ۱۱۷)

اس اسم پاک کو خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔

''ان سے کہو جو کوئی جبرائیل علیہ السلام سے عداوت رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبرائیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن آپ ﷺ کے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے'' (البقرہ: ۹۷)

جو لوگ سچی بات لیکر آئے اور خود بھی اس کو سچ جانا تو ایسے ہی لوگ پرہیز گار ہیں۔ (الزمر: ۳۳)

یہاں سچی بات سے مراد وہ تعلیمات ہیں جو رسول اللہ ﷺ لیکر آئے۔

''حضرت حسانؓ نے فرمایا! ''آپ ﷺ اگلے نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں اور سخاوت میں سب جہاں سے زیادہ سخی ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا یہ اہل نار میں سے ہے۔ کچھ دن بعد لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی بات کو اللہ نے سچ کر دکھایا اس شخص نے خودکشی کر لی اور خود اپنے آپ کو قتل کر دیا اس سے ثابت ہوا آپ ﷺ مصدق بھی ہیں (ابو ہریرہ)

قرآن مجید حضور ﷺ سے قبل انبیاء کرام پر نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والا (مصدق) ہے۔ قرآن پاک کی شان مصدقیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) اتاری (ہے) حالانکہ اس کی اصلاً

Marfat.com

تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے''(البقرہ:۲،۴۱)

شریعت محمدی ﷺ کے بعد تمام سابقہ شریعتیں منسوخ کر دی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن پاک پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور قرآن پاک ہی قیامت تک تمام انسانوں کی رہنمائی کرے گا۔

ارشاد باری ہے! ''اے حبیب! اسی نے (یہ) کتاب آپ ﷺ پر حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے (یہ) ان (سب کتابوں) کی تصدیق کرنے والی ہے جو ان سب سے پہلے اتریں''(آل عمران:۳،۳)

قرآن کریم کی مصدقیت سے واضح ہے کہ حضور ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب ہی آخری کتاب ہے۔ کیونکہ عقلی طور پر تصدیق کرنے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے اور اس آخری کتاب کے حامل حضور ﷺ کے ختم نبوت کا یہ ثبوت واقعی ہے جس کی تردید ممکن نہیں۔(طاہر القادری:(۲۰۰۲)ص:۵۱۹،۵۳)

ارشاد باری ہے! ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھی بنو''(التوبہ:۱۱۹)

''جو لوگ سچ بات لیکر آئے اور خود بھی اس کو سچ جانا تو ایسے ہی لوگ پرہیز گار ہیں۔''(الزمر:۳۳)

یہاں سچی بات سے مراد وہ تعلیمات ہیں جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے۔

''ان سے کہو جو کوئی جبرائیل علیہ السلام سے عداوت رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبرائیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن آپ ﷺ کے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق وتائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے یہ ایک اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔(البقرہ:۹۷)

نبی مصدق:

نبی پاک ﷺ کے بارے میں قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ ''رسول تو حیات کائنات کی لافانی سچائیوں کو لے کر آیا ہے اور تمام سابقہ رسولوں کی تصدیق کی ہے۔(۳۷:۳۷)

نبی کریم ﷺ راست باز ہستی ہیں اور دنیا میں سچائی ہی لیکر آئے ہیں اور سب سچوں کی تصدیق کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے ایک ایسا ضابطہ حیات لیکر آئے ہیں جو حق وصداقت پر مبنی ہے اور ان سب باتوں کو سچ کر دکھانے والا ہے جو اس سے پہلے رسول اپنے وقت میں کہا کرتے تھے اسی حوالے سے نبی پاک ﷺ تو سابقہ رسولوں اور ان کی تعلیم کی تصدیق کرنے والے نبی ہیں۔(محمد علی چراغ:(۲۰۰۵)، ص:۵۷۶)

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر ایمان لانے کے لئے تمام نبیوں سے عہد لیا کیونکہ آپ ﷺ نے ساری قوموں کو ایک دین پر جمع کیا تھا بدیں وجہ ساری قوموں سے ان کے نبیوں کے ذریعے یہ عہد لیا کہ جب وہ رسول آئے تو تم سب اس کے دین کی پیروی کرنا، اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا اور اس آخری نبی کی نشانی ہوگی کہ وہ نبی ''مصدق کمال معکم''، یعنی جو پہلی قوموں کے پاس ہے اس کی تصدیق کرتا ہے، یہ امتیازی شان

Marfat.com

سے جو نبی مصدق میں پائی جاتی ہے۔

قرآن پاک میں اسی حوالے سے ارشاد ہے!

''اے رسول وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب خدا نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا تھا کہ میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کر دوں تو تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو تمہارے تنزیلات ربانی کا مصدق ہو تو تمہیں لازم ہے کہ تم اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو اس وعدہ کے بعد اللہ نے سوال کیا کہ کیا یہ تمہارا اقرار صالح ہے اور اس پر میرے ضامن ہونے کا بوجھ قبول کرتے ہوئے سب سے یک زبان ہو کر کہا ہم نے اقرار کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اس وعدہ پر قائم رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (آل عمران: ۳:۸۱)

غرضیکہ نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ پر نازل کی گئی کتاب ''قرآن'' دونوں کتاب الہیہ سابقہ کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مضریﷺ

نبی پاکﷺ کے سترھویں دادا کا نام مضر تھا اس لئے آپﷺ کو مضری بھی کہا گیا ہے۔ آپﷺ کا شجرہ نسب یوں ہے کہ محمدﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ (شبلی نعمانی: ص ۱۶۰)

قبیلہ مضر کے لوگوں کو عربوں میں ایک خاص مقام اور اہمیت حاصل تھی۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے فرمایا کہ مضر گھرانے والے لوگ بارعب اور اونچی شان والے، پسندیدہ اور منتخب ہیں۔

مضر "م" کا ضمہ اور ض نقطہ والے کی فتح یہ لقب اس وجہ سے بھی پڑا کہ آپﷺ کی شخصیت بہت بارعب تھی جو ایک بار دیکھتا آپﷺ کے حسن و جمال اور بارعب شخصیت کو دیکھتا رہ جاتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن خالد سے روایت ہے کہ حضور اقدسﷺ نے فرمایا کہ مضر کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

حضرت جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس محمدﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے محمدﷺ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا میں زمین کے مشرق و مغرب کے میدانوں میں پھرا مگر میں نے مضر قبیلہ سے بہتر اور کوئی نہ پایا پھر مجھ کو حکم دیا تو میں مضر قبیلہ میں پھرا تو میں نے کنانہ سے بہتر خاندان نہ پایا۔ پھر مجھے حکم ہوا میں کنانہ میں گیا تو میں نے قریش سے بہتر قبیلہ نہ پایا پھر مجھے حکم ہوا تو میں قریش میں پھرا تو میں نے بنی ہاشم سے بہتر کسی کو نہ پایا تو پھر حکم ہوا کہ میں نفیس میں سے نفیس ترین شخصیت کو پسند کروں تو میں نے آپﷺ سے افضل کسی کو نہ پایا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور اقدسﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اچھی پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا ہے۔ پاکیزہ، ہدایت یافتہ کتنی نسلیں چلیں اور میں ان میں سے بہترین نسل میں تھا۔ (محمد برکت علی: ۱۹۷۷ء، ص: ۸۰، ۴۱۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد مصطفیٰﷺ کے اجداد کو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ فہم و فراست کا بے پایاں ملکہ عطا فرمایا تھا مضر اور ان کے بھائیوں کے واقعات سے ان کی ذہانت و فراست کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

نزار کے چار بیٹے تھے۔ مضر، ربیعہ، ایاد اور انمار، جب نزار قریب المرگ ہوئے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ یہ سرخ خیمہ اور اس کے جو کچھ مشابہ ہے مضر کا ہے۔ سیاہ خیمہ اور اس کے جو کچھ مشابہ ہے وہ ربیعہ کا ہے اور یہ خادمہ جو کچھ اس کے مشابہ ہے ایاد کا ہے اور یہ مجلس اور مشورہ گاہ جو کچھ اس کے مشابہ ہے انمار کا ہے اگر تم لوگوں میں کوئی مشکل ہوئی اور سمجھ نہ آیا یا اختلاف پیدا ہوا تو تم لوگ نجران میں افعی جرہمی کے پاس چلے جانا نزار کی وفات کے بعد واقعی ان کے بیٹوں میں تقسیم کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا تو وہ چاروں افعی جرہمی کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوگئے راستے میں مضر نے دیکھا کہ گھاس کو کسی جانور نے کھایا اسنے اندازہ لگایا کہ جس جانور نے اس گھاس کو کھایا ہے وہ کانا ہے ربیعہ نے کہا اس کا سینہ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے ایاد نے کہا کہ وہ دم کٹا ہے انمار نے کہا وہ بدکا ہوا ہے۔

تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ ایک شخص تیزی سے ان کے پاس سے گزرا اور ان سے اپنے اونٹ کے بارے میں پوچھا جو گم شدہ تھا۔ مضر نے اس شخص سے اونٹ کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ کانا ہے؟ ربیعہ نے کہا کیا اس کا سینہ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے؟ ایاد نے کہا کہ کیا وہ دم کٹا ہے؟ انمار نے کہا کیا وہ بدکا ہوا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ ہاں میرا اونٹ ایسا ہی ہے مجھے اس کا پتہ بتا دو۔ مگر ان چاروں بھائیوں نے کہا کہ ہم نے اسے نہیں دیکھا۔ اس آدمی نے کہا کہ پھر تم لوگوں نے تو میرے اونٹ کی ساری خصوصیات صحیح بتا دی ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ ہم نے اونٹ کو نہیں دیکھا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ آدمی بھی ان چاروں بھائیوں کے ساتھ نجران چلا گیا اور یہ لوگ افعی جرہمی کے پاس پہنچے اونٹ والے نے افعی جرہمی سے کہا کہ انہوں نے میرا اونٹ لے لیا ہے مگر مانتے نہیں ہیں حالانکہ انہوں نے میرے اونٹ کی ساری خصوصیات بیان کر دی ہیں۔ افعی جرہمی نے کہا کہ تم لوگوں نے اونٹ دیکھے بغیر اس کی صفات کیسے بیان کر دیں۔ مضر نے جواب دیا میں نے یہ دیکھا کہ وہ ایک ہی طرف گھاس کھا رہا ہے۔ اس لئے میں نے سمجھا کہ وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں دیکھا کہ اس کی اگلی ایک ٹانگ کا نشان تو پورا دکھائی دے رہا تھا اور دوسری ٹانگ کا بگڑا ہوا تھا جس سے مجھے محسوس ہوا کہ وہ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے ایاد نے کہا کہ میں نے اس کی مینگنیوں کو جڑا ہوا دیکھا جس سے مجھے لگا کہ وہ دم کٹا ہے۔ انمار نے کہا کہ وہ جہاں گھاس گھنی نہ تھی وہ وہاں چر رہا ہے۔ جس سے میں نے جان لیا کہ بدکا ہوا ہے۔ یہ بیانات سن کر جرہمی نے کہا کہ انہوں نے تمہارا اونٹ نہیں لیا پھر جرہمی نے پوچھا یہ آپ لوگ کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم نزار بن سعد کے بیٹے ہیں فیصلہ کے لئے آئے ہیں جرہمی نے کہا کہ تم لوگوں کی اتنی دانش مندی کے باوجود بھی کیا تم کو اب بھی میری ضرورت ہے۔

یہ فراست، تیز فہمی، ان کی فضیلت کی غماز تھی اللہ تعالیٰ نے نبی مضر کے اجداد کو خوبصورتی و فراست کا وافر خزانہ عطا فرمایا تھا اسی نسبت سے نبی مضر ﷺ بھی حسن و جمال اور فہم و فراست میں کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مرتضیٰ ﷺ

نبی پاک ﷺ کا ایک نام مرتضیٰ بھی ہے۔ جس کے معنی پسندیدہ، چنا ہوا اور مقبول نبی پاک ﷺ ساری دنیا میں سب سے پسند کیے ہوئے، چنے ہوئے اور برگزیدہ ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے ایک مربوط سلسلہ نسب میں سے چنا۔

آپ ﷺ کے شجرہ نسب میں عدنان کے بعد معد کو اور معد کے بعد نزار کو اور نزار کے بعد مضر کو اور مضر کے بیٹوں الیاس اور عیلان میں سے الیاس کو الیاس کے بعد مدرکہ کو اور مدرکہ کے دونوں بیٹوں خزیمہ کو پھر کنانہ کو پھر نضر کو پھر مالک کو پھر فہر کو پھر غالب کو پھر لوئی کو پھر کعب کو کعب کی اولاد میں سے مرہ کو اور مرہ کی اولاد میں سے کلاب کو کلاب میں سے قصی کو پھر قصی کی اولاد کے چھ بیٹوں میں سے عبداللہ کو پھر عبداللہ کی صرف ایک اولاد تھی وہ تھے آپ ﷺ کو چنا اور نبوت کے لئے منتخب کیا آپ ﷺ کے نسب میں آپ ﷺ سب سے بہتر اور اعلیٰ مقام پر تھے اور یہ برتری آپ ﷺ کے نسب میں آپ ﷺ سب سے بہتر اور اعلیٰ مقام پر تھے اور یہ برتری آپ ﷺ کو ان کے والدین کی فضیلت کی وجہ سے بھی ملی۔ عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی: ۷، ۸

قرآن پاک میں اس اسم مبارک کا مادہ ارتضیٰ کے لفظ سے آیا ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ اللہ کسی کو غیب کی خبر نہیں دیتا مگر اپنے کسی محبوب اور منتخب کیے ہوئے برگزیدہ پیغمبر کو اگر اسے کسی ایسے علم پر فائز کرنا چاہتا ہے جو کہ علم نبوت سے ہو مثلاً پیش گویاں وغیرہ تو پھر اسے غیبی خبروں کی اطلاع دیتا ہے اور اس چنے ہوئے منتخب کئے ہوئے پیغمبروں کے وحی وقت محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے۔ یعنی اپنے محبوب اور چنے ہوئے رسول کو منصب رسالت کے لئے جس قدر غیب کا علم دینا ضروری ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی اسے دے دیا جاتا ہے اور ایسے حفاظتی انتظام سے کہ جب ان پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے تو اس کے ہر طرف فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ شیطان ان میں کوئی خلل نہ ڈال سکے۔ سورۃ جن: ۲۷

مرتضیٰ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی ظاہر کی پھر آپ ﷺ کو چنا منتخب کیا نبی بنانے کے لئے اور پھر یہ منتخب نبی اللہ کی رضا کے لئے جھک جاتا ہے۔ ہر ہر لمحہ ہر ہر قدم اسے اللہ کی رضا کا خیال رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے منتخب بندوں کو ایسا اعلیٰ مقام عطا کرتا ہے جسے وہ پسند کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہر طرح کے غیب کے علم کو جانتا ہے اور وہ غیب کی باتوں کو ہر کسی پر ظاہر نہیں کرتا صرف انہی لوگوں کو پیش گوئیاں عطا کرتا ہے جو مرتضیٰ ہوتا ہے جو برگزیدہ ہوتا ہے۔ مگر ان چنے ہوئے نبی کو بھی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے غیب کے علم میں شامل نہیں کرتا بلکہ جتنا چاہتا ہے جو ضروری ہوتا ہے وہ وحی کے ذریعے عطا کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے محبوب چنا جتنا ضروری تھا اتنا ہی غیب کا علم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا ہوا اور افضل بنا دیا۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۵۵۷، ۵۵۸)

اللہ تعالیٰ نے اس اسم پاک مرتضیٰ کے معنی کے مطابق اپنا ہر فضل، اپنا ہر کرم، اپنی ہر رحمت اور اپنی ہر برکت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا اور ساری دنیا کی فضیلتیں، بڑائیاں، عظمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کر دیں۔ تمام جہان کے لئے سردار مقرر کیا، نبیوں کی قیادت کے لئے پسند فرمایا، رحمۃ العالمین بنانے کے لئے چنا، زمین و آسمان کی معراج کے لئے منتخب کیا کون سی ایسی فضیلت اور بڑائی تھی جو رب کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کی دین کی اکملیت، ہدایت کا منشور، نبیوں کی سرداری، شفاعت کا اعزاز، حوض کوثر پر مقام محمود، خاتم نبوت ہونے کا اعلیٰ مقام اور دنیا و آخرت کی تمام فضیلتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئیں۔ (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸، ص: ۹۷، ۹۸)

اس چنے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کئی ناموں سے پکارا اور جن میں سے ایک جگہ فرمایا اے موسیٰ میں نے لوگوں میں سے تجھے چن لیا۔ (الاعراف: ۷: ۱۴۴)

بعض احادیث قدسی میں بھی نبی مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خصوصیات کا ذکر ہے جو اللہ نے اپنے نبی کو ودیعت کیں اور پھر اسے چن لیا نبی کے طور پر۔

۱۔ ہر اچھی خصلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرتا رہونگا۔

۲۔ میں اطمینان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس شعار اور بدن میں چمٹے ہوئے کپڑے کی طرح بنا دونگا۔

۳۔ پرہیزگاری کو نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضمیر یعنی دل بنا دونگا۔

۴۔ سچائی اور وفاداری کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بنا دونگا۔

۵۔ معافی اور نیکی کو نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت بنا دونگا۔

۶۔ انصاف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، حق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت، ہدایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام اور دین اسلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت بنا دوں گا۔ ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ، ص: ۴۵، ۴۶

اس چنے ہوئے نبی میں ہمیں بردباری، قوت برداشت، صبر، شستگی، ستائشگی، نوازش، کرم، بخشش، بہادری، فقر، دلیری، بہادری، عدل، پاکیزگی، سہل خو، نرم خو، غرض کون کون سی ایسی خوبیاں تھیں جو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے چنے ہوئے نبی میں نہ رکھ دیں ہوں۔ صفی الرحمٰن، ص: ۷۵۷

Marfat.com

مختلف غیر مسلم مفکروں نے بھی اس چنے ہوئے نبی مصطفیٰ ﷺ کی یوں تعریف کی ہے۔

حقیقی اور سچے ارادوں کے بغیر کوئی اور چیز محمد ﷺ کو ایک ایسا مستقل استقلال کے ساتھ جس کا ظہور آپ ﷺ سے ہوا آگے نہیں بڑھا سکتی اور یہی وہ استقلال ہے جس میں پہلی وحی سے آخری وحی تک سچائی کے اظہار سے آپ ﷺ کے قدم کبھی نہ ڈگمگا سکے۔ (پروفیسر فری مین)

محمد ﷺ کو اپنی سچائی پر یقین تھا آپ ﷺ کا مشن بے بنیاد نہ تھا نہ ہی فریب وجھوٹ پر مبنی تھا۔ نہ ہی کوئی لالچ پیش نظر تھا۔ کوئی بھی سختی راہ کی تکلیف ان کے کام میں رکاوٹ نہ بن سکی اور وہ سچائی کی تبلیغ مسلسل کرتے رہے۔ (ڈیون پورٹ)۔ حضرت محمد ﷺ ایک عظیم المرتب انسان تھے وہ ایک مفکر و معمار تھے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے زمانے کے حالات کی فکر کی اور جو بھی تعمیر کی وہ صرف انہی کے زمانے کے لئے نہ تھی بلکہ رہتی دنیا تک کے لئے کی۔ (میجر آرتھر گلن لیونارڈ)

نبی مرتضیٰ ﷺ کی دردمندی انسان تک ہی نہ محدود تھی بلکہ جانوروں پر بھی ظلم وستم توڑنے کو برا کہا۔ (ایس مارگولیوتھ)

نبی مرتضیٰ ﷺ انسانی عظمت کا شاہکار تھے۔ آئین وقانون ساز سپہ سالار، فاتح اصول ونظریات، بیسیوں علاقائی سلطنتوں کے معمار، دینی وروحانی حکومت کے بانی، یہ ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اس انسانی عظمت کے پیمانے پر کون ہے جو پورا اتر سکے۔ (لامارٹن: شان محمد ﷺ ص:۱۶، ۱۹، ۲۵)

غرضیکہ نبی ﷺ کو رب قدوس نے دین ودنیا کی تمام خوبیوں سے نوازا اور پھر اپنے نبی کے طور پر چن لیا اور وحی کے ذریعے اپنے احکامات نازل کیے تاکہ حق کا بول بالا ہو اسلام کی شمعیں روشن ہوں، جہالت کے پردے چاک ہوں۔ اللہ تعالیٰ جتنے غیب چاہتا تھا نبی مرتضیٰ ﷺ کو ظاہر کر دیتا اور یہی نبی ﷺ کی مرتضائی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بطور نبی ﷺ بہت کچھ ظاہر فرما دیا اور آپ ﷺ کو برگزیدہ اور چنا ہوا بنا دیا۔ آپ ﷺ نے بھی فرمایا!

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے! کہا اس نے، سنا میں نے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے! ''بے شک چن لیا حق تعالیٰ نے کنانہ کو اولاد اسمٰعیل سے اور چن لیا قریش کو کنانہ سے اور چن لیا قریش سے بنی ہاشم کو اور چن لیا مجھ کو بنی ہاشم سے۔ (صحیح مسلم)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مزملؐ ﷺ

نبی پاک ﷺ کا ایک اسم گرامی ''مزمل'' بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں اے کپڑا اوڑھنے والے، اپنے آپ کو لپیٹنے والے، جب فرشتہ جبرئیل آپ ﷺ کے پاس غار حراء میں پہلی وحی لیکر آیا تو شدت خوف کی وجہ سے آپ ﷺ پر کپکپی طاری ہوگئی آپ ﷺ سخت سردی محسوس کررہے تھے۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ڈھانپو مجھے ڈھانپو۔

اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ ترک رہا تو ایک روز آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل کو آسمان وزمین کے درمیان ایک معلق کرسی پر بیٹھے دیکھا آپ ﷺ پھر خوف سے کانپنے لگے اور گھر آکر کہنے لگے مجھے اڑھا دو مجھے لپیٹ دو۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۵۶۰)

نبی پاک ﷺ کا یہ اسم گرامی سورۃ مزمل کی پہلی آیت میں موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو اس اسم پاک کے نام سے مخاطب کیا ہے۔

ارشاد فرمایا! ''اے چادر اوڑھ کر سونے والے میرے پیارے نبی! رات کو تھوڑی دیر کے لئے تہجد کیلیے اٹھا کرو''

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب نبی کو بلانے یا جگانے کے لئے کیا حسین انداز ہے کہ نبی کی کیفیت کا استعارہ استعمال کر کے مخاطب کیا گیا ہے۔

اس لطیف انداز تخاطب سے نبی مزمل کو وحی کے ذریعے پیغام دیا گیا ہے کہ جس عظیم کام کی ذمہ داری آپ ﷺ پر ڈالی جارہی ہے اس کے لئے خود کو تیار کریں اور اس تیاری کے لئے کہا گیا کہ راتوں کو اٹھ کر آپ آدھی رات یا اس سے کچھ کم وبیش نماز پڑھا کریں اور اس خدا کے ہوکر رہ جاؤ جو کہ زمین وآسمان کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسی کو اپنا مددگار بنالو۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸، ص: ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ نے نبی کو حکم دیا کہ راتوں کو کپڑے لپیٹ کر سورہنے کو ترک کردیں اور تہجد کی نماز کے قیام کو جاری کریں جیسے فرمان ہے ''کہ ان کی کروٹیں بستروں سے الگ ہوتی ہیں اور اپنے رب کو خوف اور لالچ سے پکارتے ہیں، ہمارے دیے ہوئے میں سے دیتے رہتے ہیں'' نبی پاک ﷺ پوری عمر اس حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ تہجد کا حکم آپ ﷺ پر ہی واجب تھا جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا گیا۔ راتوں کو تہجد پڑھا کر یہ حکم نفل کے طور پر صرف تجھے

Marfat.com

ہی واجب ہے تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچانے والا ہے یہ بھی فرما دیا گیا کہ آدھی رات یا کچھ کم وبیش۔مزمل کے معنی سونے والے اور کپڑا لپیٹنے والے کے ہیں اس وقت نبی پاک ﷺ اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور پھر یہ بھی کہا گیا کہ اے قرآن کے اچھی طرح سننے والے تو آدھی رات تک تہجد میں مشغول رہا کر یا کچھ بڑھا گھٹا دیا کر اور قرآن پاک کو آہستہ، آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا کہ خوب سمجھ آجائے۔اس کے بعد نبی پاک ﷺ قرآن پاک کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔جس سے بڑی دیر میں سورت ختم ہوتی تھی۔(تفسیر ابن کثیر: جلد پنجم،ص:۴۳۰)

عربی میں چادر لپیٹنے والے کو مزمل کہتے ہیں اس لفظ سے نبی پاک ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فریضۂ رسالت کے لئے تیاری کا حکم دیا ہے کہ اٹھ اور راتوں کو قیام کر بے شک رات کا اٹھنا نفس کو کچل دیتا ہے اور ہر بات کو درست کر دیتا ہے۔دن میں تجھے بہت شغل رہتا ہے اس لئے اس عظیم ذمہ داری کے لئے تمہیں رات کو بھی جاگنا ہے۔تاکہ تم فریضۂ نبوت کی تیاری کر سکو۔

کسی نام کی بجائے کسی کو لقب سے پکارنا اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔جسے دنیا میں نام کی بجائے عہدے یا لقب سے پکارنا باعث عزت واحترام ہے جیسے آئی جی صاحب، جنرل صاحب، مولوی صاحب، ایس پی صاحب، اسی طرح قرآن میں خدائے لم یزل نے جب بھی نبیوں کو پکارا ان کا نام لیا جیسے یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم مگر جب نبی ﷺ کو مخاطب کیا تو نام نہیں لیا ذرا شان تو ملاحظہ کریں ہمارے نبی کی کہ خدا نے جب مخاطب کیا عزت ووقار اور اعلیٰ مقام کے ساتھ مخاطب کیا۔مثلاً **یا ایھا الرسول، یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر** اور جہاں نام لیا وہاں بھی نام کو رسالت سے خالی نہیں کیا۔ؑ **وما محمد الارسول** ؑ ۔ **ماکان محمد ابا اجدمن رجالکم ولکن رسول اللہ**۔ؒ **محمد رسول اللہ**ؒ ۔ **وآمنو بما انزل علی محمد وھوالحق** یہاں حق رسالت کے معنوں میں آتا ہے۔(محمد طارق جمیل:۲۰۰۹،ص:۲۰۴)

اللہ تعالیٰ نے جب بھی اپنے محبوب نبی ﷺ کو پکارا اس میں محبت کا ایک انداز ملتا ہے۔جب مزمل کہہ کر پکارا تو بھی کا ایک انداز ملتا ہے۔جب مزمل کہہ کر پکارا تو بھی اک لطیف سے انداز کے ساتھ لقب سے پکارا جس کے معنی ہیں کہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے، اے چادر لپیٹنے والے، اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے، اے کپڑا اوڑھنے والے، اے جھرمٹ مارنے والے یہ کچھ معنی بیان کیے گئے ہیں ''یا ایھا المزمل'' کے ان الفاظ کے ساتھ نبی پاک ﷺ کو مخاطب کرنے اور پھر یہ حکم دینے سے کہ آپ اٹھیں اور راتوں کو عبادت کے لئے کھڑے رہا کریں آپ پر ایک عظیم کام کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے جس کے تقاضے کچھ اور ہیں اس لئے تیار ہو جائیں۔کس قدر لطیف پیرائے میں نبی اپک ﷺ کو عظیم کام کے لے پکارا گیا ہے۔یہ شان تو صرف میرے پیارے نبی ﷺ کی ہی ہے۔

آپ ﷺ نے بھی ہر ہر لمحہ خدا کے احکام کے مطابق زندگی گزاری اور اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کیے جو کہ خدا کو محبوب تھے۔

Marfat.com

زندگیاں بیت گئیں قلم ٹوٹ گئے

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

[1] بعض کے نزدیک یا ایھا المزمل سے یہ بھی مراد ہے کہ اے نبی اٹھو اب کمر باندھ لو، اٹھو اب اپنا فریضہ نبوت ادا کرو، اے رسالت کی خلعت فاخرہ زیب تن فرمانے والے، اے پوشاک پوش، یہ اسم گرامی آپ ﷺ کو تمام نبیوں سے ممتاز و افضل گردانتا ہے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص: ۵۶۵)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مزکّی صلی اللہ علیہ وسلم

مزکّی کا مطلب ہے پاک صاف کرنے والا، پاکیزہ بنانے والا، صاف ستھرا کرنے والا، پاکیزگی بخشنے والا، تزکیہ کرنے والا۔

تزکیہ کے لفظی معنی پاک و صاف کرنا، میل کچیل دور کرنا، نکھارنا ہے۔ قرآن پاک میں اس لفظ کو نفس انسانی کو ہر قسم کی غلاظتوں، نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک کر کے صاف ستھرا کرنا ہے۔ یعنی قلوب کے زنگ کو دور کر کے اس میں جلا و نکھار پیدا کرنا ہے۔ (شبلی نعمانی: ۳، ۱۹۷۳، ص: ۱۵)

قرآن پاک میں تزکیہ کے بارے میں سورۃ الشمس میں ارشاد ہے "قسم ہے نفس کی اور جیسا کہ اس کو ٹھیک کیا پھر اس میں اس کی بدی اور نیکی الہام کر دی۔ بے شبہ جس نے اس نفس کو صاف ستھرا بنایا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کو مٹی میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔

ایک اور جگہ فرمایا! "بلاشبہ وہ جیتا جس نے اپنے آپ کو پاک صاف کیا اور اپنے خدا کا نام لیا اور نماز پڑھی۔"

سورۃ عبس میں اسلام کی دعوت کے نتیجہ کو تزکیہ کے لفظ سے ادا کیا ہے۔ "پیغمبر نے تیوری چڑھائی اور منہ موڑا کہ اس کے پاس وہ اندھا آیا اور تجھے کیا خبر ہے کہ شائد وہ سنور جاتا یا وہ سوچتا تو تیرا سمجھانا اس کے کام آتا۔"

قرآن پاک کی آیات سے تزکیہ کے لفظ کا مفہوم واضح ہو گیا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص خصوصیت یہی تزکیہ تھی اور ان کی نبوت کا سب سے بڑا فرض بھی انسانی نفوس کو جلا دینا ان کو برائیوں اور نجاستوں سے پاک کرنا تھا اور ان کے اخلاق و اعمال کو صاف ستھرا بنانا تھا۔ باطنی نجاسات مثلاً کفر، شرک، غیر اللہ پر اعتماد اور اعتقاد فاسد، اعتقادات، حسد، بغض اور کینہ سے پاک کرنا تھا۔ اس تزکیہ نفس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اپنی کتاب قرآن پاک کی تعلیمات کے لئے نبی مزکّی کو چنا تا کہ وہ بنی نوع انسان کو آسمانی ہدایات سے روشناس کروا کر ان کا عادی بنا دے۔ محمد شفیع: ۴، ۱۴۰۴ ہجری، ص: ۵۱۱)

ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ جو قرآن کی تعلیمات کے مطابق ہو سب سے پہلے نبی مزکّی نے قائم کیا تھا اسی لئے اسے فریضۂ رسالت بھی کہا گیا۔ رسولوں کا کام صرف اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو لوگوں تک پہنچانا ہی نہیں بلکہ ایک ایسا پاک صاف اور پاکیزہ معاشرہ قائم کرنا جس سے دلوں میں جمے ہوئے میل دور ہو جائیں۔ زنگ اتر جائیں۔

Marfat.com

خباثتیں مر جائیں، بدعتیں دم توڑ جائیں، شرک مٹ جائے، اور صدیوں پیشتر مانگی گئی ابراہیم علیہ السلام کی دعا نبی متقی کی صورت میں پوری ہوئی جو تعلیمات کا درس دیتا ہے۔ آیات پڑھ کر سناتا ہے، تزکیہ نفس کی تربیت دیتا ہے اور کتاب حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اور تمہیں وہ علم پڑھاتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ (۱۵۱:۲)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ کھلی ضلالت میں تھے۔ (آل عمران: ۱۶۴:۳)

نبی متقی کو اس لئے مبعوث فرمایا گیا تھا کہ دنیا سے جہالت کا جنازہ اٹھ جائے، ظلم و بربریت تار تار ہو جائے، فسق و فجور مٹ جائے، علم پھیل جائے۔ خلق سنور جائے، رشد و ہدایت کی روشنی پھیل جائے، اسی مقصد کے لئے نبی پاک ﷺ انسانوں کو قرآنی تعلیمات سکھاتے خود بھی عمل کرتے اور انسانوں کو بھی اس کا خوگر بنا دینے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے۔

آپ ﷺ انسانوں کو قوانین خداوندی کی جزیات سمجھاتے اس کی غرض اور اہمیت بتاتے، تاکہ نسل انسانی کی صحیح نشوونما ہو سکے اور وہ فلاح بخش اور روشن راہوں پر چل سکے۔

آپ ﷺ نے لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تاکہ ان کے مال پاک و صاف ہو جائیں، روزہ کا حکم دیا تاکہ جسم کی زکوٰۃ نکل جائے اور پاک صاف ہو جائیں، عبادات کا حکم دیا تاکہ سجود و قیام سے نکھر جائے، نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ یہ سب تعلیمات ایسی ہیں جو کہ ہماری تطہیر کرتی ہیں ہمیں طاہر بناتی ہیں ہمارا تزکیہ کرتی ہیں۔

نبی متقی نے خود بھی ساری زندگی احکام خداوندی کی پیروی کی اور انسانوں کو بھی اسی راستے چلنے کی تلقین کی۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵ء ص: ۶۳۸، ۶۳۹)

نبی پاک ﷺ نے نا صرف عبادات کے ذریعے تزکیہ نفس کیا بلکہ معاملات کے ذریعے سے بھی معاشرہ کو پاکیزہ بنایا، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا التزام کروا کر بتا دیا کہ دلوں کی طہارت کے ساتھ معاشرہ کی طہارت و پاکیزگی بھی ضروری ہے۔

آپ ﷺ نے انسانوں کی اصلاح کے ساتھ اخلاقی تربیت کا سامان بھی پیدا کیا اور ایک ایسی جماعت صحابہ کی تیار کی کہ ایک طرف ان کی عقل و دانش اور علم و حکمت کے سامنے ساری دنیا کی فلسفے دم توڑ گئے تو دوسری طرف ان کے تزکیہ باطنی اور تعلق معہ اللہ کا یہ درجہ تھا کہ ارشاد قرآن ہے! ''اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔ تم انہیں رکوع، سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضامندی تلاش کرتے ہیں''

Marfat.com

اسی وجہ سے وہ پاکیزہ لوگ جہاں جاتے فتح و نصرت ان کے قدم چوم لیتی، اللہ کی تائید ان کے ساتھ ساتھ ہوتی ان کے کارنامے آج بھی ہر قوم و ملت کے ذہن نشیں ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی ہمارے متقی نبی نے اس دنیا کو ہر طرح سے صاف ستھرا بنا دیا تھا۔ دلوں سے کفر، ذہنوں سے غلامی، جسموں سے نجاست، روحوں سے زنگ، فطرتوں سے خباثت کا قلع قمع کر کے نور کی روشنی، اسلام کی شمع، حق کی وحدانیت کو پھیلا دیا۔

آپ ﷺ قرآن الٰہی پڑھتے اور سناتے ان تعلیمات پر خود بھی عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کرواتے۔ لوگوں کے معاملات کو قرآن کی روشنی میں حل کرتے اور لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے کو کہتے یوں لوگوں کا تزکیہ ہوتا رہتا پاک صاف ہوتے رہتے۔

آپ ﷺ لوگوں کو دنیاوی امور میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود قائم رکھنے کا حکم دیتے اس سے تزکیہ میں مدد مل جاتی، مثلاً لین دین، معاشرتی معاملات، انسان کے بنیادی حقوق کی پاسداری، باہمی زندگی کے روابط، فحش سے بچنا، ان سب سے لوگوں کے اندر نکھار و پاکیزگی پیدا ہوتی اور لوگ پاک صاف معاشرہ کے رکن بن گئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مشہودؐ ﷺ

نبی پاک ﷺ کا ایک اسم گرامی مشہود بھی ہے اور لغوی اعتبار سے جو معنی شاہد کے ہیں وہی مشہود کے بھی لئے جا سکتے ہیں۔ دونوں کے معنی حاضر ہونے کے ہیں۔ گواہ، حاضرین، نگران کے ہیں، مشہود کے معنی وہ جگہ جہاں حاضر ہوں۔ جس کی گواہی دی گئی، گواہی دینے کی جگہ، یہ شہود اور شہادۃ سے اسم مفعول واحد مذکر ہے۔ (قموس القرآن: ۱۹۷۸، ص، ۳۰۱)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! ''قسم ہے حاضر ہونے والے کی اور قسم ہے جو حاضر کئے گئے (البروج: ۳)

''اور جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر اس کے بعد اور پیغمبر آئے جو تصدیق کرنے والا ہو اس کی جو تمہارے پاس موجود ہو تو تم ضرور اس رسول پر بھی اعتقاد لانا اور ان کی طرف داری بھی کرنا'' فرمایا! کہ آیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ وہ بولے کہ ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور اس پر میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (آل عمران: ۸۲)

اس آیت میں نبی پاک ﷺ اور تمام انبیاء کی یہ صفت بتائی گئی ہے کہ تمام نبی اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کے ساتھ کئے گئے عہد کے شاہد بھی ہوتے ہیں اور مشہود بھی یعنی گواہی دیے گئے بھی خود اللہ تعالیٰ ان کے گواہ ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ ہمارے نبی پاک ﷺ نے اللہ کے ساتھ ہر عہد کو قبول کیا اس کی تعمیل کی جس پر اللہ تعالیٰ شاہد اور نبی پاک ﷺ مشہود ہیں۔ فرمایا گیا بھلا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے پھر ان پر (اے نبی) آپ کو گواہ بنا دیں گے۔ (النساء: ۴۔۴۱)

ہر نبی اپنی امت کے بارے میں گواہی دے گا اور پھر انبیاء کے بعد یہ گواہی دیگر مبلغین بھی دیں گے اس طرح حجت تمام ہوگی۔ (النساء: ۸۴)

نبی کئی طرح کے شاہد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک اور معبود حق ہونیکے گواہ۔ یہ گواہی بعض اوقات عین الیقین بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ کئی انبیاء کو اللہ تعالیٰ ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ بھی کروا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یوم قیامت انبیاء اپنی امت کے بارے میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے نبی کی دعوت پر کیا ردعمل ظاہر کیا تھا۔ (کہف: ۱۸:۱۰)

Marfat.com

یزید بن عکرمہ سے روایت ہے کہ اللہ نے شاہد و مشہود کے بارے میں فرمایا شاہد نبی پاک ﷺ اور مشہود جمعہ کا دن۔ پھر اللہ کا فرمان کس حال کا ہوگا جب ہر امت سے ہم گواہ لائیں گے اور نبی پاک ﷺ ان تمام پر گواہ لائیں گے۔ (تفسیر ابن جریر: ص، ۱۳۱) حسن بن علی سے روایت ہے کہ حاضر ہونے والے محمد ﷺ ہیں اور مشہود قیامت کا دن ہے۔ (تفسیر ابن جریر: ص، ۱۳۰)

مشہود و شہادت کے معنی حاضر ہونا مشاہدے اور بصیرت کے ساتھ اور کبھی صرف حاضر کے لئے بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عالم الغیب واشھادۃ، جس کے معنی ہیں غیب اور حاضر جاننے والا ہے۔ لیکن شہود صرف حضور ﷺ کے معنی کے ساتھ بہت بہتر ہے اور شہادت مشاہد کے ساتھ بہتر ہے۔ (مفردات راغب: ص، ۴۹۴)

شاہد سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں اور مشہود وہ امر جس کی گواہی آپ ﷺ نے دی۔ قرآن پاک میں تین بار مشہود کا لفظ استعمال ہوا ہے اور تینوں ہی مقامات پر آپ ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کو گواہ اور شاہد بھی بنایا جا رہا ہے اور مقام مشہود کی طرف بھی اشارہ کیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ کو مشہود پیش کرنے سے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ارفع و اعلیٰ مقام عطا کیا اور فرمایا جس نے نبی ﷺ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر اپنے نبی ﷺ کو مشہود کرنے یا ثابت قدم بنانے کے لےء اپنی تائید و نصرت سے نوازا اور کفار کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا اور ان کے منصوبوں کو پامال کر دیا اور جنگ کی صورت میں ان کو بھاری نقصان اور عذاب سے دوچار کر دیا۔ جب نبی پاک ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کے لئے جن مشکل لمحوں میں ثابت قدمی کا ثبوت دیا کفار کی بھرپور کوشش تھی کہ آپ ﷺ کو ان کے مقام پر ہلا دیں اور آپ ﷺ مخالفین کے ساتھ مفاہمت کر لیں مگر آپ ﷺ کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آسکی اور ہر ہر قدم پر اللہ کی مدد و تائید نبی مشہود کے ساتھ ساتھ رہی اور مخالفین خود اپنے ہی جال میں پھنستے رہے اور ناکامی کا منہ دیکھتے رہے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ۵۶۸، ۵۷۰)

اللہ تعالیٰ نے نبی مشہود کو شاہد بنانے کے لےء ہر ہر انداز میں خاص اہتمام فرمائے انہی میں سے ایک اہتمام قرآن مجید کا ایک ترتیل ایک ترتیب سے نازل فرمانا تھا۔'' کافر کہتے ہیں کہ قرآن رسول اللہ پر ایک بار ہی کیوں نازل نہیں کر دیا گیا اس کی وجہ سے یہ بتائی گئی!

''کہ ضروری تھا کہ ہم اس کے ساتھ ساتھ تمہارے دل کو اطمینان دیں اور زندگی کے مختلف مسائل میں ہدایت آہستہ آہستہ نازل کریں اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں۔ (الفرقان: ۲۵، ۳۲)

قرآن پاک کا بتدریج نازل ہونا اسی لئے تھا کہ نبی پاک پر طرح طرح کی مشکلات میں آپ ﷺ کو تسلی ملے اور خدا کے کلام سے زیادہ اور کیا چیز ہو سکتی ہے جو کہ تسلی دے ترتیل سے مراد یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل کرنا مگر ترتیب ایسی منظم کہ ایک ہی دفعہ نازل ہو۔ غرضیکہ نبی پاک ﷺ کو خدائے بزرگ و برتر نے ہر ہر انداز میں مشہود ہونے کے لئے ثابت قدم رکھا اور ثبات قلب کی دولت سے نوازے رکھا۔

Marfat.com

ناصر ﷺ

ناصر کے معنی مددگار، مدد دینے والا، حامی اس لفظ کا مادہ (ن۔ص۔ر) ہے اس کے معنی تائید کرنے والا، معاون، ہر بھلائی کے کاموں میں مدد دینے والا، ناصر، نصر سے اسم فاعل واحد مذکر ہے۔ اس لفظ سے نصرت بھی معنی لیا جاتا ہے ہر وہ کام جو خدا کے احکام کے مطابق ہو خدائے ذوالجلال کی نصرت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

سب کی مدد کرنے والا، حامی، معاون تو صرف اللہ ہی کی ذات ہے وہی ہے جو ہر ایک کی نصرت کرنے والا ہے اس کائنات میں اللہ ہی ہمارا دوست و مددگار اور حامی و ناصر ہے اسی کے تحت نظام کائنات چل رہا ہے۔ اسی کی مدد و نصرت کا انسان ہر گام پر متقاضی ہے۔ اس کے سوا کوئی رفیق و مددگار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمیشہ اپنی نصرت و تائید سے نوازا اور قدم قدم پر آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔ اسی طرح نبی محمد ﷺ لوگوں کی مدد فرمایا کرتے اور بلا رنگ، ذات، نسل، مذہب لوگوں کی مدد فرمایا کرتے۔ محمد علی چراغ: (۲۰۰۵، ص، ۶۶۵، ۶۶۶)

محبت جب ایثار کے پیش نظر ہو تو رحمت کا باعث بنتی ہے اور محبت متواتر کوشش، جدوجہد، قربانی، محنت و مشقت کے بغیر رحمت نہیں بن سکتی ناصر نبی ﷺ نے اسی جذبہ کو پیش نظر رکھ کر بنی نوع انسان کی مدد کی۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوا !

''اے ایمان والو تم اللہ کے دین کے مددگار ہو جاؤ۔'' (الصف: ۴)

دین کی مدد کے ساتھ ساتھ دینی بھائیوں کی مدد و نصرت کے لئے آپ ﷺ ہمہ وقت تیار رہتے آپ ﷺ نہایت خلیق، رفیق القلب، بے حد دردمند، حد درجہ شفیق اور دوست و دشمن کے درد کو محسوس کر کے ان کی مدد کرنے والے تھے۔

کسی کو پریشان دیکھا تو خود پریشان ہو گئے، درد سنا تو تڑپ اپنے اندر محسوس کی، اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر دوسرے کی مدد کو شیوہ بنایا۔ ایک دفعہ رات کے کھانے کے لئے گھر میں صرف تھوڑا سا دودھ تھا ایک غفاری مہمان آ گیا آپ ﷺ نے سارا دودھ اسے پلا دیا۔

ایک صحابی کے پاس دعوت ولیمہ کے لئے کچھ نہ تھا آپ ﷺ نے کہا کہ گھر جاؤ اور عائشہ صدیقہ سے آٹے کی ٹوکری مانگ کر لے آؤ اور اپنے ولیمے کی دعوت کرو۔ بحرین کا خراج آیا تو تقسیم کرتے جاتے جو آتا دیتے چلے جاتے اسی وقت سب کا سب بانٹ دیا اور اس دن بھی گھر والوں نے فاقہ کیا۔ حنین کی فتح پر جو مال غنیمت ملا تو

Marfat.com

وہیں کھڑے کھڑے سب کا سب تقسیم کر دیا۔ (حضرت مولانا عبدالمجید خان: ص ۲، ۵۷۶،۵۷)

مکہ کی بوڑھی مشرک خاتون جو آپ ﷺ کو جادوگر سمجھتی تھی جب وہ اپنے مذہب کو نہ چھوڑنے پر ہجرت کر کے بمعہ مال واسباب جا رہی تھی۔ ضعیفی سے راستے میں بوجھ کی تھکاوٹ سے بیٹھ جاتی آپ ﷺ نے اس بوڑھی عورت کو دیکھا تو اس کی گٹھری کو اٹھا کر منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ ضعیفہ نے آپ ﷺ کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی نصیحت کی کہ اس جادوگر سے بچ کر رہنا۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ اس بڑھیا پر آپ ﷺ کے اخلاق کا اتنا اثر ہوا کہ اسی وقت اسلام لے آئی۔

آپ ﷺ ضعیفوں اور پڑوسی کا سہارا اور ہر بے کس مسافر کی جائے پناہ محتاجوں اور فقیروں کے فریاد رس تھے۔ (محمد برکت علی: ۱۹۷۷، ص ۲۹۳)

نبی پاک ﷺ ہمیشہ دوسروں کے کام کر دیا کرتے خباب بن ارتؓ ایک صحابی تھے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ان کو کسی غزوہ پر بھیجا، خباب کے گھر کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا۔ آپ ﷺ ہر روز ان کے گھر جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے۔ مدینہ کی لونڈیاں آپ ﷺ کے پاس آتیں اور جس کام کے لئے کہتیں آپ ﷺ فوراً کر دیتے مدینہ کی ایک پاگل لونڈی نے ایک دن آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کسی کام کیلئے کہا آپ ﷺ نے مدینہ کی گلی میں جا کر اس کی ضرورت پوری کی۔ عبداللہ بن ابی اوفی ایک صحابی فرماتے ہیں بیوہ اور مسکین کے کام کرنے میں آپ ﷺ کبھی نہ ہچکچاتے، ایک دفعہ آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدو آیا اور کہا کہ میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے میں بھول نہ جاؤں اس لئے اسے پہلے کر دیں آپ ﷺ فوراً اس کے ساتھ گئے اور اس کا کام کیا اور پھر آ کر نماز ادا کی۔ (شبلی نعمانی: ص ۳۴۳، ۳۴۵)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ حاجت مندوں کی حاجت برآوری، ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا، جو جتنی بھی مدد تم سے چاہے اور اگر تم کر سکتے ہو تو ضرور کرو آپ ﷺ نے فرمایا!

''جو شخص اپنے بھائی کی حاجت وضرورت پوری کرتا ہے خدا اس کی ضرورت پوری کرتا ہے جو شخص کسی کی مصیبت روا کرے گا تو اللہ قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرما دے گا۔ (صحیحین)

''اللہ اپنے بندہ کی مدد میں اس وقت تک رہتا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔'' (ترمذی)

''مسلمان تو دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ یہ اس کی امداد سے پہلو ہی کرتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس پر ظلم کرتا ہے'' (ترمذی)

''اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم، یہ سن کر ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! میں مظلوم کی تو مدد کر سکتا ہوں لیکن ظالم کی مدد سے کیسے ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا! ''کہ اسے ظلم سے روک دو، یہی اس کی مدد ہے'' (بخاری)

Marfat.com

''کسی مسلمان کی بے حرمتی یا بے عزتی ہو اور دوسرا مسلمان اس کی مدد نہ کرے جب اسے مدد کی ضرورت ہوگی تو خدا بھی اس کی مدد نہ کرے گا۔ (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں باطل نظام کو ختم کر کے عدل وانصاف اور اخلاقیات کا نظام پیدا کیا جس کا مقصد مسلمانوں میں باہمی ہمدردی، محبت، ایثار، ایک دوسرے کی مدد و معاونت، جان نثاری کے جذبے پیدا کرنا تھے، تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے الفت، اخوت، خدمت، عزت، نصرت، رفاقت، معاونت کے جذبات پیدا ہوں جائیں اور ہر مشکل میں مسلمان بھائی دوسرے بھائی کی مدد کرے اس کی ضرورت کو جہاں تک استعداد رکھتا ہو پورا کرے یہی ہمارے ناصر نبی ﷺ کی تعلیمات تھیں جن پر چلنے کی ہر مسلمان بھائی کو کوشش کرنی چاہیے اب بھی کئی ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں پیش پیش ہیں اور لوگ بغیر کسی تردد کے ان کے پاس اپنی حاجت لیکر چلے آتے ہیں اور خدا ایسے لوگوں پر ہمیشہ اپنی رحمت کے دروازے کھلے رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو بے شمار نصرتیں، تائید اور امداد دیکر قوت واستحکام بخشا اور مشرکین، منافقین کو نصرت سے محروم رکھ کر آپ ﷺ کو بے شمار کامیابیاں عطا فرمائیں اور آپ ﷺ انہیں نصرتوں کے ساتھ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ناہ ﷺ

ناہ کا مطلب ہے ''برائیوں'' اور ''برے اعمال'' سے روکنے والا، منع کرنے والا، ممانعت کرنے والا، برائیوں سے باز رکھنے والا۔ اس لفظ کا مادہ (ن ہ ی) ہے جسکے معنی منع کرنا، روکنا اور باز رکھنا ہے۔

ناہ امر کی ضد ہے اور امر کے معنی حکم دینے کے ہیں اور ناہ کے معنی اجازت نہ دینا ہے۔ بلکہ منع کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نیک اور پسندیدہ اعمال اور باتوں کا حکم فرماتے زندگی کی بہتر اور مثبت قدروں کو آگے بڑھانے برے کاموں اور برائیوں اور ناپسندیدہ امور سے منع فرماتے زندگی کے منفی اور ناپسندیدہ امور سے روکتے۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵) ص ۲۸۰، ۲۸۷)۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ''وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے''۔ (الاعراف: ۱۵۷)

سورہ الاعراف میں ہی ارشاد ہے: ''اے رسول ان لوگوں کی سخت اور تکلیف دہ باتوں پر نرمی اور درگزر ہی کا طریقہ جاری رکھیں اور انہیں نیکی کی تلقین کرتے جایئے اور ان جاہلوں سے الجھاؤ نہ کیجئے''۔ (۷:۱۹۹)

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وہ نبی ان باتوں کا حکم دیتا ہے جسے وحی خداوندی صحیح تسلیم کرتی ہے اور ان سے روکتا ہے جو اس وحی کی رو سے ناپسندیدہ ہیں''۔ (۷، ۱۵۷)

حضور اکرم ﷺ نے نہ صرف اخلاق فاضلہ کی پرورش کا انتظام کیا بلکہ اخلاق رزیلہ کی روک تھام کا بھی پورا پورا بندوبست کیا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حوالے سے پوری انسانیت کیلئے وحی الٰہی کی روشنی میں مثبت اور پسندیدہ چیزوں کو جائز اور ناپسندیدہ اور منفی چیزوں سے منع فرمایا۔

جہاں آپ نبی اکرم ﷺ نے شرک، بت پرستی، ظلم و ستم، لوٹ مار، قتل و غارت، جھوٹ و کذب، حق تلفی، لہو ولعب، افراط و تفریط، بدکلامی و بدگوئی، فواحش و بے حیائی، تصنع و فریب، منافقت و ریاکاری، خون ناحق، اخلاقی اور سماجی گراوٹوں سے منع فرمایا۔ وہاں منکرات مشتبہات سے بچنے اور ان کی روک تھام کرنے کا بھی پورا پورا اہتمام فرمایا اور ان برائیوں کی بیخ کنی پر خصوصاً بہت زور دیا جو معاشرے کو گرانے، افراد کو ٹکرانے، ماحول کو بگاڑنے، دشمنی پھیلانے، کینہ بڑھانے کا باعث ہو۔

اخلاق رزیلہ سے منع کرنے والا نبی:

غرور، تکبر اور شیخی بگھارنے والوں کے لئے: حضور ﷺ نے فرمایا متکبر آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا اور وہ جو جھوٹی

Marfat.com

شیخی بگھارتا ہو۔(ابوداؤد)

ظلم وستم کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے سخت اندھیرا لائے گا''۔(بخاری)

فحش و بے حیائی سے منع کرتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا، خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔'' (بخاری ومسلم)

حسد جو سکون تباہ اور باہمی کشمکش پیدا کر دیتا ہے۔اس سے آپ ﷺ نے منع کیا اور فرمایا: ''اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے۔(ابوداؤد)

معاشرہ میں غصہ اور سخت کلامی سے محبت و پیار، اتحاد و اتفاق جاتا رہتا ہے۔آپ ﷺ نے اس کے تدارک کے لئے بھی ارشاد فرمایا: ''رضائے الٰہی کے لئے غصہ کے گھونٹ کو پی جانے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ نہیں۔'' (ابوہریرہ)

آپ ﷺ نے کنجوسی بخل کرنے والے کو سخت وعید سنائی، ''دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہ جا سکے گا۔''(ترمذی)

ہر معاشرہ مزاج کے لحاظ سے خالص نظریاتی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ایک مسلم معاشرے کی اجتماعیت، نظریات اور جذبات پر قائم ہوتی ہے خدا اور رسول سے گہری محبت اور کائنات کے متعلق ایک نظریہ مختلف نسل اور رنگ اور ملک کے دو انسانوں کو باہمی محبت میں جوڑ دیتا ہے اور ان کا اختلاف دونوں کو باہمی کاٹ دیتا ہے۔اسی لیے معاشرے کی اجتماعی ہیئت اور مجروح کرنے والی تمام چیزوں کی اسلام نے شدید مذمت کی ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔اخلاق کی بھیانک بیماری غیبت ہے جو اجتماعیت پر سخت وار کرتی ہے۔(سید اسعد گیلانی،۱۹۸۱،ص،۳۲۸،۳۲۹)

آپ ﷺ نے غیبت سے منع فرمایا اور غیبت کرنے والے کا انجام بتایا۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔میں نے کہا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔''(ابوداؤد)

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے برے لوگ کون ہیں؟ پھر فرمایا جو چغلیاں کھاتے پھرتے اور دوستوں کے تعلقات آپس میں خراب کرتے ہیں''(مسند احمد)

جہاں آپ ﷺ نے اخلاقی گراوٹوں سے منع فرمایا وہاں آپ ﷺ نے انسانوں سے قطع تعلق، خدا کے ساتھ کسی کا شریک اور والدین سے بدسلوکی سے منع فرمایا اور اسے گناہ کبیرہ قرار دیا۔آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا

Marfat.com

میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں؟

آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتایئے یارسول اللہ ﷺ!

- ☆ فرمایا کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا
- ☆ والدین کے ساتھ برا سلوک کرنا
- ☆ قطع تعلق

پھر فرمایا: ''اللہ جن گناہوں کو چاہتا ہے قیامت تک کے لئے مؤخر کر دیتا ہے''

سوائے والدین کے ساتھ قطع تعلق کے کہ اللہ اس کا بدلہ موت سے پہلے اس زندگی ہی میں دے دیتا ہے۔ (الحاکم)

آپ ﷺ نے ضعیف اعتقاد رکھنے سے بھی منع فرمایا اور تلقین کی غیب کا علم صرف اور صرف اللہ کو ہے اس لئے آپ ﷺ نے کاہنوں اور نجومیوں، پانسوں سے منع فرمایا:

ارشاد نبوی ﷺ ہے: جو شخص نجومی کے پاس گیا اور سوالات کئے پھر اسکی باتوں کی تصدیق کی اسکی نماز چالیس دن تک قبول نہ ہوئی (مسلم) پھر فرمایا: ''وہ شخص بلند درجات تک نہیں پہنچ سکتا جو کہانت کرے یا پانسوں کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرے یا بدشگونی کی وجہ سے سفر سے واپس لوٹ آئے۔ (النسائی)

آپ ﷺ نے جادو، گرہ پھونکنے سے منع فرمایا حدیث شریف میں ہے ''جسنے گرہ میں پھونکا اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا وہ شرک کا مرتکب ہوا۔ رسول ﷺ نے معاملات میں ان چیزوں سے منع فرمایا جو اسلام سے ہم آہنگ نہ تھیں مثلاً معاملہ کے فریق کے ساتھ معصیت کے کام میں تعاون، دھوکہ دہی، نفع اندوزی، ظلم و زیادتی، اشیائے ممنوعہ سے فائدہ اٹھانا معصیت سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کی خرید و فروخت اور تجارت سے منع فرمایا ہے۔

اور فرمایا! ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سؤر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام کر دی ہے۔ (متفق علیہ)

رسول ﷺ کا گزر ایک غلہ فروش کے پاس سے ہوا۔ آپ ﷺ کو غلہ اچھا معلوم ہوا جب ہاتھ ڈالکر دیکھا تو نمی محسوس ہوئی۔ فرمایا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ بارش کی وجہ سے نمی پیدا ہوگئی ہے۔ فرمایا پھر اس کو غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے؟ جو دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ ذخیرہ اندوزی کرنے سے منع فرمایا۔ ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہ گار ہے۔ (مسلم)

اسلام نے تجارت کے لئے نفع بخش مال بنانا جائز قرار دیا مگر سود کو حرام قرار دیا اور نبی ناہ ﷺ نے اس سے منع کیا اور فرمایا: ''جب کسی بستی میں سود اور زنا کا ظہور ہو جاتا ہے تو لوگ اللہ کے عذاب کو دعوت

Marfat.com

دیتے ہیں۔'' (الحاکم)

اسلام نے حکام اور ان کے معاونین کے لئے رشوت کو حرام ٹھہرایا رسول اللہ ﷺ رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے اور دونوں کے درمیان واسطہ بننے والے پر لعنت فرمائی۔ (الحاکم)

ان چند ارشادات کے ذریعے ہمیں رسول ﷺ کی نبی ناہ ﷺ ہونے کی وضاحت ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے اخلاقی معاشی، معاشرتی، سماجی، معاملاتی تمام ان برائیوں سے روکا جس کا وحی الٰہی کے ذریعے آپ ﷺ کو حکم ملا اور نواحی کے تحت تمام ناپسندیدہ اعمال و افعال کو وحی کی مطابعت میں منع فرمایا اور پھر ان کی جزیات اور تفصیلات کی وضاحت اور صراحت کے ساتھ احادیث میں بیان فرمایا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نذیر ﷺ

یہ اسم ''نذیر'' انذار سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ڈرنے کے ہیں۔ آنحضرت بحیثیت نذیر لوگوں کو جہنم کی آگ کی تباہیوں سے ڈرانے والے ہیں، کفر اور ظلم کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں لوگوں کو منافقت و بدیانتی کے نتیجے میں آخرت کے عذاب کی ہولناکیوں سے ڈرانے والے ہیں۔ (پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ: (۱۹۹۸)، ص:۴۵،۴۶)

نذیر دراصل مادہ (ن ذ ر) سے بنا ہے جس کا مطلب ہے آگاہ کرنے والا ڈرانے والا تنبیہہ کرنے والا، خوف دلا کر ڈرانے والا، لوگوں کی غلط روش اور اعمال بد کے ہولناک انجام سے ڈرانے والا اسی لفظ سے نذیر بنا ہے۔ جس کا مطلب ہے اگر احتیاط نہ کی گئی تو انسان کی بدیاں، برائیاں، غلطیاں اور برے اعمال اس کے لئے تباہی کا باعث بنیں گے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص:۶۹۵)

رسول جس قہر و عذاب سے ڈراتا ہے اس کی نوعیت قیاسات اور اندازوں پر مبنی اشاروں یا کنایوں پر نہیں ہوتی بلکہ ایک واضح اور قطعی خبر اور اعلان کی ہوتی ہے اس لئے کہ اس کی بنیاد اول تو وحی الٰہی پر ہوتی ہے ثانیاً یہ اس سنت الٰہی کا تقاضا بھی ہے جو رسول کی تکذیب کی صورت میں لازماً ظاہر ہوتی ہے اس قطعیت کا اثر قدرتی طور پر اس کے الفاظ اور لب ولہجہ میں بھی نمایاں ہوتا ہے۔ وہ آنے والے خطرے کا اعلان کرتا ہے گویا اپنی دونوں آنکھوں سے اس کو دیکھ رہا ہے اور وہ اپنی قوم کو آنے والے عذاب سے آگاہ کرتا ہے۔ (امین احسن اصلاحی: (۱۹۷۸)، ص:۳۸۶)

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ڈرنے والا بنا کر بھیجا تاکہ لوگ کفر و شرک چھوڑ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں خود عملی طور پر رسول اکرم نے وہ سب احکام جو خدا کی ذات نے نازل کئے ان پر عمل کیا اور لوگوں کو ان کی تلقین کی جو امر مانع تھے ان سے منع فرمایا جو امر صالح تھے ان کو کر کے دکھایا بت پرستی کا جو عرب معاشرے کی رگوں میں بسی ہوئی تھی بڑے بڑے کعبے کے بتوں لات و منات کو توڑ کر بتادیا کہ پوجنے کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے لوگوں کو بتایا کہ رشوت اور غصب خیانت خواہ افراد کی ہو یا پبلک کے مال کی چوری۔ مال یتیم میں بے تصرف، ناپ تول میں کمی، فحش پھیلانے والے ذرائع کا کاروبار، قحبہ گری اور زنا کی آمدنی شراب کی صنعت اس کی بیع اور اس کا نقل و حمل جواء اور تمام وہ ذرائع جن سے کچھ لوگوں کا مال دوسرے لوگوں کی طرف منتقل ہوا اور محض بخت و اتفاق پر مبنی

Marfat.com

ہو۔قسمت بتانے اور فال گیری کا کاروبار پر سب خزافات سے لوگوں کو ڈرایا تا کہ لوگ صراۃ مستقیم پر چلیں۔
(ابوالاعلیٰ مودودی: (۱۹۹۳)،ص:۲۲،۲۳)

انذار کی ضرورت کیوں پیش آئی:

جہاں تک انسان کی طبعی زندگی کا تعلق ہے وہ اپنے ذہن وعلم اور تجربے کی بنا پر زندگی گزارتا ہے جو اس کے ذہن وفہم کے مطابق صحیح ہے اسے ٹھیک سمجھتا ہے اور جسے وہ غلط سمجھتا ہے اسے وہ نقصان دہ سمجھتا ہے مگر ذاتی طور پر وہ یہ نہیں جان سکتا ہے کہ کون سی چیز اس کی ذات کے لئے اچھی ہے اور کون سی بری۔ کس سے اسے فائدہ مل سکتا ہے اور کس سے نقصان یہ صرف ایک ہستی واحد خدا کی ذات جانتی ہے کہ انسان کیلئے کون سی راہ فلاح و بہبود کی ہے اور کون سی ہلاکت کی اس مقصد کے لئے رب واحد نے انبیاء کرامؑ بھیجے وحی کے ذریعے انہیں صحیح اور بد کا علم دیا اور لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کو منذر بنا کر بھیجا تا کہ لوگوں کو برے راستے سے ڈرائیں۔اس سلسلہ میں ہر دور میں انذار کرنے والے آتے رہے اور اپنی اپنی قوم کے لوگوں کو اعمال بد کے نتائج سے ڈراتے رہے۔اور اعمال صالحہ کے انعام کی بشارت دیتے رہے۔

''''اور ہم پیغمبروں کو صرف اسی واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ (انعام الٰہی) کی بشارت دیں اور عذاب الٰہی) سے ڈرائیں۔پھر جو شخص ایمان لے آئے اور درستی کرے اپنے (اعمال کی) سو اسے نہ کوئی اندیشہ ہے نہ کوئی غم۔(۶:۶۸)

قرآن پاک میں متعدد بار آپ ﷺ کو بشیر ونذیر کہا گیا ہے۔

''اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے'' (الاسراء:۱۰۵)

''اے نبی ہم نے تمام ہی انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں''
(سبا:۲۸۔۲۲)

آپ ﷺ کا کام لوگوں کو خبردار کردینے سے مراد ہے ان کو ان کی کج ریوں کے برے نتائج سے آگاہ کرنا اور نیکی کی جزا کی خوشخبری دینا ان کا کام ہے۔اس کے بعد اگر کوئی ہوش میں نہیں آتا اور گمراہیوں میں بھٹکتا رہتا ہے تو اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے اندھوں کو دکھانے اور بہروں کو سنانے کی ذمہ داری تمہیں نہیں سپرد کی گئی ہیں۔ یہ سب روحانی اور اخلاقی بشارتیں ہیں اور انہی کے لئے مسلمانوں کو ابھارا اور تیار کیا گیا ہے۔''انزار'' کے معنی ڈرانا لیکن اس سے بہتر معنی ''انزار'' کے ہیں کہ انسان کو اس کے ہونے والے نقصان سے آگاہ کردیا جائے۔(گوہر ممتاز قاضی: (۱۹۸۹)،ص:۹۲)

''نبی کریم ﷺ الناس کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجے گئے۔رہتی دنیا تک کے کل انسانوں کے لئے

Marfat.com

آپ ﷺ نے بزبان وحی یہ بشارت دی کہ قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے نتائج نہایت خوشگوار ہوں گے اور ساتھ ہی خبردار کیا کہ اگر ان قوانین کی خلاف ورزی ہوئی تو الم انگیز اور تباہ کن انجام سے دوچار ہوں گے'' (ثریا عندلیب: (۱۹۹۲) ص:۲۶)

نبی نذیر ﷺ

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کسی ایک قوم کسی ایک نسل کسی ایک فرد کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ کل کائنات کی فلاح و بھلائی کے لئے بھیجے گئے۔ اسی لئے آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان کو اعمال بد سے اور خدا کی تعلیمات سے روگردانی کرنے والوں کو قرآن مجید کے ذریعے آگاہ کیا کرتے تھے۔

پس جس طرح تمہیں حکم ملا ہے تم اور جن لوگوں نے تمہارے ساتھ توبہ کی ہے، جمے رہو اور سرکشی نہ کیجیو، بے شک وہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس کو دیکھ رہا ہے اور ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ تم کو بھی دوزخ کا عذاب پکڑے اور تمہارے لئے اللہ کے مقابل میں کوئی مددگار نہ ہوگا، پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائیگی۔ (ھود:۱۱۲،۱۱۳)

''آپ تو بس ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک رہبر (رکھا گیا) ہے'' (ھود:۱)

''ان لوگوں کو اس پر اچنبھا ہے کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہیں میں سے آ گیا'' (ق:۱)

''بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر'' (البقرہ:۱۴)

اور ہم نے آپ کو تمام تر ایک خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے'' (بنی اسرائیل:۱۳)

''آپ تو بس ایک ڈرانے والے ہیں'' (ھود:۲)

''یہ تو تمام تر ایک کھلے ہوئے ڈرانے والے ہیں'' (الاعراف:۱۳)

''تا کہ وہ اس کے ذریعہ سے سارے عالم کا ڈرانے والا ہو'' (الفرقان:۱)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ﷺ آ پہنچے ہیں جو تم سے کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے وقت میں جب رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا۔ تا کہ تم کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آئے۔ سو تمہارے پاس تو بشیر و نذیر آ گیا۔ (المائدہ:۳)

''میں تو محض ایک بشیر و نذیر ہوں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں'' (الاعراف:۲۳)

''آپ کہہ دیجئے کہ میں تو ایک کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں'' (الحجر:۶)

''اور ہم نے تو بس آپ ﷺ کو بشیر و نذیر بنا کر سارے ہی انسانوں کی طرف بھیجا ہے'' (سبا:۳)

غرضیکہ نبی نذیر نے دینی و دنیوی خرابیوں سے لوگوں کو ڈرایا اور قرآن کے حوالے سے اس کا انجام بتایا

Marfat.com

مثلاً: ''لوگو! (دوزخ کی) آگ سے ڈرو۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے''

''جو لوگ منکر اور ہماری نشانیوں کو جھٹلانے والے ہوں گے دوزخی ہیں'' (البقرہ:۴)

''ہماری آیتوں سے انکار کرنے والوں کو ہم دوزخ میں داخل کرینگے اور جب ان کی کھالیں گل جاویں گی تو ہم دوسری کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب دیکھتے رہیں'' (النساء:۸)

''اللہ سب منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے'' (النساء:۲۱)

جب لوگ دوزخ پر کھڑے کیے جاویں گے۔ تو وہ کہیں گے کہ کاش ہم دنیا میں لوٹائے جاویں۔ پھر اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلاویں۔ اور ہم ایمان والے ہو جاویں'' (الانعام:۳)

ہماری نشانیوں کو جھٹلانے والے دوزخی ہیں۔ جب فرشتے اُن کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ تو ان کے ٹھہرائے ہوئے شریک ان سے کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے اوپر کفر کی گواہی دیں گے۔ حکم ہوگا کہ وہ پہلی کافر جماعتوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ تو پچھلے پہلوں کو لعنت کریں گے اور ان کے لئے دگنا عذاب مانگیں گے۔ اللہ دونوں کو دونا عذاب دے گا۔ (الاعراف:۴)

جن کا تول ہلکا ہوگا وہ دوزخ میں رہیں گے اور آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی (المومنین:۶)

''قیامت کے دن فرعون اپنی قوم کے آگے چلے گا اور ان کو دوزخ میں جا اتارے گا اس دن بدبخت لوگ دوزخ میں ہونگے۔ یہاں وہ چیخیں گے چلاویں گے اور جب تک آسمان اور زمین ہیں وہ اس میں رہیں گے'' (ہود:۹)

''جنہوں نے اپنے رب سے انکار کیا۔ ان کے گلے میں طوق ڈالے جاویں گے اور وہ ہمیشہ دوزخ، میں رہیں گے'' (الرعد:۱)

''بدراہ لوگوں میں جو تیری (شیطان کی) راہ چلے ہیں ان کے لئے دوزخ کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں'' (الحجر:۳)

''قیامت کے دن ہم گمراہوں کو اوندھے منہ بہرے گونگے اور اندھے اٹھاویں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب آگ بجھنے لگے گی تو ہم اس کو پھر بھڑکا دینگے''۔ (بنی اسرائیل:۱۱)

''ہم نے گنہگاروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہیں اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کو پیپ جیسا پانی ملے گا۔ جو منہ کو بھون ڈالے گا'' (الکہف:۴)

''جو کوئی اپنے رب کے پاس گنہگار آوے گا تو اس کے لیے دوزخ ہے اور اس میں نہ وہ مرے گا اور نہ جیے گا'' (طٰہٰ:۳)

''ان میں سے جو یہ کہے کہ وہ اللہ کے سوا معبود ہے۔ تو اس کو بدلے میں ہم دوزخ دیں گے۔ کاش کافر

Marfat.com

اس وقت کو جان لیں جب وہ اپنے مونہوں اور پیٹھوں سے آگ کو نہ روک سکیں گے'' (انبیاء:۳۰۲)

''ہم نے قیامت کو جھٹلانے والوں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جب وہ دور جگہ سے اس کا جھنجھلانا اور چلانا سنیں گے اور جب کئی گنہگار ایک زنجیر میں جکڑے ہوئے دوزخ میں ڈالے جاویں گے تو وہاں وہ موت کو پکاریں گے۔'' (الفرقان:۲)

دوزخ کو (گنہگار) انسانوں اور جنوں سے بھرنا ہے۔ تم نے اپنے رب کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ اس کا مزہ چکھو۔ اور تم جو کام کرتے تھے۔ اس کا بدلہ ہمیشہ کا یہ عذاب بھگتو۔ جو لوگ نافرمانی کرتے تھے۔ ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے تو ان کو کہا جاوے گا کہ آگ کا عذاب چکھتے رہو جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم ان کو دنیا میں بھی کچھ عذاب چکھاویں گے'' (السجدہ:۲)

سرکشوں کے لئے برا ٹھکانہ یعنی جہنم ہے۔ وہ برا بچھونا ہے۔ اس میں کھولتا پانی اور پیپ اور اسی طرح کی دیگر چیزیں ہیں۔ تو ان کو چکھو۔ یہ ایک گروہ تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ وہ کہیں گے کہ تم ہی یہ عذاب ہمارے پیش لائے۔ وہ ان کے لئے دگنا عذاب مانگیں گے۔ اور جن کو وہ شریر سمجھتے تھے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔ ان کو دوزخ میں نہ پائیں گے تو تعجب کریں گے۔'' (ص:۴)

''کافروں سے کہا جائے گا کہ جو تم نے کمایا۔ اس کا مزہ چکھو۔ قیامت کے دن تم اللہ کے نزدیک آپس میں جھگڑو گے'' (الزمر:۳)

''حد سے نکل جانے والے لوگ آگ کے رہنے والے ہیں۔ فرعون کے لوگوں کو آگ نے گھیر لیا۔ وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور ناتوان لوگ اور تکبر والے ایک دوسرے کو الزام دیں گے اور داروغہ دوزخ اس پر عذاب ہلکا کرنے کی دعا نہ مانگے گا'' (المومن:۵)

جھٹلانے والوں کی گردن میں طوق ہونگے۔ اور زنجیریں ان کو جکڑے ہونگی۔ اور وہ جھلستے پانی میں گھسیٹے جائیں گے۔ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریک ان سے کھوئے جائیں'' (المومنین:۸)

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوگیا کہ حضور پاک ﷺ لوگوں کو ان کے اعمال بد کے برے اور ناخوشگوار نتائج پر متنبہ کرتے رہے اور ساتھ ہی ہر طرح کے خطرات سے بھی آگاہ کرتے رہے اور آخرت کے انجام سے بھی ڈراتے رہے اس طرح آپ ﷺ نے اپنے فریضہ انذار پر بڑی مستعدی سے متمکن رہے اور سب کے لئے ایک نذیر ثابت ہوئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ناطق ﷺ

ناطق کا مطلب ہے بولنے والا، بات کرنے والا، کلام کرنے والا عقل مند گفتگو کرنے والا، واضح، مستحکم، مضبوط، مدلل، گفتگو کرنے والا، پورے ایقان، خلوص، متانت سے گفتگو کرنے والا، فصیح و بلیغ بات کرنے والا۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص:۶۷۳)

رب کریم نے انسانیت پر جو احسان فرمائے ان میں سے ایک احسان نطق و بیان کی صلاحیت اور قلم کا استعمال بھی ہے۔ فرمایا گیا!

''اللہ رحمان وہ ہے جس نے قرآن سکھایا، انسان کی تخلیق کی پھر اسے نطق و بیان کی تعلیم دی۔'' (رحمٰن: ۱۔۴)

عقل و شعور اور نطق بیان کی نعمت دراصل قلم و قرطاس کی مرہون منت تھی۔ علم و دولت کی سعادت کا مقصد عقل و شعور کی تربیت اور نطق و بیان کو خوبصورت بنانے کے لئے تھی۔ عقل و شعور کے ساتھ اگر علم کی دولت نہ ملے تو اعتدلال و توازن پیدا نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی نطق بیان کی صلاحیت نکھر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جب نبوت کی سرفرازی عطا ہوئی تو تخلیق و ہدایت کے ساتھ ساتھ دولت علم اور قرطاس و قلم کی عظمت سے بھی نوازا گیا اور زیور نطق و بیان اور بلاغت سے بھی مزین کیا گیا۔ کیونکہ اسی نطق سے اللہ تعالیٰ نے نبی ناطق کے ذریعے انسانیت کو جھوٹے ناخداؤں کی چیرہ دستیوں سے آزاد کروایا اور حق کے نور کو پھیلایا۔

غلامی اور جہالت کے اندھیروں کو پامال کیا۔ ناطق نبی ﷺ کو اسلامی انقلاب کی اولیں منزل کے طور پر ایک ایسی قوم میں مبعوث کیا گیا جہاں کہ فصاحت و بلاغت اور شعلہ بیانی ہی سرمایۂ حیات تھی اور ناطق نبی ﷺ پر جو کتاب اتاری گئی وہ بھی فصاحت و بیان کا ایک شاہکار ہے۔ اس بیان ربانی میں کبھی ایمان و یقین کا سامان میسر آنے کا سبب ملتا ہے اور کبھی ذکر و نصیحت کی دولت، کبھی تقویٰ و طہارت کی وجہ بنتا ہے تو کبھی عقل و فکر کو جلا ملتی ہے۔

نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نطق و بیان کی اعلیٰ تر صفات سے نوازا۔ فرمایا گیا!

''رسول کا مشن اور منصب تو بات کو واضح طور پر بیان کر کے پہنچا دینا ہے۔'' (العنکبوت: ۱۹:۱۸)

نبی ناطق ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بیان و بلاغت کی قدرت سے نوازا تھا تا کہ وہ اپنی امت کی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ انداز میں اللہ کا پیغام بیان کرتے رہیں۔

Marfat.com

نبی ناطق کو بیان و بلاغت کی وہ رفعتیں نصیب ہوئیں جن کے بعد اور کوئی عنایت یا حد باقی نہیں رہ جاتی آپ ﷺ کو تبلیغ یعنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ پیغام حق پہنچانے کا حکم ہوا۔

''ہم نے آپ پر کتاب مبین اس لئے نازل کی کہ آپ اسے کھول کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کر دیں۔'' اسی خصوصیت کی وجہ سے انسانیت کی قیادت آپ ﷺ کی مقدر بن گئی اور آپ ﷺ مسلمانوں کے میر کارواں بن گئے اور لوگ جوق در جوق نبی ناطق ﷺ کے بیان کردہ احکام پر لبیک کہتے ہوئے چل پڑے پھر انہیں نہ راہ کی سختی کا احساس رہا نہ سود و زیاں کی پرواہ رہی اور حق کا بول بالا ہوتا چلا گیا۔'' (ڈاکٹر ظہور احمد اظہر:۱۹۔۲۸)

آپ ﷺ کے کلام و بیان کے بارے میں ام سعیدؓ فرماتی ہیں! حضور ﷺ شیریں کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرمادیں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں۔ آپ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں۔ (نشر الطیب)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اس طرح کلام فرماتے کہ اگر کوئی الفاظ گننا چاہے تو گن سکتا۔ (نشر الطیب)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی گفتگو لگا تار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشیں کر لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ بعض مرتبہ کلام کو ضرورت کے مطابق تین تین بار دہراتے تاکہ الفاظ اچھی طرح سمجھ میں آجائیں۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ کے کلام اور دوسروں کے کلام میں وہی فرق نظر آئیگا جو دو فصیح کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ (ڈاکٹر ظہور احمد اظہر: ص،۲۲۱)

نبی ناطق ﷺ:

اسی حوالے سے نبی پاک ﷺ کا ایک اسم مبارک ناطق بھی ہے کیونکہ آپ ﷺ منطق سے بات کرنے والے، وضاحت سے بات کرنے والے، ولائل سے بات کرنے والے تھے زبان و بیان کے گفتگو و کلام کے جتنے بھی محاسن تھے وہ سب آپ ﷺ کی ذات مبارکہ میں موجود تھے۔ عرب جو کہ فصاحت و بلاغت میں مشہور تھے آپ ﷺ آگاہ تھے کہ کس طرح ان سے بات چیت کرنی ہے نہ صرف بات چیت بلکہ تبلیغ کے امور و اسرار سے بھی آپ ﷺ بخوبی واقف تھے۔ آپ ﷺ مخاطب کی نفسیات کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے اور بات چیت کو عقل و استدلال سے کرتے

Marfat.com

تھے۔آپ ﷺ کے پیش نظر صرف یہی ہوتا تھا کہ خدائے واحد کا پیغام لوگوں تک پہنچ جائے اور وہ اسلامی انقلاب آجائے جو خالق کائنات کی منشاء تھا۔اسی لئے آپ ﷺ وضاحت کے ساتھ پیغام ربی بیان کرتے اور صرف اور صرف وہی بیان کرتے جو خدا کا پیغام نازل ہوتا۔(محمد علی چراغ:۲۰۰۵،ص:۶۷۶)

اور آپ ﷺ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ ﷺ پر نازل کیجاتی ہے۔ (النجم:۳۔۴)

نبی ناطق ﷺ نے جو بھی دین وشریعت کے نام پر لوگوں کو بتایا وہ سب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور کوئی بھی بات اس کے اپنے دل کی نہیں ہوتی ساری کی ساری تعلیمات اللہ ہی کی جانب سے وحی کی صورت میں ہوتی ہے جو نبی ناطق ﷺ وضاحت کے ساتھ لوگوں کو بتاتے ہیں۔(مولانا صدرالدین صلاحی:ص،۶۴)

بطور ناطق آپ ﷺ کی بات چیت محض تفنن طبع کے لئے نہیں تھی جذباتی اور شعلہ بیان تقریر ہرگز نہیں کرتے تھے بلکہ ایک با مقصد گفتگو کرتے جس میں دعوت تبلیغ کا پہلو پیش نظر ہوتا اور دلائل سے سننے والے کو مائل کرتے اور ہمیشہ حق کہتے اور حق کے سوا کچھ نہ کہتے جس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء ہوتی وہی بولتے۔آپ ﷺ کا ذریعہ وحی ہی تھا اور آپ ﷺ اسی کی روشنی میں ہدایت فرماتے جس کا مقصد لوگوں کو نصحت کرنا ہوتا۔وہ باتیں ہوتی تھیں جن کا وقتاً فوقتاً وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو علم دیا گیا۔

اللہ سب جانتا ہے اور وہ گواہ ہے کہ میں ایک بے غرض انسان ہوں اور کوئی کام ذاتی مفاد کے لئے نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے وہ برتر اور حکیم ہے اور اسی کے اذن کے مطابق آپ ﷺ لوگون کو حکم صادر کیا کرتے تھے۔وہ باتیں جو قرآن میں ہیں اور جس کے الفاظ معنی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں وحی جلی کہلاتی ہیں اور ایسے ارشادات جو علم کی صورت آپ ﷺ پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتے ہیں وہ وحی خفی کے نام سے موسوم ہیں اور ایسی باتیں اور ارشادات جو آپ ﷺ دین کی خدمات کے لئے کرتے تھے بعض اوقات اس میں اپنے ساتھیوں سے بھی مشورہ کرلیا کرتے اور بعض اوقات اجتہاد بھی کرلیا کرتے تھے مگر جہاں رب کا حکم اس کے خلاف آگیا وہیں آپ ﷺ نے بھی سر تسلیم خم کردیا۔

آپ ﷺ کے اس قسم کے ارشادات میں آپ ﷺ کی اپنی کوئی مرضی یا منشاء نہ ہوتی تھی اور زبان مبارک سے کبھی ایسی کوئی بات نہ نکلی جو کہ حق ے خلاف ہو۔آپ ﷺ کی پوری زندگی، رہن سہن، ان معاملات،قول، افعال،اعمال سب کے سب خدائے بزرگ وبرتر کے مطابق تھے اور جو بھی نبی ناطق بولتے خدا کی تائید کے مطابق کہتے۔(ابوالاعلیٰ مودودی:تفہیم القرآن:۱۹۸۸،۲۱۲،۵۱۶،۵۱۷،۴۸۶،۴۸۷)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم مبارک (نبی) بھی ہے۔

لفظ نبی نباء الانباء معنی خبر یا خبریں سے مشتق ہے۔ (نبی) وہ ہے جو خبریں دیں۔ وہ خبریں جو وحی الٰہی کے ذریعے سے ملتی ہیں۔ یعنی نبی وہ شخص ہے جو اللہ کی وحی کردہ خبریں انسانوں تک پہنچائے۔ (گوہر ممتاز قاضی، (۱۹۸۹)، ص، ۹۵)

گویا نبی ایک ایسی ذات ہے جس پر بطریق وحی اللہ کی طرف سے شریعت نازل ہوتی ہے اور اس شریعت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے کوائف بیان ہوتے ہیں اور اس کا اتباع خود اس پر لازم ہوتا ہے۔ (نورالدین عبدالرحمٰن، (۱۹۸۳)، ص:۲۳)

نبی وہ ہے جو وحی الٰہی سے مشرف ہوتا ہے خواہ وہ تبلیغ پر مامور ہو یا نہ ہو۔ عبدالصمد رحمانی، (۱۹۸۷) ص:۶۷)

قرآن کی رو سے لفظ (نبی) کا مادہ (ن ب ی) ہے جس کے معنی بلند ہونا یعنی نبی اس بلند مقام پر فائز ہوتا ہے جہاں اسے خدا کی طرف سے وحی کا علم حاصل ہوتا ہے لہٰذا نبوت کے معنی ہیں خدا کی طرف سے وحی کا علم حاصل ہونا اور اسے دوسرے انسانوں تک پہنچانا۔ (محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)، ص:۶۸۷)

نبی کی ضرورت:

نبی کی ضرورت مندرجہ ذیل چار جہتوں سے سمجھی جا سکتی ہے۔

۱۔ انسان کی مقصد تخلیق سے آگاہی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے نائب یا خلیفہ کی حیثیت سے بھیجا ہے انبیاء علیہم السلام ہر زمانے میں انسان کو اس کے منصب نیابت کی ذمہ داری سے آگاہ کرتے رہے اور اشرف المخلوقات کے اوصاف کو اپنانے میں اس کی مدد معاونت کرتے رہے۔

۲۔ نسل انسانی کی جوابدہی کا تصور:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی قوتیں، ظاہری و باطنی بہت سی خوبیاں، ذہنی و قلبی اور روحانی طاقتیں عطا کیں اور اتنی بے شمار نعمتیں اس کو دیں۔ قاعدہ ہے کہ ہر با مقصد تخلیق کا سفر حیات کسی نہ کسی منطقی انجام تک ضرور پہنچتا ہے۔ اس لئے جس کسی پر خاص مقصد پورا کرنے کی ذمہ داری عائد کی جائے اس سے مناسب وقت پر جواب طلبی

Marfat.com

ضرور ہوگی اور جب حضرت انسان کی تخلیق با مقصد ہے زندگی بھی با مقصد ہے تو موت بھی با مقصد ہوگی اس لئے اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو اس کی ذمہ داریوں اور حقوق و فرائض سے آگاہ کرنے کے لئے نبی بھیجے۔

۳۔ انسانی علم کی کمی اور ضرورت نبی:

گو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس، عقل و وجدان طبعی علوم دیئے مگر حقائق ماورائی یعنی جو خدا کی ذات و صفات، انسانی تخلیق اور اس کا مقصد نیز موت اور مابعد الموت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے جاننے کے لئے ایک ہستی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ہستی نبی ہو سکتا ہے۔

۴۔ عمل انسان کی تکمیل اور ضرورت نبی:

انسان کی سب سے بڑی ضرورت تھی کہ کوئی اس کی رہنمائی کرے اس کے مقصد تخلیق کا علم دے۔ اسے احساس جواب دہی کو جلا دینے اور اس کے علم رسائی کے لئے جو ناقص ذرائع میں ان کی تکمیل کرے۔ یہ کائنات صرف امکانات و مشاہدات کی دنیا نہیں بلکہ یہ ایک عالم ارواح اور ماوراحقیقتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے ان تمام باتوں کا علم سوائے نبی کے اور کسی کو نہیں او وہ علم بھی انہیں اللہ کی حکمت و منشاء پر ملتا ہے عاقبت کی نجات کا انحصار عمل پر ہے اور نبی کا کام یہ ہے کہ اہل دنیا کی کردار سازی کر کے احکام الٰہی کے مطابق ان کی زندگیوں کو موڑ دیں تا کہ وہ اعمال صالح کی راہ متعین کر سکیں۔ (گوہر ممتاز قاضی، (۱۹۸۹) ص، ۶۸۔۸۲)

قرآن میں نبی کا ذکر:

سورۃ البقرہ میں یوں مذکور ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے انبیاء مبعوث فرمائے جو نیک کاموں پر جنت کی بشارت دینے والے اور برے کاموں پر جہنم کے عذاب سے ڈرانے والے تھے اور ان پر (حقائق حیات کھولنے والی) کتابیں نازل فرمائیں۔ (۲:۲۱۸)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب حکمت اور نبوت عطا کی تھی۔ (الانعام: ۶،۸۹)

کوئی امت ایسی نہیں جو اللہ کی طرف سے آنے والے انبیاء کے فیضان سے خالی رہی ہو قرآن پاک میں ہے۔

''اور کوئی امت نہیں مگر اس میں کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا ضرور گزر چکا ہے'' (فاطر: ۲۴)

اللہ تعالیٰ نے نبی کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا۔ اور ارشاد فرمایا! ''اور ہم نے جو پیغمبر بھی بھیجا، اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے حکم سے اس کی پیروی کی جائے۔ (النساء: ۴، ۶۴)

نبی کا منصب دعوت حق دینا ہے، سعادت و شقاوت کے اسرار و رموز کھول کھول کر بیان کرنا اور لوگوں تک پہنچانا ہے نہ صرف یہ بلکہ ان کو ایمان و عمل صالح کے نتائج کی خوش خبری سنائے اور کفر و فسق کے بدلے خسران وعید سے خبردار کرے اور خدا کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتا رہے۔

Marfat.com

منصب نبوت کی خصوصیات:

۱۔ نبی کا تعلق عالم غیب سے ہے وہ اللہ کے حکم سے غیب کی آوازیں سنتا ہے۔

۲۔ اللہ کے حکم سے غیب کی چیزیں دیکھتا ہو، غیب سے علم پاتا ہو۔ عالم ملکوت کی تائید ساتھ ہو۔

۳۔ اللہ نے اسے اس لئے چنا ہو کہ تمام عہدوں پر بلند منصب پر سرفراز ہونے کے قابل ہو۔

۴۔ ہر قسم کے گناہ سے پاک ہو۔

۵۔ خدا پر یقین کی دعوت دے فضائل واخلاق کی تعلیم دے اور روز الست کا بھولا عہد یاد کرائے۔

۶۔ اس دعوت کا مقصد دنیاوی شہرت، جاہ طلبی، دولت مندی نہ ہو بلکہ صرف خدا کے حکم کی بجا آوری اور خلق خدا کی ہدایت ہو۔ (شبلی نعمانی، جلد۴، ص:۶۰)

دوسرے انبیاء کرام کے علاوہ خاص محمد رسول اللہ ﷺ کے تعلق اور نسبت سے ایک نبی یا رسول کا جو منصب ہے اس سے چار باتیں نمایاں ہیں۔

۱۔ اشیائے غیب اور فلاح وسعادت پر اس کا علم خدا کی تعلیم سے کامل ہو۔

۲۔ وہ دوسروں کو ان امور کی تعلیم دیتا ہو۔

۳۔ اور ان کو اپنی تعلیم اور صحبت کے فیض سے حسب استعداد کامل بناتا ہو۔

۴۔ وہ اپنے علم کے مطابق اپنے عمل میں کامل اور راست باز ہو۔ (گوہر ممتاز قاضی، (۱۹۸۹)، ص، ۸۶)

نبی ﷺ کی عظمت وشان:

اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کو ان کے نام سے مخاطب کیا مگر اپنے حبیب کو جب بھی خطاب فرمایا تو اسم د صفی سے مخاطب کیا۔ اس سے مقصود حضور ﷺ کی عظمت شان اور جلالت قدر کا اظہار ہے۔ سورۃ احزاب میں آپ ﷺ کو یا ایھا النبی کے پر جلال کلمات سے مخاطب کیا گیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے یوں اہمیت وعظمت دی۔

"(ارشاد ہوا) النبی (سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ) کی ذات اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی ذات پر اولیٰ ہے۔ (الاحزاب:۳۳:۵)

حضور ﷺ کی مومنین پر مقدم قرار دینے کا مطلب ہے کہ مومنوں کی خیر خواہی، اصلاح فلاح اور لطف وکرم کے حوالے سے آنحضرت ﷺ ہی سب سے زیادہ مہربانی اور شفیق ہیں اور جس قدر آپ ﷺ کو مومنین کی عزت، آسودگی، خوشحالی، اخلاقی وروحانی برتری کا خیال تھا اتنا خود کا خیال بھی نہ تھا۔

نبی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

(لوگو! یہ پیغمبر ﷺ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان علوم سے تمہیں آگاہ کرتے ہیں جن سے تم آگاہ نہ تھے۔ (البقرہ:۱۵۱)

Marfat.com

گویا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیثیت تمام دنیا کے استاد و معلم کی ہے کہ جو یاں کتاب کا لفظ ہے اس میں اللہ کی طرف سے نازل شدہ تمام شرائع شامل ہیں اور ''حکمت'' کا لفظ ان تمام علوم کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو انسان کے مفید و کارآمد ہو سکتے ہیں پھر یہ حقیقت واضح کی گئی کہ نبی ﷺ کا ''مقری'' خود اللہ تعالیٰ ہے جس نے آپ ﷺ کو اپنے تمام احکام با قاعدہ پڑھائے اور آپ کے قلب و ذہن میں پوری طرح محفوظ رہے۔ ''ہم آپ کو پڑھائیں گے، پھر آپ بھولیں گے نہیں۔'' (الاعلیٰ:٦)

ایک اور سورۃ میں نبی ﷺ کے مرتبے کا واضح الفاظ میں اظہار کیا گیا ہے۔

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو'' (الاحزاب:٥٦)

سبحان اللہ نبی ﷺ کی عظمت کہ خود حریم قدس اور تمام ملائکہ کی طرف سے آپ ﷺ کو درود و سلام بھیجے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ تم بھی اس کو اپنا شعار بنالو۔

تمام انبیاء کی نبوت ان کی اپنی اپنی قوم کے لئے تھی اپنے اپنے زمانے کے لئے نبی اکرم ﷺ کی فضیلت و عظمت یہ ہے کہ ان کی نبوت تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ہے۔

''اے پیغمبر! تم لوگوں میں اعلان کردو کہ اے افراد نسل انسانی میں تم سب کی طرف خدا کا پیغام بن کر آئے ہو۔'' (الاعراف:١٥٨)

''اے پیغمبر! ہم نے آپ کو تمام نوع انسان کی طرف سچائی کی خوش خبری سنانے اور برائی کی قباحتوں سے ڈرانے کے لئے بھیجا۔'' (سباء:٢٧)

پھر فرمایا اے پیغمبر! ہم نے تجھے صرف اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کے لئے رحمت کا ظہور ہو۔ (انبیاء:١٠٧)

''اے پیغمبر ہم نے تمہیں لوگوں کے پاس اپنا پیام بر مقرر کر کے بھیجا ہے'' تمہارے اس بلند منصب کے لئے اللہ کی گواہی بس کافی ہے۔'' (نساء٧٩)

اللہ تعالیٰ نے نبی کے سچے ہونے کیلئے خود فرمایا! ''وہ ذات اقدس جو سچائی لیکر دنیا میں تشریف لائے۔'' (الزمر:٣٣)

اللہ تبارک تعالیٰ نے نبی ﷺ کا ذکر تمام روئے زمین پر بلند کیا اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ فرمایا! ''اور اے پیغمبر! ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ الم نشرح جب معرکہ حق و باطل ہوتا دشمن جنگ کی آگ بھڑکاتے تو اللہ اپنے حبیب کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیتے کہ جنگ کے شعلے سرد ہو جاتے۔

فرمایا گیا! ''وہ جب بھی لڑائی کی آگ سلگا دیتے، اللہ اسے بجھا دیتا'' (المائدہ:٦٤)

Marfat.com

نبی اکرم کی نرم مزاجی کے بارے میں خدا نے فرمایا! ''اے پیغمبر یہ اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے اس قدر نرم مزاج ہو۔ اگر تم سخت مزاج سنگ دل ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔(آل عمران:۱۵۹)

اس سے بڑی عظمت اور کیا ہے کہ نبی ﷺ پر کتاب عطاء فرمائی گئی وہ کتاب جو راہنمائے انسانیت ہے جو ازل سے ابد تک قائم ودائم رہے گی فرمایا گیا۔

''تمام ستائش اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر''الکتاب''اتاری اور اس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ (الکہف:۱)

یعنی صاف اور سیدھی باتیں اس میں بیان کی گئی ہیں جو ہر قسم کے پیچ وخم سے پاک ہیں۔ محمد علی چراغ نے شرح اسماء الحسنی میں قرآن پاک کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ قرآ پاک میں متعدد دفعہ آپ ﷺ کو نبی کہہ کر پکارا گیا مثلاً''اے نبی تمہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اطاعت شعار مومنین کا تعاون کافی ہے''(۶۴:۸)

اے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں بیس صابر نظم وضبط والے مجاہد ہوں تک وہ دوسو کافروں پر بھاری ہونگے اگر تمہارے صابر مجاہد ایک سو ہوں گے تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے۔ (۶۵:۸)

پھر فرمایا! ''اے نبی (مکرم) کافروں اور منافقوں کے خلاف علم جہاد وکارزار بلند کیجئے اور یہ جہاد تند اور درشت ہو''(۷۳:۹)

سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے بہت دفعہ آپ ﷺ کو نبی کہہ کر پکارا۔

''اے نبی مکرم! تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ ہدایت کی طرف دعوت دینے والا ہے۔(۶۴:۳۳)

اسی سورت میں ایک اور انداز میں خطاب کیا!

''اے نبی اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں کو کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر سے اپنی چادروں کا کچھ حصہ نیچے لٹکا لیا کریں۔(۵۹:۳۳)

سورۃ احزاب میں ہی ازواج مطہرات کو''اے نبی کی بیویو! کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔(۳۲:۳۳، ۳۳:۳۴)اور کئی مقامات پر آپ ﷺ کو خاتم النبین اور رسول النبی بھی کہہ کر پکارا یا ہے۔(محمد علی چراغ،(۲۰۰۵)ص:۶۹۲،۶۹۳)

غرضیکہ آپ ﷺ اللہ کے برگزیدنبی تھے اور اس نبی مقدس ﷺ نے خدا تعالیٰ کے احکامات من وعن انسانوں تک پہنچادیے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

واعظ ﷺ

واعظ نصیحت کرنیوالا ہوتا ہے۔ وعظ کی جمع واعظین ہے۔ واعظ سے اسم فاعل واحد مذکر ہے۔ واعظ مخاطب کو انجام بد سے ڈرایا ہے اور یہ ایک ایسی نصیحت ہے جو دلوں پر اثر کرتی ہے اور انسان بے ساختہ اس کو قبول کرنے پر راغب نظر آتا ہے۔ دوسری طرف وعظ کے معنی روکنے کے بھی ہیں یعنی برے کاموں کا انجام بتا کر روکنا اور اچھی باتوں کے انجام کو یاد دلا کر قلب میں رقعت پیدا کرنا اور عبرت حاصل کرنا بھی ہوتا ہے۔ (محمد علی چراغ: ''۲۰۰۵'' ص: ۲۱۳ ۷)

ہر نبی اور رسول اپنی قوم سے واعظ فرماتے رہے ہیں انہیں برے کاموں سے روکنے اور اچھے کاموں کی طرف مائل فرماتے اور نصیحت فرماتے اور اپنی قوم کے بھائی بندوں کو اللہ کا پیغام پہنچا کر ان کی خیر خواہی کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو بھی واعظ کا حکم دیا ہے۔ اور خود قرآن پاک بھی موعظت کے لئے اتارا گیا ہے۔

بحیثیت واعظ قرآن پاک میں ارشاد ہے اے بنی نوع انسان تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے موعظت کاملہ آچکی ہے۔ اس میں گنہگاروں کے لئے شفاء کلی ہے۔ جو تمہارے دلوں میں گھر کر گئے ہیں اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا خزانہ ہے۔ (یونس: ۱۰: ۵۷)

آپ ﷺ کو تائید کی گئی اگرچہ منافقین اعتراض بھی کریں مگر موعظت کرتے رہو ارشاد ہے ''اے رسول یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا کو علم ہے کہ ان کے دلوں میں کیا ہے'' مگر ان کی باتوں کو اہمیت نہ دیجئے۔ انہیں اس انداز سے نصیحت کرتے رہیے کہ ان کے دلوں میں گھر کر جائیں۔ (النساء: ۴: ۶۳)

''اے نبیؐ! انہیں کہو (انہیں وعظ کر کے سمجھاؤ) کہ میں تمہیں ایک ایسی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دو دو مل کر یا فرداً فرداً غور فکر کرو کہ تمہارا ساتھی کوئی جنونی نہیں بلکہ وہ تمہاری خیر خواہی کے لئے تمہیں عذاب شدید سے وقت سے پہلے متنبہ کرنے والا ہے۔ (۳۴: ۴۶)

قرآن مجید نے مواعظت کو پرہیز گاروں کے لئے نصیحت اور خلاف ورزی کرنیوالوں کے لئے عبرت کہا ہے۔ (۲: ۶۶)

یقیناً اہل بصیرت اور سوچ وفہم رکھنے والے ہی مواعظ سے اثر قبول کرتے ہیں ارشاد ہے!

''کہہ دیجئے کیا معرفت الٰہی کو جاننے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟ نصیحت وموعظت کو بے شک

Marfat.com

صرف اہل بصیرت کا مقبول سرمایہ ہے۔ (۹:۳۹)

پھر فرمایا! ''اہل عقل ہی کے لئے ہر طرح کی عبرت کا سامان ہوتا ہے۔'' (۳: ۱۳)

''اے رسول کہہ دیجئے کہ یہ میری راہ عمل ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے میں اور میرے پیروکار تم سب کو اللہ کے دین کی طرف پوری کائناتی بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔ (۱۲:۱۰۸)

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو واعظ اس طرح کہنے کے لئے فرمایا کہ وہ بلیغ انداز میں ہو۔ لوگوں کے دلوں میں اثر کر جائے۔

واعظ کی خصوصیات

امام راغب کے حوالے سے محمد علی چراغ نے واعظ کی تین خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔

یعنی کلام لغت کے اعتبار سے درست ہو معنی کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو اور فی نفسہ بات پہنچی ہو اور یہ بھی کہ کہنے والا جو بات کہے اور جس سے بات کہی جائے وہ بلیغ ہو اور اسے سننے والا قبول کرے۔ محمد علی چراغ: (۲۰۰۵) ص: ۱۵۷

واعظ کی یہ خصوصیات نبی کریم کے واعظوں میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ اگر ان کا ہر قول فصیح اور بلیغ نہ ہوتا تو عرب آپ ﷺ کے شیدائی نہ ہوتے آپ کی ہر حدیث میں صداقت قرآن کی تین علامت موجود ہے۔ (خطبات نبوی)

حضور ﷺ کا طریقہ واعظ:

حدیث ابن مسعود میں آتا ہے۔ کہ حضور نبی پاک ﷺ ہم کو واعظ فرمانے کے لئے وقت اور موقع کی رعایت فرماتے تھے آپ اس کو برا سمجھتے تھے کہ ہم اکتا جائیں اس سے معلوم ہوا کہ واعظ وتعلیم میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دلوں میں ملال نہ پیدا ہو اور نشاط برقرار رہے۔ حدیث ہے۔ ''آسانی پیدا کرو مشکل نہ پیدا کرو''

اسی طرح ابن عباسؓ کا ارشاد ہے! ''یہ قرآن لوگوں کو تھکا تا نہیں۔''

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے ابو مسعودؓ انصاری سے کہا کہ ایک شخص (حزمؓ بن ابی کعب) نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو (جماعت سے) نماز پڑھنا مشکل ہو گیا ہے، فلاں صاحب (معاذ بن جبلؓ) نماز (بہت) لمبی پڑھتے ہیں ابو مسعودؓ نے کہا میں نے انحضرت ﷺ کو کبھی واعظ میں اس دن سے زیادہ غصہ میں نہیں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں تم نفرت دلانے لگے، دیکھو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں کوئی بیمار ہوتا ہے کوئی ناتواں کوئی کام والا۔

واعظ کے دوران کئی دفعہ آپ ﷺ سے کوئی ایسی باتیں پوچھتا جو غصے کا باعث بنتی آپ ﷺ غصہ فرماتے

Marfat.com

مگر یہ غصہ حظِ نفس سے خالی ہوتا حدیث ہے کہ:۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا'' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا انہوں نے برید سے انہوں نے ابو بردہؓ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہا لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے ایسی باتیں پوچھیں کہ آپ ﷺ کو برا معلوم ہوا جب بہت پوچھا پاچھی کی تو آپؐ کو غصہ آ گیا۔آپ نے لوگوں سے فرمایا (اچھا یونہی سہی) اب جو چاہو پوچھتے جاؤ۔ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) نے کہا میرا باپ کون ہے۔آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔پھر دوسرا کھڑا ہوا۔(سعید بن سالم) کہنے لگا یارسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم ہے۔شیبہ کا غلام جب حضرت عمر نے آپ کے چہرۂ مبارک کے غصہ کو دیکھا تو کہنے لگے۔یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔(صحیح البخاری:ص۱۵۴(۱۹۷۵)

نبی کریم ﷺ بطور واعظ

آپ ﷺ بطور واعظ اپنے مواعظ میں خیر و فلاح اور یاد دہانی کا اسلوب اختیار کیا اور آپ ﷺ کی موعظت برائے دعوت الی اللہ،اسلام کی دعوت دی اور اس انداز سے دی کہ جس میں دل نشینی،خلوص کی چاشنی اور سنت کی صداقت،دلائل و براہین کی پختگی تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو قرآن کی روشنی میں ہدایت دی برے کاموں کے انجام سے ڈرایا۔اچھے کاموں کی تلقین کی

آپ ﷺ کے واعظ

لوگوں کے ایک بیٹھے ہوئے مجمع کے پاس سے حضور ﷺ گزرے تو کھڑے ہو کر آپ نے انہیں یہ وعظ سنایا۔فرمایا میں تمہیں تمہارے بھلے بروں کو بتلا دوں؟ لوگ خاموش رہے آپ ﷺ نے پھر پوچھا،پھر پوچھا تیسری مرتبہ ایک صاحب نے کہا کہ ہاں حضورؐ ہمیں ہمارے بھلوں بروں کی خبر دیجئے۔آپ نے فرمایا سنو!

تم میں سب سے بھلا وہ ہے جس سے ہر ایک کو بھلائی کی امید ہو اور کسی کو برائی کا کھٹکا نہ ہو اور تم میں سب سے بد وہ ہے جس سے کسی کو بھلائی کی امید نہ ہو۔ہاں برائی اور بدی کا کھٹکا لگا رہتا ہو۔

''حضورؐ نے ہم سب صحابہؓ کو مخاطب فرما کر ایک مرتبہ فرمایا میں تمہارے نیک اور بد سرداروں اور اماموں کو تمہیں بتلا دوں؟ سنو! تمہارے نیک سردار و امام تو وہ ہیں جن سے تم محبت رکھو اور وہ تم سے محبت رکھیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو اور وہ تمہارے لئے دعا کریں۔اور تمہارے بدتر سردار و امام وہ جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے دشمنی کریں۔تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم کو ملعون کہیں۔

''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں وہ بندہ بہت برا ہے جو اپنے تئیں دوسروں سے بہتر سمجھنے لگے اور اکڑفوں غرور و تکبر کرنے لگے اور سب سے زیادہ متکبر اور سب سے اونچے اور بلند خدا کو بھول جائے وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو سرکشی اور ظلم و زیادتی کرنے اور بلند و بالا اونچے خدا کو جو سب کو نیچا کرنے والا اور سب پر غلبہ رکھنے

Marfat.com

والا ہے بھول جائے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جو بھول جائے کھیل کود میں لگ جائے اور اپنی قبر کو اور اپنے سڑنے گلنے کو بھلا بیٹھے۔ وہ بندہ بھی بدترین بندہ ہے جو فساد اور طغیانی کرے اور اپنی ابتداء انتہا کو بھول بیٹھے۔ وہ بندہ بھی حقیقتاً برا بندہ ہے جو اپنے دین کو شک شبہ میں فنا کردے وہ بندہ بھی واقعی گندہ ہے جو طمع وحرص کے ہاتھوں بک جائے۔ وہ بندہ بھی ایک ہی گندہ ہے جسے اس کے نفس کی خواہشیں گمراہ کرتی پھریں اور وہ بندہ بھی دراصل بدترین بندہ ہے جو دوسروں کے سامنے ذلیل ہوتا پھرے، محض اس خیال سے کہ شاید کچھ نفع پہنچ جائے۔''

ہمارا مجمع تھا، حضورؐ نے ہمیں آیت پڑھکر بنائی، یعنی قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بتائے گی۔ یہ پڑھ کر آپ نے ہم سب سے دریافت فرمایا کہ جانتے ہو اس کا مطلب کیا ہے؟ ہم نے جواب دیا اللہ اور رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس جس مرد وعورت نے پشت زمین پر جو جو اعمال کئے ہیں۔ زمین وہ سب بتا دے گی صاف کہے گی کہ اس نے فلاں دن فلاں عمل کیا اور فلاں دن فلاں یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ بروز قیامت وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔ آہ: یہی وقت ہوگا جب کہ تمام پوشیدگیاں کھل پڑیں گی بھید ظاہر ہو جائیں گے ذرے ذرے کے برابر نیکی بدی سامنے ہوگی۔

حضرت عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے نجد کی طرف ایک جماعت کو بھیجا جو بہت کچھ مال غنیمت لے کر بہت جلد واپس لوٹنے والی اور اس سے زیادہ مال غنیمت حاصل کرنے والی دیکھی ہی نہیں۔ تب حضور نے ہم سب سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

''کیا میں تمہیں اس سے بھی جلد لوٹنے والی اور اس سے بھی زیادہ نفع لے کر آنے والی جماعت بتلاؤں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز ادا کر کے بیٹھے رہیں اور ذکر اللہ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ سورج نکل آئے یہ سب سے کم وقت کام کرنے والے اور سب سے بڑی اجرت پانے والے ہیں۔ (خطبات محمدی، ص، ۴۵۴۔۴۵۷)

آپ ﷺ کے مواعظ نہ صرف دلنشیں، پرخلوص، دلائل اور براہین سے بھرپور فصیح و بلیغ متین، مسحور، اور اسلوب وخطابت کے عروج پر تھے۔ بلکہ تبلیغ وموعظت اور کلام و بیان کے جواہر بھی کھلتے جاتے تھے۔'' محمد علی چراغ، (۲۰۰۵)۔ص،۷۱۹، ۷۲۰

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ولیٔ صلی اللہ علیہ وسلم

ولی کا مطلب ہے دوست، رفیق، مددگار، مہربان، مفہوم کے اعتبار سے ولی اسے کہتے ہیں جس کے کہنے پر آدمی چلے جس کی ہدایات پر عمل کرے اور جس کے مقرر کیے ہوئے طریقوں، رسموں اور قوانین وضوابط کی پیروی کرے۔

جس کی رہنمائی پر آدمی اعتماد کرے اور یہ سمجھے کہ وہ اسے صحیح راستہ بتانے والا اور غلطی سے بچانے والا ہے اور جس کے متعلق آدمی یہ کہے کہ میں دنیا میں خواہ کچھ بھی کرتا رہوں، وہ مجھے اس کے برے نتائج سے اور اگر خدا ہے اور آخرت بھی ہونے والی ہے تو اس کے عذاب سے بچالے گا جس کے متعلق آدمی یہ سمجھے کہ وہ دنیا میں فوق الفطرت طریقے سے اس کی مدد کرتا ہے۔ مصائب و آلام سے اس کی مدد کرتا ہے، اسے روزی مہیا کرتا ہے اولاد دیتا ہے تمنائیں پوری کرتا ہے، حاجتیں برلاتا ہے۔ تو اللہ ہی ان پر نگران ہے وہی سارے اعمال وافعال دیکھ رہا ہے۔ وہی کائنات کے ہر فرد کا نامہ اعمال تیار کر رہا ہے۔ وہی سب کا مددگار اور رفیق ہے، وہی مہربان اور دوست ہے۔ وہی صاف اور بے غرض رہنما ہے۔ دنیا میں حقیقی خلافت اور آخرت میں جنت اس کی کوئی معمولی رحمت نہیں یہ سب رحمت اللہ اسی کو نصیب فرماتا ہے جو اللہ کے حضور بندگی پیش کرے اور اس ہی کو اپنا ولی بنائے تاکہ اس کی رحمت میں داخل ہو سکے۔ انسان کا حقیقی ولی وہی ہو سکتا ہے جو موت کو حیات میں بدل سکتا ہے۔ جو بے جان مادوں میں جان ڈال کر جیتا جاگتا انسان پیدا کر سکتا ہے اور جو حق ولایت ادا کرنے کا اختیار وقدرت بھی رکھتا ہے اور یہ سب صفات حقیقی والی اللہ تعالیٰ کی ہیں اور وہی مالک ولی اور حاکم ہے اسی لئے اس کا ہی حق ہے کہ وہ انسان کے لئے قانونی اور ضابطہ بنائے اور اسی کی ذمہ داری ہے کہ انسانوں کو یہ قانونی ضابطہ پہنچائے اور اس ہدایت اس ضابطہ اس قانون کو اللہ تعالیٰ نے براہ راستہ انسان تک نہیں پہنچایا بلکہ وقتاً فوقتاً جب اللہ نے چاہا مناسب سمجھا ایک شخص کو اپنا رسول مقرر کر کے یہ تشریح اس کے حوالے کی ہے۔ اب اللہ کے ولی اور حاکم ماننے کے ساتھ ساتھ ان کی رسالت پر بھی انسان کو ماننا جن کے ذریعے یہ تشریح بھیجی گئی اور اس ولی کو تسلیم کرنا حق ہے جس میں یہ تشریح بیان کی گئی ایمان کا جز ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن: ۱۹۸۸، ص، ۴۸۰۔ ۴۸۷)

قرآن کریم کی رو سے حقیقی ولی اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باہمی تعلق بھی ایک حقیقت ہے اس طرح جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی کرنے اور ان کے تشریحی حکام کو نافذ کرنے میں

Marfat.com

مددگار ثابت ہیں۔

ولی کا لفظ اللہ نے اپنے لئے اور اپنے نبی ﷺ کے لئے بھی استعمال کیا ہے اور اہل ایمان کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ کیونکہ یہی تو وہ مبارک ہستیاں ہیں جو اللہ کے قائم کردہ قوانین کو رائج کرتے ہیں۔

فرمایا گیا!

کہ تمہارے رفیق و مددگار تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان ہیں۔ (المائدہ: ۵۵)

اسی آیت کے آگے فرمایا گیا!

''جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا ولی یا مددگار بنائے گا تو بس اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔ (المائدہ: ۵۶)

جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنا ولی اور دوست بنالیا جائے تو انسان اکیلا نہیں رہتا، اللہ کی ذات خود اسے اپنی جماعت میں شامل کر لیتی ہے اور وہ ایک ایسی جماعت ہے جو کہ غالب رہنے والی ہے۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸ء، ص: ۱۱۱، ۱۱۲)

ولی بمعنی فاعل اور مفعول دونوں طرح استعمال ہوتا ہے جس کی جمع اولیاء ہے۔ قرآن پاک میں اولیاء اللہ کے لئے فرمایا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کا ولی صرف اللہ ہی ہوتا ہے اس لئے وہ نڈر اور بے خوف ہوتے ہیں ان کی دنیا اور آخرت دونوں میں فلاح ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ولی صرف اعمال کی بنیاد پر ہوتا ہے ان کی نیکی کی وجہ سے ہوتا ہے اسی لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مددگار اور معتمد بناؤ کیونکہ نبی پاک ﷺ عقائد و اعمال، عبادت و ریاضت، سیرت و کردار، اخلاق اور اطوار کے لحاظ سے سب سے جامع ہیں جن کی پوری زندگی خصوع و خشوع کے ساتھ حقیقی ولی کی عبادت میں گزری۔

مسلمانوں کی نجات کا واحد راستہ صرف نظام خداوندی ہے جو رسول ﷺ نے نافذ کیا۔ ولی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ایمان افروز ہوتا ہے اور نبی پاک ﷺ سب سے پہلے خود ایمان لائے۔ ولی نڈر اور بے خوف ہوتا ہے دنیا کے مصائب اور پریشانیوں پر صبر کرتا ہے، دنیا کی عیش و عشرت لہو لعب میں نہیں پڑتا۔ ولی استقامت کی حد سے گزر جاتا ہے، ولی کی زندگی خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر بسر ہوتی ہے۔ ولی اسلام کی شمعوں کو فروزاں کرنے کے لئے ہر تکلیف برداشت کرتا ہے ولی ہر دکھ جھیل لیتا ہے، ولی کبھی ذاتی خودغرضی اور شخصی نفع و نقصان کو بروئے کار نہیں لاتا، ولی کسی دائمی یا موروثی نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ولی تزکیہ نفس اور روح کی بلندی اور پاکی کی تعلیم دیتا ہے اخلاق اور محبت الٰہی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یہ سب اوصاف ولی ہمارے نبی ﷺ میں موجود تھے۔ حقیقی ولی تو خدا کی ذات اقدس ہے مگر اس حقیقی ولی کے قانون کو نافذ کرنے والا دوست و مددگار نبی ﷺ ہے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵ء، ص: ۷۲۳، ۷۲۶)

Marfat.com

قرآن پاک میں ہے۔ ''یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول ایک بہترین نمونہ ہیں۔ احزاب (۲۱:۳۳)
اسی لئے ہمیں حقیقی ولی اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ ولی کی تعلیمات کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے تاکہ دنیا کے راستے آسان ہوں اور دائمی اور ابدی زندگی میں فلاح ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ھادٍ ﷺ

لفظ ''ھادٍ'' کا مطلب ہے ہدایت دینے والا، ہدایت کی راہ پر لگانے والا آپ سے بڑھ کر اور کوئی ہستی ہدایت دینے والی اور ہدایت کی جانب گامزن کرنے والی نہیں۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)،ص: ۲۷)

تاریخ گواہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے جزیرہ نما عرب میں معاشرتی برائیاں اپنے عروج پر تھیں کوئی گوشہ امن و بھلائی کا عکاس نہ تھا نفرتیں اور دشمنیاں ایک دوسرے کا منتہائے مقصود تھیں اس تباہ حال معاشرہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ''ھادی'' بھیجا وہ ہادی ہمارے رسول ﷺ تھے جنہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے ہدایت نامے کی تعلیم فرمائی اور پھر تاریخ شاہد ہے کہ آپ کی مساعی اور عمل سے 23 سال کی مختصر سی مدت میں ایک گمراہ کن معاشرہ تمام معاشی و معاشرتی برائیوں سے کلی طور پر پاک ہو گیا۔

حضور ﷺ سراپا ہدایت ہیں آپ ﷺ دنیا کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سورج ہیں، سکون قلبی اور اطمینان ذہنی کا چاند ہیں۔ بھٹکے ہوؤں کے لئے روشنی کا مینار ہیں گم کردہ مسافروں کے لئے بانگ درا ہیں، آفت زدوں کے لئے امن کا شہر ہیں، زخمی انسانیت کے لئے مرہم شفا ہیں، تباہ حال لوگوں کے لئے سہارے کا باعث ہیں، کچلی ہوئی پس ماندہ مخلوق کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔

خدا نے کتاب ہدایت کے ساتھ ہادی رسول ﷺ بھی عطا کیا جس نے مجسم قرآن بن کر کتاب اللہ کی عملی تشریح و توضیح کی۔ (سید اسعد گیلانی: (۱۹۸۱) ص: ۱۰۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے! ''وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اس کی پوری جنس دین پر غالب کر دے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔ (الفتح: ۲۸)

اے نبی! ''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ تم اللہ کے مطیع بنو اور رسول ﷺ کے تابع فرمان بن کے رہو اس واضح اعلان کے باوجود اگر تم نے روگردانی کی تو یہ سمجھو کہ اس رسول پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے وہ اسی کا ذمہ دار ہے اور تم پر جس فرض کا بار ڈالا گیا ہے تم اس کے ذمہ دار ہو پس اگر تم اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پا جاؤ گے ورنہ رسول کی ذمہ داری احکام الٰہی صاف صاف پہنچا دینا ہے'' (نور: ۵۴)

اے نبی! ہم نے تم کو دین کے معاملے میں صاف راہ پر قائم کیا ہے۔ لہٰذا تم اس پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔ اللہ کے مقابلے میں وہ تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتے ظالم لوگ ایک دوسرے

Marfat.com

کے ساتھی ہیں اور متقیوں کا ساتھی اللہ ہے بصیرت کی روشنیاں ہیں سب لوگوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے ہے جو یقین رکھتے ہیں۔ (الجاثیہ: ۱۸، ۲۰)

اے رسول! کہہ دیجئے کہ تیرے قلب پر جو قرآن اتارا ہے جو ان تنزیلات ربانی کا مصدق ہے، جو انبیاء رسل پر نازل ہوئیں اور مومنین کے لیے سرمایہ ہدایت و بشارت ہے۔ (۲: ۹۷)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے سلسلے میں بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ماننے والوں کے ساتھ نہ ماننے والے انسانوں سے بھی واسطہ پڑا اور ہدایت کا اثر تو صرف وہی لوگ لیتے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے! ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم صرف انہی لوگوں کو تنبیہ کر سکتے ہو جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں جو شخص بھی پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔ اس کا اپنا ہی بھلا ہوتا ہے اللہ جسے چاہتا سنوارتا ہے۔ (فاطر: ۱۸، ۲۳)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کا چراغ بنا کر بھیجا گیا جس کی توضیح قرآن نے یوں کی ہے ''اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر، بشارت دے ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے اور کفار و منافقین سے ہرگز نہ دبو اور ان کی کوئی پروانہ کرو ان کی اذیت رسانی کی اور اللہ پر بھروسہ کرو اللہ ہی اس قابل ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کرے'' (الاحزاب: ۴۵۔۴۸)

کفار کے بارے میں فرمایا گیا! کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے خود گھیر لیا ہے نہیں بلکہ یہ تیرے اللہ کی طرف سے حق ہے تاکہ تو تنبیہ کرے اپنی قوم کو کہ جس کے پاس تجھ سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت پا جائیں'' (السجدہ: ۳)

ہر قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک نبی مبعوث کیا تاکہ اس کے افراد گمراہی سے نکل کر ہدایت یافتہ بن جائیں اور ایسا راستہ اختیار کریں جو بھلائی کی طرف جاتا ہو اور اس کے لئے مختلف نبیوں پر مختلف کتابیں اتاریں جن کی تعلیمات سے فلاح انسان مقصود تھا۔ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے قرآن جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اتارا تاکہ انسان تذلیل سے نکل کر عظمت و بلندی سے سرفراز ہوں اور انسانیت کی معراج کو پالیں۔ گویا نبی کا کام اللہ کے کام اور پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچا دینا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے بندوں تک پہنچانے کے لیے جو ہدایت اور حکمت کی باتیں دی گئیں وہ بڑی جامع تھیں فرمایا گیا، (۱) ان سب کو تو اپنے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا، ورنہ ملامت زدہ اور بے یار و مددگار بیٹھا رہ جائے گا۔ (۲) تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو۔ بلکہ ان کے ساتھ احترام کے ساتھ

Marfat.com

بات کرو اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں سے درگزر کرنے والا ہے۔ جو اپنے قصور پر متنبہ ہو کر بندگی کی طرف پلٹ آئیں۔ رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین کو اس حق دو۔ فضول خرچ نہ کرو، فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اگر ان سے تمہیں کترانا ہو تو اس بنا پر بھی کہ ابھی تم اللہ کی رحمت کو تلاش کر رہے ہو تو انہیں نرم جواب دیدو۔ نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ کر رکھو اور نہ اسے بالکل کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔ تیرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دینگے اور اور تمہیں بھی، درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔ زنا کے قریب نہ بھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔ قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو، جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو، اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق عطا کیا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے اس کی مدد کیجائے گی۔ مال یتیم کے پاس نہ بھٹکو مگر احسن طریقے سے، یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائے۔ عہد کی پابندی کرو، بیشک عہد کے بارے میں تمہیں جوابدہی کرنی ہوگی۔ اگر پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو، اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو، یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی بہتر ہے۔ کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ بھاگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔ زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ ان امور میں سے ہر ایک کا برا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہیں'' (بنی اسرائیل: ۲۳ تا ۳۸)

رسول پاک ﷺ نے اپنی زندگی کا ہر ہر لحہ اللہ کا پیغام پہنچانے اور لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلانے میں صرف کیا اور خود عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ آپ ﷺ نے ہر وقت ہر مقام، ہر مجلس اور ہر جگہ ہدایت کا درس دیا اور انسانوں کو خدا کی بندگی کی طرف بلاتے رہے بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی مخاطب کیا اور فرمایا! ''اے فاطمہ بنت محمد ﷺ اور اے صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے بنو عبدالمطلب مجھے اللہ یک طرف سے تمہیں فائدہ پہنچانے کے سوا کوئی اختیار نہیں ہے۔ تم میرے مال میں سے جتنا چاہو مجھ سے مانگ لو۔ خدا کی قسم جو چیز میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں کوئی نہیں جو اپنی قوم کے پاس اس چیز سے بہتر شے لایا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس کی طرف دعوت دوں۔ تم میں سے کون ہے جو میرے اس کام میں میرے ہاتھ مضبوط کرے اور اس کے نتیجے میں میرا بھائی بن جائے۔ کبھی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نصیحتیں فرمائیں چنانچہ ایک بار حضرت معاذ بن جبل کو دس باتوں کی نصیحت فرمائی! ظاہر ہے کہ مسلمان ان نصیحتوں کا مخاطب ہے:۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا!

☆ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو چاہے تمہیں قتل ہی کر دیا جائے۔

☆ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کر نکل جاؤ۔

☆ کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑی اس کے لئے اللہ کا ذمہ اور عہد نہیں رہا۔

☆ شراب ہرگز نہ پیو کیونکہ شراب سارے فواحش کی جڑ ہے۔

☆ ہر گناہ سے بچو، گناہ سے اللہ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔

☆ جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو چاہے کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں۔

☆ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے وبا کے ڈر سے نہ بھاگو۔

☆ ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے روایت کی ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست ﷺ نے سات باتوں کا خاص طور پر حکم دیا تھا۔

☆ مساکین سے محبت رکھنے اور ان کے قریب رہنے کا۔

☆ دین میں اپنے سے اوپر اور دنیا میں اپنے سے نیچے کی طرف دیکھنے کا۔

☆ اہل قرابت سے صلہ رحمی کرنے کا۔

☆ خدا کے سوا کسی سے کوئی چیز نہ مانگنے کا۔

☆ موقع پر ہمیشہ حق بات کہنے کا، اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرنے کا کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھنے کا

سورۃ مدثر کے پہلے رکوع کی رو سے حضور ﷺ کی نبوت اور رسالت کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ لوگوں کو مندرجہ ذیل چیزیں سکھائیں۔

☆ نافرمان لوگوں کو ان کے انجام سے ڈرانا۔

☆ اللہ کی ربوبیت اور کبریائی اور عظمت وجلال بیان کرنا۔

☆ لوگوں کو اعتقاد واعمال کی نجاستوں اور ظاہری اور باطنی اخلاقی گندگیوں سے پاک کرنا۔

☆ پاکیزگی صفائی اور پاکدامنی سکھانا۔

☆ دینی تعلیمات لوگوں تک پہنچانا۔

Marfat.com

☆ راہ حق میں جو مصائب بھی آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا۔

(سید اسعد گیلانی: (۱۹۸۱) ص: ۱۲۲،۱۲۴)

حضور ﷺ کی تعلیمات ہدایت زندگی کے سارے شعبوں سے تعلق رکھتی تھیں انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی سے، معاشرتی زندگی سے، معاشی زندگی سے، تہذیبی زندگی سے، سیاسی زندگی سے غرض کہ آپ ﷺ نے چار دانگ عالم میں ربانی ہدایت کی شمعیں جلائیں اور ایک ایسی سمت مقرر کی جو اللہ کی رضا اور فرماں برداری کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو اختیار کر کے انسان صرف اپنا ہی بھلا کرتا ہے۔

حضور ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کی سنت اقدس رہتی دنیا تک ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ گویا نبی پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلنا اور اپنی زندگیوں کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالنا آج بھی انسانیت کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم کی ضمانت ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے ہادی ہونے کے حق میں حضرت صدیق اکبرؓ کی زبان سے نکلے وہ الفاظ آج بھی تاریخ انسانیت میں انمٹ نقوش کے حامل ہیں جب سفر ہجرت میں دشمن رسول اچانک سامنے آ گیا جس نے آپ ﷺ کو دیکھا بھی نہ تھا مگر صدیق اکبر کو جانتا تھا فوراً صدیق اکبر سے پوچھا یہ شخص کون ہے اگر صدیق اکبر نام لیتے ہیں کہ یہ ہمارے رسول محمد ﷺ ہیں تو آپ ﷺ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اور اگر کچھ اور کہتے تو صدیق اکبر کی زبان سے جھوٹ کا شائبہ ہے اور صدیق صدیق نہیں رہتا فوراً کہنے لگے یہ شخص مجھے راہ دکھانے والا ہے۔ (پروفیسر محمد مصطفیٰ: (۱۹۹۸) ص: ۵۲)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ہاشمی ﷺ

نبی پاک ﷺ کا سلسلہ نسب اور اس کی ایک ایک کڑی جس سے آپ ﷺ پیدا ہوئے نہایت معززاور نامور تھے۔آپ ﷺ کے اباؤاجداد کے انوار کی روشنی عبداللہ تک پہنچی اور کڑی درکڑی یہ نور منتقل ہوتا رہا۔

عبدمناف کو ان کے حسن وجمال کی وجہ سے مکہ کا چاند کہتے تھے۔

ہاشم کا چہرہ موتی کی طرح چمکتا تھا۔جوان کو دیکھتا دم بخود رہ جاتا۔عبدالمطلب کے چہرے سے نور کی شعائیں نکلتی محسوس ہوتی تھیں۔

عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے سب سے وجیہہ وجمیل تھے۔اور پھر نبی پاک ﷺ کے انوار کی کرنوں نے تو آفتاب عالم کو ہی منور کردیا۔(محمد علی چراغ:۲۰۰۵،ص،۳۸۷)

آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی آپ ﷺ کے جداعلیٰ ہاشم بن عبدمناف کی نسبت سے معروف ہے آپ ﷺ کے شجرہ نسب میں قصی،عبدمناف اوران کے فرزند ہاشم کا ذکر خصوصیت سے ملتا ہے۔بنی ہاشم عرب کا سب سے معزز قبیلہ تھا یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے اللہ کے گھر کی حفاظت،نگرانی اور خدمت کا ذمہ لیا اور اس ذمہ داری کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔حجاج کو کھانا کھلاتے،چرمی حوض میں پانی بھروا کر زمزم اور منیٰ کے پاس سبیل رکھتے تھے۔تجارت کو نہایت ترقی دی،قیصر روم سے خط وکتابت کے ذریعے فرمان جاری کروایا کہ قریش جب تجارت کی غرض سے ان کے ملک میں جائیں تو ان سے کوئی ٹیکس نہ لیا جائے حبشہ کے فرمانروا سے بھی اس قسم کا اجازت نامہ لکھوایا اہل عرب جاڑوں میں یمن اور گرمیوں میں شام اور ایشیائے کوچک جایا کرتے تھے۔عرب میں راستے محفوظ نہ تھے ہاشم نے مختلف قبائل سے معاہدہ کیا کہ قریش کی تجارت کے قافلوں کو نقصان نہ پہنچائیں گے جس کے بدلہ میں قریش کے تجارت کے قافلے ان قبائل میں ان کی ضرورت کی چیزیں خود لیکر جائے گا اور ان سے خرید وفروخت کرے گا۔اسی وجہ سے عرب میں لوٹ مار کے باوجود قریش کا قافلہ تجارت ہمیشہ محفوظ رہا۔ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا ہاشم نے اس قحط میں شوربہ میں روٹیاں چورا کر کے لوگوں کو کھلائیں اس وقت سے ان کا نام ہاشم پڑ گیا۔عربی زبان میں چورہ کرنے کو ہشم کہتے ہیں جس کا اسم فاعل ہاشم ہے۔(شبلی نعمانی،۱۳۳۲ھ،ص،۱۶۵)

ہاشم نے زمانہ جاہلیت کی رسم اختفاد کو ختم کیا جس میں مفلس خاندان شہر سے دور چلا جاتا اور وہیں بھوک سے مرجاتا۔

Marfat.com

جب ذوالحج کا چاند نظر آتا تو جناب ہاشم اٹھ کر کعبے جا کر یوں خطاب کرتے۔

''اے قریش تم عربوں کے سردار اور سب سے زیادہ حسین وجمیل ہو اور فہم و فراست میں سب سے بڑھ کر ہو عرب میں تمہارا ایک مقام ہے، اللہ کے گھر کے والی ہو۔ لہٰذا اس کے مہمانوں کی عزت وتکریم کرو اگر میں اس قابل ہوتا میرا مال مجھے متحمل کر سکتا تو میں خود اس کا ذمہ اٹھاتا۔

جناب ہاشم نے قبیلہ قریش اور قبیلہ خزاعی کی باہمی مفاخرت کا قضیہ طے کرایا کہا کہ!

''اے لوگو! ہم ابراہیمؑ کی آل اور اسماعیلؑ کی اولاد ہیں ہم نضر بن کنانہ اور قصی بن کلاب بن مرہ کے بیٹے ہیں ہم مکے کے مالک اور حرم کے مکیں ہیں۔ اے قصی کے بیٹو تم ایک درخت کی دو ٹہنیوں کی طرح ہو اور جو شخص اپنے قبیلے پر تیر چلاتا ہے تیر خود اسی کو لگتا ہے۔

احسان اور سخاوت سے کام لو، لڑائی جھگڑا بے وقوفی ہے۔

زندگی کے رنگ بدلتے رہتے ہیں وقت ایک جگہ کھڑا نہیں رہتا اعمال ہی ہیں جو کام آتے ہیں اس لئے بے کار باتیں چھوڑ دو۔ اپنوں کی عزت کرو تا کہ آباد و شاد رہو اخلاق کے کمال کو پہنچو کہ زندگی کی یہی معراج ہے اور بد اخلاقی شرافت کا معیار نہیں یہ عزت کی زندگی کو تار تار کر دیتی ہے۔ (محمد علی چراغ: ۲۰۰۵، ص، ۴۰، ۴۱، ۷)

ہاشم کا اصل نام عمرو تھا تجارت کی غرض سے ایک دفعہ شام گئے راستے میں مدینہ پہنچے تو وہاں قبیلہ بنی نجار کی ایک خاتون سلمیٰ سے شادی کر لی اور کچھ دن وہیں ٹھہرے پھر بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس چھوڑ کر شام روانہ ہو گئے وہاں جا کر فسلطین کے شہر غزہ میں انتقال کر گئے۔ سلمیٰ کے جو بچہ پیدا ہوا اس کے بالوں میں سفیدی تھی اس لئے سلمیٰ نے اس کا نام شیبہ رکھا اور یثرب میں اپنے والدین کے ہاں ہی اس کی پرورش کی۔ یہی وہ بچہ تھا جو عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوا۔ عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ اور عبداللہ کے بیٹے نبی پاک ﷺ تھے۔ (محمد طاہر مصطفیٰ: ۱۹۹۸، ص، ۷۶) اس نسبت اور تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ ہاشمی کہلائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

یتیم ﷺ

نبی کریم ﷺ کے والد ماجد ولادت باسعادت سے دو ماہ پہلے وفات پا چکے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ بھی فوت ہوگئیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو اپنی نگرانی میں رکھا حضرت عبدالمطلب بھی ۵۷۹ء میں دنیا سے رحلت کر گئے۔ تو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے۔ (موسوسید یوفرانسیسی ص:۹۴)

آپ ﷺ کی عمر مبارک جب چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ حضرت بی بی آمنہ آپ ﷺ کو اپنے میکے لائیں اور مدینہ پہنچ کر پہلے آپ کو وہ مکان دکھایا جہاں آپ کے والد، حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے بعد ان کے مزار پر لے گئیں جس سے آپ ﷺ کے دل میں پہلی مرتبہ اپنی یتیمی کا احساس پیدا ہوا۔ مدینہ میں اپنے ننھیال ایک ماہ قیام کے بعد بی بی آمنہ آپ ﷺ کو لے کر واپس مکہ روانہ ہوئیں مگر ابوا پہنچ کر بیمار ہوگئیں اور اس مرض سے جانبر نہ ہو سکیں اور انہیں ابوا میں سپرد خاک ہونا پڑا۔ باپ کی قبر دکھانے لائیں تھیں اور اب ماں نے بھی راہ میں جدائی کا داغ دیدیا۔

والدہ کو دفن ہوتا دیکھ کر آپ ﷺ کی دنیا تاریکی سے بھر گئی۔ (میاں عابد احمد ص:۲۴۱)

اے حبیب! آپ ﷺ کو اللہ نے یتیم پا کر ٹھکانہ فراہم کیا۔ (الضحیٰ:۶)

مدینہ طیبہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر جناب آمنہ بیمار ہوئیں اور وہیں انتقال فرمایا۔ علالت میں ہی ایک روز اپنے لخت جگر کو سینے سے لگا کر کہا! میرے لخت جگر میں نے آپ ﷺ کی ولادت سے قبل خواب دیکھا تھا کہ نور کی ایک لہر میرے پہلو سے نکلی جس نے مشرق و مغرب کا احاطہ کرلیا ہے۔ میرے لال ﷺ میرا وقت رحلت آ پہنچا میرے در یتیم ﷺ کا اللہ والی۔

والد ماجد تو حضور ﷺ کی ولادت سے قبل ہی رخصت ہو چکے تھے اب سایہ دامان مادر بھی نہ رہا۔

شفیق باپ کا سایہ پہلے ہی اٹھ چکا ہے، ماں بھی کچھ روز بعد سفر آخرت اختیار کرلیتی ہے۔ تربیت کے جو ظاہری قدرتی ذریعے ہیں وہ یوں گم ہو جاتے ہیں۔ بوڑھے دادا اپنے آغوش تربیت میں لے لیتے ہیں۔ لیکن بچہ کا بچپن ابھی ختم نہیں ہونے پاتا کہ وہ بھی ہمیشہ کی نیند سو جاتے ہیں۔ گھر میں نہ نقد ہے، نہ جائیداد، نہ حکومت ہے نہ ریاست، خانہ ویرانی کا یہ عالم ہے کہ نہ ماں ہے نہ باپ، نہ دادا نہ دادی، نہ بھائی نہ بہن، تن تنہا بے ساز و سامان، بے

Marfat.com

یارو مددگار، ایک نوعمر اللہ کا بندہ ہے جسے سہارا ہے تو اسی نظروں سے اوجھل مولا کا اور آسرا ہے تو اسی نگاہوں سے غائب مالک کا۔ (عبدالماجد مولانا: (۱۹۸۸) ص: ۲۵)

ابواء مدینہ طیبہ سے قریب ۲۳ میل کی مسافت پر ایک بستی ہے۔ ہجرت کے بہت دنوں بعد کا واقعہ ہے جنگ تبوک سے واپسی پر حضور ﷺ اکرم کا اس راستے سے گزر ہوا تو والدہ ماجدہ کی قبر پر رکے اور بچوں کی طرح پھوٹ کر روئے۔ (اس منظر کے تصور سے کلیجہ منہ کو آتا ہے)۔

ام ایمن حبشیہ جناب آمنہ کے لال ﷺ کو ساتھ لیکر مکہ آئیں۔ اب حضور ﷺ کی پرورش کی ذمہ داری دادا عبدالمطلب نے اٹھائی۔ مگر دو برس بعد دادا جان کا بھی انتقال ہو گیا اس وقت حضور ﷺ ان کی چارپائی سے لگے بیٹھے تھے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس دو ماہ اور دس دن تھی۔ اب حضور ﷺ کے چچا ابو طالب نے کفالت کا بوجھ اٹھایا اور حضور ﷺ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔ عرب سوسائٹی میں یتیم بچوں کے ساتھ ہر زیادتی روا رکھی جاتی تھی وہ بے آسرا اور بے سہارا ہوتے، طاقتور رشتہ داران سے ان کے حصہ کی جائیداد ہڑپ کر لیتے غربت اور تنگ دستی ان کا مقدر بن جاتی تھی۔ ہمارے نبی ﷺ بھی جب پیدا ہوئے تو والد کی وفات پا جانے کے باعث ان کے سایہ عاطفت سے محروم تھے اور بچپن ہی سے آپ کی زندگی پر مشقت تھی۔ قریش کے رواج کے مطابق آپ ﷺ کی والدہ نے کسی دایہ سے بچے کو دودھ پلوانے کے لئے جب بنی سعد کی عورتوں سے معاملہ کرنے کی کوشش کیں تو وہ حضور ﷺ کو ایک یتیم بچہ ہونے کے ناطے دودھ پلانے پر راضی نہ ہوئیں بالآخر ایک غریب دایہ حلیمہ نے آپ ﷺ کو قبول کر لیا چند سال صحرا میں رہنے کے بعد آپ مکہ واپس آ گئے تو والدہ آمنہ کی آغوش محبت ملی لیکن سکون کے یہ لمحے بہت مختصر تھے۔ والدہ آپ کو یثرب لے گئیں مکہ کو لوٹتے ہوئے بواء کے مقام پر حضور کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا اور پھر آپ کو دوسری یتیمی کے صدمے سے دوچار ہونا پڑا اماں زندہ ہوتی تو آپ ﷺ کی پرورش، نشوونما اور معاشرہ میں آپ کو مقام دلوانے کی تدبیریں کرتیں اب یہ سہارا بھی رخصت ہوا۔ دادا عبدالمطلب حضور ﷺ کے سرپرست شفقت رکھنے لگے۔ یہ صورت حال دو برس قائم رہی جب آپ ﷺ آٹھ برس کے ہوئے تو دادا بھی چھوڑ گئے اب حضور ﷺ بنو ہاشم خاندان کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے قبیلہ کی عموئی تو لیتمیں ضرور تھے۔ لیکن آپ کو زندگی کی جدوجہد میں ہر حال خود ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا تھا۔ والد نے کوئی ترکہ نہ چھوڑا تھا۔ آپ بھی رواج کے مطابق خاندان کی بکریاں چرانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نبی کو گلہ بانی سے اس لئے وابستہ کرتا رہا تا کہ وہ آگے آگے چل کر اپنے صاحب ایمان ساتھیوں کی دیکھ بھال کرے اور ان کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی تربیت دے جس طرح ایک چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کی حفاظت خونخوار جانوروں سے کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں ہر شخص ایک چرواہا ہے اور اس سے اس گلے کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

اسی تربیت کے باعث حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے رابطہ رکھتے ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے ان

Marfat.com

کی خوشیوں اور غموں میں ان کا ساتھ دیتے۔ (خالد مسعود: (۲۰۰۳) ص: ۹۲،۹۳)

سینکڑوں یتیم بچے والدین کے سائے سے محرومی کی بنا پر نامکمل تربیت پاتے ہیں اور ہزاروں ماں باپ کے بے جالاڈ پیار کے باوجود بگڑ جاتے ہیں۔ بچے کی فطری ذکاوت وسعادت خارجی ماحول سے اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، وہ کون سا اثر قبول کرتی ہے اور کون سا نہیں؟ اس کا دارومدار کسی حد تک بچے کی جبلی فطرت پر ہے یا ایزدی رہبری پر جو انسانی فطرت کو لحہ بہ لحہ قدرت سے حاصل ہوتی رہتی ہے۔ الم یجدک یتیما فاوی۔ میں، مادی پشت پناہی سے قطع نظر تربیت کی اس رہبری کی طرف بھی اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو خدائے قدوس نے اس دُرّ یتیم کے متعلق اپنی ذات خاص سے وابستہ فرمائی اور جن کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ماحول چاہے سازگار ہو یا ناسازگار، تاثر ہمیشہ صحت مندانہ ہی قبول کیا جاسکے۔ (عرفان غازی: (۱۹۸۶) ص: ۲۰۳)

بے سہاروں کا سہارا بھی وہی ہوسکتا ہے جس کی زندگی خود بے سہارا رہ چکی ہو۔ یتیموں کا صحیح دست گیر وہی ہوسکتا ہے۔ جس نے خود یتیمی کے دن دیکھے ہوں۔ حضورﷺ کی زندگی کا بے ساز وبرگ ہونا تھا۔ اسی لئے قدرت نے ولادت کے ساتھ ہی یتیمی کو وابستہ کردیا۔ دنیا کے ان گنت یتیموں کے لئے مشن ذات سہارا بننے والی تھی اور ہر یتیم کو اسی ذات سے ایک ابدی شرف انتساب حاصل کرنا تھا۔

آپﷺ کے دادا عبدالمطلب کی کفالت کو ابھی دو سال ہی گزرے تھے کہ ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ پھر آپ کے چچا ابو طالب نے پرورش کی جو بڑے معزز اور باوقار تھے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ عیالدار تھے۔ اور اس کی وجہ سے اپنے گھر کی خوراک وضروریات مشکل سے پوری کیا کرتے تھے۔ نویں سال میں اپنے چچا کے ساتھ شام کا پہلا سفر کیا، قافلہ کے آدمیوں کا بصرہ کے قریب بحیرہ کے راہب سے ملنے کا اتفاق ہوگیا اس نے انہیں سابقہ کتابوں کی روشنی میں یہ بات بتائی کہ اس زمانہ میں عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوا چاہتا ہے، قافلہ والوں نے بتایا کہ ابھی تک ان کا ظہور نہیں ہوا۔ بیس سال کی عمر تھی کہ ''فجار'' کی جنگ میں شریک ہوئے، یہ قریش اور اس کے حلفیوں اور قیس اور ان کے حلفیوں کے درمیان مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کے مقام پر ہوئی تھی۔

پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کی تجارت کے سلسلہ میں دوسری بار شام جانا ہوا۔ وہ لوگوں کو معاوضے پر اپنے لئے تجارت پر بھیجا کرتی تھیں۔ جب انہوں نے آپﷺ کی امانت، سچائی اور دوسری عمدہ صفات جو بچپن ہی میں آپﷺ کے اندر تھیں اور جن کی وجہ سے قوم نے امین کا خطاب دیا، کا چرچا سنا تو آپﷺ کو اس کام کے لئے منتخب کیا اور اپنے غلام میسرہ کو بھی ساتھ بھیجا۔ آپﷺ کو خرید وفروخت میں بہت منافع ہوا۔ شام سے واپسی کے دو ماہ بعد حضرت خدیجہ سے شادی ہوگئی انہوں نے آپﷺ کو اپنے لئے پسند کر لیا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔

پینتیس سال کی عمر تھی کہ بہت سخت سیلاب آیا، جس نے کعبہ کی دیواروں کو ہلا کے رکھ دیا اور اس سے

Marfat.com

پہلے آگ بھی لگ چکی تھی، قریش نے جب کعبہ کی تعمیر کا عزم کرلیا۔ آپ ﷺ نے اس کی تعمیر میں حصہ بھی لیا اور کام بھی کیا۔ حجر اسود کو اپنی جگہ کون رکھے گا۔ اس پر قریش میں اختلاف ہوگیا اور اس پر ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ اس بڑی مشکل کا رسول اعظم ﷺ نے فیصلہ کیا، اپنی چادر بچھادی اور فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا سرا پکڑ لے آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے پکڑا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

کوئی بھی چیز آپ ﷺ کو کام سے باز نہ رکھ سکی تھی۔ جب کام کے قابل ہوئے تو اپنے دودھ شریک بھائیوں کے ساتھ مل کر جنگل میں بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے اور اسی طرح وہاں سے آجانے کے بعد بھی، تھوڑی سی مزدوری پر بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب وہاں کشائش رزق نصیب ہوئی تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے، عبادت بھی کی حمد وشکر بھی کیا اور آپ ﷺ کا زیادہ وقت غار حرا میں عبادت ہی میں گزرتا تھا۔ (میجر جنرل محمود: شیت: ۲۵، ۲۷)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

یٰسین ﷺ

یہ اسم پاک بھی قرآن پاک کے حروف مقطعات میں سے ہے۔ابن عباس عکرمہ،ضحاک،حسن بصری اور سفیان بن عینیہ کا قول ہے کہ اس کے معنی ''اے انسان''''اے شخص'' کے ہیں۔بعض مفسرین نے اس اسم پاک کو ''یاسید'' مخفف بھی کہا ہے اور ان الفاظ کے مخاطب نبی پاک ﷺ ہی ہیں۔(محمد طاہر مصطفیٰ:(۱۹۹۸)ص:۱۰۳)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا! میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں ان اسماء میں ایک یٰسین ہے یوں بھی کہا جاتا ہے کہ لفظ ''یٰسین'' سریانی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی اے انسان! اے انسان کامل یا ''اے سردار'' کے ہیں اور اس سے مقصود حضور ﷺ ہیں اس کے معنی ''اے انسان'' (جس کی طرف یہ وحی کی جاتی ہے یعنی اے ہمارے رسول!) بھی ہیں۔(محمد علی چراغ:(۲۰۰۵)ص:۷۵۲)

یاسین کا معنی لغت طے ہیں''یاانسان ہے''اور اس سے مراد انسان کامل یعنی حضور ﷺ ہیں اور یہ مخفف ہے یاسید البشر کا۔

حدیث پاک میں ہے''حضور ﷺ نے فرمایا دینے والا اللہ تعالیٰ اور بانٹنے والا میں ہوں۔اس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور ﷺ دل کی مانند ہیں اور سورت یاسین قرآن کریم کا دل ہے۔کس قدر پیارا اور لطیف آغاز ہے کہ اس سورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جارہا ہے۔

سورۃ یٰسین میں پانچ رکوع،تراسی آیات،سات سو انتیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔یہ سورۃ اسی وقت نازل ہوئی جب اہل مکہ شدت سے اور پوری قوت سے اسلامی تعلیمات سے انکار کرنے لگے تھے مگر دعوت اسلامی سے نیک فطرت روحیں اسلام کی طرف کھنچنے لگی تھیں اور روز بروز اسلام کے پھیلنے سے مشرکین گھبرا گئے تھے سرزمین عرب عرصہ سے نبوت کی روشنی سے محروم تھی گمراہی کے سبب شعور و عقل فہم و ادراک کی قوتیں ختم ہو چکی تھیں۔یہی وجہ تھی کہ نبی پاک ﷺ پر مشرکین نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ان کو تباہ شدہ بستیوں کا بتایا گیا کہ رسولوں کو جھٹلانے والے برباد ہو گئے تھے تم ایسی روش اختیار نہ کرنا۔(پیر محمد کرم شاہ:۱۳۹۹ھ،ص:۱۶۵،۱۶۷)

سورۃ یٰسین شروع ہی کے دو حرفوں کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے اس سورۃ کا زمانہ نزول یا تو مکہ کے دور متوسط کا آخری زمانہ ہے یا پھر یہ زمانہ قیام مکہ کے آخری دور کی سورتوں میں سے ہے۔کلام کا مقصد نبوت محمد ﷺ پر ایمان نہ لانے اور ظلم و استہزاء سے ہے اس کا مقابلہ کرنے کے انجام ڈرانا ہے اور استدلال سے تفہیم بھی کی گئی ہے

Marfat.com

اور یہ استدلال تین امور پر کیا گیا ہے۔

۱۔ توحید پر آثار کائنات اور عقل عام سے۔

۲۔ آخرت پر آثار کائنات، عقل عام اور خود انسان کے اپنے وجود سے۔

۳۔ رسالت محمدی ﷺ کی صداقت پر اس بات سے کہ آپ تبلیغ رسالت میں یہ ساری مشقت بے لوث برداشت کر رہے تھے اور جس تعلیم کی آپ لوگوں کو دعوت دے رہے تھے وہ سراسر حقائق پر مبنی تھیں اور ان کو قبول کرنے میں لوگوں کا اپنا بھلا تھا۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا یٰسین قرآن کا دل ہے کیونکہ وہ قرآن کی دعوت کو نہایت پرزور طریقے سے پیش کرتی ہے جس سے جمود ٹوٹتا ہے اور روح میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ ''اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو'' تاکہ مسلمانوں کے ذہن میں نہ صرف یہ کہ تمام اسلامی عقائد تازہ ہو جائیں بلکہ عالم آخرت کا نقشہ بھی واضح ہو جائے اور وہ یہ جان لے کہ دنیا کی زندگی سے گزر کر اب اگلی زندگی میں اس کا کن منزلوں سے واسطہ پڑنے والا ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی: (۱۹۸۱)، ص: ۲۴۴)

ابن کثیر میں ترمذی شریف کے حوالے سے بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں! ''ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن شریف کا دل سورۃ یٰسین ہے'' (علامہ امام ابن کثیر: (۱۹۸۶)، ص: ۳۷۷)

سورۃ یٰسین آغاز میں اس طرح کلام کا آغاز کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کفار قریش پوری شدت کے ساتھ حضور ﷺ کی نبوت کا انکار کر رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تمہید کے آغاز ہی میں اس فقرے سے فرمایا! ''کہ تم یقیناً رسولوں میں سے ہو'' وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں جو تمہاری نبوت کا انکار کرتے ہیں پھر اس بات پر قرآن کی قسم کھائی گئی ہے اور لفظ ''حکیم'' کو قرآن کی صفت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے نبی ہونے کا بین ثبوت یہ قرآن ہے جو سراسر حکمت سے لبریز ہے۔ (محمد علی چراغ: (۲۰۰۵)، ص: ۷۵۳)

''اے وہ انسان! (جس کی طرف یہ وحی کی جاتی ہے یعنی اے ہمارے رسول!) یہ لوگ تم سے تمہارے اس دعویٰ کا ثبوت مانگتے ہیں کہ تم خدا کی طرف سے رسول ہو، ان سے کہو کہ) خود قرآن مجید اس پر شاہد ہے کہ میں خدا کے رسولوں میں سے ہوں۔ اس پر غور وفکر کرو تو تم پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ میں صراط مستقیم پر چل رہا ہوں جو انسان کو اس کی منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ (۳۶: ۱۔۴)

اس سورۃ میں آپ ﷺ کی رسالت کا اثبات اور آپ ﷺ کو یہ تسلی دی گئی ہے کہ قرآن پاک اس بات کی خود شہادت ہے کہ آپ ﷺ رسول ہیں اور لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہیں۔

سورۃ کی پہلی آیات ہی میں فرمایا گیا! ''اے انسان کامل! یا اے عرب وعجم کے سردار! مجھے اس قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ ان برگزیدہ انسانوں میں ہیں، جن کو میں نے رسالت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے قرآن حکیم

Marfat.com

کی قسم ہے کہ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں (پیر محمد کرم شاہ: ۱۳۹۹ھ، ص: ۱۶۷)

سورۃ یٰسین کی فضیلت کے بارے میں روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے ایک ہزار سال قبل (فرشتوں کے سامنے) سورۃ طٰہٰ سورۃ یٰسین تلاوت فرمائی جب فرشتوں نے اس کلام کو سنا تو کہنے لگے مبارک ہو وہ امت جس پر یہ قرآن نازل کیا جائے گا اور مبارک ہیں وہ سینے جو اس کو اٹھائیں گے اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو اس کو پڑھیں گی۔ (ابو ہریرہ)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب نامہ

القرآن

۱ ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا، سید، سیرت سرور عالم ﷺ، جلد دوم، ۱۹۹۲، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

۲ ابوالاعلیٰ مودودی، سید، تفہیم القرآن، جلد ششم، ۱۹۸۱، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

۳ ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور عالم ﷺ، ۱۹۸۰، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، جلد اول۔

۴ ابوالاعلیٰ مودودی، سید، تفہیم القرآن، جلد دوم، ۱۹۹۸، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)

۵ ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد سوم، ۱۹۸۲۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

۶ ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ۱۹۸۱، جلد چہارم، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

۷ ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ۱۹۸۱، ادارہ ترجمان القرآن، جلد سوم، لاہور۔

۸ ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی سرمایہ داری اور اشتراکیت، ۱۹۹۳، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لاہور۔

۹ ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا، سیرت سرور عالم ﷺ، جلد دوم، ۱۹۷۸، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

۱۰ ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا، سیرت سرور عالم ﷺ، ۱۹۸۰، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

۱۱ ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد سوم، ۱۹۸۱، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

۱۲ ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد چہارم، ۱۹۸۱، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور۔

۱۳ اکبر شاہ خاں، مولانا، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی لاہور

۱۴ اسد القادری مولانا، سیرت الرسول ﷺ، ۱۹۸۱، جلد اول، ایجوکیشنل پریس کراچی،

۱۵ امیر علی سید، ترجمہ محمد ہادی حسین، روح اسلام، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ت، ن

۱۶ ابوالکلام احمد، ترجمان القرآن، ۱۹۳۱، جلد اول، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

۱۷ اکبر شاہ خان، حجۃ الاسلام، ۱۹۸۸، پروگریسو بکس اردو بازار لاہور۔

۱۸ امام علامہ ابوسعید عبدالمالک بن عثمان، شرف النبی ﷺ، ۱۹۸۴، ملک اینڈ کمپنی، لاہور۔

۱۹ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، جلد ۲۔

۲۰ انجیل، (۱۹۰۶)، مطبوعہ برٹش اینڈ بائبل سوسائٹی، لاہور

Marfat.com

۲۱ الشیخ احمد بن محمود الدیب، العلاج قرآنی، ادارہ طباعت، کراچی، ت۔ن

۲۲ انیس احمد شیخ، انوار الکریم، ۱۹۹۷، مکتبہ الحبیب، لاہور

۲۳ ابوعبداللہ محمد ابن اسماعیل بخاری، بخاری شریف، ۱۹۸۵ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۲۴ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، ترمذی شریف، ۱۹۷۳، ادبیات لاہور۔

۲۵ اردو انسائیکلو پیڈیا، فیروز سنز لاہور۔

۲۶ ابن ہشام، سیرت النبی، ۲۰۱۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۲۷ اسرار احمد، ڈاکٹر، ۲۰۰۰، مطالعہ قرآن کریم کا نصاب، حکمۃ قرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، (جلد ۱۹، شمارہ ۸)

۲۸ اسد سلیم، شیخ، اسلامک ورلڈ آرڈر، ۱۹۹۲، مکتبہ القریش لاہور۔

۲۹ ابوالکلام احمد، ترجمان القرآن، جلد دوم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، علمی پرنٹنگ پریس، لاہور۔

۳۰ امام علامہ ابوسعید عبدالملک بن عثمان، شرف النبی، ۱۹۸۴، ملک اینڈ کمپنی، لاہور

۳۱ امین احسن اصلاحی، تدبیر قرآن، ۱۹۸۲، فاران فاؤنڈیشن، لاہور۔

۳۲ امجد رؤف خان، سیارہ ڈائجسٹ، ۱۹۹۵، اخلاق رسول نمبر، لاہور۔

۳۳ امام شاہ ولی اللہ، حجة الله البالغه ۱۹۹۹، مکی دارالکتب، جلد اول، لاہور۔

۳۴ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، ۱۹۷۸، انجمن خدام القرآن، جلد سوم، لاہور۔

۳۵ ارشد محمود، اسلام بذریعہ قرآن، ۲۰۰۳، اسلام بذریعہ قرآن، ۲۰۰۳،

۳۶ انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، ۱۹۸۹، اقبال اکا[illegible] لاہور۔

۳۷ امیر الدین، سیرت طیبہ، مدرسہ تعلیم القرآن، ملتان، ت، ن۔

۳۸ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، ۱۹۷۸، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور۔

۳۹ الشیخ احمد بن محمود الدیب، العلاج قرآنی، ادارہ طباعت، کراچی، ت۔ن۔

۴۰ ابوالکلام آزاد، ترجمان القرآن، ۱۹۸۰، ساہتیہ اکادمی، نئی دہلی۔

۴۱ اسد گیلانی، رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب، ۱۹۸۱، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

۴۲ بشیر احمد، تمنا، تاریخ اسلام، نیو بک پیلس لاہور۔ت۔ن

۴۳ بہاول خان ناگرہ، کلمہ طیبہ، ۲۰۰۰، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور

۴۴ بشیر احمد صدیقی، پروفیسر، جواہر اللغات، مطبوعہ لاہور۔

۴۵ پرویز، معراج انسانیت، ۱۹۸۴، ادارہ طلوع اسلام، گلبرگ لاہور۔

Marfat.com

۴۶ پیر سید خضر حسین چشتی، شفاعت رسول، شاہ چراغ اکیڈمی، منڈی بہاؤالدین، ت۔ن۔

۴۷ پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ۱۳۹۹، جلد چہارم، ضیاء القرآن پبلیکیشن، لاہور۔

۴۸ تسنیم کوثر، رسول اکرم ﷺ کا اسلوب انقلاب، ۲۰۰۰، صادقیہ پبلیکیشنز، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

۴۹ ثریا عندلیب، آیات بنیات، ۱۹۹۲، سنگ میل، پبلی کیشنز، لاہور۔

۵۰ جی۔این۔امجد، اسلام اور دنیا کے مذاہب، ۱۹۷۷، پبلشرز مفید عام کتب خانہ، لاہور۔

۵۱ جامع ترمذی

۵۲ حکیم الامت اشرف علی تھانوی، اصلاح انقلاب امت، ۱۹۷۹، ادارہ المعارف کراچی۔

۵۳ حمید الدین فراہی، حکمت قرآن، ۲۰۰۰، فاران فاؤنڈیشن، مکتبہ جدید پریس، لاہور

۵۴ حامد حسن بلگرامی، ڈاکٹر، نور مبین، ۱۹۹۲، غزالی برادرز، آفسٹ پرنٹنگ پروفیشنلز، کراچی۔

۵۵ حفظ الرحمٰن سیوھاروی، مولانا، سیرت نبوی ﷺ، ۱۹۸۶، نفیس اکیڈمی کراچی۔

۵۶ حضرت العلام نور الدین عبدالرحمان، جامی، شواھد النبوہ، ۱۹۸۳، مکتبہ نبویہ لاہور۔

۵۷ حافظ محمد ثانی، تجلیات سیرت، ۱۹۹۶، فضلی سنز پرائیویٹ، لمیٹڈ، کراچی۔

۵۸ حامد الرحمٰن صدیقی، مولانا، ارشادات رسول اکرم ﷺ، ۱۹۸۲، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔

۵۹ حاجی محمد ادریس، خاندان نبوت، ۱۹۸۵، المطبعۃ العربیہ، لاہور

۶۰ خالد غزنوی، ڈاکٹر، طب نبوی ﷺ اور جدید سائنس، ۱۹۸۸، الفیصل، ناشران و تاجران کتب، لاہور۔

۶۱ خورشید احمد پروفیسر، تعلیم اسلامی تناظر میں، ۱۹۸۵، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد۔

۶۲ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، سنگاپور، ادارہ نشر و اشاعت، ت ن

۶۳ خورشید احمد گوہر، تاجدار رحمت، ۱۹۹۶، ریاض برادران، لاہور۔

۶۴ خالد مسعود، حیات رسول امی ﷺ، ۲۰۰۳، دار التذکر، لاہور۔

۶۵ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی، قرآن مجید کا عربی اردو لغت، ۲۰۰۱، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

۶۶ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، دعوت اسلام، ۱۹۷۲، محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب لاہور۔

۶۷ رشید محمود، راجا، منشور نعت، ۱۹۸۸، ماہ ادب پبلشرز لاہور۔

۶۸ زبیدہ قریشی، سیرت سرور کونین، ۲۰۰۱، ۲/۱۵۸، ایس بلاک، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور کینٹ۔

۶۹ سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات، ۱۹۸۹، ثناء پبلیکیشنز اردو بازار لاہور۔

۷۰ سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا، نبی رحمت، ۱۹۸۱، مجلس نشریات اسلام، کراچی۔

۷۱ سنن ابن ماجہ، جلد ا،

Marfat.com

۷۲ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۸۱، حصہ دوم نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔

۷۳ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۵۳، جلد سوم نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔

۷۴ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۹۲، نیشنل بک فاؤنڈیشن، جلد پنجم، اسلام آباد۔

۷۵ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۸۴، جلد ششم، سروسز بک کلب، لاہور۔

۷۶ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۸۳، آرمی بک کلب لاہور۔

۷۷ سید شبیر احمد، ترجمہ قرآن مجید، ۲۰۰۹، جلد سوم، قرآن آسان تحریک لاہور۔

۷۸ شبلی احمد، ڈاکٹر، تعلیم وتربیت اسلامیہ، ۱۹۶۳، ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور۔

۷۹ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۸۱، نیشنل بک فاؤنڈیشن، حصہ دوم، اسلام آباد۔

۸۰ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۸۱، نیشنل بک فاؤنڈیشن، جلد سوم، اسلام آباد۔

۸۱ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۷۹، نیشنل بک فاؤنڈیشن، حصہ دوم، اسلام آباد۔

۸۲ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۷۳، جلد ۴، قرآن محل، کراچی۔

۸۳ شمس بریلوی، سرور کونین کی فصاحت، ۱۹۸۸، مدینہ پبلشنگ کمپنی، جناح روڈ کراچی۔

۸۴ شمس الدین، امام، درود شریف کے فضائل وآداب، ۱۹۹۳، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔

۸۵ صفی الرحمان، مولانا، الرحیق المختوم، ۱۹۸۶، المکتبۃ السلیقہ، لاہور۔

۸۶ صادق حسین صدیقی، غزوات النبی ﷺ، ۱۹۹۳، مکتبہ القریش، لاہور۔

۸۷ صحیح البخاری

۸۸ صحیح مسلم

۸۹ صلاح الدین یوسف، ریاض الصالحین، ۱۹۹۷، دار اسلام، پبلشرز، جلد اول، لاہور۔

۹۰ صفی الرحمٰن مبارک پوری، مولانا، الرحیق المختوم، ۱۹۹۶، اردو، المکتبہ السّلفیہ، لاہور۔

۹۱ صدر الدین اصلاحی، اسلام ایک نظر میں، ۱۹۹۰، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور۔

۹۲ طالب حسین کرپالوی، سیرت النبی ﷺ قرآن کی روشنی میں، ۱۹۹۲، جلد پنجم، اسلامیہ دار التبلیغ، لاہور۔

۹۳ طالب حسین کرپالوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۹۲، جلد اول، اسلامیہ دار التبلیغ، لاہور۔

۹۴ طالب حسین کرپالوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۹۲، جلد دوم، اسلامیہ دار التبلیغ، لاہور۔

۹۵ طالب ہاشمی، اخلاق پیغمبری، شعاع ادب، لاہور، ت ن۔

۹۶ طالب الہاشمی، حسنت جمیع خصاله صلو علیه واله، ۱۹۹۷، القمر انٹر پرائزز، غزنی سٹریٹ لاہور۔

۹۷ ظہور احمد اظہر، فصاحت نبوی، ۱۹۸۳، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور۔

Marfat.com

۹۸ عبدالحمید صاحب، دہلوی، سیرت محبوب کائنات ﷺ، کتاب خانہ، شان اسلام، لاہور، ت۔ن۔

۹۹ عبدالمجید شاکر، سیرت سید المرسلین ﷺ، ۱۹۸۲، چغتائی جنرل سٹور اینڈ بک ڈپو ملتان۔

۱۰۰ علی اصغر ڈاکٹر چوہدری، حضرت محمد ﷺ، ۲۰۰۰، حصہ سوم، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور۔

۱۰۱ عبدالرشید گجراتی، مولانا، شرح الفاظ القرآن، جلد سوم، شمسی پبلشنگ ہاؤس کراچی۔

۱۰۲ عبدالرشید گجراتی، مولانا، شرح الفاظ قرآن، جلد اول، شمسی پبلشنگ ہاؤس کراچی۔

۱۰۳ علامہ نور بخش توکلی، پروفیسر، سیرت رسول عربی ﷺ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔ ت،ن

۱۰۴ علامہ عالم فقری، پیغام مصطفیٰ ﷺ، ۱۹۸۸، شبیر برادرز، ۴۰ بی لاہور۔

۱۰۵ عبدالصمد رحمانی، مولانا، پیغمبر عالم، ۱۹۸۷، ادارہ فروغ ادب سائنس، لاہور

۱۰۶ عابد احمد میاں، شان محمد ﷺ، سیرت انٹرنیشنل ریسرچ سنٹر، لاہور، ت۔ن

۱۰۷ علی حافظ، ابواب تاریخ المدینۃ المنورہ، مترجمہ آل حسن صدیقی۔ شرکۃ المدینۃ المنورہ، ت ن

۱۰۸ علی احمد چوہدری ''عہد نبوی میں تعلیمی نظم وضبط، ۹۲۔۱۹۹۱، اسلامی ایجوکیشن، ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور۔

۱۰۹ عرفان غازی، حضور اکرم ﷺ کا بچپن، ۱۹۸۵، رسول نمبر، شعبہ ادارت، جلد اول، لاہور۔

۱۱۰ علامہ یوسف القرضاوی، ترجمہ شمس پیرزادہ، اسلام میں حلال وحرام، ۱۹۸۱، ادارہ اشاعت الاسلام، کراچی۔

۱۱۱ عبداللہ القرطبی، عدالت نبوی کے فیصلے، ۱۹۸۲، ادبستان لاہور۔

۱۱۲ عبدالماجد، مولانا، ذکر رسول ﷺ، ۱۹۸۸، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور۔

۱۱۳ عبدالمجید مولانا، رہبر کامل، مسلمان کمپنی، سوہدرہ، گوجرانوالہ، ت،ن۔

۱۱۴ عبدالقدوس ہاشمی، سیرت انبیاء، کمال انسانیت، ۱۹۷۵، ماہنامہ فکر ونظر، لاہور۔

۱۱۵ عزیز ملک، تذکار نبی ﷺ، ۱۹۹۴، دیا پبلیکیشنز، اسلام آباد۔

۱۱۶ عبدالماجد، دریابادی، سیرت نبوی ﷺ قرآنی، مکہ بکس لاہور، ت، ن۔

۱۱۷ عبدالمجید، آخری نبی ﷺ اور ان کی تعلیمات، ۱۹۹۸، فضلی سنز، پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی۔

۱۱۸ عبدالرحمٰن، صحیح البخاری، ۱۹۷۵، ادارہ علوم شرعیہ، کراچی۔

۱۱۹ علامہ سید امام ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ۱۹۸۶، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور۔

۱۲۰ عبدالسلام، اسلامی تعلیم، ۱۹۷۴، چناب پیرنگ سنٹر، لاہور۔

۱۲۱ عبدالرحمٰن ابن جوزی، امام، منہاج القاصدین، ۱۹۸۵، ادارہ معارف اسلامی، لاہور۔

۱۲۲ علامہ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ۱۹۸۳، آرمی بک کلب، لاہور۔

Marfat.com

۱۲۳ عابد احمد، شانِ محمد، ۱۹۸۸، ادارہ ادب وثقافت، لاہور کینٹ۔

۱۲۴ عماد الدین ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ۲۰۰۴، جلد پنجم، شمع بک ایجنسی، لاہور۔

۱۲۵ غلام عابد خان، عہد نبوی کا نظام تعلیم، ۱۹۷۹، عوامی کتب خانہ، لاہور۔

۱۲۶ غلام احمد حریری، سیرت سرور انبیاء ﷺ، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔ ت۔ن۔

۱۲۷ کوثر نیازی، ذکر رسول ﷺ، ۱۹۸۹، جنگ پبلیشر، لاہور۔

۱۲۸ قاضی، زین العابدین، قاموس القرآن، ۲۰۱۱، ادارہ المعارف جامعہ دار العلوم، کراچی۔

۱۲۹ قاضی عیاض مالکی، کتاب الشفاء، ۱۹۸۰، مکتبہ نبویہ، لاہور، جلد اول۔

۱۳۰ گوہر ممتاز قاضی، سیرت النبی ﷺ اور ہماری زندگی، ۱۹۸۹، ڈیفنس کراچی۔

۱۳۱ لیاقت علی خاں نیازی، ڈاکٹر، مطالعہ سیرت، ۱۹۹۳، پروگریسو پبلیشرز، اسلام آباد۔

۱۳۲ محمد شفیع، مولانا مفتی، سیرت رسول اکرم ﷺ، ۱۴۰۴ھ، ادارہ اسلامیات، لاہور۔

۱۳۳ محمد حسین، ہیکل، حیات محمد ﷺ، ۱۹۹۰، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔

۱۳۴ محمد علی چراغ، شرح اسماء النبی ﷺ، ۲۰۰۵، زاہد پرنٹر، نذیر سنز لاہور۔

۱۳۵ محمد بن اسحاق یسار، ابو محمد عبد الملک بن ہشام، ۱۹۹۴، سیرت النبی ﷺ، کامل، اردو ترجمہ از سید یٰسین علی حسینی نظامی دہلوی، تہذیب جدید سعود اشرف عثمانی، ادارہ اسلامیات، جلد اول، لاہور

۱۳۶ محمد مقصود الحسن، مرزا صلو علیہ و سلمو تسلیما ۲۰۰۰، مصطفیٰ فاؤنڈیشن فاروق کالونی لاہور۔

۱۳۷ محمد اشرف علی تھانوی، اصلاحی نصاب، ذیقعد ۱۴۰۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۱۳۸ مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی، پیغمبر انسانیت، ۱۹۸۴، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔

۱۳۹ محمد احسان الحق سلیمانی، رسول مبین، ۱۹۹۳، مقبول اکیڈمی لاہور۔

۱۴۰ محمد فاروق خان، دعوت اسلامی اور اس کے اصول وآداب، ۱۹۹۶، اسلامک پبلیکشنز، لاہور۔

۱۴۱ مرتضیٰ احمد خان میکش، رحمۃ اللعالمین، تاج کمپنی لاہور۔ ت۔ن

۱۴۲ محمد حنیف ندوی، مولانا، چہرہ نبوت قرآن کے آئینے میں، ۱۹۹۹، علم وعرفان پبلشرز، لاہور۔

۱۴۳ محمد بشیر، مولانا البرہان، دار العلوم جامعہ رضویہ، عزیز القرآن رسولپور۔

۱۴۴ محمد عبد الرشید نعمانی، مولانا، لغات القرآن، جلد چہارم، دینی کتب خانہ لاہور۔ ت۔ن

۱۴۵ سید یوفرانسیسی، تاریخ ادب، بستان ادب، لاہور، ت۔ن۔

۱۴۶ محمد حنیف ندوی، مولانا، آنحضرت ﷺ کا اسلوب دعوت وارشاد ۱۹۸۳، رسول نمبر، جلد سوم نقوش لاہور۔

۱۴۷ محمود شکری آلوسی، بلوغ الارب، ۱۹۶۷، جلد سوم، مرکزی اردو بورڈ، لاہور۔

Marfat.com

۱۴۸ محمد طفیل، ''رحمۃ اللعالمین'' ۱۹۸۳ء، رسول نمبر، جلد سوم، نقوش لاہور۔

۱۴۹ مرتضیٰ احمد خان میکش، ''رحمۃ اللعالمین'' تاج کمپنی، لاہور، ت۔ن

۱۵۰ محمد شفیع مرزا، ڈاکٹر، پاکستان میں اسلامی نظام تعلیم کے نفاذ کی تدابیر، ۹۲۔۱۹۹۱ء، اسلامک ایجوکیشن ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب لاہور)

۱۵۱ محمد سلیم پروفیسر، ''قرآن کا تصور تعلیم'' ۱۹۸۳ء، ادارہ تعلیم و تحقیق، پاکستان، لاہور۔

۱۵۲ محمد طفیل، نقوش، رسول نمبر، ۱۹۷۰ء، دارالاشاعت، لاہور۔

۱۵۳ محمد منیر افضل، شعلۂ گفتار، ۲۰۰۰ء، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور

۱۵۴ محمد طاہر القادری، پروفیسر، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، نومبر ۲۰۰۰ء، جلد چہارم، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۱۵۵ محمد طاہر القادری، پروفیسر، ڈاکٹر، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ۲۰۰۱ء، جلد ا، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔

۱۵۶ محمد طاہر القادری، پروفیسر، ڈاکٹر، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ۲۰۰۱ء، جلد ۲، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔

۱۵۷ محمد طاہر القادری، سیرت الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۲۰۰۲ء، جلد دہم، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔

۱۵۸ محمد طاہر القادری، سیرت الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۹۹۷ء، جلد اول، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔

۱۵۹ محمد طفیل، نقوش، رسول نمبر، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۹۸۳ء، ادارہ فروغ اردو، لاہور۔

۱۶۰ مولانا اخلاق حسین، قاسمی، محاسن موضوع قرآن، ۱۹۸۳ء، ذوالنورین اکادمی، بھیرہ۔

۱۶۱ محمد طفیل، نقوش، رسول نمبر، عبدالرحمٰن عزام، تاجدار دو عالم کی فصاحت و بلاغت، ۱۹۸۳ء، شمارہ ۱۳۰، جلد چہارم۔

۱۶۲ محمد یحییٰ خان، پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں، ۱۹۹۹ء، ۳۵۶، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

۱۶۳ مغیث الدین، پروفیسر، تفہیم اسلامیات، ۱۹۹۳ء، قریشی برادرز، لاہور۔

۱۶۴ محمد طاہر مصطفےٰ، پروفیسر، سیرت الرسول فی اسماء الرسول، ۱۹۹۸ء، صادق پبلیشرز، لاہور۔

۱۶۵ محمد جعفر شاہ پھلواری، نقوش، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تبلیغ، ۱۹۸۳ء، رسول نمبر، جلد سوم، لاہور۔

۱۶۶ منور ابن صادق، تجرید تفاسیر صادقی، ۱۹۹۱ء، حصہ اول، اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ لاہور۔

۱۶۷ محمد صادق، مولانا، سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم، تعلیماتی کتب خانہ، لاہور ت۔ن۔

۱۶۸ مونس زبیری، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۹۸۱ء، نیشنل بک فاؤنڈیشن، کراچی۔

۱۶۹ محمد عبدالحیٔ، ڈاکٹر، اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تاج کمپنی لاہور، ت، ن۔

۱۷۰ میجر جنرل محمود شیث خطاب، نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلکیاں، پاکستان بک سنٹر، لاہور، ت۔ن۔

۱۷۱ محمد معین اختر، تفہیم سیرت صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۹۹۹ء، دارالتذکیر، لاہور۔

۱۷۲ مناظر اعظم، مولانا محمد عمر، مقیاس النور، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، ت۔ن۔

Marfat.com

۱۷۳ مقالات قومی سیرت کانفرنس، ۲۰۰۳، وزارت مذہبی امور، زکوۃ وعشر حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

۱۷۴ محمد اسلم صدیقی، ڈاکٹر، انداز بیان اپنا اپنا، ۱۹۹۴، نثری تقریریں، عمیر پبلشر، لاہور۔

۱۷۵ محمد اسحاق قریشی، حضور اکرم ﷺ پیغمبر امن وسلامتی، ۱۹۹۸، مکتبہ زاویہ، لاہور۔

۱۷۶ محمد فاروق کمال، سیرت محمد رسول ﷺ، ۱۹۹۷، ڈیفینڈرز آف اسلام ٹرسٹ، لاہور۔

۱۷۷ منشی عبدالرحمٰن خان، اسلام اور انسان، ۱۹۸۲، عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، ملتان۔

۱۷۸ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، ۱۹۸۲، جلد چہارم، مکتبۂ عثمانیہ، بیت الحمد، جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

۱۷۹ محمد عبدالجبار شیخ، سیرت مجمع کمالات ﷺ، ۱۹۸۸، ادارہ تعلیمات سیرت، سیالکوٹ۔

۱۸۰ محمد عبدالحیٔ، اسوہ رسول اکرم ﷺ، ادارہ نشریات اسلام، لاہور۔

۱۸۱ متین ہاشمی، الشفاء، ۱۹۸۳، انجمن اصلاح المسلمین، مکتبہ علمیہ، لاہور۔

۱۸۲ محمد ضیاء اللہ قادری، انوار المحمدیہ فی سیرۃ المصطفویہ، ۱۳۹۶، قادری کتب خانہ، سیالکوٹ۔

۱۸۳ محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ۱۳۹۹، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔

۱۸۴ محمد یٰسین خان مسوانی، مقالید القرآن، ۱۹۷۷، فوکس لمیٹڈ، لاہور۔

۱۸۵ محمد سرور خان، سیرت سرور کونین ﷺ، جلد ۹۔ت۔ن، لاہور

۱۸۶ مولانا محمد، خطبات محمدی، مکتبہ قدوسیہ، جلد سوم۔ت۔ن، لاہور

۱۸۷ محمد عبدالحیٔ، ڈاکٹر، اسوۂ رسول اکرم ﷺ، ادارہ نشریات اسلام، لاہور۔ت۔ن۔

۱۸۸ محشر رسول نگری، فخر کونین ﷺ، ۱۹۸۱، سجاد پبلیکیشنز، کوئٹہ۔

۱۸۹ محمد بدر عالم، ترجمان السنۃ، جلد دوم، سعید اینڈ کمپنی، کراچی، ت۔ن۔

۱۹۰ محمد شریف قاضی، اسوۂ حسنہ، ۱۹۸۲، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور۔

۱۹۱ محمد موسیٰ، مولانا، البرکات المکیۃ فی الصلوٰۃ النبویہ، ۲۰۰۱، ادارۃ التصنیف والادب الجامعہ الشرفیہ، لاہور۔

۱۹۲ محمد مقصود الحسن، مرزا، صلّو علیہ وسلمو تسلیما، جنوری، ۱۹۹۹، مصطفیٰ فاؤنڈیشن، لاہور۔

۱۹۳ محمد ایوب سپرا، اسماء الرسول ﷺ، پیارے رسول ﷺ کے پیارے نام، ۲۰۰۳، سبل السلام، کراچی۔

۱۹۴ معین الدین احمد، ندوی، شاہ، تاریخ اسلام، ۱۹۷۵، جلد اول، عصر اکیڈمی، پاکستان کراچی۔

۱۹۵ محمد یونس، ڈاکٹر حافظ، رسول اللہ ﷺ کا سفارتی نظام، ۱۹۹۶، اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ لاہور۔

۱۹۶ مولانا اشرف تھانوی، علوم فی القرآن، ۲۰۰۳، حیدر پبلیکیشنز، لاہور۔

۱۹۷ محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، ۱۹۸۲، ادارہ فروغ اردو، لاہور۔

۱۹۸ مولانا محمد طارق جمیل، سیرت النبی ﷺ، ۲۰۰۹ء، ادارہ تحقیقات، لاہور۔

Marfat.com

۱۹۹ محمد برکت علی، اسمائے النبی الکریم ﷺ، ۱۹۷۷ء، جلد اول، دارالاحسان، لاہور۔

۲۰۰ محمد عبدالحی، اسوۂ رسول اکرم ﷺ، کتب خانہ مظہری، کراچی۔ ت۔ن

۲۰۱ محمد بن عیسیٰ، شمائل ترمذی، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ت۔ن

۲۰۲ محمد صادق سیالکوٹی، جمال مصطفیٰ، نعمانی کتب خانہ لاہور۔ ت۔ن

۲۰۳ مسرت شوکت چیمہ، اسلام ایک عالمی دعوت، ۲۰۰۰ء، اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ ٹاؤن شپ لاہور۔

۲۰۴ مسعود احمد شاہ، رسول حکمت، ۱۹۹۲ء، بک پرنٹرز، لاہور۔

۲۰۵ نواب علی قاضی، رسول اکرم ﷺ، ۱۹۷۹ء، علمی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔

۲۰۶ نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، ''رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کے سترہ نکات'' ۱۹۸۳ء، نقوش، لاہور، رسول نمبر، جلد سوم

۲۰۷ نعیم صدیقی، محسن انسانیت، ۱۹۹۴ء، اسلامی پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور

۲۰۸ محمد طفیل، رسول نمبر، ۱۹۸۲ء، خطابت، ادارہ فروغ اردو، لاہور۔

۲۰۹ نواب وحید الزمان، تبویب القرآن فی مضامین الفرقان، ۱۹۸۳ء، خالد احسان پبلیشر، نعمانی کتب خانہ لاہور۔

۲۱۰ نذر محمد، حضور کی باتیں، ۲۰۱۰ء، صحیح بخاری سے ماخوذ، جلد اول، لاہور۔

۲۱۱ وحید الدین خان، دین کامل، دارالتذکیر، اردو بازار لاہور۔ ت۔ن

۲۱۲ وحید الزماںؒ، صحیح مسلم شریف، ۱۹۸۱ء، نعمانی کتب خانہ، خالد احسان پبلیشرز، لاہور۔

۲۱۳ وارث سرہندی، علمی اردو لغات، اردو انسائیکلو پیڈیا، فیروز سنز، لاہور۔

۲۱۴ Islam Seruice Leasue BombyCarlyle Thomas, "The Hero as Prophet"

G-Levi-Della vida, (The Encyclopaedia of Islam, Leiden, Vol:4, Article: Sira.

☆☆☆☆☆

Marfat.com